سلسلہ

احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب و فوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com
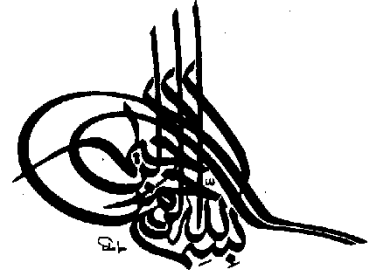
سلسلۃ أحادیثِ صحیحہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق،

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تبویب و فوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت —— 2009
اهتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ◉ غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

فہرست ابواب جلد اول

اخلاق، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

كتاب الأذان والصلاة

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کرنے کا بیان

ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان

قسموں، نذروں اور کفّارات کا بیان

❀❀❀

عرض ناشر

ہر مسلمان کی یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ قیامت کے دن کی منزلیں اس کے لیے آسان ہو جائیں۔ اس کے لیے وہ بساط بھر جدوجہد کرتا ہے۔ حساب کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حصول ایک مسلمان کی آرزو بھی ہے اور امید بھی۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی خدمت ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ کی شفاعت کا سبب ہوگی۔ آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے وقف کیے رکھیں' احادیث رسول (ﷺ) کی جمع و تدوین سے لے کر راویان حدیث کی چھان پھٹک تک یہ سارا کام ایک محیر العقول کارنامہ تو ہے ہی لیکن محبت کا ایک بے مثال مظہر بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محدثین نے اس دور میں ہزاروں میل سفر کیے کہ جب سفر کرنا ایک پر صعوبت کام ہوتا تھا۔ ان گنت افراد کے حالات جمع کیے' ان سے ملاقات کی۔ ان افراد کے اخلاق' عادات' حافظے' دیانت و امانت غرضیکہ ان کی سیرت کے تابناک نقوش کو امت کے سامنے ایک مرتب شکل میں پیش کیا۔

دور حاضر میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے احادیث کی تحقیق اور تخریج کا جو شاندار کام کیا ہے' ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ "**سلسلة الاحاديث الصحيحة**" اور "**سلسلة الاحاديث الضعيفة و الموضوعة**" ان کی دو عظیم الشان تصانیف ہیں۔

سلسلة الاحاديث الصحيحة کا اردو ترجمہ مکتبہ قدوسیہ کی شاندار روایت کے مطابق آپ کے ہاتھ میں ہے۔ الحمدللہ مکتبہ قدوسیہ اس سے پہلے احادیث کی کتنی ہی کتب کے تراجم اور شروحات اردو اور عربی زبان میں شائع کر چکا ہے' جن میں انجاز الحاجہ شرح ابن ماجہ از مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ' صحیح بخاری ترجمہ و شرح مولانا محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ' مشکاۃ المصابیح ترجمہ و شرح مولانا محمد صادق خلیل' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا عبدالسلام کیلانی' علامہ البانی کے تلمیذ رشید فضیلۃ الاستاذ ابو اسامہ سلیم بن عید الھلالی کی بہجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین' محدث العصر علامہ ڈپٹی سید احمد حسن محدث دہلوی کا حاشیہ بلوغ المرام اور سنن ابوداؤد مترجم ابوانس محمد سرور گوہر نمایاں ہیں۔

اللہ رب العزت کا بے پناہ فضل و امتنان ہے کہ اس نے ہمیں علامہ محمد ناصر الدین البانی کی اس عظیم الشان کتاب کے

ترجمہ کی اشاعت کی سعادت عطا فرمائی۔ ہم اس پر جس قدر شکر ادا کریں' وہ کم ہے۔ برادر عزیز جناب مولانا عبدالمنان راسخ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے محدثانہ اسلوب میں تبویب اور ترجمے کے ساتھ ساتھ کئی ایک مقامات پر مختصر فوائد کا بھی اہتمام کیا۔اور نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے یہ کام انجام دیا۔محترم مولانا محفوظ احمد اعوان نے اس کام میں ان کی معاونت کی۔خدمت حدیث کے اس منصوبے کی تکمیل پر ہم اپنے فاضل مترجمین کے شکر گزار ہیں۔

ان کے علاوہ جن احباب نے اس عظیم خدمت حدیث میں ہمارے ساتھ کسی بھی اعتبار سے تعاون فرمایا ہے' ہم ان کی عافیت وسلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔اللہ رب العزت سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ بھی حدیث شریف کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارے اس نیک عمل کو ہمارے والد مولانا عبدالخالق قدوسی شہید رحمہ اللہ کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائیں کہ جن کی تربیت کے نتیجے میں آج ہم اس قابل ہوئے۔

ربنا اغفرلي ولوالدی و للمومنين يوم يقوم الحساب

ابوبکر قدوسی
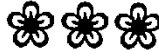
عرض مترجم

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس مختصر' جامع اور مقدس کتاب میں اکثر احکام و مسائل اجمالی طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل جانے بغیر اصل مقصود تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ان گنت اور لا تعداد درود و سلام ہوں حضرت محمد ﷺ پر کہ آپ نے ان اجمالی احکام و مسائل کی تفصیل اور عملی تفسیر اپنے پاکیزہ عمل و کردار اور ارشادات سے واضح فرمائی۔

رضا و رحمت کی بارش ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کہ ان نفوس قدسیہ نے ان تفصیلات و تشریحات کو دیکھا' سنا' سمجھا' لکھا اور ان پر عمل کرتے ہوئے اس قیمتی ورثہ کو تابعین کرام تک منتقل فرما دیا۔ اور پھر تابعین عظام' تبع تابعین کرام نے بڑی محنت و جانفشانی سے سفر و حضر کی تمام صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے احادیث مبارکہ کے حفظ و ضبط' درس و تدریس اور اشاعت و تحریر کا مستقل بنیادوں پر اہتمام فرمایا۔ اور الحمدللہ آج یہ ذخیرۂ حدیث جوں کا توں امت مسلمہ کے پاس صحیح اسانید کے ساتھ محفوظ ہے۔ والحمدللہ علی ذلک حمداً کثیراً

ذخیرۂ حدیث کی حجیت و قطعیت' حفاظت و صداقت اور وسعت و عالمگیریت ایک حقیقت معترفہ ہے اور جن جلیل القدر' رفیع الشان اور عظیم المرتبت تابعین و محدثین کی محنت و ریاضت' امانت و دیانت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں یہ عظیم سرمایہ امت مسلمہ کو نصیب ہوا اس کی تفصیلات کتب علوم الحدیث' کتب جرح و تعدیل اور کتب اسماء الرجال میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس قافلہ حدیث کے ہر راہی کا ذکر خیر' کہ اس نے ضبط حدیث کو کس طرح اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا' تاریخ اسلام کے روشن باب میں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ بنظر غائر ان کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد حدیث کی عظمت و حجیت سے انکار کرنا چڑھتے سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اور سلسلہ احادیث صحیحہ

جمال بے مثال ہو تو الفاظ کے سانچوں میں ڈھال کر تعریف کرنا مشکل ہو جاتی ہے اور اگر جمال حسن اعمال و مصفیٰ کردار کے اجزائے ترکیبی سے تخلیق کیا گیا ہو تو احاطہ مشکل تر بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اولادِ آدم میں انبیاء و رسل کے علاوہ کچھ ایسے ارباب عقل و دانش اور صاحب علم و فضل بھی پیدا فرمائے جن کا ذکر جمیل مشک و عنبر سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔

خدمت حدیث بھی بلاشبہ عظیم شرف و سعادت ہے اور اس عظیم شرف اور سعادت کبریٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مخلوق میں سے عظیم لوگوں کا انتخاب فرمایا' انہی سعادت مند چنیدہ شخصیات میں سرفہرست مجدد ملت' محدث عصر حضرت علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا نام عالی شان ہے۔ جنہوں نے ساری زندگی شجر حدیث کی آبیاری کی۔

امام البانی رحمہ اللہ حدیث و فقہ کے ثقہ امام تھے۔ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ' عالیہ' آلیہ اور اصول و فروع پر عبور و استحضار رکھتے تھے۔ آپ کی ثقاہت و فقاہت پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے۔ آپ کی شخصیت مشتاقان علم و عمل کے لیے نعمت ربانی تھی اور آج بھی آپ کی علمی و تحقیقی اور حدیثی خدمات اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے روشن چراغ ہیں۔ آپ کی خدمات کے اثرات و ثمرات کو دیکھ کر ہر سچا مسلمان یہی محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجدید دین کے لیے ہی پیدا فرمایا تھا گو کہ آپ معصوم عن الخطاء نہ تھے' آپ کے بعض تفردات پر اہل علم کا نقد بھی ہے مگر مجموعی طور پر آپ نے علم و تحقیق کی جو قندیلیں روشن کی ہیں اہل اسلام عرصۂ دراز تک ان سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

آپ نے زندگی میں بہت لکھا اور بہت ہی اچھا لکھا۔ ہمیشہ قلم کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا۔ فرق ضالہ و مضلہ کا رد' شرک و بدعت کی تردید' منہج محدثین کی ترویج' منکرین حدیث کا ابطال' جدید شبہات و اعتراضات کا علمی ازالہ' اصول محدثین کے مطابق ذخیرۂ حدیث کی تحقیق' مفید فقہی نکات اور اسلامی تعلیمات کی جامعیت کے ساتھ ساتھ منہج اہل حدیث کی صداقت و حقانیت وغیرہ آپ کی تحریری کاوشوں کے اہم موضوعات ہیں۔

آپ کی تالیفات و تخریجات اور تحقیقات و تنقیدات اس قدر جامع' مفید اور ثمر آور ہیں کہ کوئی معمولی مکتبہ اور علمی لائبریری ان سے خالی نہیں' اور کوئی ذوق مطالعہ رکھنے والا امتی اور علمی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے والا عالم ان سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ **و ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔** اور قلم راسخ بڑے رسوخ سے یہ بات لکھنے پر مجبور ہے کہ

صَنَّفَ الشيخ الالباني كُتُبًا قَيِّمَةً فِي فَنِّ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اَصْبَحَ كُلُّ مَنْ جَاءَ بَعْدَ الالباني عَيَالًا عَلٰى كُتُبِهٖ

شیخ البانی رحمہ اللہ نے فن حدیث میں تحقیقی رنگ کے ساتھ ایسی مضبوط علمی و تحقیقی کتب مرتب فرمائی ہیں کہ آپ کے بعد آنے والا ہر شخص آپ کی تصنیفات کا محتاج ہے۔'' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ آمین!

عمر فاروق قدوسی

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

(حیات وخدمات)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا شمار ان عظیم المرتبت شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے علمی تاریخ کے دھارے کا رخ بدل دیا۔ شیخ البانی نے اپنی خدماتِ حدیث سے امت میں احادیث کی جانچ پرکھ کا شعور زندہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اس اسلوب کے مجدد تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر موجود مکھیوں کو اڑا رہے ہیں۔ انہوں نے الجامع الصحیح مرتب کر کے اپنے اس خواب کو تعبیر کا روپ دیا۔ بارہ سو سال بعد علامہ ناصر الدین البانی نے حدیث رسول پر ایک وقیع کام **سلسلة الاحاديث الصحيحة** اور **سلسلة الاحاديث الضعيفة** کی شکل میں انجام دیا اور کھوٹے اور کھرے کو الگ الگ کر دیا۔ ان کی تالیفات' ان کے دروس ومواعظ اور ان کے جلیل القدر تلامذہ نے لوگوں کی سوچوں کے انداز بدل کر رکھ دیے۔ اب لوگ حدیث شریف کے صرف متن پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ جب ان کے سامنے کوئی حدیث پیش کی جائے تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف؟

احادیث کے متعلق فکر کا یہ شعور درحقیقت علامہ البانی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ان کے دیگر علمی کارنامے بلاشبہ لائق تحسین ہیں اور بعض تو بے مثال ہیں۔

آئندہ سطور میں اس عالم ربانی کے مختصر حالات درج کیے جاتے ہیں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ چھ بھائی تھے اور آپ کے والد نے سب کا نام محمد ہی رکھا تھا۔ البتہ ان میں امتیاز کرنے کے لیے ہر ایک کے نام کے ساتھ ایک نام اور لگا دیا تھا۔ شیخ کا پورا نام محمد ناصر الدین تھا۔ آپ ۱۹۱۴ء میں البانیہ کے دارالحکومت اشقودر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نوح نجاتی البانی ایک بڑے حنفی فقیہ تھے۔

شاہ احمد زوغ البانیہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے عثمانی سلطنت سے آزاد ہو کر ملک میں مغربی تہذیب وثقافت کو پروان چڑھانا شروع کر دیا اور اہل دین کے لیے مشکلات پیدا کرنا شروع کر دیں۔ علامہ البانی کے دوراندیش والد نے دمشق کی جانب ہجرت میں عافیت سمجھی اور وہ البانیہ سے شام چلے آئے۔ اس بادشاہ کے پھیلائے ہوئے اس شر سے امت مسلمہ کو بہت بڑی خیر نصیب ہوئی۔ علامہ البانی فرماتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جزائے خیر دے کہ وہ مجھے البانیا سے ملک شام ہجرت کر کے لائے۔ ورنہ میں اگر وہاں رہا ہوتا تو **من اجهل الجاهلين** ہوتا۔ شیخ البانی نے ابتدائی تعلیم جمعیۃ اسعاف

الخیریہ کے سکول سے حاصل کی۔ پھر ان کے والد نے اپنے بیٹے کے لیے ایک خصوصی نصاب مرتب کیا۔ علامہ البانی نے اپنے والد سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعض اور اساتذہ سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ علامہ البانی کے والد انہیں ایک حنفی عالم بنانا چاہتے تھے لیکن قدرت الٰہی کو کچھ اور منظور تھا۔ شیخ البانی کو بچپن سے ہی مطالعے کا شوق تھا۔ بیس برس کی عمر میں انہوں نے علامہ رشید رضا مصری کا المنار پڑھا۔ اس کے مطالعے نے ان کے دل میں علم حدیث کے حصول کی تڑپ پیدا کی۔ اس دور میں انہوں نے امام غزالی کی احیاء العلوم کی تخریج جو کہ علامہ عراقی نے کی تھی، اس کو نقل کیا اور اس پر تحقیق کی۔ یہ دو ہزار سے زیادہ صفحات کا کام تھا جو کہ شیخ البانی نے مکمل کیا۔ یہ علامہ البانی کی علم حدیث کی پہلی خدمت تھی۔ شیخ البانی کو طعنے بھی سننے پڑے اور اس کا آغاز ان کے اپنے والد کی ہی جانب سے ہوا جنہوں نے علم حدیث کو مفلس لوگوں کا پیشہ قرار دیا۔ علامہ البانی کے والد نے انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ یا تو حنفی مقلد بن کر رہو ورنہ گھر چھوڑ دو۔ چنانچہ علامہ البانی کو گھر بار سے دستبردار ہونا پڑا۔ لیکن انہوں نے اپنے پایہ استقامت میں کسی طرح کی کوئی لغزش نہ آنے دی۔

علامہ ناصر الدین البانی نے حصول علم کے لیے جس جگہ سے سب سے زیادہ استفادہ کیا وہ دمشق کا مکتبہ الظاہریہ تھا۔ علامہ البانی کا اکثر وقت الظاہریہ لائبریری میں گزرتا۔ ان کے والد گھڑی ساز تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو گھڑی سازی کا فن سکھایا اور اس میں طاق کر دیا۔ علامہ دن میں صرف ۳ گھنٹے کام کرتے اور بقیہ وقت مکتبہ الظاہریہ میں چلے آتے۔ وہاں وہ گھنٹوں مطالعے میں مصروف رہتے۔ لائبریری میں ان کے لیے ایک علیحدہ کمرہ مخصوص تھا۔ لائبریری انتظامیہ نے انہیں لائبریری کی ایک چابی بھی دے رکھی تھی؛ چنانچہ علامہ البانی لائبریری کے عملے سے پہلے آتے اور ان کے جانے کے بعد تھکاوٹ سے چور ہو جاتے تو گھر کا رخ فرماتے۔ علامہ البانی نے اس مکتبہ میں موجود دس ہزار کے لگ بھگ مخطوطات کی فہرست مرتب کی۔ اس فہرست کی تیاری ایک مشکل اور جان جوکھوں کا کام تھا جو کہ علامہ البانی نے تنہا انجام دیا۔ ذرا دس ہزار مخطوطات کو اپنے حاشیہ خیال میں لائیے اور پھر ان کی فہرست کی ترتیب کے کام کا تصور کیجیے۔ تب اندازہ ہوگا کہ علامہ البانی نے کس مشقت اور جاں فشانی سے یہ کام مکمل کیا۔

علامہ البانی نے صرف تصنیف و تالیف نہیں کی بلکہ وہ بہت بڑے داعی بھی تھے۔ باطل عقائد وافکار کے حامل افراد سے انہوں نے درجنوں مناظرے کیے۔ دمشق کے قرب و جوار میں بھی اور دور دراز کے علاقوں میں بھی انہوں نے تبلیغی دورے کیے، وہاں دروس دیے۔ آج شیخ البانی کے دروس و مواعظ ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں جو کہ ان کی دعوتی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

علامہ البانی کا درس و تدریس کا ایک مخصوص حلقہ تھا۔ جس میں طلبہ و اساتذہ شرکت کرتے تھے۔ اس حلقے میں پڑھائی جانے والی کتب میں فتح المجید شرح کتاب التوحید، الروضة الندیہ، الالمام فی احادیث الاحکام، اصول الفقہ وغیرہ کتب شامل تھیں۔ خواتین کے لیے شیخ البانی نے الادب المفرد کے درس کا اہتمام فرمایا تھا۔

علامہ ناصر الدین البانی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی تین سال تک استاد رہے۔ وہاں انہیں تلامذہ کا ایک وسیع

حلقہ میسر آیا۔ جن میں سے بعض بہت نامور ہوئے اور وہ بین الاقوامی شہرت کے حامل ٹھہرے مثلاً: علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ، شیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ، شیخ ربیع بن ہادی مدخلی اور شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق۔

علامہ البانی نے بھی کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حکومت شام نے انہیں دو مرتبہ جیل بھیجا۔ جیل میں بھی اس داعی کتاب و سنت نے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اور قیدیوں کے عقائد کی اصلاح کی۔ شیخ البانی کو ایک مرتبہ دمشق کی ''القلعہ'' نامی جیل میں ڈالا گیا۔ یہ وہی جیل تھی کہ جس میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی رہے تھے۔

شیخ ناصر الدین البانی کی ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری۔ ان کی مؤلفات اور تعلیقات کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ ان میں وہ کتب بھی شامل ہیں کہ جن پر شیخ نے تحقیق و تخریج کی ہے۔ ان میں **سلسلة الاحاديث الصحيحة** اور **سلسلة الاحاديث الضعيفة** کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ علامہ البانی کی کچھ معروف کتب درج ذیل ہیں۔

مختصر صحیح بخاری۔ صحیح و ضعیف سنن اربعہ۔ التوسل انواعه و احکامه۔ تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔ ارواء الغليل۔ صحيح الجامع الصغير۔ صحيح الترغيب و الترهيب۔ آداب الزفاف۔ غاية المرام في تخريج احاديث الحلال و الحرام۔ جلباب المرأة المسلمة۔ تمام المنة۔ تحريم آلات الطرب۔

شیخ البانی کی ایک خوبی جو انہیں بہت ممتاز کرتی ہے، وہ ان کا اپنی غلطی تسلیم کرنا اور اپنے مؤقف سے رجوع کرنا ہے۔ شیخ البانی سے بعض مقامات پر سرزد ہونے والی علمی خطاؤں کی ان کے ناقدین نے نشان دہی کی تو انہوں نے بلا تامل نہ صرف اپنے مؤقف سے رجوع کیا بلکہ اس کا اعلان بھی کیا۔ اس کی کئی ایک مثالیں ان کی کتب میں ملتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کے ذکر سے اجتناب کرتا ہوں۔

شیخ البانی نے اپنی تمام تر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و لائبریری جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے لیے وقف فرما دی۔ وہاں شیخ نے ۳ سال تک تعلیم دی تھی۔ دنیا بھر سے وہاں طالب علم آتے ہیں، اس لیے شیخ کو یقین تھا کہ وہ طلباء ضرور ان کتب و مخطوطات سے مستفید ہوں گے۔

اس عالم ربانی نے ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ کو اردن کے شہر عمان میں وفات پائی۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق وفات کے بعد بہت جلد دفن کر دیا گیا۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان شیخ نے وفات پائی اور نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ شیخ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی وفات کی اطلاع ان کے اعزہ و اقارب کو نہ دی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آمد کے انتظار میں تدفین میں تاخیر ہو، چنانچہ شیخ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق قریبی قبرستان لے جایا گیا۔ جنازہ کسی گاڑی میں رکھنے کے بجائے کندھوں پر اٹھایا گیا اور لوگ جنازے کے ہمراہ پیدل تھے۔ یہ بھی شیخ کی وصیت تھی کہ میری تدفین انتہائی قریبی قبرستان میں ہو تا کہ لوگوں کو جنازے کے ساتھ سفر کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

اللهم اغفرله و ارحمه واكرم نزله ووسع مدخله۔ آمين يا رب العالمين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مترجم کا شخصی تعارف

نام: عبدالمنان بن مولانا حکیم عبدالرحمٰن راسخ بن حاجی نیک محمد

وطن: منڈی ڈھاباں سنگھ' ضلع ننکانہ' پنجاب پاکستان

ولادت: ۱۳۹۹ ہجری بمطابق ۱۹۷۹ء

شہادات: ا۔الشهادة العالية...... جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

۲۔الشهادة العالمية...... جامعہ اسلامیہ صادق آباد

۳۔شهادة الدورة العلمية والتربية...... من جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۵۔التخصص فی التحقيق و التخريج ......مركز الامام البخارى للتحقيق ولتراث' صادق آباد

اجازة الرواية و مشائخ: ا۔ حضرة الشيخ الفقيه الاصولى الحافظ ثناء الله الزاهدى حفظه اللّٰه

۲۔ حضرة الشيخ المحدث العلامه الحافظ عبدالمنان النور فورى حفظه اللّٰه

۳۔ حضرة الشيخ التقى النقى محمد مظفر الشيرازى

۴۔ حضرة الشيخ الفاضل قمر الزمان المدينى

تدریسی خدمات: ا۔دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد

۲۔جامعہ امام بخاری سرگودھا

۳۔جامعہ مدنیہ فیصل آباد

۴۔خادم مركز معاذ بن جبل للتعليم والتربية' خطیب مرکز الحدیث مومن آباد فیصل آباد

حالیہ: سینئر ریسرچ سکالر۔مرکز البحوث العلمیۃ۔ریاض۔سعودی عرب۔

تصنیفات وتالیفات:

ا۔معجم اصطلاحات اصول الفقہ (عربی' طبع بیروت) ۲۔معجم اصطلاحات الاحادیث النبویۃ (عربی' طبع بیروت)

۳۔گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟ ۴۔آپ پر سلامتی ہو

۵۔شان حسن وحسین رضی اللہ عنہما ۶۔تاریخ ومصطلح الحدیث

۷۔ گالی ایک سنگین جرم
۸۔ انسانیت کا زیور نرمی
۹۔ فلیس منا (وہ ہم میں سے نہیں)
۱۰۔ لعنتی کون
۱۱۔ مسنون رکعات تراویح اور احناف
۱۲۔ ترجمہ وفوائد سلسلہ احادیث صحیحہ
۱۳۔ تخریج وفوائد سنن الدارمی
۱۴۔ تخریج وتصحیح 'فاعتبروا یا اولی الابصار
۱۵۔ آیئے! زندگی کو مبارک بنائیں
۱۶۔ تکلف نہ کیجیے!
۱۷۔ الطالبات مع حدیث الرسول
۱۸۔ رحمت کے فرشتے آپ کے پاس
۱۹۔ خواتین گلشن نبوی میں

(۱) الأخلاقُ والبِرُّ والصِّلَةُ

اخلاق، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

باب: المواخاة بین المهاجرین انفسهم

باب: مہاجرین کا آپس میں بھائی چارہ

۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((آخَی ﷺ بَیْنَ الزُّبَیْرِ وَبَیْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ))۔[الصحیحة:۳۱٦٦]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۱٦٦۔ الادب المفرد (٥٦٨)، بیهقی (٦/ ٢٦٢)

فوائد: اس مواخات سے مراد وہ پہلا بھائی چارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان قائم کیا تھا، علامہ البانی رحمہ اللہ سلسلہ احادیث صحیحہ نمبر 3166 کے تحت فرماتے ہیں: ((قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ "کَانَتِ الْمُوَاخَاةُ مَرَّتَیْنِ مَرَّةً بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ خَاصَّةً وَذٰلِكَ بِمَکَّةَ وَمَرَّةً بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْأَنْصَارِ)) امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے درمیان مواخات (یعنی بھائی چارہ) دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مہاجرین و انصار کے درمیان مدینہ منورہ میں۔ مکہ میں مہاجرین صحابہ کے مابین جو پہلی مرتبہ مواخات قائم ہوئی یہ صحیح حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ((لِأَنَّ الزُّبَیْرَ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ کَمَا هُوَ الْمَعْلُوْمُ)) کیونکہ یہ تو معروف ہے کہ حضرت زبیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما مہاجر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ ((وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَیْنِ)) اور آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں ((أَسْلَمَ بِمَکَّةَ قَدِیْمًا وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَیْنِ وَشَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ کُلَّهَا)) مکہ مکرمہ میں پہلے پہل مسلمان ہوئے اور دو مرتبہ ہجرت کی اور بدر سمیت دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ (تهذیب التهذیب)

باب: اذا لم تستح فاصنع ما شئت

جب حیا نہ رہے تو جو مرضی کر

۲۔ عَنْ أَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ مَرْفُوْعًا: ((آخِرُ مَا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰی: إِذَا لَمْ

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، پہلی نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو آخری بات پائی ہے وہ یہ ہے، کہ جب تجھے

تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ))۔ [الصحيحة:٦٨٤] حیاء نہ رہے تو جو مرضی کر۔

تخریج: الصحیحة ۶۸۴۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۲/ ۹۲)' واللفظ له' صحیح بخاری (۶۱۲۰) بنحوه۔

فوائد: حیاء مسلمان کا زیور ہے۔ جس طرح پھول بغیر خوشبو کے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بے حیاء انسان کی کوئی قدر نہیں فرماتے۔ کئی لوگ فطرتاً شرمیلے اور باحیاء ہوتے ہیں اور کئی افراد تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کے ذریعے شرم و حیاء کے پیکر بن جاتے ہیں۔ بہرحال شرم و حیاء کے ذریعے خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے اور آدمی منکرات و ہفوات سے بچا رہتا ہے، وگرنہ بے حیاء شخص کسی وقت بھی کوئی برا قدم اٹھا سکتا ہے کیونکہ جب حیاء نہ رہے تو خیر رخصت ہو جاتی ہے اور شر اپنا ٹھکانا مضبوط کر لیتی ہے۔

باب :عيادة المريض من الاخلاق

مریض کی عیادت کرنا اخلاق کا حصہ ہے

٣۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَدَ كَعْباً فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: مَرِيْضٌ، فَخَرَجَ يَمْشِيْ حَتّٰى أَتَاهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: ((أَبْشِرْيَا كَعْبُ! فَقَالَتْ أُمُّهُ: هَنِيْئاً لَكَ الْجَنَّةُ يَاكَعْبُ! فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ الْمُتَأَلِّيَةُ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: هِيَ أُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: مَا يُدْرِيْكِ يَا أُمَّ كَعْبٍ؟ لَعَلَّ كَعْباً قَالَ مَالَا يَعْنِيْهِ، أَوْ مَنَعَ مَالَا يُغْنِيْهِ))۔

کعب بن عجرہ ﷺ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے کعب کو گم پایا تو اس کے بارے میں سوال کیا۔ صحابہ نے کہا، وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ پیدل چلے یہاں تک کہ اُس کے پاس پہنچ گئے۔ جب آپ اُس کے ہاں داخل ہوئے، تو آپ نے فرمایا: اے کعب خوش ہو جا، اُس کی ماں نے کہا، اے کعب تیرے لیے جنت مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ پر قسم چڑھانے والی عورت کون ہے؟ کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میری ماں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ام کعب تجھے کیا معلوم شاید کعب نے بے مقصد بات کہی ہو یا ایسی چیز سے روکا ہو جو اسے غنی نہ کرتی ہو۔ (معمولی چیز دینے سے انکار کیا ہو)

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۳۔ کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۱۱۰)' تاریخ بغداد (۴/ ۲۷۳)

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم حتمی طور پر کسی کو جنتی نہیں کہہ سکتے، حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، البتہ نیک اعمال کی بنیاد پر حسن ظن اور دعائے خیر ضرور کرنی چاہیے، نیز یہ بھی واضح ہو کہ ہفوات ولغویات کی وجہ سے بھی نیک آدمی کی پکڑ ہو سکتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اہل ایمان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ اہل ایمان فضول حرکات و سکنات سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔ یاد رہے! لغویات ہر اس قول و عمل کو کہتے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے بلا فائدہ کیا جائے۔ اگر آج کا مسلمان اسی تناظر میں اپنی عادات و حرکات پر غور کرے تو شاید ساری زندگی ہی لغویات کا پلندہ نکلے۔

باب :ابغض الرجال الى الله

اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ

٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ: الأَلَدُّ

حضرت عائشہ ﷝ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ

الْخَصِمُ)). [الصحيحة: ٣٩٧٠] سخت جھگڑالو لوگ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ٣٩٧٠- بخاری (٤٥٢٣)، مسلم (٢٦٦٨)، ترمذی (٢٩٧٦) نسائی (٥٤٢٥)

فوائد: جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بری قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا۔ (۱) جھگڑالو شخص اپنی اصلیت و اوقات کی طرف نظر نہیں رکھتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے بدبودار پانی کی بوند سے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھری، تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔ (۲) لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام قدریں کو کھو دیتا ہے اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی ایک رتی بھی ہو، وہ ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھیں، اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

العضة نقل الحديث بين الناس لغرض الفساد

چغل خوری لوگوں کے درمیان باتیں منتقل کرنا ہے فساد کی غرض سے۔

٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **أَتَدْرُوْنَ مَا الْعَضْهُ؟** قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((**نَقْلُ الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰى بَعْضٍ، لِيُفْسِدُوْا بَيْنَهُمْ**)). [الصحيحة: ٨٤٥]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو، چغل خوری کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: بعض کی باتیں بعض کی طرف بیان کرنا تا کہ اُن کے درمیان فساد ڈالا جائے۔

تخریج: الصحيحة ٨٤٥، الادب المفرد (٤٢٥) بيهقی (١٠/ ٢٤٦، ٢٤٧)

فوائد: عربی زبان میں ''عَاضِهٌ'' زہریلے سانپ کو بھی کہتے ہیں، جس کا ڈسا ہوا فوراً مر جاتا ہے، اسی طرح چغل خور بھی فریقین کے درمیان فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دیتا ہے، اور بات فوراً دشمنی اور قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ مسلمان کو کبھی شیطان کا ڈاکیا نہیں بننا چاہیے، اگر کسی موقع پر کسی کے خلاف کوئی بات سن لے تو اُس کو وہاں پر ہی دفن کر دے تا کہ فریقین کے درمیان نفرت و کدورت کے جراثیم مزید پیدا نہ ہوں۔ ایک دفعہ کسی آدمی نے اللہ کے نیک بندے کو آ کر بتلایا کہ فلاں شخص آپ کے خلاف فلاں فلاں باتیں کرتا ہے، وہ سن کر فرمانے لگے مَا وَجَدَ الشَّيْطَانُ غَيْرَكَ شیطان کو تیرے علاوہ کوئی ڈاکیا نہیں ملا......؟ اور اسی طرح ایک شخص نے آ کر اللہ کے نیک ولی کو کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو فلاں فلاں گالیاں دی ہیں، وہ فرمانے لگے، اے ظالم! گالیاں اُس نے نہیں دیں، گالیاں تو تو نے دی ہیں۔ اُس نے تو پتھر پھینکا تھا مگر مجھے لگا نہیں تھا، مگر تو اس قدر ظالم نکلا کہ وہ اٹھا کر مجھے مار ہی دیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں چغل خوری کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

من الاعمال يباعد من النار

ان اعمال کا بیان کہ جو جہنم سے دور کرتے ہیں

٦۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَمِيلٍ لَهُ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ يُكَنَّى: أَبَا الْمُنْتَفِقِ قَالَ: أَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: هُوَ بِعَرَفَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَذَهَبْتُ أَدْنُو مِنْهُ فَمَنَعُونِي، فَقَالَ: ((اتْرُكُوهُ)) فَدَنَوْتُ مِنْهُ، حَتّٰى إِذَا اخْتَلَفَتْ عُنُقُ رَاحِلَتِهِ وَعُنُقُ رَاحِلَتِي فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! نَبِّئْنِي بِمَا يُبَاعِدُنِي مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((١.تَعْبُدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: اُعْبُدِ) اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. ٢.وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ. ٣.وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، ٤.وَتَصُومُ رَمَضَانَ.٥. وَتَحُجُّ وَتَعْتَمِرُ.٦. وَانْظُرْ مَاتُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ وَمَاكَرِهْتَ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَاكَرِهْتَ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَذَرْهُمْ مِنْهُ))۔[الصحيحة:٣٥٠٨]

محمد بن جحادہ ایک آدمی سے' وہ بنوعنبر قبیلہ کے اپنے ساتھی سے، وہ اپنے باپ سے جس کی کنیت ابومنتفق تھی' روایت کرتے ہیں، اس نے کہا میں مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا؟ لوگوں نے کہا وہ عرفہ میں ہیں، میں وہاں آپ کے پاس گیا۔ میں آپ کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا تو صحابہ مجھے روکتے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ میں آپ کے اتنا قریب ہوگیا کہ آپ کی سواری کی گردن میری سواری کی گردن سے مل گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے اللہ کے عذاب سے دور کردے اور جنت میں داخل کردے؟ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ (۲) فرض نماز قائم کر۔ (۳) فرض زکوٰۃ ادا کر۔(۴) رمضان کے روزے رکھ۔(۵) حج وعمرہ کر (۶) دیکھ جو تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ ایسا کریں تو وہی ان کے ساتھ کر اور جو تو نا پسند کرتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ ایسا کریں تو بھی ان کے ساتھ ویسا نہ کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۸۔ الکنی للدولابی (۱/ ۵۶)' مجمع الزوائد (۱/ ۴۴)' مسند احمد (۶/ ۳۸۳)

فوائد: عامۃ الناس میں ایسا شوق ہی نہیں کہ وہ اہل علم سے ایسے اعمال وحسنات دریافت کریں جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردیں۔ آج کل تو صرف حرام کو حلال کروانے کے لیے فتویٰ پوچھا جاتا ہے یا اپنے مفادات کو حل کروانے کے لیے تعویذ لکھوائے جاتے ہیں یا بے مقصد مسائل میں علما کے ساتھ بحث وتکرار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرات صحابہ کرامؓ جیسا جذبۂ ایمان اور شوقِ جنت نصیب فرمائے۔

اكرم الناس من هو فقه في الدين

سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو دین کو زیادہ سمجھنے والا ہے

٧۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذا

ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا لوگوں میں زیادہ عزت والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، صحابہ نے کہا: اس کے متعلق ہم سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی یوسفؑ ، صحابہ نے کہا: ہم اس بارہ

نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنَنِي؟ النَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، إِذَا فَقِهُوْا))[الصحيحة:٣٩٩٦]

میں بھی سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عرب قبائل کے متعلق مجھ سے سوال کرتے ہو؟ لوگ کئی قبائل پر مشتمل ہیں، ان میں سے جو دورِ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہت بہتر ہیں اگر وہ دین کو سمجھیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۶۔ بخاری (۳۳۸۳، ۳۴۹۰)، مسلم (۲۳۷۸)، احمد (۲/ ۴۳۱)

فوائد: دنیا وآخرت کی عزت وکرامت کے لیے دین سمجھنا اور فقاہت ومہارت حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ حقیقی معنوں میں علم و عمل سے وابستہ لوگ ہی عزت والے ہیں۔ اس حدیث میں بھی انسانیت کی برتری کا معیار دین کی سمجھ کو ہی قرار دیا گیا ہے، مگر افسوس آج ہر دوسرا شخص دین کے بنیادی عقائد تک سے بے خبر ہے۔ مگر وہ خود کو عزتِ کل کا مالک سمجھتا ہے۔

الامر بالأرحام

رشتہ داری جوڑنے کا حکم

٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ)) [الصحيحة:٨٦٩]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔

تخریج: الصحیحة ۸۶۹۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۹/ ۲۳۲)

فوائد: اسلام میں صلہ رحمی کی بہت اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا: ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کر۔ رحم کے رشتہ دار بے دین ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی اُن کے حقوق میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے، آنجناب ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو مشرکہ ماں کے متعلق بھی حکم فرمایا تھا ((صِلِي أُمَّكِ)) تو اپنی ماں کے ساتھ لازمی صلہ رحمی کر اور حسنِ سلوک سے پیش آ۔ الغرض دنیا وآخرت کی خوشحالی کی بنیاد بھی صلہ رحمی پر ہی ہے اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ نرمی وشفقت اور عفو ودرگزر والا معاملہ کرتا ہے تو وہ ساری زندگی خوش باش اور خوشحال رہتا ہے، بصورتِ دیگر قطع رحمی سے خاندانی سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے، آدمی ہر وقت ڈپریشن کا شکار رہتا ہے اور زندگی کی مشکلات تو دن بدن بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ آخرت بھی تاریک ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ)) قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فراخدلی، وسعتِ قلبی اور صلہ رحمی کی توفیق عطا فرمائے۔

اثقل شئ فی المیزان الخلق الحسن

ترازو میں سب سے وزنی نیکی اچھا اخلاق ہے

٩۔ عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ: ((أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ: الْخُلُقُ الْحَسَنُ)).

ابو درداء نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ترازو میں سب سے بھاری عمل، اچھا اخلاق ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۷۶، ابو داود (۴۷۹۹)، ترمذی (۲۰۰۲، ۲۰۰۳)، احمد (۶/ ۴۴۶)، الادب المفرد (۲۷۰، ۴۶۴)

النهي عن الغضب

غصہ کی ممانعت کا بیان

١٠۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ

حضرات صحابہ میں سے ایک صحابی رسول سے مروی ہے، بلاشبہ

رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ : أَخْبِرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسٰى)) قَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ)) ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ))۔ [الصحيحة:٨٨٤]

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا مجھے ایسی باتیں بتلائیں جن کو میں ساری زندگی یاد رکھوں۔ زیادہ نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو غصہ سے پرہیز کر۔ پھر اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تو غصہ سے بچ!

تخریج: الصحیحة ۸۸۴۔ احمد (۵/ ۴۰۸)' ابن ابی شیبة (۸/ ۳۴۷)' تاریخ دمشق (۶۷/ ۱۶۷)

فوائد: خوشگوار زندگی کے لیے غصہ پر قابو رکھنا از حد ضروری ہے، غصے کو پی جانے میں ہی صالحیت کی معراج ہے، رسول اللہ ﷺ نے غصے پر قابو رکھنے والے شخص کو ہی بہادر اور پہلوان قرار دیا ہے۔ کم اور جائز غصے کی اگرچہ کسی حد تک گنجائش ضرور ہے لیکن غصے کی بے اعتدالی بہت بڑی خامی اور برائی ہے۔ بالخصوص نیک آدمی اکثر حرام اور ناجائز کام حالتِ غصہ میں ہی کرتا ہے۔ آپ ﷺ امام الانبیا ہونے کے ساتھ ساتھ مزاج شناس اور ماہر نفسیات بھی تھے۔ غیظ وغضب والی طبیعت رکھنے والے شخص کو ہمیشہ ترکِ غصہ کی وصیت فرماتے۔ کیونکہ غصہ کا مرض اگر بڑھ جائے تو ساری زندگی بدمزہ ہو جاتی ہے۔ سنن ابوداؤد شریف میں حسن درجہ کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: ((اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اور ظاہر ہے جو چیز شیطان کی طرف سے ہو اُس میں خیر و بھلائی کا کوئی پہلو بھی نہیں ہو سکتا۔ دیگر روایات میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غصے والا شخص بیٹھ جائے یا پھر لیٹ جائے یا وضو کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا غصہ دور فرما دیتے ہیں۔

اهمية دفع السيئة بالحسنة

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی اہمیت

١١ـ عَنْ رَبِيْعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَأَعْطَانِيْ أَرْضًا وَأَعْطٰى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِيْ عَذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: هِيَ فِيْ حَدِّ أَرْضِيْ! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِيْ حَدِّيْ! وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمَ فَقَالَ لِيْ: يَارَبِيْعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصًا، قُلْتُ: لَاأَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ، فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ!

ربیعہ اسلمی ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا تو آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر ؓ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، تو ہم نے کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا کیا۔ ابوبکر ؓ نے کہا یہ میری زمین کی حد میں ہے اور میں نے کہا یہ میری حد میں ہے! میرے اور ابوبکر ؓ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو ابوبکر ؓ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا۔ وہ بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا اے ربیعہ مجھے یہی کلمہ کہو تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر ؓ نے کہا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چل نکلا۔ بنو اسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور

فِیْ أَیِّ شَیْءٍ یَسْتَعْدِیْ عَلَیْكَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، وَھُوَ الَّذِیْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ ھٰذَا؟ ھٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقُ، وَھُوَ (ثَانِیَ اثْنَیْنِ) وَھُوَ ذُوْ شَیْبَةِ الْمُسْلِمِیْنَ،فَإِیَّاكُمْ یَلْتَفِتُ فَیَرَاكُمْ تَنْصُرُوْنِّیْ عَلَیْهِ فَیَغْضَبُ، فَیَأْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَیَغْضَبُ لِغَضَبِهٖ، فَیَغْضَبُ اللّٰہُ لِغَضَبِهِمَا، فَیَهْلَكَ رَبِیْعَةُ: قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا۔ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ۔ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَتَبِعْتُهٗ وَحْدِیْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ حَتّٰی أَتَی النَّبِیَّ فَحَدَّثَهُ الْحَدِیْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَیَّ رَأْسَهٗ فَقَالَ: ((یَا رَبِیْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِّیْقِ؟)) قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا، فَقَالَ لِیْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِیْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰی یَكُوْنَ قِصَاصًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَیْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰہُ لَكَ یَا أَبَا بَكْرٍ! غَفَرَ اللّٰہُ لَكَ یَا أَبَابَكْرٍ)) قَالَ: فَوَلّٰی أَبُوْبَكْرٍ۔ رَحِمَهُ اللّٰہُ۔ وَھُوَ یَبْكِیْ۔

[الصحیحة:۳۲۵۸]

انہوں نے کہا ، اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، کس چیز کے متعلق تیرے خلاف وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کریں گے۔ حالانکہ اُس نے جو کہنا تھا کہہ چکے۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور وہ غار میں آپ کے ساتھ دوسرا تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو کہ وہ توجہ کرے اور دیکھ لے کہ تم اس کے خلاف میری مدد کررہے ہو تو وہ ناراض ہوجائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو حضور اُس کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہوجائیں۔ اور اُن دونوں کی ناراضی پر اللہ ناراض ہوجائے اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ انہوں نے کہا، تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ کہا تم چلے جاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا آپ کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ رضی اللہ عنہ تیرے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس اس طرح معاملہ تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور انہوں نے مجھے کہا مجھے بھی اسی طرح کا کلمہ کہو تاکہ بدلہ ہوجائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، وہ جملہ تو اُس پر نہ لوٹا بلکہ کہہ، اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۸۔ احمد (۴/ ۵۸۔۵۹)' طبرانی (۴۵۷۷)' حاکم (۲/ ۱۷۲'۱۷۴)

فوائد: غلط فہمی یا ناراضی کا ہونا ناممکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی فطرت ہے، آدمی جذبات میں آ کر نہ کہنے والی باتیں بھی کہہ جاتا ہے،لیکن نیک صفت لوگ جذبات میں ہونے والی تقصیروں کو فوراً ندامت کے آنسوؤں سے دھو لیتے ہیں،حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی ناراضی ہوجاتی تھی،مگر وہ نفوس قدسیہ تقویٰ کی بلندیوں پر فائز ہونے کی وجہ سے فوراً اپنا معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے دل صاف کرلیتے تھے۔ اس حدیثِ طیبہ سے جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبہ معلوم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ حد درجہ رقیق القلب، خوفِ خدا، خشیت الٰہی اور احترام انسانیت رکھنے والے شخص تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

باب :ای الناس خیر؟

۱۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)). [الصحيحة: ۱۸۳۷]

لوگوں میں سب سے بہتر کون؟

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سے لوگ بہت بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۷، طبرانی (۱۳۳۲۶)

۱۳۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: ((كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ كَأَنَّمَا عَلٰى رُؤُوْسِنَا الطَّيْرُ، مَايَتَكَلَّمُ مِنَّا مُتَكَلِّمٌ، إِذْ جَاءَهُ أُنَاسٌ فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ عِبَادِاللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)). [الصحيحة:۴۳۲]

اسامہ بن شریکؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، اور ہم میں سے کوئی بھی کلام کرنے والا کلام نہیں کررہا تھا۔ اچانک چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ کے ہاں، اللہ کے بندوں میں سے، زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اُن میں سے جو اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۲۔ طبرانی (۴۷۱)، ابن حبان (۴۸۶)، حاکم (۴/ ۱۹۸، ۱۹۹، ۳۹۹، ۴۰۱)

فوائد: دین آداب کا نام ہے، بے ادب سب سے بڑا بے دین ہے، آداب کو ملحوظ رکھ کر ہی انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، حسنِ ادب سے اجتماعی و معاشرتی امور میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ باادب اور بااخلاق قومیں ہی ترقی و خوشحالی کی منازل طے کرتی ہیں، جس قوم میں آداب و اخلاق اور تہذیب و وقار کا بدرجہ اتم اہتمام ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی متانت، سنجیدگی، خاموشی اور کمال ادب کا ذکر ہے کہ وہ مجلس نبویؐ میں بصد ادب، انہاک سے سراپا ہوش ہوکر بیٹھتے تھے۔ مجلس میں بے توجہی یا شوروغل کی فضا نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن کا ہر ہر سانس اُن کے باادب ہونے کی گواہی دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا صحابہ کرام جیسے حسنِ ادب کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام جیسا باادب، بانصیب اور بااخلاق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذم اللسان

۱۴۔ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا: ((اِحْفَظْ لِسَانَكَ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ مُعَاذُ! فَهَلْ يَكُبُّ النَّاسُ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلَّا أَلْسِنَتُهُمْ)). [الصحيحة:۱۱۲۲]

زبان کی مذمت کا بیان

حسنؓ سے مرسلاً مروی ہے، تیری ماں تجھے گم پائے اے معاذؓ، تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔ جہنم میں لوگ الٹے منہ اپنی زبانوں کی وجہ سے ہی پھینکے جائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۲۔ مکارم الاخلاق للخرائطی کما فی جمع الجوامع (۶۲۷) بھذا اللفظ، ترمذی (۲۶۱۶)، ابن ماجہ (۳۹۷۳)

فوائد: دنیاوی و اخروی نجات کے لیے زبان کا استعمال بنیادی حیثیت رکھتا ہے، زبان کے اچھے استعمال سے دونوں جہانوں کی

زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اور اگر یہی زبان بے لگام ہو جائے تو انسان ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز اکثر لوگ زبان کے ناجائز استعمال کی وجہ سے جہنم رسید کر دیئے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

باب الحسن بالخادم

خادم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

۱۵۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَتٰی أَحَدَکُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامٍ قَدْ وَلِیَ حَرَّهُ وَمُشَقَّتَهُ وَ مُؤْنَتَهُ فَلْیُجْلِسْهُ مَعَهُ: فَإِنْ أَبٰی فَلْیُنَاوِلْهُ أُکْلَةً فِی یَدِهِ))۔ [الصحیحة: ۱۲۸۵]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے، تو اس نے کھانے کی گرمی، مشقت اور محنت برداشت کی ہے، پس وہ ضرور اُس کو اپنے ساتھ بٹھا لے، اگر مالک ایسا نہیں کرتا تو اُس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۵۔ بخاری (۲۵۵۷)، احمد (۲/ ۲۸۳)، دارمی (۲۰۸۰)

فوائد: اچھے مالک اپنے ملازمین اور خدمت گزاروں کے حق میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔ محنت و مشقت اٹھانے والے خدمت گزار کے لیے جہاں معقول سہولیات کا اہتمام کرتے ہیں وہاں سیر و تفریح اور اچھا کھانے پینے میں بھی اُن کو محروم نہیں رکھتے۔ اس حدیث میں محسنِ انسانیت، غریبوں کے آقا و مولا حضرتِ محمد رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب تمہارا باورچی حرارت کی شدت برداشت کرتے ہوئے تمہارے لیے کھانا تیار کرے تو اُسے بھی کھانے میں شریک کر لو یا کم از کم چند نوالے اُس کو دے دو تاکہ وہ بھی خوش ہو جائے۔ مگر افسوس! کہ بھاری مقدار میں کھانا ضائع تو ہو جاتا ہے مگر کسی مستحق اور خدمت گزار کے منہ میں لقمہ تک نہیں جاتا۔

دخول الرفق خیر من اللّٰه

نرمی کا داخل ہونا اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

۱۶۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ مَرْفُوْعًا(مُرْسَلًا): ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ فِی اللّٰهِ فَلْیُبَیِّنْ لَهُ فَإِنَّهُ خَیْرٌ فِی الْأُلْفَةِ، وَأَبْقٰی فِی الْمَوَدَّةِ))۔ [الصحیحة: ۱۱۹۹]

علی بن حسین ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے (مرسل) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرے تو اُس سے بیان کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت پیار میں بہتری اور محبت کو تادیر رکھنے والی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۹۔ الزهد لوکیع (۳۳۷)، کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا (۶۸) عن مجاهد۔

تبیین المحبة لأخیه خیر

اپنے بھائی سے محبت کا اظہار کرنا بہتر ہے

۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِأَهْلِ بَیْتٍ خَیْرًا أَدْخَلَ عَلَیْهِمُ الرِّفْقَ))۔ [الصحیحة: ۱۲۱۹]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اُن میں نرمی پیدا فرما دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۹۔ احمد (۶/ ۷۱)، تاریخ کبیر بخاری (۱/ ۴۱۶)، شعب الایمان بیهقی (۶۵۶۰)

فوائد: کسی کے ساتھ بہتر اور اچھا برتاؤ کرنا یہ نرمی ہے اور ملائمت، نازکی، دھیما پن، مہربانی، رحم دلی، آہستگی، لطافت، آسانی، بردباری اور برداشت یہ نرمی کے مفہوم میں شامل ہیں۔ یعنی جو شخص سختی، خشکی، درشتی اور تلخی کی بجائے آرام، سکون اور محبت سے کام یا

بات کرے وہ نرم مزاج ہے۔ یاد رہے! اپنے موقف، عقیدے اور نظریے میں جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت ہے، اس میں کوئی لچک، سمجھوتہ یا ڈھیل نہیں ہونی چاہیے، البتہ اپنے افکار و نظریات اور مَافِی الضَّمِیرِ کو بیان کرتے وقت شستگی، شائستگی اور شگفتگی کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ انداز اس قدر نرم اور اچھا ہو کہ بات بھی سمجھ میں آ جائے اور اپنے مسلمان بھائی کی عزت پر آنچ بھی نہ آئے۔ یہی شریعت کا منشاء اور پیغمبر ﷺ کی سیرت ہے۔

ومن آداب الرؤيا

١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((١. إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ. ٢. وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا.٣. وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ: وَقَالَ: ٤.الرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِنَ الشَّيْءِ يُحَدِّثُ بِهِ الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ. ٥. فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلَا يُحَدِّثْهُ أَحَدًا، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ٦. وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ، وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ)). [الصحيحة:٣٠١٤]

خوابوں کے آداب کا بیان

ابوہریرہ ﷺ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: (۱) جب زمانہ قریب ہوجائے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان کا خواب جھوٹا ثابت ہو۔ (۲) اور خوابوں میں زیادہ سچا وہ ہوگا جو اُن میں سے گفتگو میں زیادہ سچا ہوگا۔ (۳) مسلمان کی خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (۴) اور آپ نے فرمایا: خواب تین طرح کی ہے: نیک خواب اللہ عزوجل کی طرف سے خوشخبری ہے۔ اور برا خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہے اور فضول چیزوں کا خواب حدیثِ نفس یعنی انسان کے پراگندہ خیالات ہیں۔ (۵) جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ (۶) میں خواب میں زنجیر دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق کو ناپسند۔ زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۴۔ احمد (۲/ ۵۰۷)' مسلم (۲۲۶۳)' ابوداود (۵۰۱۹)' ترمذی (۲۲۷۱)' دارمی (۲۱۴۳)

الترغيب اطعام الطعام للخادم

١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعًا: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ حَرَّهُ وَعَمَلَهُ، فَإِنْ لَمْ يُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً مِنْ طَعَامِهِ)). [الصحيحة: ١٠٤٣]

خادم کو کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

ابوہریرہ ﷺ سے مرفوعا روایت ہے، جب تم میں سے کسی ایک کے پاس اُس کا خادم کھانا لے کر آئے، تو بلاشبہ اُس نے اس کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔ اگر مالک نے اُسے کھانے کیلئے اپنے ساتھ نہیں بٹھایا تو کھانے میں سے لقمہ ہی اُسے پکڑا دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۳۔ احمد (۲/ ۴۰۶' ۴۶۴')' ابن الجعد (۳۴۳۶)

شهر السلاح على اخيه لعنة

٢٠- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ

اپنے بھائی پر اسلحہ لہرانا موجب لعنت ہے

ابوبکرہ ﷺ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہِ ﷺ قَالَ:((إِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلٰی أَخِيهِ سِلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ تَلْعَنُهُ حَتّٰی يَشِيمَهُ عَنْهُ)). [الصحيحة: ٣٩٧٣]

جب مسلمان اپنے بھائی پر اسلحہ لہرائے تو فرشتے ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اُس کو اُس سے نیام میں داخل کرلے۔

تخریج: الصحيحة ٣٩٧٣- مسند البزار (البحر الزخار: ٣٦٤١)' كشف الاستار ٣٣٣٨)' احمد (٥/ ٤١-٤٢)

فوائد: اسلام میں مسلمان کے وجود اور اس کی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے بلاوجہ کسی پر ہتھیار تو درکنار ہاتھ اٹھانا بھی حرام ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور اسی طرح کتب احادیث میں ابواب الدیات، دیت کے مسائل پڑھنے سے انسانی وجود، اعضاء اور جان کی اہمیت و قدر مزید واضح ہو جاتی ہے۔ غصہ انسانی فطرت کا حصہ ہے، باہم مل کر رہتے ہوئے بسا اوقات کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کے درپے ہو جاؤ، اس پر اسلحہ کے ساتھ لیس ہو کر حملہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں جو مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے۔ مگر آج ہر شخص بات بات پر پستول نکالنا اپنی غیرت اور بہادری و دلیری کا حصہ سمجھتا ہے، حتیٰ کہ بعض لوگ حدود اللہ اور اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے مسجدوں میں ہتھیار لے کر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی بے گناہ نمازی بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں! آج یہ ہمارا فتنہ و فساد صرف اس لیے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، آپ کے ارشادات و فرمودات کے مطابق اپنی عملی حالت بہتر بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وگرنہ جو حکمتیں اور حفاظتی تدابیر آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں' ان پر عمل شروع ہو جائے تو معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اس حدیث طیبہ میں علی الاعلان اور سر عام اسلحہ لہرانے کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص تلوار، ہتھیار یا اسلحہ لے کر گھر سے باہر نکلے' وہ اُسے چھپا کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی غفلت اور سستی کی وجہ سے ((يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ)) مسلمانوں میں سے کسی کا نقصان ہو جائے۔ اور یقیناً خاتم المرسلین ﷺ کی ہر بات میں حکمت و دانائی کا ایک جہان ہوتا ہے، اسلحہ، تلوار یا مخصوص ہتھیار تو درکنار آپ ﷺ نے مطلقاً لوہے کے ساتھ اشارہ کرنے سے منع فرما دیا، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ((مَنْ أَشَارَ إِلٰی أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الملائكةَ تَلْعَنُهُ حَتّٰی وإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ أو أُمَّهُ)) ''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے ہر حال میں اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی کیوں نہ ہو'' اس حدیث سے چار باتیں معلوم ہوئیں: (1) مطلقاً لوہے کی چیز سے مارنا یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے۔ (2) اگرچہ بے تکلف دوست یا حقیقی سگا بھائی کیوں نہ ہو اس کی طرف بھی اس طرح کی چیز سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ (3) مشغل، مذاق یا ویسے عادتاً ایسا کرنا بھی ممنوع ہے، چہ جائے کہ عمداً اور سنجیدگی سے ایسا کیا جائے۔ (4) ایسا کرنے والا شخص جہاں رسول اللہ ﷺ کی شفقت و محبت سے محروم رہے گا وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتا۔ آج ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بے شمار فتنوں سے بچ سکتے ہیں۔ نفرت اور قتل و غارت کا جوش ٹھنڈا ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ کی باتیں امت کیلئے امن و سلامتی اور محبت کا پیغام ہیں۔

باب: ومن الامور النجيحة — کامیابی والے چند امور کا بیان

٢١ ۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوْا. وَإِذَا حَسَدْتُّمْ فَلَا تَبْغُوْا. وَإِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَامْضُوْا، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا. وَإِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوْا)). [الصحيحة:٣٩٤٢]

جابر ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم گمان کرو تو یقین نہ کرلیا کرو اور جب تم حسد کرو تو ظلم نہ کرو اور جب تم بدشگونی پکڑو تو اپنے کام کو جاری رکھو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور جب تم وزن کرو تو جھکتا دیا کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۲۔ التمهيد لابن عبد البر (۶/ ۱۲۵)، بدون السند، الكامل لابن عدى (۴/ ۱۶۲۳)، ابن ماجه (۲۲۲۲)، مختصراً بلفظ "اذا وزنتم فارجحوا"

فوائد: آنجناب ﷺ کے ان ارشادات عالیہ کے مطابق تربیت کر لینے سے ہر مسلمان کی زندگی خوشگوار ہوسکتی ہے۔ آج کل معاشرے میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کے ان فرمودات عالیہ کے خلاف ہی عمل ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے مسلمان طرح طرح کی آزمائشوں کا شکار ہیں۔

باب :سكون الغضب بالتعوذ

اعوذ باللہ کے ساتھ غصہ کے ٹھنڈا ہونے کا بیان

٢٢ ۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا غَضِبَ الرَّجُلُ، فَقَالَ :أَعُوْذُبِاللّٰهِ، سَكَنَ غَضَبُهُ)). [الصحيحة: ١٣٧٦]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، جب آدمی کو غصہ آئے، تو وہ اعوذ باللہ کہے، اُس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۶۔ تاريخ جرجان للسهمى (ص:۲۵۲)، الكامل لابن عدى (۵/ ۱۸۹۶)

فوائد: کیونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور جب انسان تعوذ پڑھتا ہے تو شیطانی اثر دفع ہو جاتا ہے اور غصہ رفع ہو جاتا ہے۔

باب: فضل مصافحة المسلم للمسلم

باب: مسلمان کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت

٢٣ ۔ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ بِالشِّتَاءِ)) قَالَ عَبْدَةُ: ((فَقُلْتُ مُجَاهِدٍ: إِنَّ هٰذا لَيَسِيْرٌ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَاتَقُلْ هٰذا، فَإِنَّ اللّٰهَ۔ تَعَالٰى۔ قَالَ فِيْ كِتَابِهِ: ﴿لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ [الأنفال:٦٣]﴾

عبدہ بن ابولبابہ مجاہد سے اور وہ ابن عباس ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ملے پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو اُن کی انگلیوں کے درمیان سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ عبدہ کہتے ہیں میں نے مجاہد کو کہا: یہ عمل تو بہت تھوڑا سا ہے۔ مجاہد نے کہا ایسا نہ کہہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: اے نبی جو کچھ زمین میں ہے وہ سارے کا سارا بھی تو خرچ کر لیتا تو ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کر دی۔ عبدہ کہتے ہیں اس سے میں نے

لَفَعَرَفْتُ فَضْلَ عِلْمِهِ عَلٰی غَيْرِهِ))۔

[الصحيحة:٢٠٠٤]

مجاہد کی فضیلت کو دوسروں پر پہچان لیا۔

تخریج: الصحيحة ٢٠٠٤- تاريخ واسط لبحشل (ص : ١٧٨)

فوائد: اس حدیث طیبہ سے مصافحہ کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس قدر اجر وثواب اُسی صورت میں ہوسکتا ہے، جب مصافحہ سنت کے مطابق کیا جائے اور دلائل کی روشنی میں سنت کے مطابق مصافحہ صرف ایک ہاتھ سے کرنا ثابت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور میں حالتِ جنابت میں تھا۔ ((فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ فَقَبَضْتُ يَدِي عَنْهُ)) آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے آپ سے اپنے ہاتھ کو سمیٹ لیا۔ اور اس طرح لغت کے مشہور امام ابن اثیر رحمہ اللہ مصافحہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ((اَلصَاقُ صَفْحِ الْكَفِّ بِالْكَفِّ)) ہتھیلی کے اندر والے حصے کو دوسری دوسری ہتھیلی کے اندر والے حصے سے ملانا مصافحہ ہے۔ نیز ابن مسعود ﷛ کی جس روایت سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، وہ آئمہ احناف کے مطابق بھی ملاقات کے عام مصافحہ کا واقعہ نہیں بلکہ آپ نے بوقت تعلیم اہتمام و تاکید کے لیے اُن کی ہتھیلی کو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا تھا۔

جواز الحج عن الميت

میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

٢٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رُجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ))۔

[الصحيحة:٣٠٤٧]

ابن عباس ﷠ سے مروی ہے کہ بے شک ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اُس نے حج نہیں کیا، کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: کیا خیال ہے تیرا؟ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا، تو اُس کو اُس کی طرف سے ادا کرتا؟ اُس نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔

تخریج: الصحيحة ٣٠٤٧- ابن حبان (٣٩٨١)، طبرانى (١٢٣٣٢)، طحاوى فى المشكل (٣/ ٢٢١)

باب: الامر بصلة الارحام

باب: صلہ رحمی کا حکم

٢٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ: ((أَرْحَامَكُمْ أَرْحَامَكُمْ))۔

[الصحيحة:١٥٣٨،٧٣٦]

انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے: بلاشبہ نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں کہا، رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔ رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔

تخریج: الصحيحة ٧٣٦، ١٥٣٨- صحيح ابن حبان (٤٣٦)، المجلس '٨٢' من الامالى للعراقى

٢٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا، وَاغْفِرُوْا

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے مرفوعاً روایت ہے، تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کرو، اللہ تمہیں معاف کرے گا۔ اُن

يَغْفِرِاللّٰهُ لَكُمْ، وَوَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَوَيْلٌ لِّلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)) [الصحيحة:٤٨٢]

کے لیے ہلاکت ہے، جو بات سنتے ہیں سمجھتے نہیں (یعنی سنی ان سنی کردیتے ہیں) اور اصرار کرنے والوں کے لیے بھی ہلاکت ہے، جو جاننے کے باوجود گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۴۸۲۔ الادب المفرد (۳۸۰)' احمد (۲/ ۱۶۵۔۲۱۹)' عبد بن حميد (۳۲۰)

فوائد: رحم دلی اور معاف کرنا یہ دونوں عظیم عمل ہیں، اللہ تعالیٰ رحم دلی اور معاف کرنے سے سنگین معاملات کی پیچیدگیاں بھی معاف فرمادیتے ہیں اور اگر رحم دلی اور معافی کا جذبہ ختم ہوجائے تو معاملات بگڑ جاتے ہیں، اس حدیث میں رحمدل اور معاف کرنے والے لوگوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے لوگ ہی اللہ کی رحمت اور بخشش کے مستحق ٹھہرتے ہیں جو اُس کے بندوں کے ساتھ رحم اور معافی والا معاملہ کریں اور جو لوگ ہٹ دھرم اور اپنے مذموم موقف پر اڑ جاتے ہیں اُن کو جہنم کی وادیٔ ویل کی وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہٹ دھرم ضدی شخص سے محبت نہیں کرتا۔

باب الترغيب بإحسان الأرقاء

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

۲۷۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَرِقَّاءَ كُمْ! أَرِقَّاءَ كُمْ، أَرِقَّاءَ كُمْ، أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُمْ مِمَّاتَلْبَسُوْنَ، فَإِنْ جَاؤُوْا بِذَنْبٍ لَاتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَغْفِرُوْهُ، فَبِيْعُوْا عِبَادَاللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ)).

یزید بن جاریہ‌ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ جیسا کھانا تم کھاتے ہو، ویسا اُن کو کھلاؤ، جیسا تم پہنتے ہو، ویسا اُن کو پہناؤ اگر وہ ایسا گناہ کریں کہ تم اُس کو معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے بندوں کو بیچ دو اور اُن کو عذاب نہ دو۔

تخريج: الصحيحة ۷۴۰۔ احمد (۴/ ۳۵۔۳۶)' طبرانی (۲۲/ ۲۴۴)' عبد الرزاق (۱۷۹۳۵)' ابن سعد (۳/ ۷۷)

تحريم المباشرة فى أدبار النساء

عورتوں کی دبروں کی مباشرت کرنے کی حرمت کا بیان

۲۸۔ عَنْ عُمَرَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَحْيُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَاتُوْا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ)). [الصحيحة:٣٣٧٧]

عمر‌ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم کرو، اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتے۔ عورتوں کی پیٹھوں میں مباشرت نہ کرو۔

تخريج: الصحيحة ۳۳۷۷۔ نسائى فى الكبرى (۹۰۰۹)' مسند البزار (البحر الزخار:۳۳۹)' مسند ابى يعلى (الكبير:۷۷۹)

فوائد: فطرت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جائز اور حلال جگہ صحبت و مباشرت کرنی چاہیے۔ دوران حیض غلبہ ہوس پرستی کے پیش نظر دبر میں دخول کرنا حد درجہ حیوانیت اور گناہ ہے بلکہ سیدنا ابوہریرہ‌ؓ کہتے ہیں کہ ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتَى اِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص عورت سے اس کی دبر میں دخول کرے وہ لعنتی ہے۔'' سیدنا حضرت خزیمہ‌ؓ

رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ((إِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ حَرَامٌ)) عورتوں کی پاخانہ والی جگہ میں جماع کرنا حرام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ ایسے آدمی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جس نے کسی مرد یا عورت سے دبر میں بدفعلی کی۔ مگر افسوس کہ فحاشی وعریانی نے انسانیت کو درندوں سے زیادہ بدحواس اور شہوانی جذبات کا مریض بنا دیا ہے کہ وہ اس قدر مذموم وملعون کام کرتے ہوئے بھی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اعاذنا اللہ منہ

باب الحض على سماحة

نرمی کی ترغیب کا بیان

۲۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ)). [الصحيحة:١٤٥٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نرمی کر، تیرے لیے بھی نرمی کی جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۶۔ احمد (۱/ ۲۴۸)، محمد بن سلیمان الربعی فی "جزء من حدیثہ" (۲۱۲/ ۲)، تاریخ دمشق (۲۶/ ۲۰۴)

ضمانة ستة ضمانة للجنة

چھ چیزوں کی حفاظت جنت کی ضمانت

۳۰۔ عَنْ عُبَادَةَ مَرْفُوْعًا: ((اضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُّمْ وَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ)). [الصحيحة:١٤٧٠]

عبادہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو۔ (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو۔ (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۰۔ ابن خزیمہ فی حدیث علی بن حجر (۹۱)، ابن حبان (۱۷۱)، احمد (۵/ ۳۲۳)، حاکم (۴/ ۳۵۸، ۳۵۹)

اطاعة الوالد واجبة في الامور المباحة

جائز امور میں والد کی اطاعت ضروری ہے

۳۱۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: ((كَانَتْ تَحْتِيَ امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ عُمَرُ طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ فَقَالَ: ((أَطِعْ أَبَاكَ وَطَلِّقْهَا)). [الصحيحة:٩١٩]

حمزہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میری ایک بیوی تھی، میں اُس سے محبت کرتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ میرے باپ عمر نے کہا اس کو طلاق دے دے۔ میں نے انکار کر دیا، تو انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی۔ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کی فرمانبرداری کر اور اس کو طلاق دے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۹، ابوداود (۵۱۳۸)، ترمذی (۱۱۸۹)، ابن ماجہ (۲۰۸۸)، احمد (۲/ ۴۲، ۵۳)

فوائد: اگر بہو واقعتاً بے دین یا بدعمل ہے اور سسر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح باعمل اور دیندار ہے، تو سسر اپنے بیٹے کو اُس کی طلاق کا

کہہ سکتا ہے اور بیٹے کو بھی تعمیل ارشاد میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بے دین خاتون سے خیر کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور اگر بہو دین کی پابند اور حدوداللہ کی پاسداری کرنے والی ہو تو معمولی رنجش یا تنازعہ کی بنیاد پر اُس کی طلاق کا مطالبہ کرنا قطعاً جائز نہیں اور ہمارے ہاں عموماً ضد، ہٹ دھری اور مقابلہ بازی میں ہی ایسی باتیں کی اور کہی جاتی ہیں اور سسر صاحب معمولی سی بات پر بہو کی طلاق کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ مثلاً جھگڑا سسر کا بہو کے خاندان میں سے کسی دوسرے شخص سے ہوتا ہے مگر وہ اپنے بیٹے کو کہہ دیتا ہے کہ اس کو طلاق دے دو وگرنہ میری عزت نہیں بچتی۔ ایسی جسارتیں قطعاً نہیں ہونی چاہئیں...........!! آخر وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔

باب من وصية رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بیان

۳۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: ((أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اُعْبُدِاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا، قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ زِدْنِيْ۔ قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: اِسْتَقِمْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ)). [الصحيحة:۱۲۲۸]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت فرمائیں، آپ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر، اور اُس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اور وصیت فرمائیں۔ آپ نے کہا: جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر، کہا اے اللہ کے نبی ﷺ مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ثابت قدم رہ اور تو اپنے اخلاق کو اچھا کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۸۔ ابن حبان (۵۲۴)، حاکم (۴/ ۲۴۴)، طبرانی فی الاوسط (۸۷۴۲)، وفی الکبیر (۲۰/ ۴۰)

أهمية بصلة الارحام

رشتہ داری جوڑنے کی اہمیت کا بیان

۳۳۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: فَمَتَّ لَهُ بِرَحِمٍ بَعِيْدَةٍ، فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْرِفُوْا أَنْسَابَكُمْ تَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا قُرْبَ بِالرَّحِمِ إِذَا قُطِعَتْ وَإِنْ كَانَتْ قَرِيْبَةً، وَلَا بُعْدَ بِهَا إِذَا وُصِلَتْ وَإِنْ كَانَتْ بَعِيْدَةً))

[الصحيحة: ۲۷۷]

اسحاق بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا: کہ میں ابن عباس کے پاس تھا، تو اُن کے پاس ایک آدمی آیا، آپ نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے دور کی رشتے داری کا تعلق بیان کیا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُس سے نرمی سے بات کی اور کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم اپنی رشتے داری کو پہچانو پھر تم صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ رشتے کا قرب بے فائدہ ہے۔ جب اُسے کاٹ دیا جائے۔ اگرچہ وہ بہت قریبی ہے۔ رشتہ داری میں کوئی دوری نہیں جب اُسے ملایا جائے۔ اگر چہ وہ بہت دور کی رشتہ داری ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۷، ابو داود الطیالسی (۲۷۵۷)، حاکم (۴/ ۱۶۱)، سمعانی فی الانساب (۱/ ۲۱)، الادب المفرد (۷۳)، موقوفاً علی ابن عباس۔

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنے حسب ونسب، برادری اور رشتے داری کا علم ہونا چاہیے، اس سے صلہ رحمی کی فضا ہموار ہوتی ہے اور خاندانی لوگ ہمیشہ اپنے عزیز رشتہ داروں کے ساتھ خیر خواہی اور صلہ رحمی والا معاملہ ہی کرتے ہیں۔ اپنی برادری، رشتہ داری اور قرابت کا بھی خیال نہ رکھنا اعلیٰ ظرف لوگوں کا شیوہ نہیں۔ اچھے لوگ کسی معزز رشتے دار کے چل کر آ جانے سے ہی دل صاف کر لیتے ہیں۔

عفو الخادم سبعين مرةً في اليوم

خادم کو ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا بیان

٣٤ـ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ جَلِيدٍ الْحَجَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: ((أُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)).

[الصحيحة: ٤٨٨]

عباس بن جلید حجری سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے، ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم خادم سے کتنی بار درگزر کریں؟ پس آپ خاموش رہے، پھر اُس نے یہ جملہ دہرایا، آپ پھر خاموش رہے، جب اُس نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہر دن میں ستر مرتبہ درگزر کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۸۔ ابو داود (۵۱۶۴)' ترمذی (۱۹۴۹)' احمد (۲/ ۱۱۱)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے ملازمین پر سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو لوگ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے ہیں اگر اُن سے کمی بیشی ہو جائے تو اُن سے صرف نظر کیا جائے۔ نیز جب غلام اور ملازم سے بار بار درگزر کا حکم ہے تو رحم کے رشتے اور قریبی عزیز تو معافی اور درگزر کے اور زیادہ مستحق ہیں۔

باب من وصايا رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی وصیتوں میں سے

٣٥ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَابْذُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَ كَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِكَ. وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ مَااسْتَطَعْتَ)).

[الصحيحة:٣٥٥٩]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں ایک قوم کی طرف بھیجا۔ اُنھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت کیجیے، آپ نے فرمایا: سلام کو عام کر، اور کھانا کھلا اور اللہ سے حیاء کر جتنی تو اپنے گھر کے آدمی سے حیاء کرتا ہے۔ اور جب تو گناہ کرے تو فوراً نیکی کر اور جتنی تجھ میں طاقت ہے اپنے اخلاق کو سنوار کر رکھ۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۹۔ ابن نصر المروزی فی الایمان (ق ۲۲۶/ ۱)' البزار (کشف الاستار:۲۱۷۲)' (البحر الزخار: ۲۶۴۲)

ادخال السرور على أخيه افضل الاعمال

اپنے بھائی کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

٣٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، تو اپنے مومن بھائی کو خوش

الْأَعْمَالِ أَنْ تُدْخِلَ عَلَى أَخِيْكَ الْمُؤْمِنِ سُرُوْرًا، أَوْ تَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا أَوْ تُطْعِمَهُ خُبْزًا)). [الصحيحة:١٤٩٤]

کرے یا اُس کا قرض ادا کردے یا اُس کو روٹی کھلا دے تو یہ افضل اعمال میں سے ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۹۴۔ ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۱۱۰)' دیلمی (۱/ ۱/ ۱۲۳)

فوائد: جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز، جہاد اور دیگر عبادات کو افضل اعمال قرار دیا ہے، وہاں مسلمان بھائی کو خوش کرنا بھی افضل عمل قرار دیا ہے اور اسی طرح کسی بے بس مقروض کا قرض ادا کرنا یا بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ یہ بھی افضل اعمال ہیں۔ مگر ہمارے معاشرہ میں عجیب تفریق ہے جو لوگ عبادات میں افضل اعمال کرتے ہیں وہ اخلاقیات میں افضل اعمال کرنے کی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔ جبکہ دین کا خلاصہ دو لفظوں میں یہی ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور اُس کے بندوں کے ساتھ شفقت کی جائے۔

افضل الصدقة اصلاح ذات البين

افضل ترین صدقہ آپس میں صلح کروانا

٣٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ)). [الصحيحة:٢٦٣٩]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپس میں صلح کروانا افضل ترین صدقہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۹۔ عبد بن حمید (۳۳۵)' البزار (الکشف :۲۰۵۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۴)' تاریخ کبیر بخاری (۳/ ۲۵۹)

فوائد: جب صلح افضل صدقہ ہے تو یقیناً اس کا اجر و ثواب بھی عام مالی صدقات سے زیادہ ہوگا۔ ایک حدیث میں تو آنجناب ﷺ نے صلح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صلح پر راتوں کے قیام اور دنوں کے روزوں سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔

باب تحريم الغيبة

غیبت کے حرام ہونے کا بیان

٣٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ، وَكَانَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا، فَنَامَا، فَاسْتَيْقَظَا، وَلَمْ يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هٰذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) فَأَيْقَظَاهُ فَقَالَا: ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامَ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ، فَقَالَ: ((أَقْرِئْهُمَا السَّلَامَ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، عرب لوگ سفر میں آپس میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے، اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ دونوں سو کر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہ کیا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو کہا یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُس کو بیدار کیا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور آپ کو کہہ ابوبکر و عمر آپ کو سلام کہتے ہیں

وَاَخْبِرْهُمَا اَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا!)) فَفَزِعَا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ، فَقُلْتَ: قَدِ ائْتَدَمَا. فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: ((بِلَحْمِ اَخِيْكُمَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَرٰى لَحْمَهُ بَيْنَ اَنْيَابِكُمَا)) قَالَا: فَاسْتَغْفِرْلَنَا، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمَا)).

[الصحيحة:٢٦٠٨]

اور وہ آپ سے سالن مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا، اور اُن کو بتلا دے تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے۔ پس ابوبکر وعمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کے پاس آئے۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کی طرف سالن لینے کے لئے بھیجا تھا اور آپ نے کہا: کہ تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے، کس چیز کا ہم نے سالن چکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کا اور قسم ہے مجھے ایسی ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔ ابوبکر وعمرؓ نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ خادم ہی تمہارے لئے بخشش طلب کرے گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۸، خرائطی فی مساوی الاخلاق (۱۸۸)، الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۱۶۹۷)

فوائد: اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے متعلق کس قدر احتیاط سے بات کرنی چاہیے تا کہ کسی لفظ سے اُس کی دل آزاری ہو نہ حقارت کا پہلو نکلے۔ اور اُن احباب کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جن کی زبانیں ہمہ وقت مسلمان بھائیوں کے خون چوستی ہیں اور وہ ہر لحظہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رہے! غیبت کا مطلب ہے کہ اپنی مسلمان بھائی کے وہ معاملات بیان کرنا کہ جو اگر اُس کی موجودگی میں بیان کئے جائیں تو وہ انہیں پسند نہ کرے۔ اس سے غرض فساد ہو یا نہ ہو اور چغل خوری میں غرض لوگوں میں فساد ڈالنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے چغل خوری غیبت سے زیادہ مذموم فعل ہے۔

فضل الحسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

۳۹۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، الْمُوَطَّؤُوْنَ أَكْنَافًا، الَّذِيْنَ يَأْلَفُوْنَ وَيُؤْلَفُوْنَ، وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ)).

[الصحيحة:٧٥١]

ابوسعید خدری ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کمل وہ ہیں جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ جو اپنے کندھوں کو بچھا کر رکھتے ہیں جو محبت کرتے ہیں اور اُن سے محبت کی جاتی ہے اور ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ محبت کرے اور نہ اُس سے محبت کی جائے۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۱۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۱۹) و الصغیر (۱/ ۲۱۸) و ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۶۷)

فوائد: اپنے قول وعمل اور کردار سے شفقت ومحبت کی راہیں ہموار کرنی چاہئیں، وہی لوگ خیر وبرکت اور بھلائی کے حقدار ٹھہرتے ہیں جو نرم خو اور اُنس و پیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ظرف اور نیک سیرت جہاں کہیں بھی رہیں، پیار محبت کی فضا کو قائم رکھتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں پر مہربان ہوتے ہیں جو اُس کی مخلوق سے مہربانی والا سلوک کرتے ہیں۔ خلقِ خدا پر سختی کرنے والے اور نفرتیں پھیلانے والے اللہ تعالیٰ کی شفقت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

باب: في حسن الخلق والعشرة

باب: حسنِ اخلاق اور ملنساری کا بیان

٤٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)). [الصحيحة:٢٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے ایمان کے اعتبار سے اکمل وہ ہیں جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے بہت عمدہ ہیں اور جو اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۴۔ ترمذی (۱۱۶۲)' احمد (۲/ ۲۵۰' ۴۷۲)' وابوداود (۴۶۸۲)' مختصراً

فوائد: کلمہ پڑھ کر بااخلاق بننے سے ہی آدمی مومن بنتا ہے، اخلاقیات کے بغیر محض عبادات سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، پھر اسی طرح اس حدیث شریف میں اُس شخص کو بہترین قرار دیا گیا ہے جو اپنی اہلیہ سے حسن سلوک کرے۔ اُس کے نیک اور اچھے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اُس کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا جو شوہر اپنی اہلیہ پر ناجائز سختی کرتا ہے یا اُس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے وہ بدترین شخص ہے۔ یاد رہے! ہر شخص یہی پسند کرتا ہے کہ میرا داماد اور بہنوئی میری بیٹی اور بہن کے ساتھ حسن سلوک کرے، اگر اُس سے کمی بیشی ہو جائے تو اُسے معاف کر دے۔ تو آپ بھی یاد رکھیں، آپ کی بیوی بھی کسی کی بیٹی یا بہن ہے!

تحريم النار على كل قريب هين سهل

قریب کرنے والے' آسانی کرنے والے اور نرمی کرنے والے پر آگ حرام ہے

٤١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلَى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ)). [الصحيحة: ٩٣٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں، جو آگ پر حرام ہے یا آگ اُس پر حرام کر دی گئی ہے؟ ہر قریب کرنے والا، نرمی کرنے والا، آسانی کرنے والا شخص۔

تخریج: الصحيحة ۹۳۸۔ ترمذی (۲۴۸۸)' احمد (۱/ ۴۱۵)' ابن حبان (۴۷۰)' مكارم الاخلاق (ص: ۲۳'۱۱)

فوائد: حضرت نبی کریم ﷺ نے بڑی تاکید سے بلیغانہ انداز میں ایسے لوگوں کو جہنم سے دوری کی بشارت سنائی ہے جو لوگوں کو قریب کرنے والے، اُن پر آسانیاں کرنے والے اور اُن کو سہولتیں دینے والے ہوتے ہیں۔ اگر آج خوش طبعی، ملنساری، لطافت و شفقت، رحم و کرم اور آسانی و نرمی کرنے سے جہنم کی ہولناک آگ حرام ہو جائے تو خسارے کا سودا نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے۔ ورنہ مخلوق خدا پر ناجائز سختیاں مسلط کرنے والے لوگوں کے لیے ہی جہنم تیار کی گئی ہے۔

فضل اصلاح بين الناس

لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی فضیلت کا بیان

٤٢۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوْعًا:

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا)). [الصحيحة: ٢٦٤٤]

کیا میں تجھے ایسا صدقہ نہ بتاؤں کہ اللہ اُس مصرف کو بہت پسند کرتے ہیں؟ تو لوگوں کے درمیان صلح کروائے۔ یہ ایسا صدقہ ہے کہ اللہ اس مصرف کو پسند کرتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۴۴۔ الاصبھانی فی الترغیب (۱۷۹)' طبرانی (۳۹۲۲)' طیالسی' (۵۹۸)' شعب الایمان (۱۱۰۹۴)

فوائد: صلح پسند شخص کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ کسی کے ساتھ خود صلح کرنا یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کی صلح کروانا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں صلح کروانے کو محبوب صدقہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ہمیشہ فضل وکرم فرماتا ہے جو فریقین کے مابین صلح کا خواہش مند ہوتا ہے۔ صلح کروانے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ مومنوں کے دو گروہ اگر آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں کے درمیان لازماً اور فوراً صلح کروا دو۔ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ مومن ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان فوراً صلح کروایا کرو۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے درمیان صلح صفائی رکھو۔ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ معاملہ کس قدر حساس کیوں نہ ہو، صلح ہی بہتر ہے۔...... ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صلح کی اہمیت وفضیلت کو بیان فرمایا کہ اگر مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کی باہم صلح کروا دینی چاہیے۔ کسی کو لڑتے دیکھ کر گونگا شیطان بننا درست نہیں اور اس قدر واضح نصوص اور اوامر کے باوجود بھی اگر فریقین صلح پر آمادہ نہ ہوں تو پھر اُن کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ کینہ پرور، بغض وحسد اور نفرت رکھنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔

باب الحض بامساك الغضب

غصہ کو روکنے کی ترغیب کا بیان

٤٣۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يَرْفَعُوْنَ حَجَرًا، فَقَالَ: ((مَايَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالُوْا يَرْفَعُوْنَ حَجَرًا يُرِيْدُوْنَ الشِّدَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. اَلَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّ بِقَوْمٍ يَصْطَرِعُوْنَ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا فُلَانٌ الصَّرِيْعُ، مَايُصَارِعُ أَحَدًا إِلَّا صَرَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ رَجُلٌ ظَلَمَهُ رَجُلٌ، فَكَظَمَ غَيْظَهُ، فَغَلَبَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَ صَاحِبِهِ)).

انس ؓ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: یہ لوگ کیا کرتے ہیں، لوگوں نے کہا: وہ اپنے جسموں کو مضبوط کرنے کے لیے پتھر اٹھاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ وہ شخص جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو کشتی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے، جو ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ وہ آدمی جس پر کسی شخص نے زیادتی کی اور اُس نے

اپنے غصے کو پی لیا۔ پس وہ اس پر غالب آ گیا اور اپنے شیطان پر غالب آ گیا اور اپنے ساتھی کے شیطان پر غالب آ گیا۔ یعنی اُس نے تینوں کو پچھاڑ دیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۹۵۔ البزار (۲۰۵۳، ۲۰۵۴)

فوائد: اسلام اُس کو بہادر، جرأت مند، دلیر اور طاقتور پہلوان کہتا ہے جس میں غصہ پر قابو پانے کی مکمل ہمت ہو۔ اچھی خوراک اور ورزش سے جسم موٹا تازہ تو ہوسکتا ہے، دنیا والے تو اُس کو پہلوان اور طاقتور تسلیم کرلیں گے مگر دین کی روح سے طاقتور پہلوان وہی ہوگا جو جذبات پر قابو رکھتے ہوئے اپنے غصے کو پی جائے۔ آپ نے فرمایا: غصہ پی جانے والا شخص اتنا بڑا طاقتور پہلوان ہے کہ اُس نے بیک وقت اپنے مدمقابل، اپنے شیطان، اپنے مدمقابل کے شیطان، تینوں کو شکست دے دی۔

باب من اهل الجنة و اهل النار

جنتی اور جہنمیوں کا بیان

٤٤۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ: ((أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِيْ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَاأَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَالَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ. وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَايَغْسِلُهُ الْمَاءُ، وَتَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ! إِذًا يَثْلَغُوْا رَأْسِيْ، فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً! قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ

عیاض بن حمار ؓ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار! میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو سکھلاؤں، جو تم نہیں جانتے اُن باتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آج کے دن مجھ کو سکھائیں، ہر وہ مال جو میں نے بندے کو دیا ہے، وہ حلال ہے، اور بلاشبہ میں نے اپنے سب بندوں کو یکسو خالص مسلمان بنایا ہے۔ لیکن اُن کے پاس شیطان آئے انہوں نے اُن کو اُن کے دین سے دور کر دیا۔ جو میں نے اُن کے لئے حلال کیا تھا، اُنہوں نے اُن پر حرام کر دیا۔ اور اُن کو حکم دیا یہ کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف جھانکا تو عرب وعجم سمیت تمام کو گناہگار پایا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے اور اللہ نے کہا میں نے تمہیں اس لیے بھیجا ہے کہ تجھ کو آزماؤں اور تیرے ذریعے لوگوں کو آزماؤں۔ میں نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری ہے، جس کو پانی نہیں دھوسکتا' تو اُس کو سوتے اور جاگتے پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا یہ کہ میں قریش کو جلادوں، میں نے کہا اے میرے پروردگار وہ تو میرا سر پھوڑ ڈالیں گے، اور اُس کو روٹی کی

الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ [مُتَصَدِّقٌ] ذُوْ عِيَالٍ. قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَازَبْرَلَهُ الَّذِيْ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا لَايَتْبَعُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ. وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِالْكِذْبَ. وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَىَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَايَفْخَرَ أَحَدٌ وَلَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ)). [الصحيحة:٣٥٩٩]

طرح ٹکڑے بنا کر چھوڑیں گے۔اللہ نے فرمایا: تو اُن کو نکال دے جس طرح انہوں نے تجھے نکالا اور اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا اور تو لشکر بھیج ہم بھی اُسی طرح کے لشکر بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں سے لڑ۔ اور جنت والے تین طرح کے لوگ ہیں، (۱) منصف صاحب اقتدار، جو صدقہ کرنے والا اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ (۲) ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان سے نرمی کرنے والا (رحم دل)۔ (۳)۔ پاک دامن، باوجود اہل و عیال کے مانگنے سے بچنے والا۔ اور دوزخ والے پانچ طرح کے لوگ ہیں۔ (۱) وہ کمزور شخص کہ جس کو بری بات سے بچنے کی توفیق نہیں۔ وہ تم میں فرمانبردار ہے، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں نہ ہی مال۔ (۲) وہ خائن جس کے لیے لالچ پوشیدہ نہیں، جب اُس کو کسی معمولی سی چیز کی خیانت کرنے کا موقع ملے تو وہ خیانت کرے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح شام تیرے ساتھ تیرے گھر بار اور مال کے بارے میں دھوکہ کرے۔ (۴) پھر آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا (۵) اور فحش گالیاں نکالنے والے شخص کا ذکر کیا۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ نے میری طرف وحی کی ہے یہ کہ تم عاجزی کرو۔ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرو اور نہ ہی زیادتی۔

تخریج: الصحیحة ٣٥٩٩۔ مسلم (٢٨٦٥)، نسائی فی الکبری (٨٠٧٠)، مسند احمد (۴/ ١٦٢، ٢٦٦)، عبد الرزاق (٢٠٠٨٨)

فوائد: دنیا کی زندگی اس لحاظ سے بھی بہت قیمتی ہے کہ اُسی کی بنیاد پر قیامت کے روز لوگوں کو فیل اور پاس کیا جائے گا، روزِ قیامت کامیابی و ناکامی کا معیار یہی زندگی ٹھہرے گی اور پھر یہ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔ جو ہمیں مل چکی ہے اور وہ تیزی سے گزر رہی ہے۔ اس حدیثِ طیبہ کی روشنی میں ہر مسلمان باآسانی اپنے کردار کا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ شیطان کا آلۂ کار ہے یا رحمان کا فرمانبردار! اُس میں اہل جنت والے اوصاف ہیں یا اہل جہنم والی خامیاں ہیں۔ وہ اپنے کردار کی روشنی میں کامیاب ہوگا یا ناکام! بارگاہِ صمدانی میں دست بدعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق بھی دے اور جنت میں صالحین کا ساتھی بنائے۔ آمین

العضة هي النميمة التي تفسد بين

عضہ وہ چغل خوری ہے، کہ جو لوگوں کے درمیان فساد

الناس

ڈال دے

۴۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلنَّمِيْمَةُ الَّتِيْ تُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ)). [الصحيحة:۸۴۶]

عبداللہ بن مسعود‬ؓ کہتے ہیں، محمد ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا ہے؟ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فتنہ ڈال دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۶' مسلم (۲۶۰۶)' دارمی (۲۷۱۸)' احمد (۱/ ۴۳۷)' بیہقی (۱۰/ ۲۴۶)' الروایات مطولۃ ومختصرۃ

ذم الافشاء ما بين المرء و زوجها اذا خلابها

میاں بیوی کے تنہائی کے معاملات کوافشاء کرنے کی مذمت

۴۶۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَفِيْهِ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ عَسَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ زَوْجِهَا إِذَا خَلَابِهَا؟ أَلَاهَلْ عَسٰى رَجُلٌ أَنْ يُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنُ مِنْهُ إِذَا خَلَا بِأَهْلِهِ؟ فَقَامَتْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَيَفْعَلُوْنَ وَإِنَّهُنَّ لَيَفْعَلْنَ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكَ أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا مَثَلُ ذٰلِكَ؟ مَثَلُ شَيْطَانٍ أَتٰى شَيْطَانَةً بِالطَّرِيْقِ، فَوَقَعَ بِهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ)). [الصحيحة:۳۱۵۳]

ابو ہریرہ‬ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، آپ نے اُن کو وعظ و نصیحت فرمایا اور اُن کو حکم دیا یہ کہ وہ ضرور صدقہ کریں، اگرچہ اپنے زیور ہی سے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی عورت ہے جو لوگوں کو اپنے خاوند کے ساتھ تنہائی میں ہونے والے معاملات بتاتی ہو؟ کیا ایسا مرد ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی والا معاملہ بتاتا ہے؟ چنانچہ اُن عورتوں میں سے ایک غبار آلودہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی، اُس نے کہا اللہ کی قسم بلاشبہ مرد بھی ایسا کرتے اور عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو۔ کیا میں تم کو اس کی مثال نہ بتلاؤں؟ ایسی باتیں بیان کرنا اُس شیطان کی مانند ہے جو سرِ عام شیطانہ کے ساتھ مباشرت کرے اور لوگ اُس کو دیکھ رہے ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۳۔ خرائطی فی مساوی‌ء الاخلاق (۴۳۶)' ابوداود (۲۱۷۴)' احمد (۲/ ۵۴۰' ۵۴۱)

فوائد: میاں بیوی کے خلوت کے احوال ایک دوسرے کے پاس امانت ہیں، کسی غیرت مند شوہر کے لائق نہیں کہ وہ اپنی خلوت کے معاملات غیروں میں بیان کرے اور نہ ہی کسی باحیاء خاتون کے لیے زیبا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہونے والی تنہائی کی باتیں اور اُس کی کیفیت سہیلیوں میں ذکر کرتی رہے۔ دونوں میں سے جو بھی تنہائی اور باہم ستر وحجاب کی کیفیات دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں وہ حددرجہ بے حیاء اور ایک روایت کے مطابق بدترین لوگ ہیں۔ اس حدیث میں بھی ایسے لوگوں کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جواز ضرب الدف للجوار

٤٧۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَيِّ بَنِي النَّجَّارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَقُلْنَ:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ

يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ قَلْبِي يُحِبُّكُنَّ)). [الصحيحة:٣١٥٤]

بچیوں کے لیے دف بجانے کی اجازت کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ بنونجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجاتے ہوئے گا رہی تھیں:

ہم بنونجار کی بچیاں ہیں

واہ واہ محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ٣١٥٤۔ طبرانی فی الصغیر (١/ ٣٣)، بیھقی فی دلائل النبوۃ (٢/ ٥٠٨)، ابن ماجه (١٨٩٩)

فوائد: ہر دور کے باطل حکمرانوں کی پشت پناہی کے لیے درباری مولوی صفوں میں قطار بنائے کھڑے رہے ہیں، حکمرانوں کے ساتھ مل کر رنگ رلیاں منانے والے درباری ملا وقتاً فوقتاً حرام کو حلال ثابت کرنے کی ناپاک جسارت بھی کیا کرتے تھے، جس کو تحقیق جدید کا رنگ دے کر اسلام کی دھجیاں بکھیری جاتی تھیں، دورِ حاضر میں بھی ہمارے روشن خیال حکمران لہو ولعب اور موسیقی وغنا کو ہی مقصدِ حیات اور دین سمجھتے ہیں اور اِن کے سرکاری مولوی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محافل موسیقی وغنا کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ موسیقی اور آلاتِ موسیقی کو اختیار کرنے یا اُسے مقصدِ حیات بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اور نہ ہی اُس کے رسول ﷺ نے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے بہترین نمونہ اور اسلام کی کھلی ہوئی کتاب ہے، مگر کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محفل موسیقی سجائی ہو یا اُس کے فنکاروں کی تحسین کی ہو، ڈھول، طبلہ، سارنگی یا دیگر آلاتِ موسیقی سے جشن منایا ہو۔ جس دین میں لغو اور بے مقصد کام کرنے کی اجازت نہیں، وہ موسیقی کے جواز کا تصور کس طرح پیش کرسکتا ہے، ہاں البتہ شادی کے موقع پر عورتوں کی مجلس میں لونڈیوں یا بچیوں کا گانا درست ہے، بشرطیکہ وہ اشعار اور گیت جائز ہوں، اُن میں حسن و جمال کی داستانیں، فسق وفجور اور عشق بازی کا تذکرہ نہ ہو، اس طرح کے گانے سے محفل موسیقی وغنا کا جواز ثابت کرنا گمراہ متجددین کا کام تو ہوسکتا ہے، دینِ حنیف کا سچا خادم ایسی جسارت کبھی نہیں کرسکتا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ دَف بجانا صرف عورتوں کے لیے ہی حلال ہے، جس طرح کہ شارحین حدیث لکھتے ہیں وَضَرْبُ الدُّفِّ لَايَحِلُّ اِلَّا لِلنساء لأنه فِي الْأَصْلِ مِنْ أَعْمَالِهِنَّ وَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ دَف بجانا صرف عورتوں کے لیے ہی حلال ہے، کیونکہ درحقیقت یہ اُنہی کا عمل ہے اور رسول اللہ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔ مشہور فقیہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَأَمَّا الضَّرْبُ بِهِ لِلرِّجَالِ فَمَكْرُوْهٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مردوں کا دف بجانا ہر حال میں مکروہ ہے۔ بلکہ صحیح موقف کے مطابق دَف یا گانے کا یہ شغل لونڈیوں اور چھوٹی بچیوں کے لیے ہی ہے، آزاد عورتوں کے لیے بھی یہ درست نہیں۔

باب من نوع كذب

٤٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: (أَتٰى

جھوٹ کی ایک قسم کا بیان

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِنَا وَأَنَاصَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَاعَبْدَاللّٰهِ! تَعَالَ أُعْطِيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: **وَمَاأَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟** قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْراً، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَمَا إِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذِبَةٌ))**. [الصحيحة:٧٤٨]

ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور میں ابھی بچہ تھا۔ میں کھیلنے کے لیے نکلنے لگا تو میری ماں نے کہا اے عبداللہ ادھر آؤ۔ میں تجھے کچھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اُسے کیا دینے کا ارادہ کیا تھا؟ کہا میں نے اُس کو کھجور دینے کا رادہ کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا: خبردار! اگر تو اُس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۸۔ ابوداود (۴۹۹۱)، احمد (۳/ ۴۴۷)، الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۹/ ۴۸۳)

فوائد: جھوٹ جھوٹ ہی ہے، چاہے عادۃً ہو یا شغلاً یا کسی دوسرے مقصد کے لیے، عموماً اگر جھوٹ بولنے والے بھائی سے پوچھا جائے کہ آپ نے جھوٹ کیوں بولا ہے، تو جواب ملتا ہے ویسے ہی ......!! شغل کے طور پر میں نے جھوٹ بول کر کسی کا نقصان تو نہیں کیا۔ یاد رہے! یہ حدیث حد درجہ واضح ہے کہ کسی طرح بھی خلافِ حقیقت تاثر نہیں دینا چاہیے۔ کسی کو خلافِ حقیقت تاثر دینا بھی نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جھوٹ اب گناہ نہیں بلکہ فیشن، گفتگو کا سٹائل اور تکیہ کلام بن چکا ہے اور جب گناہ اس قدر مقبولیت اور مقام حاصل کر لے تو پھر روحانی زندگی کا اندھیرا بڑھتا چلا جاتا ہے اور آدمی کو کبھی خیر نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے مکمل نجات عطا فرمائے۔

باب: قول الخطباء: اقول هذا واستغفر الله لي ولكم

خطباء کا یہ کہنا کہ......

٤٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:۔ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ، وَمَا وَجَدَ لَهَا مُنَاخًا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أُخْرِجَتْ إِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ فَأُنِيْخَتْ، ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: **((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، النَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلٰى رَبِّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلٰى رَبِّهِ))** ثُمَّ تَلَا: ﴿يَاأَيُّهَاالنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ حَتّٰى قَرَأَ الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ: **((أَقُوْلُ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِيْ**

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اپنی قصواء اونٹنی پر طواف کیا اور اپنی لاٹھی کے ساتھ حجر اسود کو چھوا اور اونٹنی کو مسجد میں بٹھانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی یہاں تک کہ اُس کو بطن وادی کی طرف لے جا کر بٹھایا گیا، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہلیت کی نخوت تم سے لے گیا ہے۔ لوگ دو طرح کے ہیں، نیک، متقی اور اپنے رب کے ہاں بزرگی والے اور گناہگار، بدبخت، اپنے اللہ کے ہاں حقیر۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں مختلف ذاتوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم پہچانے جاؤ۔ پھر آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی اور آخر میں کہا: یہ کچھ میں کہنا چاہتا تھا

اَوَلَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٨٠٣]

اللہ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٠٣- ابن حبان (٣٨٢٨)' عبد بن حميد (٧٩٣)' بغوی فی التفسير (٣/ ٢١٧' ٢١٨)

باب احسان اليتيم

٥٠- عَنْ بِشْرِ بْنِ عَقْرَبَةَ، قَالَ: اسْتُشْهِدَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّبِي النَّبِيُّ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لِي: ((اُسْكُتْ أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَنَا أَبُوكَ، وَعَائِشَةُ أُمُّكَ؟))

[الصحيحة: ٣٢٤٩]

یتیم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

بشر بن عقربہ سے مروی ہے، میرے والد نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید کر دیئے گئے، نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں رو رہا تھا، آپ نے مجھے کہا، خاموش ہو جا، کیا تو پسند نہیں کرتا کہ میرا تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تیری ماں۔

تخریج: الصحيحة ٣٢٤٩- تاريخ كبير بخاری (٢/ ٧٨)' تاريخ دمشق (١٠/ ٢٣٦' ٢٣٧)' ابو نعيم فی المعرفة (٥٥٩٥)

فوائد: سبحان اللہ! میرے ماں باپ اس مشفق و مکرم نبی ﷺ پر قربان...... یتیم کے ساتھ شفقت عبادت ہے، اگر آپ کی وجہ سے کسی یتیم کو عزت مل جائے، وہ اچھا کھائے اور ستھرا پہنے تو پھر یقیناً آپ نے سرکار ﷺ کی غلامی کا حق ادا کر دیا کیونکہ آپ ﷺ یتیموں کے حق میں حد درجہ نرم تھے۔ بلکہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم ارشاد فرمایا تھا ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ یتیم کو ہرگز نہ جھڑکیں۔ اور اسی طرح قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں یتیم کے مال کو ہڑپ کرنا کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے یتیم کی بے بسی کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ آج جو لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں کل کو اُن کی اولادیں بھی یتیم ہو سکتی ہیں......!! یاد رہے! وہ گھر دنیا میں رحمت کا مرکز ہے جہاں یتیم یا بیوہ کی صرف خوشنودی الٰہی کے لیے عزت اور قدر کی جائے۔

جواز الرفق على عاشقين

٥١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ بَعَثَ سَرِيَّةً فَغَنِمُوا وَفِيهِمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَسْتُ مِنْهُمْ، عَشِقْتُ امْرَأَةً فَلَحِقْتُهَا، فَدَعُونِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَظْرَةً ثُمَّ اصْنَعُوا بِي مَابَدَا لَكُمْ، فَنَظَرُوا فَإِذَا امْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ أَدْمَاءُ فَقَالَ لَهَا: أَسْلِمِي حُبَيْشُ قَبْلَ نَفَادِ الْعَيْشِ۔

أَرَأَيْتِ لَوْ تَبِعْتُكُمْ فَلَحِقْتُكُمْ
بِحَلْيَةَ أَوْ أَدْرَكْتُكُم بِالْخَوَانِقِ
أَمَا كَانَ حَقٌّ أَنْ يُنَوَّلَ عَاشِقٌ
تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ؟

دو محبت کرنے والوں سے نرمی کرنے کا جواز

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا، اُن میں ایک آدمی بھی قید ہوا۔ اُس نے لشکر والوں سے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، میں نے تو ایک عورت سے عشق کیا' اس سے ملاقات کی خاطر میں آیا تھا۔ مجھے لحہ بھر اُس کی طرف دیکھنے کی اجازت دے دو، پھر جو چاہو تم میرے ساتھ کرنا۔ پس انہوں نے دیکھا کہ ایک لمبے قد کی گندمی عورت ہے، اُس نے اُسے کہا اے حبیش زندگی ختم ہونے سے پہلے مان جا۔ اُس نے کہا: ''کیا خیال ہے تیرا اگر میں تمہارا پیچھا کروں اور تمہیں حلیہ چشمے پر ملوں یا پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں، کیا عاشق کا یہ حق نہیں ہے کہ اُس کو رات بھر اور گرمی کی

قَالَتْ: نَعَمْ فَدَيْتُكَ، فَقَدَّمُوْهُ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ، فَجَاءَ تِ الْمَرْأَةُ فَوَقَفَتْ عَلَيْهِ، فَشَهِقَتْ شَهْقَةً ثُمَّ مَاتَتْ، فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَحِيْمٌ؟!)) [الصحيحة:٢٥٩٤]

شدت میں چلنے کا انعام دیا جائے'' عورت نے کہا میں نے اپنا آپ تجھ پہ فدا کیا، انہوں نے اس قیدی کو آگے کیا اور اُس کی گردن اتار دی۔ پس وہ عورت آئی اور اُس پر کھڑی ہوئی اور اتنے زور سے چیخ ماری کہ پھر مر گئی۔ جب وہ لشکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ کو اس کے متعلق خبر دی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی رحم دل آدمی نہ تھا؟

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۴۔ طبرانی فی حدیثه عن النسائی (۳۱۶/ ۱) وفی الکبیر (۱۲۰۳۷)' والاوسط (۱۷۱۸) والنسائی فی الکبریٰ (۸۶۶۳)

كراهية الاشارة بالعين

آنکھوں کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت کا بیان

۵۲۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتّٰى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَاللّٰهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبٰى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ، يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ؟)) فَقَالُوْا: مَانَدْرِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَافِيْ نَفْسِكَ، أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ لَايَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ)). [الصحيحة:١٧٢٣]

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب فتح مکہ کا دن تھا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا، پس وہ اُسے لائے، یہاں تک کہ رسول اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! عبداللہ سے بیعت لیں، آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تین دفعہ اُس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے۔ تین مرتبہ کے بعد آپ نے بیعت لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار آدمی نہ تھا؟ کہ جب اُس نے مجھے دیکھا کہ میں نے اُس کی بیعت سے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا ہے، تو وہ کھڑا ہوتا اور اُس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے دل کی بات نہیں جانتے۔ آپ نے ہماری طرف اپنی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ آپ نے فرمایا: کسی نبی ﷺ کے لیے لائق نہیں کہ آنکھوں سے اشارہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۳۔ ابوداود (۲۶۸۳'۴۳۵۹)' نسائی (۴۰۷۲)' حاکم (۳/ ۴۵)' ابو یعلی (۷۵۷)

باب: من وصاياه ﷺ الخيرة لابي ذر

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی چیدہ چیدہ نصیحتیں

۵۳۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: ((أَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ: ١. أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ،

ابوذر کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات باتوں کا حکم فرمایا: (۱) مسکینوں کی محبت اور اُن سے قریب رہنے کا حکم دیا۔

وَالدَّنُوِّ مِنْهُمْ. ۲. وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ، إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ. ۳. وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ. ۴. وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا. ۵. وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا. ۶. وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. ۷. وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ: (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. [وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ])) [الصحيحة:٢١٦٦]

(۲) مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھوں، برتر کی طرف نہ دیکھوں۔ (۳) مجھے صلہ رحمی کا حکم دیا اگرچہ وہ پیچھے ہٹے۔ (۴) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ (۵) مجھے حکم دیا کہ میں حق کہوں اگرچہ وہ کڑوا ہو۔ (۶) اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (۷) مجھے حکم دیا میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۶۔ احمد (۵/ ۱۵۹)، ابن حبان (۴۴۹)، وطبرانی فی الصغیر (۱/ ۲۶۸)، بیہقی (۱۰/ ۹۱)

فوائد: وائے افسوس کہ آج کے اکثر مسلمانوں کا کردار سراسر آپ کی ان تعلیمات کے خلاف ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم آپ ﷺ کی تعلیمات اور آج کے مسلم معاشرے کا کردار پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم تعلیمات نبویہ سے کس قدر منحرف ہیں۔ (۱) ہم مسکین سے محبت کی بجائے نفرت کرتے ہیں، یا کم از کم ہمارے ذہنوں میں مسکین کے لیے حقارت ضرور ہوتی ہے۔ جبکہ ایسا عمل اسوۂ نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ (۲) ہماری نظر اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف نہیں بلکہ ہمیشہ بالا تر لوگوں کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اور انہیں دیکھ کر ہم اکثر اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہی کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنا بے برکتی ونحوست اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ (۳) کسی رشتہ دار سے معمولی سے مسئلے پر اگر جھگڑا ہو جائے تو ہم ساری زندگی دل میں نفرت کی گرہ باندھ لیتے ہیں، کسی طرح بھی صلح اور معافی کو قبول نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ آج ہر گھر قطع رحمی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اور ساری زندگی بدمزہ ہو چکی ہے۔ جبکہ دین ہمیں فوراً دل کو پاک صاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (۴) بغیر ضرورت کے بھی مانگتے رہنا اکثر مسلمانوں کا معمول بن چکا ہے اور دنیا داری کا رنگ اس قدر غالب ہے کہ نمود ونمائش اور فضول خرچی کو ضرورت سمجھا جاتا ہے اور پھر ایسی ناجائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے در در پر دستک دی جاتی ہے۔ جبکہ دین ہمیں قناعت اور خودداری کا درس دیتا ہے۔ (۵) رشتے دار، اعزۂ واقربا اور دوستوں کی دوستی نبھانے کے لیے حق کی گردن مروڑ دی جاتی ہے۔ جبکہ اگر دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو تو آدمی حق کے معاملہ میں قطعاً ناانصافی نہیں کر سکتا مگر افسوس! کہ اکثر مسلمان قرابت داری کی وجہ سے ناجائز ساتھ دینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ (۶) لوگوں کی نکتہ چینی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، بلکہ کئی لوگ تو دین کا میدان صرف اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ لوگ بڑی باتیں کرتے ہیں، ہم سے باتیں برداشت نہیں ہوتیں۔ کئی ادارے، کئی دینی مراکز اور مساجد اسی لیے ویران ہو گئیں کہ حضرت صاحب لوگوں کی ملامت کا برا مان گئے۔ جبکہ اسلام اپنے بیٹوں کی یہ تربیت کرتا ہے کہ اگر تم اپنے مشن میں سچے ہو، اخلاص، دیانت داری اور حق پر قائم ہو تو پھر کسی زبان دراز کی باتوں کا برا نہیں ماننا چاہیے۔ بلکہ اُس کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ (۷) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو اس حدیث میں جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے، لازمی ہے کہ اس کا مختصر مفہوم واضح کیا جائے، اس وظیفہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی

اپنی زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ اگر مجھے نیکی کی توفیق ملتی ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر میں برائی سے بچتا ہوں تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ یعنی اس کلمے سے خودی، انانیت کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ آدمی ہمیشہ یہی سمجھے کہ جن رذائل سے میں بچا ہوں اور جن عمدہ خصائل سے متصف ہوں اس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ محض اللہ کی توفیق اور اُس کی رحمت ہے۔ لیکن آج اس جملے کی کثرت کی بجائے ہر شخص میں، میں کرتا نظر آتا ہے۔ یاد رہے! جس معاشرے کی تربیت لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے مطابق ہو جائے تو وہاں جرائم نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی تربیت اس وظیفہ کے مطابق نہ ہو جنت تو درکنار وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

الحض باحسان الخدام

خادموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

٥٤ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)). [الصحيحة:٢٨٤٢]

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تمہارے بھائی تمہارے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمہارے ماتحت رکھا ہے، جس کے تحت اُس کا بھائی ہو تو وہ اُس کو ویسا کھلائے جیسا وہ کھاتا ہے۔ ویسا پہنائے، جیسا وہ پہنتا ہے، اُن کو ایسے کام کرنے کا نہ کہو جو اُن کے لیے دشوار ہوں۔ اگر تم اُن کو ایسے کام کا کہو تو اُن کی مدد کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۴۲' بخاری فی صحیحہ (۲۵۴۵) و الادب المفرد (۲۹)' مسلم (۱۶۶۱)' ابوداود (۵۱۵۷)' ترمذی (۱۹۴۵)' ابن ماجہ (۳۶۹۰)

فضيلة حسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

٥٥ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ)) [الصحيحة:١٥٩٠]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے لحاظ سے مکمل مومن وہ ہیں، جو لوگوں میں اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں اور بے شک اچھا اخلاق صوم وصلاۃ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۰۔ البزار (الکشف: ۳۵)' ابو یعلی (۴۱۶۶)' والطبرانی فی الاوسط کما فی المجمع (۸/ ۲۲)

فوائد: تکمیل ایمان اور قربِ الٰہی کے لیے با اخلاق ہونا بہت ضروری ہے۔ اچھی سوچ، اعلیٰ کردار اور حسنِ سلوک سے ہی مسلمان ایمان کی بلندیوں کو چھوتا ہے، کامل مومن ہونے کے لیے بیک وقت عبادت گزار اور با اخلاق ہونا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ صوم و صلوٰۃ کے پابند لوگ حد درجہ کرخت، سنگدل اور سخت مزاج ہوتے ہیں، ہر معاملہ میں خشکی، درشتی اور سختی سے فیصلہ کرتے ہیں، گویا کہ عبادت سے طبیعت سنورنے کی بجائے بگڑ جاتی ہے۔ ایسے افراد کو فی الفور اپنی عادات پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور مخلوق خدا سے لطف و کرم اور شفقت سے پیش آنا چاہیے ورنہ رحمتِ الٰہی سے محرومی ہو سکتی ہے، دوسری طرف کسی بے نماز اور بے عمل شخص کو صوم وصلوٰۃ کا

کہا جائے تو وہ جواب دیتا ہے کہ اگر میں نماز نہیں پڑھتا تو کسی کا دل بھی تو نہیں دکھاتا بلکہ میں تمام لوگوں سے حسن سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ اور اللہ کو بھی یہی مطلوب ہے، وہ اس کے ذریعے ہی ثواب عنایت کرتے ہوئے بخشش فرما دے گا۔ جبکہ ایسے افراد بھی راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اگر ثواب اور نجات کے لیے محض اچھا اخلاق ہی کافی ہوتا تو آنجناب ﷺ ساری ساری رات عبادت میں نہ گزارتے، فرائض کی ادائیگی کو عین دین قرار نہ دیتے اور سنن ونوافل کی حد درجہ زیادہ تاکید وفضیلت بیان نہ فرماتے۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور خالق کائنات کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھنا...... یہ کہاں کا اخلاق ہے......؟ مسلمان کو عبادت میں غفلت برتنی چاہیے اور نہ ہی حسن اخلاق میں کوتاہی کرنی چاہیے۔ تب ہی وہ اجر وثواب اور نجات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

تحريم المفاخرة بينهم

آپس میں فخر کرنے کی حرمت کا بیان

٥٦۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ)). [الصحيحة: ٥٧٠]

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بے شک آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے، یہ کہ تم عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ نہ کوئی کسی ایک پر فخر کرے اور نہ کوئی کسی سے زیادتی کرے۔

تخریج: الصحيحة ٥٧٠۔ مسلم (٦٤-٢٨٦٥)، ابن ماجه (٤١٧٩)، ابو داود (٤٨٩٥)، الادب المفرد (٤٢٨)

ان الله يحب معالي الأخلاق و يبغض سفسافها

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اخلاق سے محبت اور برے اخلاق سے نفرت کرتا ہے

٥٧۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. كَرِيْمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِي الأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا)). [الصحيحة: ١٣٧٨]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل مہربان ہیں، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتے ہیں اور اُس کے گھٹیا پن سے نفرت کرتے ہیں۔

تخریج: الصحيحة ١٣٧٨۔ ابو الشيخ فى احاديثه (١٢/ ١)، حاكم (١/ ٤٨)، ابو نعيم فى الحلية (٣/ ٨٬٢٥٥/ ١٣٣)، السلفى فى معجم السفر (٢١٥)

ذم قطيعة الأرحام

رشتہ داری توڑنے والے کی مذمت کا بیان

٥٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، [فَقَالَ: مَهْ] قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ [بِكَ]مِنَ الْقَطِيْعَةِ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا: تو رحم اللہ کی کمر کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا، اللہ نے فرمایا رک جا، رحم نے کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں!

قَالَ[نَعَمْ] أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ [قَالَتْ: بَلٰى يَارَبِّ!] قَالَ: فَذَاكَ [لَكِ] قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: [ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ !] اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا﴾ [الصحيحة:۲۷٤۱]

کیا تو راضی نہیں، جس نے تجھے ملایا' میں بھی اُس کو ملاؤں اور جس نے تجھے کاٹا میں بھی اُسے کاٹ دوں؟ کہتی ہے: کیوں نہیں میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: یہ تیرا مقام ہے۔ ابو ہریرہ ﷛ نے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو۔ کہ ایسا تو نہ ہوگا اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کرو اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرو جو لوگ ایسا کریں گے اللہ کی اُن پر لعنت ہوگی، جس سے حق سننے سے بہرے ہو جائیں گے اور اُن کی آنکھیں اندھی کردے گا جس سے وہ ہدایت کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۱۔ احمد (۲/ ۳۳۰)' بخاری (۴۸۳۰' ۵۹۸۷)' مسلم (۲۵۵۴)' نسائی فی الکبری (۱۱۴۹۷)' الادب المفرد (۵۰)

فضل تصديق التهليل

۵۹۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ كِذْبَكَ بِتَصْدِيْقِكَ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) رُوِیَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا۔ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ أَنَسٍ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِرَجُلٍ: ((يَافُلَانُ! فَعَلْتَ كَذَا؟)) قَالَ: لَا وَالَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ فَعَلَهُ فَقَالَ لَهُ...... فَذَكَرَهُ۔ [الصحيحة:۳۰٦٤]

لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق کی فضیلت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹ کو لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق کی وجہ سے معاف کر دیا۔ یہ حدیث انس، ابن عمر، ابن عباس اور حسن بصری ﷫ سے مرسل روایت کی گئی ہے اور یہ انس ﷛ کی حدیث کے لفظ ہیں۔ اور حضرت انس ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا، اے فلاں! کیا تو نے اس طرح کیا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! اور قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور نبی ﷺ جانتے تھے کہ اُس شخص نے وہ کام کیا ہے۔ پھر آپ نے اُس کیلئے یہ بات کہی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۶۴۔ عبد بن حمید (۱۳۷۴)' ابو یعلی (۳۳۶۸)' البزار (الکشف: ۳۰۶۸)' من حدیث انس ﷛ احمد (۲/ ۶۸)' ابو یعلی (۵۶۹۰)' عن ابن عمر ﷛' ابوداود (۳۲۷۵)' عن ابن عباس ﷛۔

الايمان علامة حب الله

۶۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ

ایمان کی توفیق اللہ کی محبت کی علامت ہے

عبداللہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیا ہے، اسی طرح

أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيْمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعَدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ [وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ] وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)). [الصحيحة:٢٧١٤]

تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو تقسیم کیا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا دیتا ہے، اور جسے نہیں پسند کرتا اُسے بھی دیتا ہے اور ایمان صرف اُسی کو دیتا ہے، جس کو پسند فرمائے۔ پس جس شخص نے مال خرچ کرنے میں بخل کیا اور دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر گیا اور رات میں مشقت برداشت کرنے سے گھبرائے ایسا شخص یہ کلمات کثرت سے کہے سبحان اللّٰہ [والحمدللہ] ولا إله إلا اللّٰه، واللّٰه أكبر

تخريج: الصحيحة ۲۷۱۴۔ الاسماعيلى فى المعجم (۲/ ۷۲۷)، والحاكم (۱/ ۳۳)، شعب الايمان (۷۰۲)، الادب المفرد (۲۷۵)، موقوفا على ابن مسعود رضی اللہ عنہ

املاء الظالم مهلة من الله

ظالم کو ڈھیل دینا اللہ کی طرف سے مہلت ہے

٦٠۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [الصحيحة: ٣٥١٢]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، جب اُس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ”اور اسی طرح تیرے پروردگار کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے، بلاشبہ اُس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۳۵۱۲، بخارى (۴۶۸۶)، مسلم (۲۵۸۳)، ترمذى (۳۱۱۰)، ابن ماجه (۴۰۱۸)، نسائى فى الكبرى (۱۱۲۴۵)

فوائد: فراخی وخوش حالی اور مال کی فراوانی کامیابی کا معیار نہیں ہے، رب تعالیٰ بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زیادہ رزق عنایت فرماتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں کم عطا کرتے ہیں، بڑے لوگ ہمیشہ اپنے مال و زر پر نازاں رہے ہیں، ساری زندگی مالی وسعت قبول حق میں رکاوٹ بنی رہی اور یہ لوگ ہمیشہ انبیاء ورسل اور اللہ والوں کو للکارتے رہے ہیں کہ قرب الٰہی کا دعویٰ کرنے والو! رحمت وبخشش اور جنت کے افسانے بیان کرنے والو! تمہارے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہیں اور کہتے ہو کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے خوش نصیب ہیں۔ چشم فلک نے کئی بار ایسے ظالموں کی پکڑ کا نظارہ کیا کہ جب اچانک اللہ تعالیٰ کی اُن پر پکڑ آئی تو پھر لحہ بھر مہلت نصیب نہ ہوئی اور یہ لوگ حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے، آج بھی جو لوگ بداعمالیوں کے باوجود خوشحال اور مالدار ہیں، اُنہیں اپنی تجارت پر گھمنڈ کی بجائے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے کسی وقت بھی وہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ اور جب اللہ کی پکڑ آگئی تو پھر توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوگی۔

فضل الفقراء و ذم المتكبرين

فقراء کی فضیلت اور متکبرین کی مذمت کا بیان

٦١۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ فِيْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، وَأَخَذَ الْعَرَقُ فِيْ جُلُوْدِنَا طُرُقًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسَخِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ)) إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ لَايَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا كَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ [أَنْ] يَأْتِيَ بِكَلَامٍ يَعْلُو كَلَامَ النَّبِيِّ ﷺ! فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ هٰذَا وَضَرْبَهُ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعٰى! كَذٰلِكَ يَلْوِى اللّٰهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوْهَهُمْ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:٣٤٢٦]

واثلہ بن اسقع سے مروی ہے، کہتے ہیں میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے یہ دیکھا ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس پورا کپڑا نہ تھا اور پسینہ ہماری جلدوں میں میل وغبار کی وجہ سے لکیریں بناتا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: فقراء مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو، ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدمی آیا، نبی جو بھی کلام کرتے وہ بتکلف نبی کی کلام سے اونچی کلام کرتا، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسے شخص کو پسند نہیں فرماتے جو اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں۔ جس طرح گائے چراگاہ میں اپنی زبان مروڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۶۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۷۰)' ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۲۱۔۲۲)' بیہقی فی الشعب (۴۹۷۳)

باب من وصية الله بالأمهات والأقرب

اللہ کی وصیت ماؤں اور قریبی رشتہ داروں کے متعلق

٦٢۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِى كَرِبَ الْكِنْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِآبَائِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ)). [الصحيحة:١٦٦٦]

مقدام بن معدی کرب کندی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر تمہیں تمہارے باپوں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر جتنا جتنا کوئی رشتہ دار زیادہ قریب ہے اُس کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۶۔ الادب المفرد (۶۰)' ابن ماجه (۳۶۶۱)' احمد (۴/ ۱۳۱' ۱۳۲)' حاکم (۴/ ۱۵۱)

باب من أهل الجنة والنار

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

٦٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ، جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوْبُوْنَ)). [الصحيحة:١٧٤١]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بدمزاج، زیادہ کھانے والا، متکبر، بہت زیادہ مال جمع کرنے والا، بڑا بخیل اہل جہنم میں سے ہے۔ اور کمزور اور دبے ہوئے لوگ جنتی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۴۱۔ احمد (۲/ ۲۱۴)' حاکم (۲/ ۴۹۹)

ان اولی الناس باللہ من بدأھم بالسلام

لوگوں میں اللہ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہے جو سلام پہلے کرتا ہے

٦٤۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)).

[الصحیحۃ: ٣٣٨٢]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو اُن میں سے سلام میں پہل کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۲۔ ابوداود (۵۱۹۷)' بیہقی فی الشعب (۸۷۸۷)' ترمذی (۲۶۹۴)' ابن ماجہ (۳۶۹۳)

فوائد: دین اسلام میں سلام سے آغاز کرنے کی حد درجہ اہمیت بیان کی گئی ہے، اس حدیث میں سلام سے آغاز کرنے کو قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، اس آسان عمل سے اگر قربِ الٰہی نصیب ہو تو کسی مسلمان کو قطعاً غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

ان اللہ لا یرفع شیا من الدنیا الا وضعہ

اللہ تعالیٰ دنیا میں جس چیز کو بلندی دیتا ہے اس کو پستی بھی ضرور دیتا ہے

٦٥۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللّٰہِ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَقَالُوا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰہِ: أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)).

[الصحیحۃ: ٣٥٢٥]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی، جس کو عضباء کہا جاتا تھا اور اُس سے سبقت نہیں لے جائی جاتی تھی۔ ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا، وہ اُس سے سبقت لے گیا، یہ مسلمانوں پر بڑا گراں گزرا، اور انہوں نے کہا، عضباء تو پیچھے رہ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ پر لازم ہے، کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو اونچا نہیں کرتا، مگر اُس کو نیچا کر دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۵۔ بخاری (۶۵۰۱)' ابوداود (۴۸۰۲)' نسائی (۳۶۱۸)' احمد (۳/ ۱۰۳)

باب من خصلۃ الخیر و الشر

خیر اور شر والی صفات کا بیان

٦٦۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَذُكِرَ عِنْدَهُ الْحَيَاءُ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰہِ! اَلْحَيَاءُ مِنَ الدِّينِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَيَاءَ، وَالْعَفَافَ، وَالْعِيَّ. عِيَّ اللِّسَانِ لَا عِيَّ الْقَلْبِ. وَالْفِقْهَ مِنَ الْإِيمَانِ، وَإِنَّهُنَّ يَزِدْنَ فِي

ایاس بن معاویہ بن قرۃ مزنی' اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا قرہ بن مزنی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، تو آپ کے پاس حیاء کا ذکر کیا گیا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ ﷺ کے رسول حیاء دین کا حصہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ حیاء پاک دامنی اور عاجز ہونا (دل کا عجز نہیں) بلکہ زبان کا عاجز ہونا اور اچھی سمجھ ایمان میں سے ہے۔

الآخِرَةِ وَيَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدْنَ فِي الآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ الشُّحَّ وَالْفُحْشَ وَالْبَذَاءَ مِنَ النِّفَاقِ، وَإِنَّهُنَّ يَنْقُصْنَ مِنَ الآخِرَةِ، وَيَزِدْنَ فِي الدُّنْيَا، وَمَا يَنْقُصْنَ مِنَ الآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَزِدْنَ مِنَ الدُّنْيَا)) قَالَ إِيَاسٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ، فَأَمَرَنِيْ فَأَمْلَيْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ كَتَبَهُ بِخَطِّهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنَّهَا لَفِيْ كَفِّهِ مَايَضَعُهَا۔ [الصحيحة: ٣٣٨١]

بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کے نفع کو زیادہ کرتی ہیں، اور دنیا میں کمی کرتی ہیں۔ان سے دنیا میں جو کمی ہوتی ہے اس سے آخرت میں زیادہ نفع ہوتا ہے،اور بلاشبہ بخل' بدکاری اور بدگوئی نفاق میں سے ہے اور بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کا نقصان کرتی ہیں اور دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔اوران سے ہونے والا آخرت کا نقصان اُس سے زیادہ ہے جو دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ ایاس نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا، تو میں نے انہیں اُس کی املاء کرائی۔ پھر انہوں نے اپنے خط سے لکھا، پھر انہوں نے ظہر وعصر کی نماز پڑھائی تو وہ خط آپ کی ہتھیلی میں تھا' اُس کو رکھا نہیں۔

تخريج: الصحيحة ۳۳۸۱' يعقوب بن سفيان الفسوى فى المعرفة (۱/ ۳۱۱)' بيهقى فى الآداب (۱۹۹)' والشعب (۷۷۱۱)

خير عباد الله الموفون المطيبون

پاکباز اور وفا کرنے والے اللہ کے بہترین بندے ہیں

٦٧۔ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ خَيْرَ عِبَادِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ الْمُوَفُّوْنَ الْمُطَيَّبُوْنَ)). [الصحيحة:٢٨٤٨]

ابوحمید ساعدی ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے: بلاشبہ اس امت سے اللہ کے بہترین بندے وعدہ وفا کرنے والے، پاک باز صاف لوگ ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۲۸۴۸۔ ابو محمد المخلدى فى الفوائد (۳/ ۲۴۱/ ۲)' والبزار (الكشف:۱۳۰۸)' (البحر الزخار:۳۷۰۹)' والطبرانى فى الصغير (۲/ ۹۸۔۹۹)

الغيبة ذكر المرء ما يكره ان يسمع

غیبت کسی شخص کی ایسی بات کرنا کہ جس کا سننا اس کو ناپسند ہو

٦٨۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُوْمِيِّ مُرْسَلًا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْغِيْبَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَايَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ)).

مطلب بن عبدالملک بن حنطب سے مرسل روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو آدمی کی ایسی بات بیان کرے، جس کو سننا وہ ناپسند کرے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ اگر چہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے جھوٹی بات کہی تو یہ بہتان ہے۔

تخريج: الصحيحة ۱۹۹۲۔ موطا امام مالك (۲/ ۹۸۷)' الزهد لابن المبارك (۷۰۴)' مساوى الخلاق للخرائطى (۲۰۹)' وله

شاهد من حديث ابی هريرة رضی اللہ عنہ عند مسلم (٢٥٨٩) وغيره

استغفار الولد للوالد رخصة فی الجنة

بیٹے کا والد کے لیے بخشش طلب کرنا جنت میں بلندی کا سبب ہے

٦٩۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: أَنّٰى [لِي] هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے، یہ میرے لیے کیسے ہوا؟ کہا جاتا ہے! تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

تخريج: الصحيحة ١٥٩٨۔ ابن ماجه (٣٦٦٠)' احمد (٢/ ٥٠٩)' ابن ابی شيبة (٣/ ٣٨٧)

فوائد: اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، انبیاء و رسل بھی اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کا مطالبہ کرتے رہے۔ آج ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں نیک اولاد کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ نیک اولاد جہاں دنیا میں عزت کا نشان ہوتی ہے وہاں روزِ قیامت نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔ باعمل مسلمان اپنی اولاد کی تربیت میں کامیاب ہوگیا تو وہ سمجھ لے میں نے دنیا و آخرت کی بادشاہت اور حقیقی کامیابی کو حاصل کرلیا ہے۔ اس حدیث میں اُس خوش نصیب والد کا ذکر ہے کہ جس کے درجات اُس کے بچے کے استغفار کی وجہ سے بلند کردیئے جاتے ہیں، قابل رشک ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور نیک تربیت کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یہی نیک اولاد موت کے بعد صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب کا ذریعہ بنتی ہے اور پھر یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہتا ہے۔ نیز ایسے والدین کو اپنی قبر اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے جو اپنی اولادوں کو آوارگی اور گناہوں کے مواقع مہیا کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو موسیقی اور کیبل کا رسیا بنا کر ذلت و رسوائی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ ایسے ماں باپ جہاں اپنی بداعمالیوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے' وہاں اولاد کا ہاتھ بھی اِن کے گریبان پر ہوگا اور ان کی اولاد ان سے پوچھے گی کہ ''ہمیں نیک راہ کیوں نہ دکھلائی......؟''

فضل الحسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

٧٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ)). [الصحيحة:٧٩٥]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کے باعث رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے کے درجات کو پالیتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ٧٩٥۔ ابو داود (٤٧٩٨)' ابن حبان (٤٨٠) الحاكم (١/ ٦٠)

٧١۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ الظَّامِيْ بِالْهَوَاجِرِ)). [الصحيحة:٧٩٤]

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے، رات کو جاگنے والے، دن کی دھوپ میں پیاس برداشت کرنے والے (روزہ دار) کے درجہ کو حاصل کرلیتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ٧٩٤۔ تمام الرازی فی الفوائد (١٥١٨)' طبرانی فی الكبير (٧٧٠٩)

باب الأهمية بصلة الأرحام

صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

۷۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ آخِذَةٌ بِحُجْزَةِ الرَّحْمٰنِ، يَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَيَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا)).

[الصحيحة:۱۶۰۲]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ رحم رحمٰن کی کمر کو پکڑنے والی شاخ ہے، وہ ملاتا ہے، جس نے اُسے ملایا اور کاٹتا ہے جس نے اُسے کاٹا۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۰۲- احمد (۱/ ۳۲۱)' ابن ابی عاصم فی السنة (۵۳۸)' والبزار (الكشف:۱۸۸۳)

باب: فضل صلة الرحم

باب: صلہ رحمی کی فضیلت

۷۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: عَطَفَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِصْبَعَهُ فَقَالَ:((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ. عَزَّوَجَلَّ. وَاصِلَةٌ .لَهَا لِسَانٌ ذَلِقٌ، تَتَكَلَّمُ بِمَاشَاءَ تْ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَاقَطَعَهُ اللّٰهُ)).

[الصحيحة:۲٤٧٤]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنی انگلی کو مروڑا اور فرمایا: رحم رحمٰن کی شاخ ہے ملی ہوئی۔ اُس کے لیے تیز زبان ہے، جو چاہتی ہے وہ بولتی ہے، جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملائے گا، اور جس نے اس کو توڑا اللہ اُس کو توڑے گا۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۷۴- ابو داود الطيالسی (۲۵۵۰)' احمد (۲/ ۱۸۹' ۲۰۹)' ابن ابی شيبة (۸/ ۳۵۰)

ان الروح لتلقى الروح

روح' روح کے ساتھ ضرور ملتی ہے

۷٤۔عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرُّوْحَ لَتَلْقَى الرُّوْحَ)) [وَفِي رِوَايَةٍ: اِجْلِسْ وَاسْجُدْ وَاصْنَعْ كَمَا رَأَيْتَ] وَأَقْنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا [قَالَ عَفَّانُ بِرَأْسِهِ إِلَى خَلْفٍ] فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ ﷺ۔ [الصحيحة:۳۲٦٢]

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک اُس کے باپ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں، تو میں نے اُس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا: یقیناً روح، روح سے ملاقات کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے' آپ نے فرمایا: بیٹھ اور سجدہ کر اور اُس طرح کر جس طرح تو نے دیکھا، رسول اللہ نے اپنا سر اس طرح جھکایا (عفان نے اپنے سر کو پیچھے ہٹا کر کہا) پس اُس نے اپنی پیشانی رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر رکھی۔

تخریج: الصحيحة ۳۲۶۲' نسائی فی الكبرى (۷۶۳۱)' ابن ابی شيبة (۱۱/ ۷۸)' احمد (۵/ ۲۱۴' ۲۱۵)

فوائد: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے خواب پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جائز اور نیک خواب کو پورا کر دینا چاہیے، اس حدیث کو سمجھنے سے قبل تین باتیں سامنے رکھیں (۱) مسجود لہ...... جس کو سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ (۲) مسجود الیہ...... جس

طرف سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ قبلہ ہے۔ (۳) مسجود علیہ...... جس پر سجدہ کیا جاتا ہے ......اور وہ زمین، مصلّی اور چٹائی وغیرہ کوئی چیز ہوسکتی ہے۔ حضرت خزیمہ ﷺ نے خواب میں مسجود علیہ آپ ﷺ کی پیشانی کو دیکھا، اور آپ ﷺ سے آ کر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مسجود لہ اللہ تعالیٰ ہی تھے اور مسجود الیہ قبلہ ہی تھا، آپ کی پیشانی صرف مسجود علیہ تھی۔ (اچھی طرح سمجھ لیں)

كراهية الاخذ بالأمارة

۷۵۔ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا مَضَى وَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ وَجَدْتَ الإِمَارَةَ؟)) فَقَالَ: كُنْتُ كَبَعْضِ الْقَوْمِ، كُنْتُ إِذَا رَكِبْتُ رَكِبُوا، وَإِذَا نَزَلْتُ نَزَلُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَ السُّلْطَانِ عَلَى بَابِ عَنَتٍ، إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ! لَا أَعْمَلُ لَكَ وَلَا لِغَيْرِكَ أَبَدًا۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ!۔ [الصحيحة:٣٢٣٩]

امارت لینے کی کراہت کا بیان

حمید سے مروی ہے، وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اُس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو لشکر کا امیر مقرر کیا، جب وہ چلا گیا اور آپ کی طرف واپس لوٹا تو آپ نے اُس سے کہا: تم نے امارت کو کیسا پایا؟ اُس نے کہا: میں بعض لوگوں کی طرح تھا، جب میں سوار ہوتا وہ سوار ہوتے۔ اور جب میں اترتا وہ اترتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک امیر مشقت کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ آدمی نے کہا اللہ کی قسم نہ آپ کے لیے اور نہ ہی آپ کے غیر کے لیے کبھی امیر بنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٢٣٩ طبراني في الكبير (٣٦٠٣)

باب من البلاء على الأنبياء

۷۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ (بِالْجِعِرَّانَةِ) ازْدَحَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى قَوْمِهِ، فَكَذَّبُوهُ وَشَجُّوهُ، فَكَانَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ وَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ يَحْكِي الرَّجُلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبْهَتِهِ۔ [الصحيحة: ٣١٧٥]

انبیاء کرام پر تکلیفوں کا بیان

ابن مسعود ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مقام جعرانہ پر حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا، تو صحابہ نے آپ کے گرد بہت بھیڑ کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ، اللہ نے اُس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اُس کو جھٹلایا اور اُس کا سر پھوڑ دیا۔ وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ میری قوم کو معاف کردے کیونکہ وہ میرے مقام کو نہیں جانتی۔ ابن مسعود کہتے ہیں، اب بھی یہ منظر میری نگاہوں میں ہے، کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی طرف، آپ اس نبی کی نقل کرتے ہوئے اپنی پیشانی سے پونچھ

رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۵۔ الادب المفرد (۷۵۷)' احمد (۱/ ۴۲۷'۴۵۶)' ابو یعلی (۴۹۹۴)

فوائد: اس حدیث کے علاوہ جو آپ ﷺ کی طرف واقعہ طائف کے موقع پر اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِیْ، فَإِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہنا منسوب کیا جاتا ہے' وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ آنجناب ﷺ تو اپنی امت کی ہدایت کے اس قدر خواہش مند تھے کہ ہمہ وقت اُن کے لیے دعا کرتے رہتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے سامنے روتے اور اپنی امت کی بخشش کا سوال کرتے۔ اور کبھی کبھار اس قدر پریشان ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو تسلی دینے کے لیے جبریل علیہ السلام کو بھیج دیتے، کہ میرے پیارے حبیب ﷺ کو کہہ دو کہ آپ امت کے معاملہ میں زیادہ پریشان نہ ہوں ﴿إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ﴾ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے۔ اور آپ اپنی امت کے معاملہ میں اس قدر خیر خواہ تھے کہ گالیاں دینے والے کو بھی دعا دیتے تھے۔ آج وارثین مسند نبوت، علماء و صلحا کو بھی اسی طرح صبر و تحمل اور خیر خواہی کا پیکر ہونا چاہیے۔ راہِ خدا میں آنے میں والی ہر مصیبت و پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ مگر افسوس! آج کے اکثر علماء و خطباء کا کردار ہی لوگوں کی ہدایت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

باب: فضل صلة الرحم وان قطعت

باب: قطع تعلقی کے باوجود صلہ رحمی کی فضیلت

۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ قَرَابَةً، أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَ، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ، وَأَحْلُمُ وَيَجْهَلُوْنَ، قَالَ: ((إِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ [مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ])). [الصحيحة:۲۵۹۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے رشتہ دار ہیں، میں اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ توڑتے ہیں، میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ برا سلوک کرتے ہیں، اور میں سمجھداری و دانائی سے کام لیتا ہوں، وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو تُو اُن کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ جب تک تیری یہ کیفیت رہے گی، اللہ کی طرف سے ہمیشہ تیرے ساتھ مددگار رہے گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۷۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۶۴/ ۲)' احمد (۲/ ۳۸۴)' مسلم (۲۵۵۸)

فوائد: اگر آج اس ایک حدیث پر عمل کر لیا جائے تو آدمی برادری، رشتہ داری اور تعلق داری کے تمام مسائل سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آج بھی ایسے لوگوں کا مددگار رحمٰن ہوتا ہے جو باوجود زیادتی و ظلم کے بھی کلمۂ خیر ہی کہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا اپنی بہادری اور عزت کا معیار سمجھا جاتا ہے اور جب آدمی برابر زیادتی پر اتر آئے تو نصرتِ الٰہی اٹھ جاتی ہے اور آدمی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

باب الحقيقة من حب رسول الله

رسول اللہ سے حقیقی محبت کا بیان

۷۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: نَزَلَ بِالنَّبِيِّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، نبی ﷺ کے ہاں

أَضْيَافٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِوَضُوئِهِ، فَتَوَضَّأَ فَبَادَرُوْا إِلَى وَضُوئِهِ فَشَرِبُوْا مَا أَدْرَكُوْهُ مِنْهُ وَمَا انْصَبَّ مِنْهُ فِي الأَرْضِ فَمَسَحُوْا بِهِ وُجُوْهَهُمْ وَرُؤُوْسَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ **مَادَعَاكُمْ إِلَى ذٰلِكَ؟** قَالُوْا: حُبًّا لَكَ، لَعَلَّ اللّٰهَ يُحِبُّنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحِبَّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَحَافِظُوْا عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: صِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ، فَإِنَّ أَذَى الْجَارِ يَمْحُوالْحَسَنَاتِ كَمَا تَمْحُو الشَّمْسُ الْجَلِيْدَ))**. [الصحيحة:٢٩٩٨]

بحرین سے مہمان ٹھہرے، آپ نے اپنے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، وہ آپ کے وضو کے پانی کی طرف لپکے، اُس میں سے انہوں نے جو پایا، پی لیا، اور جو اُس میں سے زمین پر گرا انہوں نے اُسے اپنے چہروں، سروں اور سینوں پر مل لیا۔ نبی نے اُن سے کہا: کس چیز نے تم کو اس پر اکسایا؟ انہوں نے کہا آپ کی محبت نے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے محبت کرے تو تین خوبیوں پر ہمیشگی کرو، (۱) سچی بات (۲) امانت کی ادائیگی۔ (۳) اور اچھا پڑوس، کیونکہ پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو مٹا دیتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٩٩٨- الخلعى فى الفوائد (١٨/ ٤٣/ ١)' شاطبى فى الاعتصام (٢/ ١٣٩)' طبرانى فى الاوسط (٦٥١٣)' بيهقى فى الشعب (١٥٣٤)

فوائد: محبت صرف ظاہری عقیدت کا نام نہیں بلکہ سچی محبت میں اپنے محبوب جیسا کردار بنانا لازمی ہے۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے، ہمارے ہاں بھی عاشقانِ رسول اور محبانِ مصطفیٰ صرف جذبات، نعرہ بازی اور جشن منانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں، جبکہ نجات اور آپ کی شفاعت پانے کے لیے آپ کی ہر سنت پر عمل کرنا ضروری ہے، اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محبتِ رسول اور محبتِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے وضو کے قطرات کو اپنے جسم پر مل لینا اور ان سے تبرک حاصل کر لینا ہی کافی نہیں، اگر تم واقعتاً اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتے ہو تو ہمیشہ سچ بولو، امانت ادا کرو اور اپنے پڑوسی سے حسنِ سلوک سے پیش آ ؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشگوار زندگی کے تینوں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔

باب اهمية الحياء

حیاء کی اہمیت کا بیان

٧٩۔ قَالَ ﷺ: **((إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الإِسْلَامِ الْحَيَاءُ))** رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ [الصحيحة:٩٤٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دین کے لئے ایک خاص خلق ہے، اور اسلام کا وہ خلق حیاء ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ٩٤٠- ابن ماجه (٤١٨١)' خرائطى فى المكارم (٢٨٨)' طبرانى فى الصغير (١/ ١٣-١٤)' من حديث انس رضی اللہ عنہ خرائطى فى المكارم (٢٨٩)' ابونعيم فى الحلية (٣/ ٢٢٠)' من حديث ابن عباس رضی اللہ عنہ

أحب عباد الله أرقها و الينها

نرمی اور شفقت کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں

۸۰۔ عَنْ أَبِي عَنَبَةَ الْخَوْلَانِي يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ آنِيَةً مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَآنِيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوْبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ، وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيَنُهَا وَأَرَقُّهَا)). [الصحيحة: ۱٦۹۱]

ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کرکے بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اہل زمین میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے برتن ہیں، اور تمہارے پروردگار کے برتن نیک لوگوں کے دل ہیں۔ اور اُن میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اسے نرمی اور شفقت والے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (ق۴۰/ ۱ المنتقی منه)' مرفوعًا' ابو طالب مکی المؤذن فی حدیثه (ق ۲۳۰/ ۲)' ضیاء المقدسی فی المنتقی من حدیث ابی علی الاوقی (۱/ ۲) موقوفاً علی ابن عنبة الخولانی رضی اللہ عنہ عبد الله بن احمد فی الزهد لابیه (۷۲۷) عن ابی امامة رضی اللہ عنہ

باب: من صفات المتحابين في الله ومنزلتهم عند الله

باب: اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کی صفات اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام

۸۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءٍ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَاءُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى. وَمَجْلِسِهِمْ مِنْهُ فَجَثَا أَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا وَجَلِّهِمْ لَنَا قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، مِنْ نُزَّاعِ الْقَبَائِلِ، تَصَادَقُوْا فِي اللّٰهِ، فَتَحَابُّوْا فِيْهِ، يَضَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. الَّذِيْنَ ﴿لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾)) [الصحيحة: ۳٤٦٤]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، نبی ہیں نہ ہی شہید، لیکن شہداء و انبیاء اُن کے اللہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اُن سے رشک کریں گے۔ پس اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں اُن کی صفت بیان کریں اور ہمارے لیے اُن کو واضح کریں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سے ایک قوم ہوگی مختلف قبیلوں سے۔ جنہوں نے اللہ کے لئے باہم تعلق رکھا اور اُسی کے لیے محبت کی، قیامت کے روز اللہ عزوجل اُن کے لیے نور کے منبر رکھیں گے۔ لوگ ڈریں گے اور وہ نہیں ڈریں گے۔ وہ اللہ کے ایسے ولی ہیں نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۴۔ حاکم (۴/ ۱۷۰۔۱۷۱)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نسائی فی الکبری (۱۱۲۳۶)' ابو یعلی (۶۱۱۰)' من حدیث ابی هریرة رضی اللہ عنہ' احمد (۵/ ۳۴۳)' بیهقی فی الشعب (۹۰۰۱)' من حدیث ابی مالك الاشعری رضی اللہ عنہ۔

فوائد: رنگ و روپ، منصب اور دولت دیکھ کر ہر کوئی ٹوٹ پڑتا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ لوگ جو صرف کردار، عمل اور پاکیزہ سیرت دیکھ کر محبت کرتے ہیں۔ اور جو دوستی اور پیار اللہ کے لیے ہو اُس کی لذت، مٹھاس اور خوشبو روحانی زندگی کو معطر کر دیتی ہے۔ نیک مقاصد کے حصول کے لیے لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ جو لوگ قوم، نسل، رنگ روپ اور دنیا داری کے اندھیروں سے نکل کر اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، خداوند قدوس اُن کو قیامت کے روز روشنی کے منبروں پر جلوہ افروز کریں گے اور اُن کو کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ شرف و سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

فضل المسلم المسدد

سیدھے سادے با اخلاق مسلمان کی فضیلت کا بیان

۸۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدَّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ بِآيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِكَرِمِ ضَرِيْبَتِهِ وَحُسْنِ خُلُقِهِ)).

[الصحيحة:۵۲۲]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے، سیدھا سادہ مسلمان اپنے عمدہ مزاج اور اچھے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور آیاتِ الٰہی کے ساتھ لمبا قیام کرنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۵۲۲۔ احمد (۲/ ۲۲۰)' طبرانی فی الکبير والاوسط (۳۱۵۰) کما فی المجمع (۸/ ۲۲)' وفی الاوسط عبدالله بن عمر وهو تصحيف۔ والله اعلم!

۸۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)).

[الصحيحة:۷۹۲]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مجھے محبوب وہ لوگ ہیں، جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۷۹۲۔ احمد (۲/ ۱۸۹)' بخاری (۳۷۵۹)' بلفظ "اخلاقا"

۸۴۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ، وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ، قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُوْنَ)).

[الصحيحة:۷۹۱]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ نفرت والے اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرنے میں بناوٹ سے کام لیتے ہیں، منہ پھاڑ کر باتیں کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: ہم ثرثارون اور متشدقون کو جانتے ہیں متفیھقون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تکبر کرنے والے۔

تخريج: الصحيحة ۷۹۱۔ ترمذی (۲۰۱۸)' الخطيب فی تاريخ بغداد (۴/ ۶۳)

ان من أشد الناس بلاءً الانبياء

لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہیں

۸۵۔ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ حُذَيْفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ، قَالَتْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَعُوْدُهُ فِي نِسَاءٍ، فَإِذَا سِقَاءٌ مُعَلَّقٌ نَحْوَهُ، يَقْطُرُ مَاؤُهُ عَلَيْهِ (وَفِيْهِ رِوَايَةٌ: عَلٰى فُؤَادِهِ) مِنْ شِدَّةِ مَايَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمّٰى، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)). [الصحيحة:۳۲۶۷]

حصین بن عبدالرحمٰن نے ابوعبیدہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ اپنی پھوپھی فاطمہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کئی عورتیں عیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، جبکہ ایک لٹکی ہوئی مشک سے پانی کے قطرات آپ پر گر رہے تھے، اور ایک روایت میں ہے آپ کے دل پر، اس وجہ سے جو آپ بخار کی گرمی کی شدت پا رہے تھے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر آپ اللہ سے دعا کریں تو آپ کو شفا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے آزمائش کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت انبیاء ہیں۔ پھر اُن کے بعد، پھر اُن کے بعد، پھر اُن کے بعد جو لوگ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۲۶۷۔ نسائی فی الكبرىٰ (۷۴۹۲)، احمد (۶/ ۳۶۹)، حاكم (۴/ ۴۰۴)

فوائد: نیک آدمی پر بیماری، مصیبت یا کسی آزمائش کا آجانا عیب نہیں ہے، بلکہ یہ سنت اللہ (اللہ کا طریقہ) ہے۔ کہ وہ اپنے نیک بندوں کو طرح طرح کے امتحان میں ڈال کر آزماتا رہتا ہے اور اُن کا ایمان بڑھتا رہتا ہے۔ ویسے تو ہر دم آزمائشوں سے پناہ مانگنی چاہیے اور ہمہ وقت دست بستہ التجاء کرنی چاہیے کہ مولیٰ آزمائشوں کے قابل نہیں، بغیر آزمائش اور امتحان کے ہم پر فضل و کرم فرما، لیکن اگر کوئی تنگی، بیماری یا پریشانی آجائے تو اُس کو فیصلہ الٰہی سمجھ کر قبول کرنا چاہیے اور کبھی ناشکری اور اُس کی ذات کا گلہ شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رہے! ناشکری اور شکوہ سے پریشانی میں اضافہ تو ہوسکتا ہے کمی نہیں ہوسکتی۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آزمائش میں بھی قربِ الٰہی کے متلاشی رہتے ہیں۔

ان من افرى الفرى

سب سے بڑے جھوٹ کا بیان

۸۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ مِنْ أَفْرَى الفِرَى أَنْ يُّرِيَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَالَمْ تَرَيَا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹوں میں سے یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی نیند میں اپنی آنکھوں کو وہ دکھلائے جو انہوں نے نہیں دیکھا۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۶۳۔ احمد (۲/ ۹۶)، بخاری (۷۰۴۳)

☆ عموماً لوگ خواب بیان کرتے ہوئے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں، اپنی شہرت یا نیک نامی کے لیے وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو خواب میں نہیں دیکھا ہوتا جبکہ ایسا کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ تعبیر کے لیے من وعن وہی کچھ بیان کرنا چاہیے جو خواب میں دیکھا ہو۔

تفسير الآية :يأيها الذين آمنوا لا تكونوا كا الذين آذوا موسى......

اے ایمان والوں! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی' کی تفسیر کا بیان

۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ استحياءً منه، فآذاه من آذاه من بني إسرائيل، فقالوا: مايستتر هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلاَّ مِنْ عَيْبٍ بجلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ثَوْبِيْ حَجَرُ! ثَوْبِيْ حَجَرُ! حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَاءٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ أَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ، [قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ] وَقَامَ الْحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّءَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا﴾)) [الصحيحة:٣٠٧٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے شخص تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے اُن کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جاسکتا تھا، بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی اور انہوں نے کہا کہ موسیٰ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا پھلبہری یا خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور آفت ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ کو اس تہمت سے بری فرمائیں، جو انہوں نے لگائی ہے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں علیحدہ ہوئے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھا پھر غسل کیا جب فارغ ہوئے تو کپڑوں کی طرف گئے تا کہ اُن کو اٹھائیں تو پتھر آپ کے کپڑوں سمیت بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے اور کہہ رہے تھے کہ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے۔حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی جماعت تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو ننگا دیکھا، اللہ کی مخلوق میں سب سے اچھی حالت میں۔اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی باتوں سے براءت کردی، انہوں نے کہا، اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی نقص نہیں۔ چنانچہ پتھر ٹھہر گیا، آپ نے اپنے کپڑوں کو اٹھایا اور پہنا اور لاٹھی سے پتھر پر مارنا شروع کردیا۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے اور اس آیت میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے: ”اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ، جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو اللہ نے اُسے اُس سے بری قرار دیا جو انہوں نے کہا اور اللہ کے ہاں بڑی وجاہت والے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۵۔ بخاری (۲۷۸، ۳۴۰۴)، مسلم (۳۳۹)، ابو عوانۃ (۱/ ۲۸۱)، ترمذی (۳۲۲۱)

فوائد: بدعمل، زبان دراز اور شاطر لوگ ہمیشہ نیک لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں، اہل اللہ کو پریشان کرنا اُن پر فقرے بازی کرنا اور اُن پر تہمتیں لگانا، ایسے لوگوں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اپنے نیک لوگوں کا دفاع کرتے آرہے ہیں، اور قیامت تک وہ

اپنے نیک بندوں کا نگہبان ونگران ہے۔اس حدیث میں بنی اسرائیل کی الزام تراشی اور تہمت کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرتِ موسیٰ پر لگائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری فرمادیا۔معلوم ہوا کسی کی شرافت ،خاموشی اور سادگی کو اُس کی خامی یا بزدلی نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی وارثین مسند نبوت باعمل علمائے کرام کی پگڑی اچھالنی چاہیے۔

من قتل كافراً فله سلبه

جس نے کسی کافر کو قتل کیا' تو اس کے لیے ہی اس کا سلب ہے

۸۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ هَوَازِنَ جَاءَ تْ يَوْمَ حُنَيْنٍ بِالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَالإِبِلِ وَالْغَنَمِ، فَصَفُّوْهُمْ صُفُوْفًا لِيُكْثِرُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَالْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ، فَوَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ۔ تَعَالىٰ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ))** وَقَالَ: **((يَامَعْشَرَ الأَنْصَارِ! أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ))** فَهَزَمَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلَمْ يُطْعَنْ بِرُمْحٍ، وَلَمْ يُضْرَبْ بِسَيْفٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ: **((مَنْ قَتَلَ كَافِراً فَلَهُ سَلَبُهُ))** فَقَتَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلاً، وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ضَرَبْتُ رَجُلاً عَلَى حَبْلِ الْعَاتِقِ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ فَأُعْجِلْتُ عَنْهُ أَنْ آخُذَ سَلَبَهُ، فَانْظُرْ مَنْ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَخَذْتُهَا، فَأَرْضِهِ مِنْهَا، فَأَعْطِنِيْهَا! فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، **((وَكَانَ لَايُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ أَوْ سَكَتَ))** فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِهِ وَيُعْطِيْكَهَا! فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

[الصحيحة:۲۱۰۹]

انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے بے شک ھوازن قبیلہ کے لوگ حنین والے دن عورتوں ،بچوں اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ آئے۔ اُن کو قطاروں میں کھڑا کردیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی کثرت کا مظاہرہ کریں۔مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان منہ پھیر کر بھاگ گئے،جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اور کہا اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی نہ نیزے کا کسی کو زخم لگا نہ تلوار کی چوٹ آئی، نبی ﷺ نے اُس دن فرمایا: جس نے کافر کو قتل کیا،اُس کا چھینا ہوا مال اُس کے لیے ہے۔ابوقتادہ ﷛ نے اُس دن بیس آدمی قتل کئے اور اُن کا مال بھی لے لیا۔اور ابوقتادۃ نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے ایک آدمی کے کندھے کے پچھے پر مارا اور اُس پر زرہ تھی۔اس کا چھینا ہوا مال میرے پکڑنے سے پہلے کسی اور نے لے لیا،اے اللہ کے رسول دیکھیے ! وہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے وہ لیا تھا، آپ اُس کے بدلے قتادہ کو راضی کردیں اور وہ مجھے ہی دے دیں۔ نبی خاموش ہوگئے اور آپ سے جو بھی سوال کیا جاتا آپ دے دیتے یا خاموش ہوجاتے۔ عمر ﷛ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم (ایسا نہیں ہوگا) اللہ تعالیٰ نے اپنے شیروں میں سے کسی شیر کو مال فئی دے دیا اور آپ تجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۹۔ حاکم (۲/ ۱۳۰)، ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۵) مختصراً، ابن حبان (۲۸۳۶)، احمد (۳/ ۱۹۰)، مسلم (۲۳۱۲)، من طریق آخر عن انس رضی اللہ عنہ

فضل المتحابين في الله و اهميته

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کی فضیلت واہمیت کا بیان

۸۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ)). [الصحيحة:۳۲۵۳]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی قریب سے گزرا اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اُس گزرنے والے آدمی کے بارے میں کہا: میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: اُس کو جا کر بتلا۔ وہ اُس کی طرف گیا اور اُس کو بتلایا۔ تو اس نے کہا: وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے جس کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جو اُس نے کہا تھا آ کر بتلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔" جو تو نے ثواب کی نیت کی وہ تجھے ملے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۳۔ عبد الرزاق (۲۰۳۱۹)، وعنه البیہقی فی الشعب (۹۰۱۱)، ترمذی (۲۳۸۶)، مختصراً وللحدیث طرق۔

باب: من تواضعه ﷺ وجوده

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور سخاوت کا بیان

۹۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: زَحَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَفِي رِجْلَيَّ نَعْلٌ كَثِيفَةٌ، فَوَطِئْتُ عَلَى رِجْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَفَحَنِي نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، أَوْ جَعْتَنِي)) قَالَ: فَبِتُّ لِنَفْسِي لَائِمًا أَقُولُ: أَوْجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُولُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هَذَا وَاللّٰهِ الَّذِي كَانَ مِنِّي بِالْأَمْسِ۔ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا

عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ایک عربی شخص سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا: حنین والے دن میں رسول اللہ ﷺ سے ٹکرایا اور میرے پاؤں میں بھاری جوتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو روندا اور آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ آپ نے اُس کے ساتھ مجھے چوکا دیا اور کہا بسم اللہ تو نے مجھے تکلیف دی۔ اُس نے کہا: میں نے رات اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے گزاری اور میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہے اور میں نے ایسی رات گزاری جو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب ہم نے صبح کی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا فلاں شخص کہاں ہے؟

مُتَخَوِّفٌ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ وَطِئْتَ بِنَعْلِكَ عَلَى رِجْلِيَّ بِالْأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِي، فَنَفَحْتُكَ بِالسَّوْطِ، فَهٰذِهِ ثَمَانُونَ نَعْجَةً فَخُذْهَا بِهَا)). [الصحيحة:٣٠٤٣]

میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی ہے جو مجھ سے کل ہوا تھا۔ میں ڈرتا ہوا جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: تو نے کل اپنے جوتے کے ساتھ میرے پاؤں کو روندا ہے اور مجھے تکلیف دی ہے۔اور میں نے کوڑے کے ساتھ تجھے چوکا دیا تھا یہ اسی (۸۰) گائیں ہیں، اُس کوڑا لگانے کے بدلے لے لو۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۳۔ دارمی (۷۳)

فوائد: جذبات میں آ کر ظلم پہ اتر آنا کوئی کمال نہیں معمولی سی بات پر کسی شخص کو ساری زندگی کے لیے اپنے سے دور کر لینا اللہ والوں کی شان نہیں۔ بلکہ نیک لوگ جوش میں آ بھی جائیں تو پھر ہوش میں آ کر فوراً سلامتی،عافیت اور درگزر کی راہ پر چلتے ہیں،اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کس قدر شریف النفس، بااخلاق ،نرم دل اور سخی تھے۔تبھی تو اللہ تعالیٰ کئی قسمیں اٹھا کر فرماتے ہیں ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ بلاشبہ آپ خلق عظیم کی بلندیوں پر فائز ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے غلاموں کو بھی آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خبر رسول اللّٰه من أمور الغيبية

رسول اللہ کا امور غیب کے متعلق خبر دینے کا بیان

٩١- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا)) قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ)). [الصحيحة:٣٥٥٥]

عبداللہ ﷺ سے مروی ہے، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے اور ایسے کام بھی دیکھو گے جن کا تم انکار کرو گے،صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن کی طرف اُن کے حق ادا کردو اور اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۵۔ بخاری (۷۰۵۲)' مسلم (۱۸۴۳)' ترمذی (۲۱۹۰)' احمد (۱/ ۴۳۳)

أهمية مكارم الاخلاق

عمدہ اخلاق کی اہمیت کا بیان

٩٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِحَ) الْأَخْلَاقِ)). [الصحيحة: ٤٥]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: میں صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ اعلیٰ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

تخریج: الصحیحة ۴۵۔ الادب المفرد (۲۷۳)' احمد (۲/ ۳۱۸)' حاکم (۲/ ۶۱۸)' ابن سعد (۱/ ۱۹۲)

مثل الجليس الصالح والجليس السوء

اچھے اور برے دوست کی مثال

٩٣- عَنْ أَبِي مُوسٰى: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السَّوْءِ:

ابو موسیٰ ﷺ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے

كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ، إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ، إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ [مِنْهُ] رِيْحًا خَبِيْثَةً)). [الصحيحة:٣٢١٤]

اور بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے دے دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا یا تو اُس سے اچھی خوشبو ہی پائے گا۔ اور بھٹی میں جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اُس سے گندی ہوا پائے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۴' بخاری ۲۱۰۱' ۵۵۳۴) مسلم (۲۶۲۸)' احمد (۴/ ۴۰۴' ۴۰۵)' ابو داود (۴۸۲۹' ۴۸۳۱)

فوائد: مٹی بھی اگر چار دن گلاب کے نیچے رہے تو اُس سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اچھے اور برے ساتھی کا آدمی کی طبیعت اور تربیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، نیک لوگوں سے دوستی اور تعلق رکھنے والا چاہے کتنا بے عمل کیوں نہ ہو اُس کے لیے بالآخر نیکی کی منزل آسان ہو جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ بذاتِ خود باعمل اور نیک سیرت انسان بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے سے نیک ہو تو صالحین کی دوستی سے نیکی میں مزید پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر چاروں طرف بے عمل یا بدعمل دوستوں کا گھیرا ہو تو آدمی ساری زندگی برائی کی دلدل میں دھنسا رہتا ہے۔ اور باہر نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ بالآخر ایسا شخص ساری زندگی ہدایت سے محروم رہتا ہے اور عذابِ الٰہی کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔ آج ہی غور فرمائیں۔!! آپ کا دوست نمازی ہے یا بے نماز......؟ حلال کھاتا ہے یا حرام......؟ شیطان کا دوست ہے یا رحمٰن کا فرمانبردار......؟ دنیا کا حریص ہے یا آخرت کا فکر مند......؟ اگر آپ کا دوست نمازی، حلال خور، رحمٰن کا فرمانبردار اور اپنی آخرت کا فکر مند ہے تو یقیناً ایسا دوست ہی پکا اور سچا دوست ہے جو جنت میں بھی ساتھ ہی رہے گا۔ بصورتِ دیگر بدعمل دوست حقیقت میں بدترین دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بدترین دشمن تو موقع ملنے پر کبھی کبھار نقصان کرتا ہے جبکہ پہلو میں رہنے والا بدعمل دوست ہمیشہ دینی اور اُخروی زندگی کا نقصان کرتا ہے۔

انما يهدى إلى أحسن الأخلاق الله

اچھے اخلاق کی توفیق اللہ ہی دیتا ہے

٩٤۔ عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّمَا يَهْدِيْ إِلَى أَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ: اللّٰهُ، وَإِنَّمَا يَصْرِفُ أَسْوَنَهَا هُوَ)). [الصحيحة:٣٢٥٥]

طاؤس سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی اللہ ہی فرماتا ہے اور برے اخلاق سے بھی وہی دور کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۵۔ عبد الرزاق (۲۰۱۵۶)' عن طاوس مرسلا۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۹۶)' من طریق طاوس عن ابن عباس موصولاً۔

فوائد: اچھے اخلاق و آداب اپنانے اور گھٹیا عادات و حرکات نہ کرنے کی توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ اخلاق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ ﷺ حسن اخلاق کے لیے مندرجہ ذیل دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّءَ الْأَخْلَاقِ لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ ''اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف تو ہی رہنمائی کرتا ہے۔ میری رہنمائی اچھے اخلاق کی طرف فرما اور برے اخلاق کو تو ہی دور

کرتا ہے۔ مجھ کو برے حالات سے دور فرما۔" اس دعا کے علاوہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ حسن اخلاق کے لیے بے شمار دعائیں فرمایا کرتے تھے۔

باب الحض بحسن الكلام و بذل الطعام

خوش کلامی اور کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

۹۵۔ عَنْ هَانِئٍ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ شَيْءٍ يُوجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة: ۱۹۳۹]

ھانی سے روایت ہے، کہتے ہیں جب میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی چیز جنت کو واجب کردیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے کلام اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑ۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۹۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۲۳۶)' کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۳۰۱)' حاکم (۱/ ۲۳)' ابن حبان (۴۹۰)

ليس على المرأة ستر من الأب والغلام

غلام اور باپ سے عورت کو پردے کرنا لازم نہیں ہے

۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ: مَاتَلْقَى، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ)). [الصحيحة: ۲۸٦۸]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو آپ نے اُن کو ہبہ کیا تھا، انس کہتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک کپڑا تھا، جب اُس کے ساتھ سر ڈھانپتیں وہ اُن کے پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا اور جب وہ اُس سے پاؤں ڈھانپتیں تو وہ اُن کے سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی ﷺ نے اُن کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں، یہاں تیرا باپ اور غلام ہی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸٦۸۔ ابوداود (۴۱۰٦)' الضیاء فی المختارة (۵/ ۹۱)' بیهقی (۷/ ۹۵)

فضيلة الرفق و صلة الرحم

صلہ رحمی اور نرمی کی فضیلت کا بیان

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے اُن سے کہا: جس کو نرمی سے حصہ دیا گیا، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر سے حصہ دیا گیا۔ اور صلہ رحمی اچھا اخلاق، پڑوسی سے اچھا سلوک، یہ چیزیں علاقوں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتی ہیں۔

الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الأَعْمَارِ)).

[الصحيحة: ٥١٩]

تخريج: الصحيحة ٥١٩- احمد (٦/ ١٥٩)' بغوى فى شرح السنة (٣٤٩١)' ابو يعلى (٤٥٣٠)' ابو نعيم فى الحلية (٩/ ١٥٩)' الروايات مطولة و مختصرة

التخويف من التهمة

الزام سے ڈرنے کا بیان

۹۸- قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِسْمًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤلَآءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِي [بَيْنَ] أَنْ يَسْأَلُوْنِي بِالْفُحْشِ، أَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ، فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

[الصحيحة: ٣٥٨٩]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے ان سے زیادہ حق دار تھے۔ آپ نے فرمایا: بے شک انہوں نے میرے لیے دو ہی راستے رہنے دیئے تھے۔ یا تو مجھ سے بدتمیزی سے مانگیں یا مجھے بخیل کہیں۔ سو میں بخیل نہیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٨٩- مسلم (١٠٥٦)' احمد (١/ ٣٥٢٠)' حاكم (١/ ٤٦)' ابو يعلى (١٣٢٧)

فوائد: یعنی مانگنے والوں نے اس قدر مجبور کر دیا کہ یا تو وہ بدتمیزی پر اتر آتے یا آپ پر بخل کی تہمت لگاتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں باتوں سے پہلے اُن کو دے دیا۔ ظاہر ہے ایسی صورت حال صاحب اخلاص صحابہ کرام کی تو نہیں ہو سکتی، البتہ جو بظاہر کلمہ گو لیکن منافق تھے یا جاہل بدو تھے یا نئے مسلمان ہوئے تھے اور آداب نبوت سے بے خبر تھے وہی ایسا انداز اپنا سکتے ہیں۔

كم حسبك من الغيبة؟

کتنی بات غیبت کے لیے تجھ کو کافی ہے؟

۹۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ] أَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَقَالُوْا: لَايَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوْهُ)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ، قَالَ ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيْهِ)). [الصحيحة: ٢٦٦٧]

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے، وہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: جب تک اُسے کھلایا نہ جائے وہ کھاتا نہیں اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو اُس میں ہے وہی ہم نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: غیبت کے لیے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر کرے جو اُس میں ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٦٦٧' ابو الشيخ فى التوبيخ (١٨٨)' اصبهانى فى الترغيب (٥٨٠)' بيهقى فى الشعب (٦٧٣٤)' بغوى فى التفسير (٤/ ٢١٦)

فوائد: صحابہ کرام کی مراد یہ تھی کہ وہ شخص خود محنت اور کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی نگاہیں لوگوں کی طرف ہوتی ہیں۔ کوئی اُسے کھلائے یا سوار کرے۔ مگر چونکہ یہ اُس کی خامی صحابہ کرام نے اُس کی عدم موجودگی میں بیان کی جس کو رسول اللہ نے غیبت قرار دیا۔ آج ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائی کی عزت وحرمت کو پامال کرنے سے حددرجہ احتیاط کرنی چاہیے۔

حب العائشة من الرسول الله

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دلکش انداز

۱۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً، قُلْتِ: بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً، قُلْتِ: ((لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ! لَا أُهْجُرُ، إِلَّا اسْمَكَ۔ [الصحيحة:٣٣٠٢]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تیری ناراضی اور خوشی کو پہچانتا ہوں۔ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ آپ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے کیوں نہیں، ربِ محمد کی قسم اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے، نہیں اور رب ابراہیم کی قسم۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: ہاں! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۲، بخاری (۵۲۲۸، ۶۰۷۸)، والادب المفرد (۴۰۳)، مسلم (۲۴۳۹)، احمد (۶/ ۶۱، ۲۱۳)

فوائد: میاں بیوی کا رشتہ وفا، پیار اور محبت کا رشتہ ہے۔ نیک بیوی اپنے خاوند کی مطیع وفرمانبردار اور اسی طرح اچھا شوہر بھی اپنی بیوی کے جائز مطالبات کو پورا کرتے ہوئے اُس کی نیک خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ دونوں طرف سے خیرخواہی، رواداری اور ایک دوسرے کا احساس ہو تو میاں بیوی کے رشتہ سے جنت کی خوشبو آتی ہے ورنہ یہی رشتہ ایک عذاب بن جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مزاج سے اچھی طرح متعارف تھے۔ خوشی اور ناراضی کے جذبات اُن کے چہرے اور بولنے سے فوراً پڑھ لیتے۔

باب من أهل الجنة والنار۔

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

۱۰۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ))۔ [الصحيحة:١٧٤٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والا وہ شخص ہے، جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ اچھی تعریف لوگوں کی طرف سے ڈالتا ہے۔ اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔ اور جہنم والا وہ شخص ہے جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے شر ڈالتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۰۔ ابن ماجہ (۴۲۲۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۷۸۷)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۳/ ۸۰)، بیھقی فی الشعب (۷۰۱۸)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح العقیدہ، نیک سیرت مسلمانوں کا کسی کی تعریف کرنا، اُس کے لیے رحمت اور باعثِ دخول جنت ہے۔ اور اسی طرح کسی کے متعلق اُس کے غلط کردار کی وجہ سے اُس کے شر کا ذکر کرنا یہ موجبِ لعنت وجہنم ہے۔ اس لیے کہتے ہیں آوازِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔

الحیاء من اللہ

اللہ سے حیاء کرنے کا بیان

۱۰۲۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ تَسْتَحِيَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَمَا تَسْتَحِيْ رَجُلاً مِنْ صَالِحِي قَوْمِكَ)). [الصحيحة: ٧٤١]

سعید بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے نصیحت کرتا ہوں، کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کر جس طرح تو اپنی قوم کے نیک شخص سے حیاء کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۱۔ احمد فی الزھد (۲۴۸)، بیھقی فی الشعب (۷۷۳۸)، خرائطی فی مکارم الاخلاق (۲۹۶)

فوائد: ہمہ وقت ہر مسلمان کو یہ تصورِ ذہن وقلب میں تروتازہ رکھنا چاہیے کہ مجھے میرا اللہ بڑے پیار سے دیکھ رہا ہے، میری طرف میرے خالق ومالک کی پوری توجہ ہے، اس تصور کی برکت سے آدمی ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جس طرح کسی بزرگ، مالک یا استاذ کی موجودگی میں آدمی نازیبا حرکات کرنے سے شرماتا ہے، اگر اسی طرح ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین ہو کہ میں اُس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہوں تو یقیناً ہر شخص گناہ اور منکرات کرنے سے شرم محسوس کرے۔ آپ ﷺ کی یہ وصیت حد درجہ قیمتی اور برائیوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

باب: من آداب الطریق

باب: راستے کے آداب

۱۰۳۔ عَنْ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الصُّعُدَاتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الطُّرُقِ) فَإِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِيْنَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قِيْلَ: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَإِرْشَادُ الضَّالِّ)).

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستے میں بیٹھنے سے بچو، اگر ایسا ضرور کرنا پڑے تو راستے کو اُس کا حق دو، کہا گیا، اُس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہ کو نیچا رکھنا اور سلام کا جواب دینا اور ناواقف کی رہنمائی کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۱۔ ابوداود (۴۸۱۷)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۵۸)، البزار (الکشف: ۲۰۱۸)، (البحر الزخار: ۳۳۸)۔

فوائد: چوکوں، چوراہوں اور گزرگاہوں پر کھڑے ہونا شریف لوگوں کے شایانِ شان نہیں، عام گزرنے والے کے علاوہ بالخصوص گزرنے والی معزز خواتین تکلیف محسوس کرتی ہیں، اور اجنبی شخص خوف بھی محسوس کر سکتا ہے۔ اس لیے گزرگاہوں اور چوکوں سے ہٹ کر کسی کھلے میدان یا بیٹھک میں تسلی سے گفتگو کریں۔ بوجہ مجبوری چوکوں، چوراہوں پر مجلس جمانے والے احباب کو ارشادِ نبوی کے مطابق تربیت کرنا چاہیے۔

باب راعي الغنم من الأنبياء

١٠٤۔ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ حَزْنٍ، قَالَ: تَفَاخَرَ أَهْلُ الإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ وَبُعِثَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا رَاعِي غَنَمٍ بِأَجْيَادٍ)). [الصحيحة:٣١٦٧]

بکریوں کو چرانے والے پیغمبروں کا بیان

عبدہ بن حزن ﷺ سے مروی ہے' کہتے ہیں: اونٹ والوں اور بکری والوں نے بڑھ چڑھ کر (مفاخرانہ) باتیں کیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے، وہ بکریاں چروانے والے تھے۔ داوٗد علیہ السلام بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے۔ اور میں بھی مبعوث کیا گیا، اور میں مکہ کے اجیاد محلّہ میں بکریاں چراتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۷۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۱۳۔ ۱۱۴)' والادب المفرد (۵۷۷) و الادولابی فی الکنی (۱/ ۹۲)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۲۴)

باب: أقل ما يحصل به صلة الرحم

١٠٥۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَامِرِ الأَنْصَارِيِّ، مَرْفُوْعًا: ((بُلُّوْا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ)). [الصحيحة:١٧٧٧]

باب: صلہ رحمی کے حصول کے لیے قلیل ترین عمل

سوید بن عامر انصاری ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی کو تر و تازہ رکھو، اگرچہ سلام کے ذریعہ ہی ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۷۔ وکیع فی الزھد (۴۰۹)' ابن حبان فی الثقات (۴/ ۳۲۴)' القضاعی فی مسند الشھاب (۶۵۴)' ابن المبارك فی البر والصلة (۱۱۷)

فوائد: یعنی اگر کسی سے مزاج نہیں ملتا' یا کسی کی طبیعت ناپسند ہے' تو قطع رحمی و بے تعلقی کی بجائے اپنے تعلقات محدود کر لینے چاہیں اور کم از کم سلام و دعا ضرور رکھنی چاہیے۔ دین ہماری یہی تربیت اور رہنمائی کرتا ہے۔

اكثر ما يدخل الناس الجنة و النار

اس چیز کا بیان جو لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت اور جہنم میں داخل کرے گی

١٠٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَأَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ)). [الصحيحة:٩٧٧]

ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اُس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہت زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق' اور سب سے زیادہ جو چیز لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ۹۷۷۔ ترمذی (۲۰۰۴)' ابن ماجه (۴۲۴۶)' احمد (۲/ ۲۹۱' ۲۹۲)

فوائد: دنیا میں ایمان لانے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں حسن سلوک

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن کے حساب میں نرمی فرماتے ہوئے، اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے بڑی صراحت سے فرمایا کہ جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے کہ اِن دونوں کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا، میں اُسے جنت کی بشارت وضمانت دیتا ہوں۔ یاد رہے! جولوگ اپنی زبان کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے حرام کاری کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیتے ہیں، یہی لوگ آگ میں جلائے جائیں گے۔

ثلاث من اهل الخير و الشر

۱۰۷۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصَى إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِيًا، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ. وَثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءَ، وَإِزَارَهُ الْعِزَّةَ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِي أَمْرِ اللّٰهِ وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ)).

[الصحيحة:٥٤٢]

اہل خیر اور شر میں سے تین تین آدمیوں کا بیان

فضالہ بن عبید سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تین آدمیوں کے بارے میں تو نہ پوچھ (یعنی ان پر کس قدر عذاب ہوگا) (۱) ایسا آدمی جس نے جماعت کو چھوڑ دیا اور امام کی نافرمانی کی اور اسی حالت میں مرگیا۔ (۲) لونڈی یا غلام میں سے کوئی بھاگ گیا اور اسی حالت میں مرگیا۔ (۳) ایسی عورت کہ اُس سے اُس کا شوہر غائب ہوا اور اس نے اُسے دنیا کے اخراجات کافی دیئے۔ پھر وہ بن سنور کر باہر نکلی۔ اور اسی طرح تین اور آدمی (۱) ایسا آدمی جس نے اللہ سے اُس کی چادر کو چھینا اور اُس کی چادر کبریائی ہے اور اُس کا ازار عزت ہے۔ (۲) اور ایسا آدمی جس نے اللہ کے حکم میں شک کیا۔ (۳) ایسا شخص جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہوگیا۔

تخریج: الصحیحة ۵۴۲۔ الادب المفرد (۵۹۰)، احمد (۶/ ۱۹)، ابن حبان (۴۵۵۹)، الحاکم (۱/ ۱۱۹)

فوائد: امام سے مراد خلیفہ وقت یعنی حکمران ہے۔ ہمارے ہاں مذہبی جماعتوں کے رہنما مسلمان خلیفہ کی امارت اور اُس کی اطاعت کی فضیلت واہمیت کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو اپنے اپنے لیڈروں پر چسپاں کرتے رہتے ہیں جو کہ سراسر جہالت ہے۔ ان مذہبی جماعتوں کے امیروں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور نہ ان کی نافرمانی وبغاوت سے گناہ لازم آتا ہے۔ اسی طرح خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی عفت و پاکدامنی اور شرم وحیاء کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے والی عورت بھی بُحد درجہ گناہ گار ہے۔

ثلاثة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة

۱۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجِلَةُ)).

تین افراد کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی (ایسے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُن کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (۱) ماں باپ کا نافرمان۔ (۲) شراب کا عادی۔ (۳) اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱)

[الصحیحة:۳۰۹۹]

ماں باپ کا نافرمان (۲) دیوث اور (۳) مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۹۔ البزار (الکشف: ۱۸۷۵) و (البحر الزخار: ۶۰۵۰)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۱۴۴)

فوائد: مرادنظرِ رحمت ہے، کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے بلکہ ان کی خباثتوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ دیوث' بے حیاء اور بے غیرت کو کہتے ہیں۔ اہل لغت دیوث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هُوَالَّذِیْ یُقِرُّ الْخَبَثَ فِی اَهْلِهٖ جواپنے گھر میں خباثت (یعنی گندگی و بے حیائی) کو برا نہ مانے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں هُوَالَّذِیْ لَاغَیْرَةَ لَهٗ عَلٰی اَهْلِهٖ جس کو باوجود خباثت و بے حیائی کے اپنے گھر والوں پر غیرت نہ آئے۔ مختصر یہ کہ آئمہ لغت، آئمہ محدثین اور آئمہ فقہا نے دیوث کی جو تعریف کی ہے اُس کی روشنی میں مندرجہ ذیل افراد دیوث ہیں (۱) جو اپنی خواتین یا غیر عورتوں سے بدکاری کروائے یا اُس کے علم میں ہو اور وہ منع کرتے ہوئے اُن سے براءت نہ کرے۔ (۲) بے حیاء عورتوں کا ناچ، مجرا اور ڈانس کروانے والا۔ (۳) کیبل پر گندے اور فحش پروگرام دیکھنے والا، بالخصوص وہ شخص تو حد درجہ دیوث اور بے غیرت ہے جو اپنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی یا بہو کے ساتھ بیٹھ کر ایسے مناظر دیکھے۔ (۴) اپنی ماں، بیوی، بیٹی، بہن، بہو یا کسی عزیزہ کو بے پردہ اور نامناسب لباس میں بازاروں کی زینت بنائے۔ (۵) جو اپنے گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا عام کردے۔ یعنی گھریلو خواتین اُن غیر محرم مردوں کے ساتھ مل جل کر معاملات کریں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ یاد رہے! اصل زندگی غیرت مند باحیاء شخص کی ہے، بے غیرت اور دیوث کی کوئی زندگی نہیں، ایسا شخص جہاں دنیا میں لعنتی و مردود ٹھہرتا ہے وہاں روزِ حساب قہر الٰہی کا مستحق بنے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

الحیاء من الایمان

حیاء ایمان کا حصہ ہے

۱۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ فحش گوئی گنوار پن سے ہے اور گنوار پن آگ میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۹۵۔ ترمذی (۲۰۰۹)' احمد (۲/ ۵۰۱)' ابن حبان (۲۰۸)' حاکم (۱/ ۵۲۔۵۳)

عدم رحمة فی القلب خسران

رحمت کا دل میں نہ ہونا سراسر نقصان ہے

۱۱۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبِيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ لِسَعِيْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: أَمَا عَلِمْتَ؟ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ، لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِهِ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ))۔

عمرو بن حبیب سے روایت ہے' انہوں نے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان سے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بندہ ناکام و نامراد ہوا' جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے نرمی نہیں رکھی۔

تخریج: الصحیحة ۴۵۶۔ الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۷۳)' تاریخ دمشق (۲۳/ ۳۹)

عدم اجتماع الخصلتين في منافق

منافق میں دوخوبیوں کے جمع نہ ہونے کا بیان

١١١ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوخوبیاں منافق میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں، اچھا اخلاق اور نہ دین میں فقاہت۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٧٨۔ ترمذی (٢٦٨٤)، عقیلی فی الضعفاء (٢/ ٣٢)، والهروی فی ذم الکلام (٩٣)

فضل الحسن الخلق الفقه في الدين

دین کی سمجھ اور اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

١١٢ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)). [الصحيحة: ٢٨٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٨٦۔ بخاری (٦٠٣٥)، والادب المفرد (٢٧١)، ومسلم (٢٣٢١)، ترمذی (١٩٧٥)، طیالسی (٢٢٤٦)

١١٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خِيَارُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوْا)). [الصحيحة: ١٨٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، تم میں سے اسلام کے اعتبار سے وہ لوگ بہترین ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔ جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔

تخریج: الصحیحۃ ١٨٤٦۔ الادب المفرد (٢٨٥)، احمد (٢/ ٢٦٧۔ ٤٦٩)، ابن حبان (٩١)، واصلہ فی الصحیحین

خير الناس من اطعم الطعام

لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو کھانا کھلائے

١١٤ ـ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: أَيُّ رَجُلٍ أَنْتَ، لَوْلَا خِصَالٌ ثَلَاثٌ فِيكَ! قَالَ: وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: اكْتَنَيْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَانْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَأَنْتَ مِنَ الرُّوْمِ وَفِيكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ۔ قَالَ: أَمَّا قَوْلُكَ: اكْتَنَيْتَ وَلَمْ يُوْلَدْ لَكَ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَنَّانِي أَبَايَحْيٰى وَأَمَّا قَوْلُكَ: انْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَلَسْتَ مِنْهُمْ، وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنَ الرُّوْمِ، فَإِنِّي رَجُلٌ مِّنَ النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ فَسَبَتْنِي الرُّوْمُ مِنَ الْمَوْصِلِ بَعْدَ إِذْ أَنَا غُلَامٌ عَرَفْتُ نَسَبِي، وَأَمَّا

حمزہ بن صہیب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: تو کیسا اچھا آدمی ہے، اگر تجھ میں تین باتیں نہ ہوں۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے کنیت رکھی ہے، حالانکہ تیرا کوئی لڑکا نہیں۔ اور تو نے اپنی نسبت عرب کی طرف کی ہے اور تو رومی ہے اور تو لوگوں کو بہت زیادہ کھلاتا ہے۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا یہ کہنا کہ تو نے کنیت رکھی ہے تیرا کوئی لڑکا نہیں، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابویحییٰ رکھی ہے، اور آپ کا یہ کہنا کہ تو نے عرب کی طرف نسبت کی ہے، حالانکہ تو اُن میں سے نہیں، بلکہ رومی ہے، پس میں قبیلہ نمر بن قاسط سے

قَوْلُكَ: فِيكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ)). [الصحيحة:٤٤]

ہوں، موصل سے رومیوں نے مجھے قید کرلیا جب کہ میں جوان تھا، اور اپنے نسب کو جانتا تھا اور آپ کا یہ کہنا کہ تو کھانا بہت کھلاتا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو کھانا کھلائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۔ رواہ رزین فی احادیثہ (۲۵/ ۲)' ابن عساکر (۲۶/ ۱۶۵) الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۸/ ۷۶)' والحافظ ابن حجر فی الاحادیث العالیات (۲۵)' احمد (۶/ ۱۶)

باب الاهمية من حقوق العباد

حقوق العباد کی اہمیت کا بیان

١١٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَرْفُوعاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ، حَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ)). [الصحيحة: ٣٢٦٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے آدمی پر رحم کرے جس کے ذمہ کسی دینی بھائی کا حق تھا، آبرو کا یا مال کا، تو وہ اُس کے پاس آیا اور معافی مانگ لی۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ اُس کا مواخذہ ہو اور نہ اُس کے پاس دینار ہوں نہ درہم۔ اگر اُس کی نیکیاں ہوں گی تو اُس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ اور اگر اُس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں نہیں ہوں گی، تو لوگوں کی برائیاں اُس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۵۔ ترمذی (۲۴۱۹)' ابن جریر طبری (۱/ ۲۱۰)' ابو یعلی (۶۵۳۹)' بھذا اللفظ بخاری (۲۴۴۹)' بالفاظ متقاربۃ

فوائد: اپنے مسلمان بھائی کے خلاف زبان چلاتے ہوئے یا اُس پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے، پہلے سو بار سوچنا چاہیے۔ اگر میں دنیا میں ظاہری وسائل کے بل بوتے پر غالب بھی آ گیا تو روزِ قیامت اللہ کی عدالت کے انصاف سے کبھی نہیں بچ پاؤں گا۔ روزِ حساب کی فکر سے آدمی کا فخر و غرور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور وہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔

باب الاهمية من رضى الوالد و سخطه

والد کی رضا مندی اور ناراضی کی اہمیت کا بیان

١١٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)). [الصحيحة:٥١٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۱۶۔ ترمذی (۱۸۹۹)' ابن حبان (۴۲۹)' حسن بن سفیان فی الاربعین (ق ۶۹/ ۲) مرفوعاً' ترمذی (۱۸۹۹ ب)' والادب المفرد (۲) موقوفا علی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

فوائد: بیٹے پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا دل و جان سے احترام کرے اور اُس کی خدمت بھی کرے۔ دنیاوی معاملات میں اپنے باپ کے تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔ لیکن! اگر والد بے دین ہے اور وہ بے دینی کی طرف بلاتا ہے یا دین کی راہ میں رکاوٹ

ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اگر باپ کی بات کو چھوڑ دیا جائے تو یہ نافرمانی کے ضمن میں نہیں آئے گا۔

فضل الرحمة و صلة الارحام

رحمت اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان

۱۱۷۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ [وَالرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ])

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرے گا۔ زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور رحم رحمٰن کی شاخ ہے۔ جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملا دے گا اور جس نے اُس کو کاٹا اللہ اُس کو کاٹ دے گا۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۵۔ ابوداود (۴۹۴۱)، ترمذی (۱۹۲۴)، احمد (۲/ ۱۶۰)، حمیدی (۵۹۱)، (۴/ ۱۵۹)

الغنى غنى النفس

حقیقی غنی تو دل کا غنی ہے

۱۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: ((سَأَلَ مُوْسٰى رَبَّهٗ عَنْ سِتِّ خِصَالٍ كَانَ يَظُنُّ أَنَّهَا لَهٗ خَالِصَةٌ، وَالسَّابِعَةَ لَمْ يَكُنْ مُوْسٰى يُحِبُّهَا:۱. قَالَ: يَا رَبِّ! أَيُّ عِبَادِكَ أَتْقٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَذْكُرُ وَلَا يَنْسٰى.۲. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَهْدٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَتَّبِعُ الْهُدٰى. ۳. قَالَ: أَيُّ عِبَادِكَ أَحْكَمُ؟ قَالَ الَّذِي يَحْكُمُ لِلنَّاسِ كَمَا يَحْكُمُ لِنَفْسِهٖ.۴. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعْلَمُ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ، يَجْمَعُ عِلْمَ النَّاسِ إِلٰى عِلْمِهٖ. ۵. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعَزُّ؟ قَالَ: الَّذِي إِذَا قَدَرَ غَفَرَ.۶. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَغْنٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَرْضٰى بِمَا يُؤْتٰى.۷. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَفْقَرُ؟ قَالَ: صَاحِبٌ مَنْقُوْصٌ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ ظَهْرٍ إِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَإِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا، جَعَلَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے چھ باتوں کے بارے میں پوچھا اور وہ گمان کرتے تھے کہ یہ اُن کے لیے خالص ہیں، اور ساتویں کو حضرت موسیٰ پسند نہیں کرتے تھے (۱) موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ متقی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔ (۲) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو (آسمانی) ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہترین منصف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگوں کے لیے اُسی طرح فیصلہ کرتا ہے جس طرح اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ (۴) پھر کہا تیرا کون سا بندہ زیادہ علم والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو علم سے سیر نہیں ہوتا، لوگوں کے علم کو اپنے علم کی طرف اکٹھا کرتا ہے۔ (۵) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کونسا بندہ زیادہ معزز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو غلبہ پالینے کے بعد معاف کر دے۔ (۶) کہا تیرا کون

غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ، وَتُقَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَإِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)).

[الصحيحة: ٣٣٥٠]

سا بندہ بہت زیادہ مالدار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو اپنے دیئے گئے حصے پر راضی ہو جائے۔(۷) کہا تیرا کونسا بندہ سب سے زیادہ فقیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ایسا مالدار جو غنی النفس سے محروم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنیٰ مال سے نہیں ہوتی، غنیٰ تو دل سے غنی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کے حق میں بھلائی چاہتا ہے تو اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔ جب کسی بندے کے حق میں شر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے اُس کا فقر رکھتا ہے (وہ ہر وقت غریبی کا رونا روتا رہتا ہے)۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۵۰۔ ابن حبان (۶۲۱۷)' خرائطی فی المکارم (۳۴۴)' دیلمی (۳۴۱۹)' ابن عساکر (۶۴/ ۱۰۱)

ذم السباب و القتال بالمسلم

مسلمان کو گالی دینے اور لڑائی کرنے کی مذمت کا بیان

۱۱۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کے مال کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۷۔ احمد (۱/ ۴۴۶)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۷/ ۳۳۴)' وابویعلی (۵۱۱۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۱۶)

باب: من تواضعه ﷺ و حسن خلقه

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور حسن خلق کا بیان

۱۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ' قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَاصِبْيَانُ)). [الصحيحة: ٢٩٥٠]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم ابھی چھوٹے بچے تھے، آپ نے فرمایا: السلام علیکم اے بچو!

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۰۔ ابن ابی شیبۃ (۸/ ۴۴۵۔ ۴۴۶)' احمد (۳/ ۱۸۳)' ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۲۲۸)' وابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۳۷۸)

فوائد: چھوٹے بچوں سے پابندی کے ساتھ سلام کیا جائے تو وہ بڑے ہو کر سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ بچوں سے سلام کرنے میں غفلت نہیں برتتے تھے۔ مگر آج اکثر کالجز اور سکولوں میں پروفیسرز حضرات اور اساتذہ کرام بذاتِ خود آپس میں سلام کا اہتمام نہیں کرتے اور نہ ہی کلاس روم میں جاتے ہوئے پابندی سے بچوں کو سلام کہتے ہیں۔ بلکہ ہاتھ اور آنکھ کے اشاروں پر اکتفا کرتے ہوئے اس عظیم عمل سے محروم رہتے ہیں۔ ہم بڑی معذرت اور ادب سے والدین اور بالخصوص اساتذہ کی خدمتِ عالیہ میں گزارش کریں گے کہ وہ ہر جگہ اور ہر دفعہ کلاس روم میں آتے جاتے وقت بچوں کو لازماً سلام

کریں اور بچوں کو نہایت ادب اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دینے کا پابند کریں اور لحہ بہ لحہ سلام کی اہمیت سے انہیں آگاہ کرتے رہیں تاکہ اُن میں دینی شعور اور اسلامی رنگ نظر آئے اور ملاقات کے وقت یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ یہ بچے فرزندانِ اسلام ہیں۔ نیز اگر بچہ سلام کرنے میں پہل کرے تو بالغ آدمی کو بھی اس کا جواب ضرور دینا چاہیے جس طرح کہ محدثین فرماتے ہیں وَلَوِ ابْتَدَأَ الصَّبِيُّ بِالسَّلَامِ وَجَبَ عَلَى الْبَالِغِ الرَّدُّ عَلَى الصَّحِيحِ اگر بچہ سلام کرنے میں ابتداء کرے تو بالغ آدمی پر فرض ہے کہ وہ اس کے سلام کا جواب ضرور دے۔

باب الحض علی جزاء السیئة بالحسنة

برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دینے کی ترغیب کا بیان

۱۲۱۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا ضَمَمْتُ إِلَيَّ سِلَاحَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَدْتُ فِي قَائِمِ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رُقْعَةً فِيهَا ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَحْسِنْ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ، وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْ عَلَى نَفْسِكَ)). [الصحیحة:۱۹۱۱]

علی ؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لیے تو رسول اللہ ﷺ کی تلوار میں میں نے ایک رقعہ پایا اُس میں لکھا تھا، جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اُس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا معاملہ کرے تو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور حق بات کہہ اگر چہ وہ تیری ذات کے خلاف ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۱۔ ابو عمرو بن السماك فی حدیثه (۲/ ۲۸/ ۱) وابن النجار کما فی اتحاف السادة (۹/ ۲۵)

باب: تفسیر (وکل انسان الزمناہ طائرہ)

باب: آیت (وکلانسان) کی تفسیر

۱۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((طَائِرُ كُلِّ إِنْسَانٍ فِي عُنُقِهِ)). تَفْسِيرُ: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾)) [الصحیحة:۱۹۰۷]

جابر ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ہر انسان کا اعمال نامہ اُس کے گلے میں ہوگا۔ یہ اللہ کے فرمان ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ کی تفسیر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۷۔ احمد (۳/ ۳۴۲، ۳۴۹، ۳۶۰)، ابن جریر فی التفسیر (۱۵/ ۳۹)، عبد بن حمید (۱۰۵۳)

الإجتناب من السواد بصبغة الشعر

بالوں کو رنگتے ہوئے سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا

۱۲۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَتْ يَهُودُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَنْهُمْ؟ فَقَالُوا: يَهُودُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَهُمْ لَا يَصْبُغُونَ الشَّعْرَ، فَقَالَ: ((غَيِّرُوا بِسِيمَا الْيَهُودِ وَلَا تُغَيِّرُوا بِسَوَادٍ)).

انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں، یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے اُن کے متعلق پوچھا (یعنی یہ آنے والے کون ہیں؟) صحابہ ؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ یہود ہیں اور وہ بالوں کو نہیں رنگتے۔ آپ نے فرمایا: یہودیوں کی نشانی کو بدلو اور (اپنے بالوں کو) سیاہی سے تبدیل نہ کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۴' ابن جریر الطبری فی تھذیب الآثار (۴۹۳/ ۹۲۶ الجزء المفقود) طبرانی فی الاوسط (۱۴۲)

باب: العدل بین الاولاد الذکور والاناث حتی فی التقبیل

باب: اولاد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان یکساں سلوک کرنے کا بیان حتی کہ بوسہ لینے میں بھی

۱۲۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ، ثُمَّ جَاءَ تْ بِنْتٌ لَهُ فَأَجْلَسَهَا إِلٰى جَنْبِهِ، قَالَ: ((فَهَلَّا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا؟))

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا، اُس کے پاس اُس کا بیٹا آیا، اُس نے اُس کو بوسہ دیا اور اپنی ران پر بٹھا لیا، پھر اُس کی بیٹی آ گئی، اُس نے اُس کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا، آپ نے فرمایا: تو نے ان دونوں کے درمیان انصاف کیوں نہیں کیا؟

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۸۔ طحاوی فی شرح المعانی (۲/ ۲۴۶)' ابن عساکر (۱۵/ ۲۲۰)

فوائد: اس حدیث سے واضح ہوا کہ بیٹی اور بیٹے کے پیار میں معمولی سا فرق بھی اسلام میں انصاف کے خلاف ہے۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کو زندہ درگور تو نہیں کیا جاتا مگر بنظر حقارت دیکھتے ہوئے اُن کے حقوق میں تقصیر ضرور کی جاتی ہے۔ بلکہ بعض والدین تو اپنی بیٹی کو علی الاعلان کہتے ہیں کہ وراثت میں سے حصہ لے لو یا اپنا جہیز لے لو۔ کئی بیٹیوں کو جہیز دینے کی بنا پر حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے۔ ایسا کرنا شریعت مطہرہ میں قطعاً جائز نہیں۔ اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے گھر کی رونق کو دوبالا کرنے والی ننھی سی رحمت اپنی پیاری بیٹی کو عزت و پیار کی نظر سے دیکھنا بہت ضروری ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ صحابیٔ رسول نے اپنے بیٹے کو چوم کر اپنی ران پہ بٹھایا، لیکن جب بیٹی آئی، تو اُس کو بغیر بوسہ دیئے اپنے پہلو میں بٹھا لیا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرق بھی پسند نہ آیا۔ اس لیے بیٹے سے محبت ضرور ہونی چاہیے۔ لیکن بیٹی کے پیار میں بھی کمی نہیں رکھنی چاہیے۔

باب: من علامات المنافق

باب: منافق کی نشانیاں

۱۲۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((فِي الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: منافق میں تین خامیاں ہوتی ہیں، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۸۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۸/ ۳۸۶)' بزار (الکشف: ۸۷)' طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۲)

اھمیة صلة الارحام

صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

۱۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: اشْتَكَى أَبُو الرَّدَادِ اللَّيْثِيّ فَعَادَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَقَالَ: خيرهم وأوصلهم، وما علمت أبا محمد؟

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: ابورداد لیثی بیمار ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن کی عیادت کی تو کہا: تو صحابہ میں سے سب سے بہتر ہے، اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا

فَقَالَ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ، وَأَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَّتُّهُ)). [الصحيحة:٥٢٠]

ہے اے ابو محمد تو نے کیا جانا؟ عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اللہ بھی ہوں اور میں رحمٰن بھی ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا۔ جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملا دوں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔

تخریج: الصحيحة ۵۲۰۔ ابوداود (۱۶۹۴)، ترمذی (۱۹۰۷)، احمد (۱/ ۱۹۴)، ابن حبان (۴۴۳)

باب: الامر بالقيلولة

باب: قیلولہ کا حکم

۱۲۷۔ عَنْ أَنَسٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قِيْلُوْا فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَاتَقِيْلُ)). [الصحيحة:١٦٤٧]

انس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیلولہ کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۴۷۔ ابونعيم فی الطب (۱۲/ ۱)، وفی اخبار اصبهان (۱/ ۱۹۵، ۳۵۳)، طبرانی فی الاوسط (۲۸)

فضل كفالة اليتيم

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت

۱۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ إِذَا اتَّقَى اللّٰهَ. وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى)). [الصحيحة: ٩٦٢]

ابوہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے یتیم کی یا کسی غیر کے یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، امام مالک رحمہ اللہ نے سبابہ اور وسطیٰ انگلی سے اشارہ کیا۔

تخریج: الصحيحة ۹۶۲۔ مسلم (۲۹۸۳)، احمد (۲/ ۳۷۵)، بيهقى فى الشعب (۱۱۰۳۰)

كان ابغض الحديث اليه الشعر

شعر آپؐ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھے

۱۲۹۔ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ يُتَسَامَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْرُ؟ قَالَتْ: ((كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيْثِ إِلَيْهِ)).

نوفل بن ابوعقرب سے مروی ہے، کہتے ہیں: عائشہ ؓ کو کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر سنے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا: وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ نفرت والی بات تھی۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۹۵۔ طیالسی (۱۴۹۰)، بيهقى (۱۰/ ۲۴۵)، ابن ابی شيبة (۸/ ۵۳۴)، احمد (۶/ ۱۳۴، ۱۳۸) ۳۰۰۳۔

فوائد: بے مقصد اور شرکیہ کلام پر مبنی اشعار شریعت میں مذموم ہیں۔ البتہ اصلاحی وفکری اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی عام طور پر اشعار میں تخیل ہی تخیل اور غلو کی حد تک پہنچا ہوا مبالغہ ہوتا ہے جس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں ہوتی، شاعر آدمی کسی کی تعریف کرنے بیٹھے، تو اُسے آسمان پر چڑھا دیتا ہے اور اگر کسی کی ہجو اور توہین پر اتر آئے تو اُسے دنیا کی بدترین مخلوق ثابت کر دیتا ہے۔ غرض کہ کسی کی پگڑی اچھالنا، فتنہ فساد کی آگ بھڑکانا اور ناجائز مدح سرائی کرنا دنیا دار شاعروں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ ایسے مذموم اور فضول اشعار سے گریز کرتے ہوئے توحیدی گیت یا عقیدہ توحید کے مطابق رسالت مآب کی عزت وعظمت میں کہی گئی نعتیں پڑھنا

درست ہے۔ اشعار کے ذریعے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا، نیکی کی ترغیب دینا، گناہوں کی مذمت کرنا یا غیر مسلم لوگوں کا جواب دینا دین کی روشنی میں درست ہے۔ جن اشعار سے نفرت کی گئی ہے وہ لایعنی اور بے مقصد اشعار ہیں کہ جن میں کہیں محبوبہ سے شکایتیں ہوتی ہیں اور کبھی شاعر اپنے رقیبوں پر برس پڑتا ہے اور بلا مقصد تخیل کے گھوڑے دوڑاتا رہتا ہے۔

باب: من آداب الاستئذان

۱۳۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ إِذَا جَاءَ الْبَابَ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ يَقُوْلُ: يَمْشِيْ مَعَ الْحَائِطِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهٗ أَوْ يَنْصَرِفُ)).

[الصحيحة:۳۰۰۳]

باب: اجازت لینے کا طریقہ

نبی کریم ﷺ کے ساتھی عبداللہ بن بسر سے مروی ہے، کہتے ہیں: جب آپ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ عبداللہ بن بسر کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، یہاں تک کہ اجازت طلب کرتے، پس آپ کو اجازت دی جاتی یا پھر آپ واپس چلے جاتے۔

تخريج: الصحيحة ۳۰۰۳۔ احمد (۴/ ۱۸۹۔۱۹۰)، الادب المفرد (۱۰۷۸)، ابو داود (۵۱۸۶)

كيف مشيه

۱۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: ((كَانَ إِذَا مَشٰى مَشٰى أَصْحَابُهٗ أَمَامَهٗ، وَتَرَكُوْا ظَهْرَهٗ لِلْمَلَائِكَةِ)).

آپ ﷺ کا چلنا کیسا تھا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے، آپ کی پچھاڑی کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۸۷۔ ابن ماجه (۲۴۶) والحاكم (۴/ ۲۸۱)

كان أرحم الناس بالعيال والصبيان

۱۳۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ أَرْحَمَ النَّاسِ بِالْعِيَالِ وَالصِّبْيَانِ)).

آپ ﷺ اہل وعیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ لوگوں میں سے اہل و عیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۸۹۔ عثمان بن محمد ابو عمرو فی حديثه (۲۰۸/ ۱)، ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۶۵) بغوی فی الانوار فی شمائل النبی المختار (۲۵۳) و مسلم (۲۳۱۶) بالفاظ متقاربة۔

فوائد: اگر غور کیا جائے تو آدمی کی شفقت اور محبت کے سب سے پہلے مستحق اس کے اہل وعیال ہیں، پھر اُس کے بعد یہ معصوم بچوں کا حق ہے، آنجناب ﷺ ہر ایک کو رحم وکرم کی نظر سے دیکھتے لیکن بالخصوص اپنے اہل وعیال اور بچوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سختی سے پیش آنا اور بچوں کو ناجائز ڈانٹ ڈپٹ کرنا سیرتِ نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

ومن آداب الاستئذان أن يضرع

آہستہ دروازہ کھٹکھٹانا اجازت کے آداب میں سے ہے

الباب بالخفية

١٣٣۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((كَانَ بَابُهُ يُقْرَعُ بِالْأَظَافِيرِ)). [الصحيحة:٢٠٩٢]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا دروازہ ناخنوں کے ساتھ کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۲۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۰۸۰ وفی التاریخ (۱/ ۲۲۸) وابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۱۰)

فوائد: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ درمیانی آواز سے ہی کھٹکھٹانا چاہیے تاکہ گھر والے کسی قسم کی کوئی ایمرجنسی یا خطرہ محسوس نہ کریں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آواز نہ بہت مدھم ہونی چاہیے اور نہ ہی حد درجہ اونچی ہونی چاہیے کہ گھر والے تشویش محسوس کریں۔ جب ناخنوں اور پوروں کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو بڑی گہری مدھم آواز پیدا ہوتی ہے

تفسير الآية :يايها الذين آمنوا ان جاء كم ......

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو...... کی تفسیر کا بیان

١٣٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: ((كَانَ بَعَثَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ لِيَأْخُذَ مِنْهُمُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُمُ الْخَبَرُ فَرِحُوا، وَخَرَجُوا يَتَلَقَّوْنَهُ رَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ۔ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ غَضَباً شَدِيْداً فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنْ يَغْزُوَهُمْ إِذْ أَتَاهُ الْوَفْدُ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ رَسُوْلَكَ رَجَعَ مِنْ نِصْفِ الطَّرِيْقِ، وَإِنَّا خَشِيْنَا أَنْ يَّكُوْنَ إِنَّمَا رَدَّهُ كِتَابٌ جَاءَهُ مِنْكَ لِغَضَبٍ غَضِبْتَهُ عَلَيْنَا، وَإِنَّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ! وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْتَبَهُمْ وَهَمَّ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عُذْرَهُمْ فِي الْكِتَابِ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق کی طرف صدقات لینے کے لیے بھیجا جب انہیں ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور جب ولید کو ان کے استقبال کے طور پر باہر نکلنے کا بتلایا گیا تو وہ واپس رسول اللہ کے پاس لوٹ آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بنو مصطلق نے صدقہ روک لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ ابھی آپ ان کے خلاف جہاد کا دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ (بنو مصطلق) کا وفد آپ کے پاس آ گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں پتہ چلا کہ آپ کا قاصد آدھے راستہ سے لوٹ آیا ہے اور ڈر گئے کہ کہیں ہم پر غصے ہونے کی وجہ سے انہیں رقعہ لکھ کر واپس بلایا ہو۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے اور اُن کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا عذر قرآن مجید میں نازل فرمایا۔ ’’اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق

[الحجرات:٦]...... [الصحيحة:٣٠٨٨]

کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"

تخریج: الصحیحة ٣٠٨٨' ابن جریر الطبری فی التفسیر (٢٥/ ٧٨)' بیهقی (٩/ ٥٤-٥٥)

فوائد: اس واقعہ اور آخر میں مذکورہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو جب تک پوری طرح تحقیق وتفتیش سے اصل حقیقت کی نقاب کشائی نہ ہوجائے اور تم تتبع اور جستجو سے معاملات کی خبر اور اُس کی صحت وسقم سے روشناس نہ ہوجاؤ۔ یہ واقعہ اور آیت اس بات کی قوی اور صریح دلیل ہے کہ قبول اخبار میں حددرجہ احتیاط سے کام لینا نہایت ضروری ہے اور پھر جب عام اخبار واقوال میں تحقیق کا حکم ہے تو رسول اللہ کی احادیث میں احتیاط سے کام لینا بدرجہ اولیٰ بہت ضروری ہے۔ اس لیے محدثین کرام نے وہ رجال کہ جن کی احادیث کو قبول کیا ہے' اُن کے کردار واحوال کے متعلق بہت کڑی قیود وشروط تحریر فرمائی ہیں۔ اصول حدیث کے اکثر قوانین وضوابط اسی آیت کریمہ کی روشنی میں وضع کیے گئے ہیں۔ اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ فن مصطلح الحدیث بدعت نہیں بلکہ اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

كان رسول الله رحيمًا

رسول اللہ ﷺ انتہائی رحم کرنے والے تھے

١٣٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَحِيماً، كَانَ لَايَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ، وَأَنْجَزَلَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ. وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيرَةٌ، وَأَخَافُ وَأَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلّٰى)).

[الصحيحة:٢٠٩٤]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رحم کرنے والے تھے، جو بھی آپ کے پاس آتا اُس سے وعدہ فرمالیتے اور اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو فوراً پورا کرتے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور آپ کے کپڑوں کو پکڑا اور کہا میری تھوڑی سی ضرورت ہے اور مجھے خدشہ ہے کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ چنانچہ آپ اُس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُس کی ضرورت سے فارغ ہوئے، پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

تخریج: الصحیحة ٢٠٩٤۔ بخاری فی الادب المفرد (٢٧٨) والتاریخ (٤/ ٢١١)' طیالسی (٢١١٥)

فوائد: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، بحیثیت مسلم ہم سب پر لازم ہے کہ ہم دوسرے مسلمان بھائی کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں۔ اور اگر ہماری وجہ سے کسی کا فائدہ ہوجائے تو پھر ذرہ برابر تاخیر نہ کریں۔ آنجناب ﷺ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے غریب، فقیر اور حاجت مندوں کے ہمیشہ کام آیا کرتے تھے، باوجود مصروفیت کے غریب کے ساتھ چلنا اور اُس کا کام کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ آج ہمیں بھی اپنے مفادات سے بالاتر رہتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے کام آنا چاہیے مگر افسوس کہ ہم بغیر طمع ولالچ کے کسی ضرورت مند کے لیے ایک قدم اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتے۔

باب الرفق زانة

نرمی ایک زینت ہے

١٣٦- عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْبَدَاوَةِ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَبْدُو إِلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ، وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لِي: **يَاعَائِشَةُ! أُرْفُقِي، فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ**)). [الصحيحة:٥٢٤]

حضرت مقدام بن شریح رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے صحرا کے متعلق سوال کیا کہ وہاں جانا اور ٹھہرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ان نالوں کی طرف صحرا میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے صحرا کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تو میری طرف آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر ابھی تک کسی نے سواری نہیں کی تھی۔ اور مجھے کہا: عائشہ! نرمی کر، جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اُس کو مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی چھین لی جائے وہ اُس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۵۲۴- ابو داود (۴۸۰۸)، احمد (۶/ ۵۸، ۲۲۲)، مسلم (۲۵۹۴)، الادب المفرد (۴۶۹، ۴۷۵)، مختصراً

فوائد: اس حدیثِ طیبہ کا مقصود یہ ہے کہ نرمی سے معاملات سدھرتے اور سنورتے ہیں، ماحول پرسکون اور خوشگوار رہتا ہے۔ بڑے بڑے بگڑے معاملات میں بھی نرمی کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ضرور نکل آتا ہے۔ تلخی، درشتی اور سختی کی وجہ سے معاملات بگڑتے چلے جاتے ہیں، ذہنی سکون برباد ہو جاتا ہے، نفرتیں پروان چڑھتی ہیں اور آدمی ناجائز سختی کی بنا پر ہٹ دھرم اور ظالم و سرکش بن جاتا ہے۔

سؤاله للخادم ألك حاجة؟

آپ ﷺ کا خادم سے سوال کرنا کہ تیری کوئی ضرورت ہے؟

١٣٧- عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ قَالَ: ((كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: أَلَكَ حَاجَةٌ؟ قَالَ: حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! حَاجَتِي قَالَ: وَمَا حَاجَتُكَ؟ قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ دَلَّكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: رَبِّي قَالَ: أَمَّا لَا، فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)). [الصحيحة:٢١٠٢]

نبی ﷺ کے خدمت گزار مرد یا عورت سے روایت ہے، اُس نے کہا آپ ﷺ کی اُن باتوں میں سے جو آپ ﷺ خادم کو کہا کرتے تھے، یہ بات تھی آپ ﷺ فرماتے: تیری کیا حاجت ہے......؟ حتیٰ کہ ایک دن کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری ایک حاجت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تجھے کس نے بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: میرے پروردگار نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۲- احمد (۳/ ۵۰۰)

فوائد: اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) اپنے خادموں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے اور گاہے گاہے اُن سے سوال

کرتے رہنا چاہیے اور اگر خادم جائز ضرورت کا مطالبہ کرے اور وہ آپ کے اختیار میں بھی ہو، تو اُس کی ضرورت کو فوراً پورا کر دینا چاہیے۔اعلیٰ ظرف لوگ اپنے خادموں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔ (۲) خادم رسول ﷺ آخرت کے اس قدر فکر مند تھے کہ اگر مطالبہ کیا ہی ہے تو روزِ قیامت کی شفاعت کا کیا ہے (سبحان اللہ) آج ہمیں بھی اپنی توجہ صرف دنیاوی فرمائشوں کی طرف نہیں رکھنی چاہیے بلکہ اپنی آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔ (۳) آپ کی شفاعت کے لیے فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام ضروری ہے۔ محض محفل نعت کروانے، آپ کی ولادت کا جشن منانے اور عاشقِ رسول ﷺ کا لیبل لگانے سے آپ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کی شفاعت کے لیے عقیدہ وعمل کی درستی کے ساتھ ساتھ سجدوں کا شائق ہونا ضروری ہے۔

كان لا يدفع الناس عنه
آپ ﷺ سے لوگوں کو روکا نہیں جاتا تھا

۱۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ لَا يُدْفَعُ عَنْهُ النَّاسُ، وَلَا يُضْرَبُوا عَنْهُ))[الصحيحة:۲۱۰۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ ﷺ سے لوگوں کو دھکیلا جاتا تھا اور نہ ہی مارا جاتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۰۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۶۲۸)' ابوداود (۱۸۸۵)' احمد (۱/ ۲۹۷۔ ۲۹۸)' طیالسی (۲۶۹۷)' اخرجه مسلم (۱۲۶۴) بمعناه

فوائد: یعنی جس طرح عام دنیا دار قائدین کے حواری اپنے قائد کے نزدیک کسی کو نہیں آنے دیتے بلکہ عقیدت سے قریب ہونے والے کو دھکے کھانے پڑتے ہیں، ہر طرف سے ہٹو بچو کی صدائیں ہوتی ہیں، آپ ﷺ کے صحابہ اس طرح لوگوں کو نہیں دھکیلتے تھے۔ بلکہ ہر آنے والے شخص کو حسن ادب سے آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے کا موقع میسر آتا تھا۔

تخلفه ليزجي الضعيف
کمزور (اونٹ) کو چلانے کے لیے آپ کا پیچھے رہنا

۱۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: ((كَانَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرَةِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ)). [الصحيحة: ۲۱۲۰]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ چلنے میں پیچھے رہتے، کمزور کو چلاتے اور اپنے پیچھے بٹھاتے اور صحابہ کے لیے دعا کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲۰۔ ابوداود (۲۶۳۹)' حاکم (۲/ ۱۱۵)' بیهقی (۵/ ۲۵۷)

فوائد: اختیارات، قوت، حکومت اور کثیر خدّام ہونے کے باوجود لوگوں کی خدمت کو سعادت سمجھنا نبوی مشن ہے۔ اکثر لوگ سہولتیں پا کر نازک مزاج اور حد درجہ آرام پسند بن جاتے ہیں۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے کہ آنجناب اپنے صحابہ کے لیے حد درجہ نرم، متواضع اور خیر خواہی کرنے والے تھے۔ اگر آج بھی آپ ﷺ کی تعلیمات اور کردار کو اپنانے والا نیک دل، خیر خواہ اور متواضع قائد امت کو نصیب ہو جائے تو انقلاب کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔

باب من تواضعه
آپ ﷺ کی عاجزی کا بیان

۱۴۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے، بکری کا دودھ دھو

الشَّاةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلَى خُبْزِ الشَّعِيْرِ)). [الصحيحة: ٢١٢٥]

لیتے اور غلام جو کی روٹی پکا کر آپ ﷺ کی دعوت کرتا آپ وہ بھی قبول فرما لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۴۹۴)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۹۳) بغوی فی شرح السنة (۲۸۴۱) وفی الانوار (۳۸۴)

فوائد: یہ ہے ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کی سادگی، درویشی اور آپ ﷺ کا عظیم کردار، جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ اور کامیابی و بلندی کا ضامن ہے۔ آپ ﷺ کی ہر ادا سادگی سے مزین اور تکلفات سے پاک ہوتی تھی اور اسی لیے آپ ﷺ صحابہ کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے اور صحابہ کرام آپ کے بلند کردار کی وجہ سے آپ کے اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنا فخر سمجھتے تھے۔ مگر آج غلامانِ مصطفیٰ تکلفات کی ایسی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں کہ ہزاروں کے فیشن اور لاکھوں کی ڈیکوریشن سے بھی دل کو قرار نہیں ملتا اور اکثر حضرات گھریلو کام کاج کو اپنی عزت اور شخصیت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

١٤١ـ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: ((كَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيصَ وَيَقُولُ: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

[الصحيحة: ٢١٣٠]

ابوایوب ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے اور جوتے کو سیتے اور قمیض کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے: جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۰۔ ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۱۲۸)' السهمی فی تاریخ جرجان (۳۱۵)

فوائد: حتی الوسع ذاتی کام کاج خود کرنا سنتِ نبوی ﷺ ہے، باوجود کثیر ازواج اور خدام کے بھی آپ ﷺ اپنا کام خود کیا کرتے تھے، آج سارا بوجھ بیوی اور خادموں پر ڈالنے والے آپ ﷺ کی وعید پر غور کریں۔

١٤٢ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَوْمَ الْخَنْدَقِ) يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ، وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: شَعْرَ صَدْرِهِ) [وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ الشَّعْرِ] وَهُوَ [يَرْتَجِزُ بِرِجْزِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ] وَهُوَ:

حضرت براء بن عازب نے کہا: آپ ﷺ غزوہ احزاب (اور ایک روایت میں ہے غزوہ خندق) کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور مٹی نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو اور ایک روایت میں ہے سینہ مبارک کے بالوں کو چھپا دیا تھا (آپ ﷺ بہت زیادہ بالوں والے تھے) اور آپ حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ والے اشعار پڑھ رہے تھے۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلٰى قَدْ أَبَوْا (وَفِي رِوَايَةٍ: بَغَوْا) عَلَيْنَا

''اللہ کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے، ہم پر سکینت نازل فرما، اور ہمارے پاؤں کو جماوے جب دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو، بے شک ظالموں نے ہم پر زیادتی کی ہے

(اور وہ انہیں بلند آواز سے کہتے) جب وہ ہمیں دین سے پھیرنا

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا [أَبَيْنَا] وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ)).

چاہیں گے، تو ہم ایسا نہیں کریں گے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۲۔ بخاری (۲۸۳۷، ۴۱۰۶، ۷۲۳۰)، مسلم (۱۸۰۳)، احمد (۴/ ۲۸۲، ۲۸۵)، دارمی (۲۴۵۹)

باب: من ادبه ﷺ مع نسائه

۱۴۳۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيّ: أَنَّ النَّبِيَّ حَجَّ بِنِسَائِهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، نَزَلَ رَجُلٌ فَسَاقَ بِهِنَّ فَأَسْرَعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((**كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيرِ**)) فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ بَرَكَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيّ جَمَلُهَا، وَكَانَتْ مِنْ أَحْسَنِهِنَّ ظَهْراً فَبَكَتْ۔ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوعَهَا بِيَدِهِ، وَجَعَلَتْ تَزْدَادُ بُكَاءً وَهُوَ يَنْهَاهَا، فَلَمَّا أَكْثَرَتْ زَبَرَهَا وَانْتَهَرَهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالنُّزُولِ فَنَزَلُوا، وَلَمْ يَكُنْ يُرِيدُ أَنْ يَنْزِلَ، قَالَتْ: فَنَزَلُوا، وَكَانَ يَوْمِي، فَلَمَّا نَزَلُوا ضُرِبَ خِبَاءُ النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ فِيهِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَدْرِ عَلَامَ أُهْجَمُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنِّي! قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: تَعْلَمِينَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبِيعُ يَوْمِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ أَبَداً وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لَكِ عَلَى أَنْ تُرْضِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي! قَالَتْ: نَعَمْ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ عَائِشَةُ خِمَاراً لَهَا قَدْ ثَرَدَتْهُ بِزَعْفَرَانَ، فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيُذَكِّي رِيحَهُ، ثُمَّ لَبِسَتْ ثِيَابَهَا، ثُمَّ انْطَلَقَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَتْ طَرَفَ الْخِبَاءِ، فَقَالَ لَهَا: ((**مَالَكِ يَاعَائِشَةُ؟! إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِيَوْمِكِ**)) قَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ

باب: نبی ﷺ کی اپنی بیویوں کو تادیب

حضرت صفیہ بنت حیی سے روایت ہے بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے اپنی عورتوں کے ساتھ حج کیا، پس آپ ﷺ کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اترا اس نے ان کو چلایا اور جلدی کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس طرح شیشوں کو لے کر چلتے ہیں، پس اسی دوران کہ وہ چل رہے تھے، حضرت صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا (صفیہ کی سواری سب سے اچھی تھی) وہ رو پڑیں، جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے پونچھ رہے تھے، آپ ﷺ ان کو رونے سے منع فرما رہے تھے اور وہ زیادہ رو رہی تھیں، جب صفیہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا تو آپ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دیا اور وہ اتر گئے، حالانکہ آپ ﷺ اترنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، کہتی ہیں، صحابہ کرام اپنی سواریوں سے اتر آئے اور آپ کے ہاں میری باری تھی، جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ بنا دیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ کہتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیسے اچانک آپ کے پاس پہنچ جاؤں اور مجھے ڈر تھا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی ناراضی ہو، کہتی ہیں میں عائشہ کی طرف گئی اور اسے کہا کہ تو جانتی ہے کہ میں اپنے دن کا سودا نہیں کرتی، رسول اللہ سے کسی چیز کے بدلے کبھی بھی اور میں تجھے اپنی باری اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تو میری طرف سے رسول اللہ کو راضی کرے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ کہتی ہیں، سیدہ عائشہ نے اپنی زعفران میں رنگی ہوئی چادر پکڑی اور اس پر پانی چھڑکا تاکہ اس کی خوشبو تروتازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے

يَشَاءُ فَقَالَ: مَعَ أُهْلِهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الرَّوَاحِ، قَالَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: ((يَازَيْنَبُ! أَفْقِرِي أُخْتَكِ صَفِيَّةَ جَمَلاً)) وَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ هِنَّ ظَهْراً، فَقَالَتْ: أَنَا أُفْقِرُ يَهُوْدِيَّتَكَ! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَهَجَرَهَا فَلَمْ يُكَلِّمْهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَأَيَّامَ مِنًى فِي سَفَرِهِ، حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَالْمُحَرَّمُ وَصَفَرٌ، فَلَمْ يَأْتِهَا وَلَمْ يَقْسِمْ لَهَا، وَيَئِسَتْ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيْعَ الْأَوَّلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا، فَرَأَتْ ظِلَّهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ هٰذَا لَظِلُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَايَدْخُلُ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ هٰذَا؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاأَدْرِي مَاأَصْنَعُ حِيْنَ دَخَلْتَ عَلَيَّ؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ وَكَانَتْ تُخَبِّئُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: فُلَانَةُ لَكَ، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَرِيْرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

[الصحيحة:٣٢٠٥]

پہنے، پھر رسول اللہ کی طرف چلی اور خیمہ کا پردہ اٹھایا۔ آپ نے اسے کہا: اے عائشہ تجھے کیا ہے؟ یہ تیرا دن نہیں، انھوں نے کہا یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے، آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ دوپہر کا آرام کیا، پھر جب شام کا وقت ہوا تو آپ نے زینب بنت جحش کو کہا کہ اے زینب اپنی بہن صفیہ کو اونٹ مستعار دے دو اور ان کے پاس زیادہ سواریاں تھیں، زینب نے کہا میں تیری یہودیہ کو مستعار دے دوں، پس آپ نے جب یہ سنا تو ناراض ہوگئے اور اس کو چھوڑ دیا، کلام تک نہ کی حتیٰ کہ مکہ آئے اور ایام منیٰ میں حتیٰ کہ مدینہ لوٹ آئے۔ محرم وصفر کا مہینہ بھی گزر گیا، آپ زینب کے پاس نہ گئے اور نہ ہی اس کے لیے باری تقسیم کی۔ وہ آپ سے نا اُمید ہوگئیں۔ جب ربیع الاول کا مہینہ تھا تو آپ اس کے ہاں داخل ہوئے۔ زینب نے آپ کو دیکھا اور کہا البتہ یہ رسول اللہ کا سایہ ہے، اور نبی تو میرے پاس نہیں آتے' یہ کون ہے؟ چنانچہ نبی کریم داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے آنے کی مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا کروں۔ کہتی ہیں اس کی ایک لونڈی تھی جس کو نبی سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ اُس نے کہا فلاں لونڈی میں نے آپ کو دی۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینب کی چارپائی کی طرف چلے، اُسے اٹھا دیا گیا تھا، اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۵۔ احمد (۶/ ۳۳۷۔ ۳۳۸)' ابن الاثیر فی اسد الغابة (۵/ ۴۹۱)' من حدیث صفیة ﷞' احمد (۶/ ۱۳۱۔ ۱۳۲)' ابوداود (۴۶۰۲)' ابن ماجه (۱۹۷۳)' ببعضه من حدیث عائشه ﷞

فوائد: اس واقعہ سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں۔(۱) نبی ﷺ اپنی بیویوں کے حق میں حد درجہ نرم تھے، جب اونٹ چلانے والے نے تیزی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیشیوں کو اس طرح لے کر چلتے ہیں؟ یعنی عورت کی نزاکت کو شیشوں سے تشبیہ دی، جس طرح شیشے کو حد درجہ احتیاط سے سنبھال سنبھال کر نرمی سے رکھا جاتا ہے، اسی طرح اپنی بیوی سے لطف وکرم اور شفقت والا معاملہ ہی کرنا چاہیے۔(۲) بعض عورتوں کی فطرت وعادت ہوتی ہے کہ انہیں رونے سے منع کیا جائے تو اُن کے جذبات اور بھڑک اٹھتے ہیں اور اُن کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے، جبکہ یہ اچھی عادت نہیں۔ خاتون خانہ کو اس قدر حساس اور نازک مزاج نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمت، حوصلے

اور جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور خواتین کو دنیاوی معاملات پر رونے کی بجائے خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی یاد میں جی بھر کر آنسو بہانے چاہیے۔ (۳) کسی دوسرے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کسی کو حقیر سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آدمی کے گناہ گار اور شریر ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر جانے اور اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کے حقارت آمیز جواب کو اس قدر ناپسند کیا کہ کئی ماہ تک اُن سے کلام تک نہ کیا، جس برے عمل پر آپ جیسا رحیم و شفیق شخص بھی اس قدر ناراض ہوجائے تو وہ یقیناً کوئی چھوٹا گناہ نہیں، حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے کسی کو حقیر جاننا چاہیے نہ کسی نو مسلم کو اُس کے سابقہ مذہب کا طعنہ دینا چاہیے۔ (۴) عام مسئلہ تو یہی ہے کہ آپس میں اختلاف ہوجانے پر تین کے دن کے اندر اندر صلح صفائی کرتے ہوئے اپنے دل کو پاک اور صاف کرلینا چاہیے جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہتا ہے اُس کے لیے شریعت میں سخت وعید ہے لیکن کسی مصلحت و حکمت کے پیش نظر یا کسی کو اس کی غلطی کا احساس دلانے کے لیے کئی دنوں تک اُس سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اُس سے قربت نہ رکھنا بالکل جائز اور درست ہے۔ جس طرح کہ اس حدیث سمیت دیگر دلائل سے واضح ہے۔ (۵) بعض لوگ آپ ﷺ کے سایہ کے منکر ہیں حالانکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلۂ انسانیت سے ہی پیدا فرمایا آپ کا باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ آپ کے چچا، پھوپھی، دادا وغیرہ رشتے دار تھے۔ آپ کی آل اولاد تھی۔ اس لیے آپ کو دائرہ انسانیت سے معاذ اللہ خارج کرتے ہوئے آپ کے سائے کا انکار درست نہیں اور یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا سایہ مبارک موجود تھا۔ اسی طرح مستدرک حاکم میں روایت موجود ہے، سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کی حالت میں اچانک اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ پھر جلدی سے پیچھے کرلیا۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، آج خلافِ معمول ایسا کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: بات یہ تھی کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی جب میں نے اس میں عمدہ پھل دیکھے تو چاہا کہ اس میں سے اُچک لوں، لیکن فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ، پھر میں پیچھے ہٹ گیا، پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی ﴿حَتّٰی رَأَیْتُ ظِلِّی وَظِلَّکُمْ﴾ یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ اس روایت کے علاوہ دیگر روایات اور عقلی دلائل سے بھی آپ ﷺ کے سایہ مبارک کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے سائے سے انکار کرتے ہوئے آپ کو نور کہتا ہے اور آپ کے بشر ہونے سے انکاری ہے تو ہم اس کے لیے ہدایت کی دعا کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

باب من أمور الحكمة
حکمت والے امور کا بیان

١٤٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ فَحْمَةِ الْعِشَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ؟ فَاغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ)). [الصحيحة: ٣٢٥٤]

جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو عشاء کی تاریکی کے وقت (گھروں میں) روکو۔ اور رات کو قصہ گوئی سے بچو، جب آمد و رفت کم ہوجائے، تم نہیں جانتے اللہ اپنی مخلوق میں سے کس کو زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ اپنے دروازوں کو بند کرو اور چراغ بجھا دو اور برتن الٹے کر دو اور مشکیزے کا منہ بند کردو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۴۔ حمیدی (۱۲۷۳)، مسلم (۲۰۱۳)، ابوداود (۳۶۰۴)، احمد (۳/ ۳۱۲)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں گھریلو زندگی کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔(۱)رات کو سوتے وقت دروازے کو اچھی طرح بند کر لینا چاہیے۔سوتے وقت دروازہ کھلا چھوڑنے سے کئی نقصانات کا سامنا ہوسکتا ہے۔دروازہ بند کرنے سے جہاں چوروں کے لیے مایوسی اور تنگی ہوتی ہے وہاں حشرات الارض اور درندے وغیرہ بھی داخل نہیں ہوتے اور سونے والا ان تمام چیزوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۲) مصباح سے مراد چراغ ہے،عصر نبوی میں آج کل کی طرح لائٹوں کا اہتمام نہیں تھا،دیئے میں تیل وغیرہ جلا کر روشنی حاصل کی جاتی تھی۔سوتے وقت چراغ کو بجھا دینے میں ایک تو فائدہ یہ ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچ جاتا ہے اور بسا اوقات سوتے وقت چراغ جل رہا ہو تو چوہیا وغیرہ بتی کھینچ کر پورے گھر کو آگ لگا سکتی ہے۔ بلکہ ایسا واقعہ کتب میں موجود ہے کہ صحابی رسول چراغ بجھائے بغیر سو گئے اور چوہیا نے بتی کھینچ کر سامان پر پھینک دی جس سے کافی نقصان ہوا۔ نیز اگر کسی مصلحت یا ضرورت کے پیش نظر ٹیوب یا بلب وغیرہ سوتے وقت جلانا پڑے تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ چراغ کو نہ بجھانے میں جو نقصانات ہیں وہ ٹیوب اور بلب وغیرہ میں نہیں۔(۳) پانی بہترین غذا ہے،صاف ستھرا،شفاف اور جراثیم سے پاک پانی صحت کے لیے حددرجہ مفید ہے اور مشکیزوں کا منہ بند کرنے اور برتنوں کو الٹا دینے سے جہاں کیڑے مکوڑے ان میں داخل نہیں ہوتے وہاں ڈھانپی ہوئی چیز ہر طرح کے جراثیم سے پاک رہتی ہے۔

باب الرفقة مع الصبيان

بچوں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

١٤٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا [بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيْقًا] فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِيْقًا فَإِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلّٰى [وَضَعَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ] وَاحِدًا هٰهُنَا وَوَاحِدًا هٰهُنَا، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَذْهَبُ بِهِمَا إِلٰى أُمِّهِمَا؟ قَالَ: لَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ: اِلْحَقَا بِأُمِّكُمَا، فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا [إِلٰى أُمِّهِمَا])). [الصحيحة:٣٣٢٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ رہے تھے، اچانک حسنین کریمین آ کر آپ کی پشت پر چڑھ گئے، جب آپ سر مبارک اٹھاتے، تو پیچھے سے اُن دونوں کو بڑے پیار سے پکڑ لیتے اور بڑے ہی پیار سے اُن کو زمین پر رکھ دیتے۔ پھر جب آپ سجدہ کرتے تو وہ سوار ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کی اور اُن کو اپنی ران پر بٹھایا۔ ایک کو ادھر کو ایک اُدھر۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اتنے میں اچانک تیز بجلی چمکی تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۵۔ احمد (۲/ ۵۱۳) و فضائل الصحابة (۱۴۰۱)، حاکم (۳/ ۱۶۷)، بیھقی فی الدلائل (۶/ ۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۲۶۵۹)

فوائد: یہاں سے بالعموم پتہ چلا کہ مسجد میں آنے والے بچوں کو ڈانٹ کر مسجد سے نکالنے کی بجائے پیار محبت سے اُن کو سمجھانا چاہیے اور اگر وہ حالت نماز میں کندھے یا کمر وغیرہ پر چڑھ جائیں تو پھینکنے کی بجائے آرام سے بٹھا لینا چاہیے۔ اور اس حدیث سے بالخصوص سیدین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عزت و عظمت اور مقام واضح ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر محبت اور کیا ہوسکتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے حالتِ نماز میں بھی ان کا خیال رکھا، نرمی سے پکڑا، اٹھایا، بٹھایا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سیدہ فاطمہ کو ڈانٹا نہیں کہ تو ان کو نماز کے وقت میرے پاس کیوں بھیجتی ہے، بلکہ وہ صحابہ کرام کہ جنھوں نے حسنین کو ہٹانے کی کوشش کی۔ اور ایک صحیح روایت میں کہ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا ان کو کچھ نہ کہو، چھوڑ دو اور فرمایا کہ میں تمہارے لیے اور بعد میں آنے والے سب مسلمانوں کے لیے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جس کو مجھ سے محبت ہے، چاہت ہے، عقیدت ہے، وہ گلستان رسالت کے ان پھولوں سے ضرور ضرور پیار کرے اور ان کا خیال رکھے۔ اللہ ہمیں حکم رسول پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من افضل الناس مخموم القلب و صدوق اللسان

صاف دل، سچ بولنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہے۔

١٤٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قِيلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ، صَدُوْقِ اللِّسَانِ، قَالُوْا: صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ)). [الصحيحة:٩٤٨]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر مخموم دل والا، سچی زبان والا، صحابہ نے کہا سچی زبان والے کو تو ہم پہچانتے ہیں، مخموم القلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا دل جو صاف ہو اور اُس میں اللہ کا ڈر ہو، اُس میں گناہ، بغاوت، خیانت اور حسد کا کوئی دھبہ نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۹۴۸۔ ابن ماجه (۴۲۱۶)، ابن عساکر (۶۲/ ۳۱۹)، خرائطی فی مکارم (۳۵)، بیهقی فی الشعب (۴۸۰۰)

فوائد: دل و زبان کی طہارت و صفائی سے آدمی افضل ترین انسان بن جاتا ہے۔ جب دل میں نیک جذبات ہوں اور آدمی کا دل "قلبِ سلیم" ہو تو زبان بھی جھوٹ اور خرافات سے محفوظ رہتی ہے اور اس طرح آدمی درجۂ افضلیت پر فائز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ وگرنہ جو شخص دل میں کینہ رکھے اور زبان کو جھوٹ اور فحش گوئی سے آلودہ رکھے، تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے عموماً محروم رہتا ہے۔

اهمية من حق الجار

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کا بیان

١٤٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهِ يَقُوْلُ: يَارَبِّ! سَلْ هٰذَا لِمَ أَغْلَقَ عَنِّي بَابَهُ وَمَنَعَنِي فَضْلَهُ؟؟)). [الصحيحة:٢٦٤٦]

ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے، کتنے پڑوسی اپنے پڑوسی سے لٹکے ہوئے ہوں گے، پڑوسی کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے میرے لیے اپنا دروازہ کیوں بند کیا اور اپنا بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روکا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۶۔ ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق (۳۴۵)، اصبهانی فی الترغیب (۸۴۸) الادب المفرد (۱۱۱)

فوائد: اسلام میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ پڑوسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ فراخ دلی اور اعلیٰ ظرفی سے پیش آنا چاہیے۔ ضرورت سے زائد چیز ناواقف بھی طلب کرے تو وہ دینے میں گریز نہیں کرنا چاہیے، چہ

جائے کہ پڑوسی کو انکار کر دیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جب سالن تیار کرو تو اُس کا شوربا بڑھا لو تا کہ پڑوسی بھوکا نہ رہے۔ مزید آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو پڑوسی سے اچھا سلوک تم پر لازم ہے۔ اس حدیث میں بھی اُس شخص کے لیے سخت وعید ہے جو اپنے پڑوسی کی جائز ضرورت بھی باوجود ہمت و طاقت اور بساط کے پوری نہ کرے۔

اللعنة من الكبائر

لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

۱٤٨۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((كُنَّا إِذَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَلْعَنُ أَخَاهُ رَأَيْنَاهُ أَنْ قَدْ أَتَى بَابًا مِنَ الْكَبَائِرِ)). [الصحيحة:٢٦٤٩]

سلمہ بن اکوع ﷛ سے مروی ہے، کہتے ہیں، جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہ خیال کرتے کہ اس نے کبیرہ گناہ کیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۹- طبرانی فی الاوسط (۶۶۷۰)، والکبیر کما فی المجمع (۸/ ۷۳) وجامع المسانید لابن کثیر (۵/ ۴۶۶)

فوائد: کسی عام مسلمان کو بھی لعن طعن کرنا قطعاً جائز نہیں چہ جائے کہ بھائی یا والدین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ دین اسلام میں ماں باپ کو گالی گلوچ کرنا یا اُن کو لعن طعن کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اثم الكبر والعزة

تکبر و غرور کا گناہ

۱٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزَّةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٥٤١]

ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: تکبر میری چادر ہے، عزت میرا ازار ہے، جس نے ان دونوں میں سے کوئی چیز مجھ سے چھینی میں اُس کو آگ میں پھینکوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۱- احمد (۲/ ۲۴۸)، ابوداود (۴۰۹۰)، ابن ماجه (۴۱۷۴)، مسلم (۲۶۲۰)، والادب المفرد (۵۵۲)

فوائد: جب اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور خوبیوں سے نوازیں تو انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کے بندوں کا قدردان بننا چاہیے مگر جب آدمی خود کو بالاتر اور دوسروں کو کم تر، حقیر، ذلیل، بے وقعت اور بے حیثیت سمجھنا شروع کر دے اور اس کو تکبر کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جس دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "**بطر الحق وغمط الناس**" حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ اگر آدمی عزت و عظمت پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنا چھوڑ دے اور اپنی چال ڈھال میں تواضع رکھے تو وہ بے شمار رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے، کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اکثر گناہ تکبر ہی کی پیداوار ہیں اور تکبر ہی تمام تر فتنوں کی جڑ ہے۔ آدمی کو اپنی خوبصورتی و حسن، مال و دولت، تعلیم و ملازمت اور دیگر کمالات پر فخر کرنے کی بجائے شکر کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی تکبر کی حد درجہ مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ "جتنے مغرور اور سرکش ہیں، اللہ ان کے دلوں پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے"۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ "اللہ اس کو پیار نہیں کرتا جو مغرور اور بہت فخر کرنے والا ہو۔" ﴿أَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ "کیا جہنم میں مغروروں کا ٹھکانا نہیں؟" ﴿فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ "متکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کبر کی بو سے محفوظ فرمائے۔

ای الناس ملعون؟

۱۵۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَهَ الْأَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَقَّ) وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ[لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ] لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ [لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ].)) [الصحيحة:٣٤٦٢]

کون سے لوگ معلون ہیں

ابن عباس ﷜ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﷺ: اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی یا گالی دی۔ اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۲۔ احمد (۱/ ۲۱۷، ۳۰۹، ۳۱۷)، نسائی فی الکبری (۷۳۳۷، ۷۳۳۸)، حاکم (۴/ ۳۵۶)، بیہقی (۸/ ۲۳۱)، ابو یعلی (۲۵۳۹)

فوائد: ''لعنت'' یہ دھتکار اور پھٹکار کا عربی نام ہے اور اس کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری، بھلائی اور بہتری سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے بیزاری و ملامت ہے۔ جس شخص پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو اس کی دنیوی و اخروی ذلت و رسوائی میں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں اور وہ خسارے میں ہے۔ امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وَأَصْلُ اللَّعْنِ، اَلطَّرْدُ وَالْإِبْعَادُ مِنَ اللّٰهِ ''لعنت کا اصل مفہوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور پھٹکار ہے۔'' مذکورہ حدیث میں سات ایسے افراد کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ سے دور کر دیئے جاتے ہیں اور لعنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرنے والے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں: (i) کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی غیر کا نام لیا جائے، جس طرح مشرکین اپنے بتوں کا نام لیتے تھے۔ (ii) ذبح کرتے وقت نام تو اللہ کا لیا جائے لیکن اُس سے مقصود اللہ کے علاوہ کسی غیر کا تقرب ہو جس طرح کہ آج کل ہمارے ہاں اولیا اللہ کے تقرب کے لیے یا گیارھویں والے پیر صاحب کو راضی کرنے کے لیے جانوروں کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے شرکیہ اعمال سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (۲) زمین کے نشانات بدلنے والے پر لعنت کی گئی ہے، سرزمین عرب کو جب دیکھا جائے تو دو مفہوم سمجھ آتے ہیں۔ (i) عرب کے صحراء میں سفر کرنے کے لیے مستقل سڑکیں تو نہیں تھیں، مسافروں کی سہولت کے لیے راستوں پر نشانات اور مینار لگائے جاتے تھے، جس سے مسافروں کو سفر کی درست سمت پانے میں آسانی ہوتی اور وہ بالآخر منزل مقصود تک پہنچ جاتے لیکن عرب کے لٹیرے اور رہزن نشانات اور میناروں کا رخ بدلتے ہوئے ویران و بے آباد

صحراء کی طرف کر دیتے اور جب مسافر وہاں پہنچتا تو اسے لوٹ لیتے۔ (ii) جتنی زمین کسی کی ملکیت ہوتی با قاعدہ طور پر وہاں تک حد بندی کی جاتی اور نشانات لگائے جاتے مگر غاصب لوگ زیادتی کرتے ہوئے حدیں بدل دیتے اور اپنے مطلب ومقصد کی خاطر نشانات آگے پیچھے کر دیتے تو آپ ﷺ نے زمین کے نشانات اور حدیں تبدیل کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ اور اسی طرح اندھے کو غلط راستہ بتلانا، ماں باپ کو گالم گلوچ کرنا، جانور یا کسی انسان کے ساتھ بدفعلی کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہیں۔ جن کے ارتکاب سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور اُس کی لعنت اور پھٹکار کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

باب: سبب نزول قوله تعالى ﴿ويؤثرون على انفسهم......﴾ الآية

۱۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ [فَقَالَ: أَصَابَنِيَ الْجُهْدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي مَجْهُودٌ)] فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: [وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ!] مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ. أَوْ يُضِيفُ. هٰذَا [يَرْحَمُهُ اللّٰهُ]؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ [يُقَالُ لَهُ: أَبُو طَلْحَةَ] أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [لَاتَدَّخِرِيْ شَيْئًا] فَقَالَتْ: [وَاللّٰهِ!] مَاعِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ لِلصِّبْيَانِ! فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْلِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ وَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ: [وَأَكَلَ الضَّيْفُ] وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ. أَوْعَجِبَ. مِنْ فِعَالِكُمَا [بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ] وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ویؤثرون علی انفسھم'' کا شان نزول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بلاشبہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے تنگی اور فاقہ پیش آیا ہے۔ آپ نے اپنے گھر پیغام بھیجا تو آپ ﷺ کی ازواج نے کہا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہمارے ہاں سوائے پانی کے کچھ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا' اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائیں گے۔ ایک انصاری صحابی نے کہا: جس کو ابوطلحہ کہا جاتا ہے، میں مہمان نوازی کروں گا۔ چنانچہ وہاں سے لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا: رسول اللہ کے مہمان کی عزت کرنا اور کچھ ذخیرہ نہ کرنا۔ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم ہمارے ہاں صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ ابوطلحہ نے کہا: تو اپنا کھانا تیار رکھ اور دیا جلا کر رکھ اور جب بچے شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو اُنہیں سلا دے۔ چنانچہ اُس نے اپنا کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر کھڑی ہوئی، گویا کہ وہ چراغ کو ٹھیک کر رہی تھی، اُس نے اُس کو بجھا دیا، اور دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ باور کروا رہے تھے کہ وہ بھی اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور وہ دونوں بھوکے سو گئے۔ جب صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: جو تم دونوں نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ معاملہ کیا' اللہ تعالیٰ اس پر ہنسے اور خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

الْمُفْلِحُوْنَ﴾)) [الصحيحة:٣٢٧٢]

فرمائی، ''اور وہ ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں پر، اگر چہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا، وہی لوگ کامیاب ہو گئے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۲۔ بخاری (۳۷۹۸، ۴۸۸۹) والادب المفرد (۷۴۰)، مسلم (۲۰۵۴)، ترمذی (۳۳۰۴)، مختصراً، نسائی فی الکبری (۱۱۵۸۲)

فوائد: جب انسان حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ قربان کرتے ہوئے لذت، خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے، گھر آئی اللہ کی رحمت کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے کی بجائے اُس کو نعمت و غنیمت سمجھتے ہوئے اُس کی قدر کرنی چاہیے۔ اچھے مسلمان اچھے مہمان نواز بھی ہوتے ہیں۔ مہمان کی عزت مفادات کے پیش نظر نہ ہو بلکہ عزت و خدمت سے مقصود خوشنودی الٰہی ہونا ضروری ہے۔ صحابیِ رسول سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہمان نوازی کی جو عظیم مثال پیش کی ہے، قیامت تک آنے والے لوگ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ آج ہمیں بھی ان نفوسِ قدسیہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ یاد رہے......!! لازمی نہیں کہ اُسی مہمان کی عزت کی جائے جو رشتہ دار، قریبی یا واقف ہو، بلکہ ناواقف مہمان کی خدمت میں بھی کمی و کوتاہی نہ کرنا مخلص مسلمان کی پہچان ہے۔

تحريم الاهتجار

قطع تعلقی حرام ہے۔

۱۵۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ دَخَلَا فِي الْإِسْلَامِ فَاهْتَجَرَا لَكَانَ أَحَدُهُمَا خَارِجًا مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى يَرْجِعَ، يَعْنِيْ: الظَّالِمَ)).

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں، اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی کر لیں تو اُن میں سے ایک اسلام سے نکل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قطع تعلقی سے باز آ جائے۔ (یعنی ظلم کرنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے)

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۴۔ بزار (الکشف: ۲۰۵۰) و (البحر الزخار: ۱۷۷۳)، حاکم (۱/ ۲۱۔۲۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۴/ ۱۴۳)، والطبرانی فی الکبیر (۸۹۰۴)، موقوفا علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ

استحباب السترة للمصلي

نماز پڑھنے والے کے لیے سترے کا استحباب

۱۵۳۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَا زِلْتُ أُخْنِقُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ

ابوسعید خدری کہتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت گراں ہوگئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں اُس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ میں نے

لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ: الإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِي سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِينَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمْ أَنْ لَايَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة: ۳۲۵۱]

اُس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی۔ انگوٹھا اور وہ انگلی جو اس کے ساتھ ہے۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا، مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیلتے۔ تم میں سے (جو طاقت رکھے کہ اس کے) اور قبلے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ یعنی اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۱۔ احمد (۳/ ۸۲۔۸۳)، ابو داود (۶۹۹) مختصرًا عبد بن حمید (۹۳۶) مختصرًا

ذم الذی لایأمن جاره غوائله

اس شخص کی مذمت کا بیان کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہے

۱۵۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَايَأْمَنُ جَارُهُ غَوَائِلَهُ)).

اُنس بن مالک سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن نہیں، جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۱۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاۃ (۷۲۵)، حاکم (۴/ ۱۶۵)

من الامور أعجل ثوابا و عقاباً

ان امور کا بیان جو جزاء وسزا کی جلدی کا سبب ہیں

۱۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أُطِيعَ اللّٰهُ فِيهِ أَعْجَلَ ثَوَابًا مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَالْيَمِينُ الْفَاجِرُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ))[الصحیحۃ: ۹۷۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے جن احکام کی اطاعت کی جاتی ہے اُن میں صلہ رحمی سے جلد، کسی شے کو بدلہ نہیں ملتا اور ظلم اور قطع رحمی سے جلد، کسی چیز پر سزا نہیں ملتی اور جھوٹی قسم، علاقوں کو ویران کر دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۸۔ بیہقی (۱۰/ ۳۵)، طبرانی فی الاوسط (۱۰۹۲)، قضاعی من مسند الشھاب (۹۷۸)، خرائطی فی المکارم (۲۴۳)

باب: ادب الکبیر مع الصغیر والصغیر مع الکبیر

باب: بڑے کا چھوٹے سے اور چھوٹے کا بڑے سے ادب

۱۵۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا)). [الصحیحۃ: ۲۱۹۶]

انس بن مالک کہتے ہیں، ایک بوڑھا نبی ﷺ کے پاس آیا تو لوگوں نے اُس کو جگہ دینے میں تاخیر کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۹۶۔ ترمذی (۱۹۱۹)' ابو یعلی (۳۲۴۱' ۳۲۴۲' ۳۲۴۳)' بیہقی فی الشعب (۱۰۹۸۲)' من حدیث انس رضی اللہ عنہ' الادب المفرد (۳۵۸)' احمد (۲/ ۲۰۷)' من حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اسلام شفقت، محبت، احترام اور لحاظ کرنے کا دین ہے، اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام فرض قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت نہیں کرتا' وہ مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہر اچھے عمل اور نیکی کے باوجود وہ ناقص اور نامکمل مسلمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ احترام انسانیت کا بھی درس دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جہاں بے شمار ارشادات وفرمودات جاری فرمائے۔ وہاں عملاً چھوٹے سے شفقت اور بڑے کی قدر ومنزلت کو واضح فرمایا۔ اس حدیث میں مشہور حدیث کا شانِ ورود بیان کیا گیا ہے کہ جب صحابہ نے بزرگ شخص کے احترام اور اس کی تکریم میں غفلت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ نیز فلیس منا کی مکمل تفصیل کتاب الایمان والنذور میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب: کراهية النخامة في المسجد وتخليقه

باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے خوشبو سے مزین کرنے کا بیان

۱۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَىٰ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَجَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاأَحْسَنَ هٰذَا!)). [الصحيحة: ۳۰۵۰]

انس سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں کھنگار دیکھا، تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ ایک انصاری عورت آئی۔ اُس نے اُس کو کھرچ دیا اور اُس کی جگہ خوشبو لگادی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۰۔ نسائی (۷۲۸)' ابن ماجہ (۷۶۲) ابن خزیمۃ (۱۲۹۶)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت مسجد میں خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔

الخوف من ثلاث على امته

آپ ﷺ کا اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرنا

۱۵۸۔ عَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي إِلَّا ثَلَاثًا شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِمَامٌ ضَلَالٍ)). [الصحيحة: ۳۲۳۷]

ابو الاعور رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت سے صرف تین چیزوں سے ڈرتا ہوں، (۱) تنگ دلی اور بخیلی جس کا تقاضا پورا کیا گیا (۲) خواہشِ نفس جس کی پیروی کی گئی (۳) اور گمراہی کا امام

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۷۔ البزار (الکشف: ۱۶۰۲)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۶)' ابن مندہ فی المعرفۃ (۲/ ۲۶۲)' ابن عساکر (۴۹/ ۳۸)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۵۰۷۱)

منه الامور التي ينفي الكبر

وہ کام جو تکبر کی نفی کرتے ہیں

۱۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ابوہریرہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ

ﷺ: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا)). [الصحيحة: ۲۲۱۸]

شخص متکبر نہیں جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر بازار گیا۔ اور بکری کی ٹانگ کو اپنی پنڈلی اور ران کے درمیان باندھ کر اُس کا دودھ دھویا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۸۔ الادب المفرد (۵۵۰)، دیلمی (۴/ ۳۳)، بیهقی فی الشعب (۸۱۸۸)

جواز ذم المنافقين

۱٦٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ] شَيْئًا)) زَادَ ابْنُ عُفَيْرٍ: ((قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ منافقين)) وَزَادَ يَحْيَى فِي أَوَّلِهِ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا ،فَقَالَ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَ فُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ]شَيْئًا)). [الصحيحة:۳۰۷۷]

منافقین کی مذمت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں نہیں میں گمان کرتی فلاں اور فلاں کو کہ وہ اُس دین کو ذرہ پہچانتے ہوں، جس پر ہم ہیں۔ ابن عفیر نے زیادہ کیا ہے، کہ لیث نے کہا: کہ وہ دونوں آدمی منافق تھے اور یحییٰ نے اُس کے شروع میں اضافہ کیا ہے کہ نبی ایک دن میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا کہ میرے گمان کے مطابق فلاں فلاں شخص ہمارے دین کے متعلق جس پر ہم ہیں کچھ نہیں جانتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۷۔ بخاری (۶۰۶۷، ۶۰۶۸)

الرفق رحمة

۱٦۱۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاأُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتٍ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ، وَلَا مُنِعُوهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ)).

نرمی تو رحمت ہے

عبیداللہ بن معمر سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو گھر بھی نرمی کی دولت سے ہمکنار ہوتا ہے نرمی اُن کو فائدہ دیتی ہے اور جو گھر بھی نرمی سے محروم کیا گیا، سختی اُن کو نقصان دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۹۴۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۶۱) ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۹/ ۱)

النصيحة للمبلغ

۱٦۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ شَيْءٌ لَمْ يَقُلْ: ((مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ)) وَلَكِنْ يَقُولُ: ((مَابَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كذا وكذا؟)). [الصحيحة: ۲۰٦٤]

مبلغ کے لیے ایک نصیحت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں جب آپ کو کسی آدمی کے متعلق ناگوار بات پہنچتی تو آپ اس طرح نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہے کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ بلکہ آپ فرماتے لوگوں کو کیا ہے؟ وہ اس اس طرح کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۴۔ ابوداود (۴۷۸۸)، بیهقی فی الدلائل (۱/ ۲۳۷) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۷۱) و مسلم (۲۳۵۶) و احمد (۲/ ۴۵) بمعناه۔

فوائد: اصلاح وتربیت کرتے ہوئے آپ غلطی کرنے والے خاص شخص کونشانہ نہیں بناتے تھے بلکہ اجتماعی طور پر بالعموم تمام لوگوں کومخاطب کرتے تاکہ غلطی کرنے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہ ہواور دوسرے افراد بھی متنبہ رہیں۔اور یہ کامیاب داعی و مبلغ کا بہترین اصول ہے۔

الصرعة الذى يملك نفسه عند الغضب

۱۶۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَلَّذِیْ لَا یُوْلَدُ لَهُ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِیْ لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا)) قَالَ:((فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرْعَةَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَلَّذِیَ لَایُصْرِعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: ((لَيْسَ بِذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے کو کنٹرول کرے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے میں بے اولاد کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جس کا کوئی بچہ نہ ہو، آپ نے فرمایا: ایسا شخص بے اولاد نہیں، بلکہ بے اولاد وہ ہے، جس نے اپنی اولاد میں سے آگے کچھ نہ بھیجا۔ پھر فرمایا: تم اپنے میں پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جسے کوئی آدمی پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ایسا شخص پہلوان نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۶۔ مسلم (۲۶۰۸) الادب المفرد (۱۵۳) احمد (۱/ ۳۸۲)' بیهقی (۴/ ۶۸)

هو أبخل الذى لا يسلم

۱٦٤۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:إِنَّ لِفُلَانٍ فِيْ حَائِطِيْ عَذْقًا، وَإِنَّهُ قَدْ آذَانِيْ وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانُ عِذْقِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((بِعْنِيْ عِذْقَكَ الَّذِيْ فِيْ حَائِطِ فُلَانٍ)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَهَبْهُ لِيْ)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَبِعْنِيْهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ، إِلَّا الَّذِيْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ)).

[الصحيحة:۳۳۸۳]

جو سلام نہیں کرتا وہ سب سے بڑا بخیل ہے

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ فلاں کا میرے باغ میں کھجور کا درخت ہے، اور اس نے مجھے تنگ کیا ہے اور اس کے کھجور کے درخت کی جگہ مجھ پر بڑی گراں ہے۔ آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور کہا فلاں کے باغ میں جو تیرا درخت ہے' وہ مجھے فروخت کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے۔ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: جنت میں کھجور کے درخت کے بدلے مجھے بیچ دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھ سے بڑھ کر بخیل شخص نہیں دیکھا، مگر جو سلام میں بخل کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۳۔ احمد (۳/ ۳۲۸)' بزار (الکشف: ۲۰۰۰) عبد بن حمید (۱۰۳۵)' حاکم (۲/ ۲۰)

ومن افضل الاعمال الصلاة و صلاح

آپس میں صلح اور اچھا اخلاق اور نماز افضل اعمال میں

ذات البین و خلق حسن

سے ہیں

۱۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَاعَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ)). [الصحيحة:١٤٤٨]

ابوہریرہ ﷺ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: آدم کے بیٹے کا کوئی عمل نماز، آپس کے تعلقات کی درستی اور اچھے اخلاق سے زیادہ افضل نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۸۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۶۳)، بیهقی فی الشعب (۱۱۰۹۱)

و من ابغض الاعمال الکذب

جھوٹ بدترین کام ہے

۱۶۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْكَذِبِ وَمَا اطَّلَعَ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَيَنْجَلُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنْ [قَدْ]أَحْدَثَ تَوْبَةً)) [الصحيحة:٢٠٥٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ نفرت و بغض والی نہ تھی۔ آپ صحابہ کے بارے میں کسی کے متعلق اس کی خبر پاتے تو آپ کا رویہ اس کے بارے میں بدل جاتا، حتی کہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کرلی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۲۔ ابن سعد (۱/ ۳۸۷)، ابن ابی الدنیا فی المکارم (۱۴۵)، وفی الصمت (۴۷۶)، احمد (۶/ ۱۵۲)

ان من اعجل العقوبة قطیعة الرحم

جلدی سزا دلانے والے کاموں میں سے قطع رحمی بھی ہے

۱۶۷۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَايَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ)). [الصحيحة:٩١٨]

ابوبکرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے، کوئی بھی گناہ سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا میں سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب جمع رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۹۱۸۔ ابو داود (۴۹۰۲)، ترمذی (۲۵۱۱)، ابن ماجه (۴۲۱۱)، الادب المفرد (۸۹۴)، احمد (۵/ ۳۶، ۳۸)

ذم البخیل الذی لا ینفق علی ذی رحم

اس بخیل کی مذمت کہ جو رشتہ دار کو نہیں دیتا

۱۶۸۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَامِنْ ذِيْ رَحِمٍ يَأْتِيْ رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةٌ يُقَالُ لَهَا: شُجَاعٌ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: کوئی رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار کے پاس آتا اور اس سے زائد چیز کا سوال کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا فرمائی ہے اور وہ اس کو دینے میں بخل کرتا ہے تو اس کے لیے قیامت کے دن جہنم

يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهِ))۔ [الصحيحة:٢٥٤٨]

سے سانپ نکالا جائے گا جس کو شجاع کہا جائے گا: وہ بل کھاتا جائے گا اور اس کے گلے میں اس کا طوق ڈال دیا جائے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۸۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۴۳)، والاوسط (۵۵۸۹)

فوائد: آج دنیا کی دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے والے اور قریبی رحم کے رشتہ دار کی ضرورت کو باوجود فراخی وخوشحالی کے پورا نہ کرنے والے قیامت کے روز حد درجہ ذلیل وخوار کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے خودغرض کمینے شخص کے گلے میں جہنمی سانپ کا طوق ڈالیں گے۔ اس سخت وعید سے بچنے کے لیے ضرورت سے زائد مال اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دیگر اقربا پر خرچ کرتے ہوئے ہاتھ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

ذم التعاظم فی نفسه

اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت

١٦٩۔ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيِّ، أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ الْمَخْزُوْمِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنَّا بَنُوْ الْمُغِيْرَةِ قَوْمٌ فِيْنَا نَخْوَةٌ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَامِنْ رَجُلٍ يَتَعَاظَمُ فِي نَفْسِهِ، وَيَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))۔

یونس بن قاسم یمامی سے روایت ہے، بے شک عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص مخزومی نے ان سے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر بن خطاب سے ملا اور اسے کہا اے ابوعبدالرحمٰن ہم بنومغیرہ ایسی قوم ہیں کہ ہم میں غرور ہے۔ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا۔ عبداللہ بن عمر نے اسے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص بھی اپنے آپ میں بڑا بنتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۲۔ الادب المفرد (۵۴۹)، احمد (۲/ ۱۱۸)، حاکم (۱/ ۶۰)

فضل الحب فی الله

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

١٧٠۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ رَجُلَيْنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللّٰهِ أَشَدُّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ))۔

ابودرداء سے مرفوعا روایت ہے، جب دو آدمی غائبانہ آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے زیادہ محبوب اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۳۔ طبرانی فی الاوسط (۵۲۷۵)

فضل زيارة اخيه فی الله

اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی فضیلت

١٧١۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ عَبْدٍ أَتَى أَخَالَهُ يَزُوْرُهُ فِي اللّٰهِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ:

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے اللہ کے لیے ملاقات کرتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا فرشتہ

أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُوْنَ الْجَنَّةِ)).

[الصحيحة:٢٦٣٢]

پکارتا ہے تم سدا خوش رہو اور جنت تجھے مبارک ہو۔ اور اللہ بھی اپنے عرش کی بادشاہی میں کہتا ہے، میرے بندے نے میری وجہ سے ملاقات کی ہے، میرے اوپر اس کی مہمان نوازی لازم ہے اور اس کے لیے جنت سے کم مہمان نوازی میں پسند نہیں کرتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۳۲' ابو یعلی (۴۱۴۰)' البزار (الکشف:۱۹۱۸)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۳/ ۱۰۷)' الضیاء فی المختارۃ (۲۶۷۹)

ومن الأمور التي يدخل الجنة

وہ کام کہ جو جنت میں داخلے کا سبب ہوں گے

۱۷۲۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ)) قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ مَعَ الْإِيْمَانِ عَمَلٌ؟ قَالَ: ((يَرْضَخُ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا لَايَجِدُ مَا يَرْضَخُ بِهِ؟ قَالَ: ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَيِيًّا لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهٰى عَنْ مُنْكَرٍ؟ قَالَ: ((يَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَخْرَقَ لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّصْنَعَ شَيْئًا؟ قَالَ: ((يُعِيْنُ مَغْلُوْبًا)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُعِيْنَ مَظْلُوْمًا ؟ فَقَالَ: ((مَاتُرِيْدُ أَنْ تَتْرُكَ فِيْ صَاحِبِكَ مِنْ خَيْرٍ؟ يُمْسِكُ الْأَذٰى عَنِ النَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَفْعَلُ خُلَّةً مِنْ هٰؤُلَاءِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهِ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٦٦٩]

مالک بن مرثد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، ابوذر نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز بندے کو آگ سے نجات دلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے اُس کو جو رزق دیا ہے، وہ اُس میں سے دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ فقیر ہو، دینے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ عاجز ہو۔ نیکی کا حکم دینے کی اور برائی سے منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ جاہل کو ہنر سکھا دے۔ میں نے کہا اگر وہ جاہل ہو، کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ؟ آپ نے فرمایا: مظلوم کی مدد کرے۔ میں نے کہا: اگر وہ ضعیف ہو، مظلوم کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے بھائی میں کوئی بھلائی نہیں چھوڑنا چاہتا؟ تو لوگوں سے تکلیف نہ دے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! جب کسی نے ایسا کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا؟ آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان ان خوبیوں میں سے کوئی ایک خوبی اپنائے گا تو وہ اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کردے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۵۰)' بیہقی فی الشعب (۳۳۲۸)' ابن حبان (۳۷۳)' حاکم (۱/ ۶۳)

ذم الذي من ادرك والديه ثم دخل

اس کی مذمت کہ جس نے اپنے والدین کو پایا پھر بھی

النار

۱۷۳۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ)). [الصحيحة:٥١٥]

جہنم میں داخل ہو گیا

ابی بن مالک سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو پایا یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود وہ آگ میں داخل ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی رحمت سے بہت دور کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ۵۱۵۔ احمد (۴/ ۳۴۴۔ ۵/ ۲۹)' طیالسی (۲۱/ ۱۳)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۴۰)' بیهقی فی الشعب (۷۸۸۵)

ومن افضل الاعمال ادخال السرور على المؤمن

۱۷۴۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُؤْمِنِ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا تَقْضِي لَهُ حَاجَةً تُنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً)) قَالَ سُفْيَانُ: وَقِيلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ: فَمَا بَقِيَ مِمَّا يُسْتَلَذُّ؟ قَالَ: اَلْإِفْضَالُ عَلَى الْإِخْوَانِ۔ [الصحيحة:٢٢٩١]

مومن کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

سفیان بن عیینہ، ابن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، مومن کو خوش کر دینا، اُس کا قرض اتار دینا، اُس کی ضرورت کو پورا کر دینا، اُس کی مصیبت کو دور کرنا، یہ تمام کام افضل اعمال میں سے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں، ابن منکدر سے کہا گیا اور کوئی چیز باقی رہ گئی ہے، جو لذیذ ہو؟ انہوں نے کہا: بھائیوں پر ایثار کرنا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۱۔ شعب الایمان (۷۶۷۹)

ذم الذى من اقتطع مال امرى مسلم بيمين كاذبة

۱۷۵۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِي قَلْبِهِ، لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٣٣٦٤]

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم اٹھا کر حاصل کیا

ابو امامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کا مال حاصل کیا، اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو گا، جس کو قیامت تک، کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۴۔ حاکم (۴/ ۲۹۴)' طبرانی فی الکبیر (۸۰۱)

الامر باحسان الجار

پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم

۱۷۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ بَنٰی فَلْيَدْعَمْهُ حَائِطَ جَارِهِ وَفِي لَفْظٍ: مَنْ سَأَلَهُ جَارُهُ أَن يَدْعَمَ عَلٰى حَائِطِهِ فَلْيَدَعْهُ)).

ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے، جس نے عمارت بنائی، تو اپنے پڑوسی کی دیوار پر عمارت بنا لے، اور ایک روایت کے لفظ ہیں، جس سے اُس کے پڑوسی نے سوال کیا، کہ وہ اُس کی دیوار پر عمارت بنائے، وہ بنانے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۷۔ ابن ماجہ (۲۳۳۷)، احمد (۱/ ۲۳۵، ۲۵۵)، طبرانی (۱۱۷۳۶)، بیہقی (۶/ ۶۹)

ذم التعظم فی نفسه
اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت کا بیان

۱۷۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ أَوِ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے آپ میں بڑا بنا یا اکڑ کر چلا، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر سخت غضبناک ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۳۔ الادب المفرد (۵۴۹)، احمد (۲/ ۱۱۸)، حاکم (۱/ ۶۰)، بیہقی فی الشعب (۸۱۶۷)

من تواضع لله رفعه الله
جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی اللہ اس کو اتنا ہی بلند کرے گا

۱۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ)). [الصحیحۃ:۲۳۲۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی، اللہ اُس کو بلند کرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۸۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۴۶)، واللفظ لہ۔ مسلم (۲۵۸۸)، ترمذی (۲۰۲۹)

فضل شيبة فی سبيل الله
اللہ کے راستے میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

۱۷۹۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْإِسْلَامِ) كَانَتْ لَهُ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَإِنَّ رِجَالاً يَنْتِفُونَ الشَّيْبَ؟ فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُوْرَهُ)).

[الصحیحۃ:۳۳۷۱]

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے کہا: جو اللہ کی راہ یا اسلام میں بوڑھا ہوا، اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگا۔ اس موقع پر ایک آدمی نے کہا، بلاشبہ کئی لوگ، سفید بالوں کو نوچ لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے وہ اپنے نور کو نوچ لے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۱۔ احمد (۶/ ۲۰)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۰۴۔ ۳۰۵)، والاوسط (۵۴۸۹)، البزار (۲۹۷۳)

فضل من صبر على شدة المدينة
جس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا اس کی فضیلت

۱۸۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ مَوْلَاةً لَّهُ أَتَتْهُ فَقَالَتْ:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُن کی لونڈی اُن کے پاس آئی اور

اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَأَنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ؟ قَالَ: فَهَلَّا الشَّامُ أَرْضَ الْمَنْشَرِ (وَفِي ((التَّارِيْخِ)) الْمَحْشَرِ)؟ اصْبِرِي لُكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْداً أَوْ شَفِيْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي: الْمَدِيْنَةَ وَفِي لَفْظٍ: ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ......)).

اُس نے کہا: مجھ پر وقت بہت تنگ ہوگیا ہے اور میں عراق کی طرف جانے کا ارادہ کرتی ہوں۔ ابن عمر ﷺ نے کہا، شام کی طرف کیوں نہیں جاتی، جو حشر کی جگہ ہے۔ اے نھی صبر کر! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے، جس نے مدینہ کی سختی و تنگی پر صبر کیا، میں قیامت کے روز اُس کا گواہ یا سفارشی ہوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۳' ترمذی (۳۹۱۸)' ابن عساکر (۱/ ۱۳۶)' احمد (۲/ ۱۵۵)' مسلم (۱۳۷۷)' ترمذی (۳۹۱۷)' ابن ماجه (۳۱۱۲)

اثم الذی من کذب علی رسول الله

جس نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا' اس کا گناہ

۱۸۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِهٰذَا اللَّفْظِ: عُثْمَانَ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، ابْنِ عُمَرَ، وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَبِي مُوْسَى الْغَافِقِيِّ۔ [الصحيحة: ۳۱۰۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کی، اُس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا، یہ روایت انہی الفاظ سے صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے جن میں عثمان، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، زبیر بن عوام، سلمہ بن اکوع، واثلہ بن اسقع، ابوموسیٰ غافقی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۰۔ (۱) عثمان رضی اللہ عنہ: احمد (۱/ ۶۵)' والبزار (۲۰۵)' والبخاری فی التاریخ (۶/ ۲۰۹) (۲) ابوهریرة رضی اللہ عنہ: ابن ماجه (۳۴)' ابن حبان (۲۸)' الادب المفرد (۲۵۹) (۳) عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ: احمد (۲/ ۱۵۸' ۱۷۱) (۴) عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ: احمد (۴/ ۱۵۹' ۲۰۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۱)' (۵) الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ: ابن حبان (۶۹۸۲)' حاکم (۳/ ۳۶۱) (۶) سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ: بخاری (۱۰۹) (۷) عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ: البزار (۲۱۱)' (۸) واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنہ: بخاری (۳۵۰۹)' طبرانی فی الشامیین (۱۰۵۳) (۹) ابو موسی الغافقی رضی اللہ عنہ: احمد (۴/ ۳۳۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۹۵)

ذم الذی ادخل بصره قبل الاذن

اس شخص کا گناہ کہ جس نے اجازت سے پہلے جھانکا

۱۸۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَشَفَ سِتْراً فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ، فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِيْنَ أَدْخَلَ

ابوذر ﷺ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (گھر کا) پردہ اٹھایا اور اجازت ملنے سے پہلے اپنی نظر کو گھر میں داخل کیا اور گھر والوں کے پردے کو دیکھا تو اس نے ایسا قابل سزا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہیں تھا، اگر جس وقت اُس نے اپنی آنکھ کو

بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَهُ مَاعَيَّرْتُ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَاسِتْرَلَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)). [الصحيحة:٣٤٦٣]

گھر میں داخل کیا تھا، آگے سے کوئی شخص اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیتا، میں اُس پر کوئی عیب نہ لگاتا اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے سے گزرا جو کھلا اور بے پردہ ہے اور اُس نے اندر جھانک لیا، تو اُس کے ذمہ کوئی غلطی نہیں، غلطی گھر والے کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۳۔ ترمذی (۲۷۰۷)، احمد (۵/ ۱۸۱)

اثم هجر اخيه بسنة

ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھنے کا گناہ

١٨٣۔ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)). [الصحيحة:٩٢٨]

ابوخراش سلمی سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے، جس نے ایک سال اپنے بھائی کو چھوڑے رکھا، وہ اُس کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۸۔ ابوداود (۴۹۱۵)، الادب المفرد (۴۰۴، ۴۰۵)، احمد (۴/ ۲۲۰)، حاکم (۴/ ۱۶۳)

صفة المؤمن والفاجر

مؤمن اور فاجر کی صفت کا بیان

١٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بھولا بھالا بزرگی والا ہوتا ہے اور گناہ کا عادی مکار کمینہ ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۵۔ ابوداود (۴۷۹۰)، ترمذی (۱۹۶۴)، الادب المفرد (۴۱۸)، حاکم (۱/ ۴۳)

١٨٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ، مِثْلُ الْجَمَلِ الْأَلِفِ الَّذِي إِنْ قِيدَ انْقَادَ، وَإِنْ سِيقَ انْسَاقَ وَإِنْ أَنَخْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ)). [الصحيحة:٩٣٦]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، مومن مانوس اونٹ کی طرح عاجزی والے، نرم ہوتے ہیں۔ اگر اُس کو چلایا جائے تو وہ چلتا ہے، اگر اُس کو پیچھے سے ہانکا جائے تو بھی چلتا ہے اور اگر تو اُس کو چٹان پر بٹھا دے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۶۔ عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۲۷۹)، قضاعی فی مسند الشهاب (۱۳۹)، بیهقی فی الشعب (۸۱۲۹)

المكر والخدع في النار

مکر اور دھوکے آگ میں ہیں

١٨٦۔ قَالَ ﷺ: ((الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَمُجَاهِدٍ وَالْحَسَنِ۔ [الصحيحة:١٠٥٧]

آپ ﷺ نے فرمایا: مکر اور دھوکا آگ میں ہیں، یہ حدیث قیس بن سعد، انس بن مالک، ابو ہریرہ، عبداللہ بن مسعود، مجاہد اور حسن رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۷۔ ابن عدی فی الکامل (۲/ ۵۸۴)، حاکم (۴/ ۶۰۷)، بزار (۱۰۳)، ابن حبان (۵۶۷)، ابن وهب فی الجامع (۴۸۷)، ابن المبارك فی البر والصلة ()

فوائد: دھوکا دینا شیطانی کام ہے، سب سے پہلا دھوکا شیطان نے ہمارے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے کیا۔ اس لیے شیطان کی راہ پر چلنے کی بجائے دین کے مطابق خیر خواہی، ہمدردی اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ دین اسلام نے ہر معاملہ میں مکر وفریب اور دھوکا کو حرام قرار دیا ہے۔ اپنے نفع اور فائدے کے لیے جھوٹ بولنا، جعل سازی کرنا، دو نمبر چیز دینا اور اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکا وفریب کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ کئی دکاندار دھوکا وفراڈ کرنے کے بعد بہت خوش ہوتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم نے گاہک کو دھوکا دے کر بڑا میدان مار لیا ہے حالانکہ یہ حد درجہ بے برکتی، نحوست اور تباہی کا ذریعہ ہے۔ دوسروں سے ہیرا پھیری اور فراڈ کرنے والا بڑا فنکار یا ہوشیار نہیں بلکہ حرام خور، لعنتی اور سخت سزا جہنم کا مستحق ہے۔

الحض بإحسان المملوك

۱۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمَمْلُوْكُ أَخُوْكَ، فَإِذَا صَنَعَ لَكَ طَعَامًا فَأَجْلِسْهُ مَعَكَ، فَإِنْ أَبَى فَأَطْعِمْهُ، وَلَا تَضْرِبُوْا وُجُوْهَهُمْ)).

غلام کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے غلام تیرا بھائی ہے، جب تیرے لئے کھانا تیار کرے، اُسکو اپنے ساتھ بٹھا، اگر اُس نے بیٹھنے سے انکار کیا تو اُس کو کھانا کھلا دے اور اُنکے چہروں پر نہ مارو۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۲۷۔ طيالسى (۲۳۶۹)، احمد (۲/ ۵۰۵)، بيهقى فى الشعب (۸۵۶۷)

فضيلة الأنصار

۱۸۸۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَى أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ النَّقِيْبُ الْأَشْهَلِيُّ إِلَى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَلَّمَهُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ بَنِي ظُفْرٍ عَامَّتُهُمْ نِسَاءٌ، فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَكْتَنَا يَا أُسَيْدُ! حَتَّى ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِيْنَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِطَعَامٍ قَدْ أَتَانِي فَأْتِنِي فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَاكَ الْبَيْتِ، أَوِ اذْكُرْ لِي ذَاكَ)) فَمَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ: شَعِيْرٌ وَتَمْرٌ، فَقَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، قَالَ: ثُم قسم فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، قَالَ: ثم قسم فى أهل ذلك البيتِ

انصار کی فضیلت کا بیان

عاصم بن سوید بن یزید بن جاریہ انصاری سے روایت ہے، کہتے ہیں: مجھ کو یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: اسید بن حضیر جو بنو عبدالاشہل قبیلہ کے سردار تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بنو ظفر کے گھر والوں کے متعلق بات کی اور اُن کی عام عورتیں ہی تھیں (یعنی مرد کم تھے) پس رسول اللہ نے بنو ظفر کے لیے کچھ مال دیا، جو آپ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے تو تو نے ہم سے رابطہ نہیں کیا، حتیٰ کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، اب جب تو غلہ کے متعلق سنے وہ میرے پاس آیا ہے، تو میرے پاس آنا اور ان گھر والوں کے بارے میں ذکر کرنا، پس جتنا اللہ کو منظور ہوا، حضرت اسید ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر سے غلہ آیا، جس میں جو اور کھجوریں تھیں۔ نبی نے لوگوں میں تقسیم فرمایا: راوی نے کہا: پھر انصار میں تقسیم فرمایا اور بہت زیادہ دیا اور

فأجزَلَ، فقالَ له أُسَيدُ شاكراً لَهُ: جَزاكَ اللّٰهُ أي رَسُولَ اللّٰهِ! أطْيَبَ الجَزاءِ۔ أو. خيراً يَشُكُّ عاصمُ۔ قالَ: فقالَ له النبيُّ ﷺ: ((وأنتم مَعشَرَ الأنْصَارِ! فَجَزاكُمُ اللّٰهُ خيراً. أو: أطْيَبَ الجَزَاءِ. فإنكم. مَاعَلِمْتُ. أعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَونَ بَعدِي أثَرَةً فِي القَسْمِ وَالأمْرِ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوضِ)).

• [الصحيحة:۳۰۹۶]

پھر بنوظفر کے گھر والوں میں تقسیم فرمایا اور اُنہیں بھی بہت زیادہ دیا۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ آپ کو عمدہ اور بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُسید کو کہا: اے انصار کی جماعت، اللہ تمہیں بھی عمدہ اور بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ کیونکہ تم جہاں تک میرے علم میں ہے، پاک دامن اور صبر کرنے والے ہو اور عنقریب میرے بعد مال کی تقسیم اور حکومت میں حق تلفی دیکھو گے، پس تم صبر کرو، یہاں تک کہ تم حوض پر مجھے ملو۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۶۔ ابن حبان (۷۲۷۷)، حاکم (۴/ ۷۹)، بیہقی فی فضائل الصحابة (۲۴۰)، بیہقی فی الشعب (۹۱۳۶)

ومن علامات الساعة

علامات قیامت کا بیان

۱۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالْبُخْلُ، وَيُخَوَّنَ الأمِينُ، وَيُؤتَمَنَ الْخَائِنُ، وَيَهْلِكَ الْوُعُولُ، وَتَظْهَرَ التُّحُوتُ، قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْوُعُولُ وَمَاالتُّحُوتُ؟ قَالَ: الْوُعُولُ: وُجُوهُ النَّاسِ وَأشْرَافُهُمْ، وَالتُّحُوتُ، الَّذِينَ كَانُوا تَحْتَ أقْدَامِ النَّاسِ لَايُعْلَمُ بِهِمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بے حیائی اور بخل ظاہر ہوجائے گا، امانت دار کو خائن اور خائن کو امین بنایا جائے گا، وعول ہلاک ہوجائیں گے اور تحوت ظاہر ہوں گے، صحابہ نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، وعول اور تحوت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وعول سردار اور معزز لوگ ہیں اور تحوت وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پاؤں تلے تھے، اُن کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۱۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۹۸)، ابن حبان (۶۸۴۴)، حاکم (۴/ ۵۴۷)

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ظہور قیامت سے قبل عام ہونے والی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (۱) بے حیائی: یعنی قربِ قیامت بے حیائی عام ہوجائے گی، بلاشبہ اس وقت فحاشی وعریانی اور بے حیائی اپنے عروج پر ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے فحاشی اور عریانی کو گھر گھر پہنچایا جارہا ہے۔ افسران سے لے کر معمولی درجہ کے ملازم تک اکثر لوگ موسیقی سے اپنا جی بہلاتے ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں حکومت پاکستان نے تحفظِ حقوق نسواں بل کی آڑ میں فحاشی کی راہوں کو مزید ہموار بنا دیا ہے۔ بل کا نام "تحفظِ حقوق نسواں" رکھا مگر پسِ پردہ زنا کاری کو عورت کا حق قرار دیا گیا یعنی زنا جرم نہیں بلکہ آزاد عورت کا حق ہے۔ اگر وہ بخوشی منہ کالا کرائے تو اُس کی راہ میں رخنہ نہیں ڈالا جائے گا۔ حقوق نسواں کی تمام شقوں میں زنا کے مواقع آسان کیے گئے ہیں اور اس بل کی اکثر شقیں

سراسر کتاب وسنت کے صریح احکام کے خلاف ہیں۔(۲) اسی طرح معاشرے میں بخیل افراد کی بھی کوئی کمی نہیں، ہر طرف بخل کا جال بچھا ہوا ہے، بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا محتاجوں کو دینا، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا اور مفلس مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کرنا یہ خوبیاں مسلم معاشرہ کی پہچان ہوتی تھیں، مگر آج ایسے مسلمان شاید چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں۔ تقریباً ہر شخص صرف اپنے مفادات کی حد تک مخلص ہے۔(۳) جہاں تک خیانت و بددیانتی کا ذکر ہے، یہ ہر شعبہ میں عام نظر آ رہی ہے۔ نااہل لوگوں کی حوصلہ افزائی اور منصب کے لائق ممتاز لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ایوان صدر سے لے کر منبر رسول تک تقریباً ہر جگہ جاہل، نالائق اور دنیا کے حریص لوگوں کا غلبہ اور قبضہ ہے۔ ظہورِ قیامت سے قبل رونما ہونے والی نشانیاں ہر زندہ ضمیر شخص کے سامنے ہیں۔ ایسے حالات میں خدا خوف مسلمان کو اپنے ایمان اور اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ مرتے وقت یا روزِ قیامت ذلت وخواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

فضل السعي علی والديه و عياله

۱۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا شَابٌّ مِنَ الثَّنِيَّةِ فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رَمَيْنَاهُ) بِأَبْصَارِنَا، قُلْنَا: لَوْأَنَّ هٰذَا الشَّابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ،فَقَالَ: ((وَمَاسَبِيلُ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعَى عَلَى وَالِدَيْهِ، فَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنْ سَعٰى عَلَى عِيَالِهِ، فَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعٰى عَلَى نَفْسِهِ لِيُعِفَّهَا، فَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعٰى عَلَى التَّكَاثُرِ فَفِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ وَفِي رِوَايَةٍ الطَّاغُوتِ)). [الصحيحة:۳۲۴۸]

والدین اور بیوی بچوں کے لیے محنت کرنے کی فضیلت

ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک نوجوان گھاٹی کی طرف سے آیا، جب ہم نے اُس کو دیکھا تو ہم نے کہا کاش یہ نوجوان اپنی جوانی اور چستی و طاقت کو اللہ کی راہ میں وقف کرتا۔ ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں، ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی اور آپ نے فرمایا: کیا اللہ کی راہ میں وہی ہے جو قتل کیا گیا ہو؟ جس نے اپنے ماں باپ کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے اہل وعیال کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے لیے محنت کی تاکہ وہ سوال کرنے سے بچے، وہ بھی اللہ کی راہ میں اور جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کے لیے محنت کی وہ شیطان کی راہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ طاغوت کی راہ میں ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۸۔ البزار (الکشف:۱۸۷۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۲۲۶)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۱۹۶، ۱۹۷)، بیہقی (۹/ ۲۵)

فوائد: حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے اہل وعیال کے لیے رزق حلال تلاش کرتا ہے اور اُس کے لیے محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ہر قدم کے بدلے جہاد کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جتنی دیر تک وہ رزق حلال کی تلاش میں رہتا ہے اُسے فی سبیل اللہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اُس شخص کے لیے ہے جو عبادات کا پابند ہو اور بقدرِ کفاف یعنی ضرورت کے مطابق رزق اکٹھا کرے۔ جو لوگ مال کی حرص اور اُس کو جمع کرنے کے چکروں میں عبادات تک سے اعراض کرتے ہیں وہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل الشیطان یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہیں۔ آنجناب ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا: اُس زیادہ مال سے جو اللہ کی یاد سے غافل کردے وہ تھوڑا مال بہتر ہے جس میں آدمی اپنے اللہ کو یاد رکھ سکے۔

فضل الوالد بأنه أوسط من ابواب الجنة

والد کی فضیلت کہ وہ جنت کا درمیانی دروازہ ہے

۱۹۱۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٩١٤]

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے، باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین (درمیانی) دروازہ ہے۔

تخریج: الصحيحة ۹۱۴۔ طيالسى (۹۸۱)' احمد (۵/ ۱۹۶)' ابن ماجه (۲۰۸۹)' ترمذی (۱۹۰۰)' حاكم (۴/ ۱۵۲)

اهمية النية

نیت کی اہمیت کا بیان

۱۹۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((لَا أَجْرَ إِلَّا عَنْ حِسْبَةٍ، وَلَا عَمَلَ إِلَّا بِنِيَّةٍ)). [الصحيحة: ٢٤١٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کسی عمل پر کوئی اجر نہیں ملتا جب تک اُس میں اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہوتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۱۵۔ ديلمى (۴/ ۲۰۶)' ابن المبارك فى الزهد (۱۵۲) عن القاسم مرسلا

لا خير فيمن لا يضيف

جو مہمان نوازی نہیں کرتا' اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے

۱۹۳۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يُضِيْفُ)). [الصحيحة: ٢٤٣٤]

عقبہ بن عامر سے مرفوعاً روایت ہے، مہمان نوازی نہ کرنے والے میں کوئی بھلائی نہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۳۴۔ احمد (۴/ ۱۵۵)' الرويا فى سنده (۱۷۶)' ابن عدى فى الكامل (۴/ ۱۴۶۶)

فوائد: مہمان نوازی سے جی چرانا بھلائی سے محروم ہونے کا باعث ہے۔ مہمان ہمیشہ خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ فراخ دلی سے خوشنودی الٰہی کے لیے مہمان کی خدمت کرنے والا شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے لیے رزق کے تمام دروازے کھول دیتا ہے۔ اس لیے کبھی مہمان کے لیے سینہ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

بر الوالدين ولو كان فاسقا

والدین کے ساتھ نیکی کرنا اگرچہ وہ فاسق ہی ہوں

۱۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ، وَهُوَ فِي ظِلِّ أُجُمَةٍ فَقَالَ: قَدْ غَبَّرَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ! فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! إِنْ شِئْتَ لَآتَيْتُكَ بِرَأْسِهِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلٰكِنْ بَرَّ أَبَاكَ وَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُ)). [الصحيحة: ٣٢٢٣]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی ابن سلول کے پاس سے گزرے۔ وہ چھپر کے سائے تلے تھا، اُس نے کہا، ابن ابی کبشہ نے ہم پر گرد و غبار اڑایا ہے۔ اُس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اُس کا سر آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تو اپنے باپ سے نیکی کر اور اچھا سلوک کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۳۔ ابن حبان ۲۲۸٬۲۴۳ البزار (۲۷۰۸)

لا یتم بعد احتلام

بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے

۱۹۵۔ عَنْ ذِيَالِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي حَنْظَلَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا يُتْمَ عَلَى جَارِيَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ)). [الصحيحة: ۳۱۸۰]

ذیال بن عبید سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے اپنے دادا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں۔ اور لڑکی بھی یتیم نہیں رہتی جب اُس کو حیض آ جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۰۲)٬ ابو نعیم فی المعرفۃ (۲۲۳۶)٬ عبد الباقی بن قانع فی معجم الصحابۃ (۳۲۲)

ذم الكبر

تکبر کی مذمت کا بیان

۱۹۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: زَعَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَنْظَلَةَ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَرَّ فِي السُّوقِ، وَعَلَيْهِ حُزْمَةٌ مِنْ حَطَبٍ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ قَدْ أَغْنَاكَ عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَدْفَعَ بِهِ الْكِبْرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ)).

قاسم بن محمد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کہ عبداللہ بن حنظلہ کا خیال ہے کہ عبداللہ بن سلام ایندھن کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، اور انہیں کہا گیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پروا نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سے تکبر کو دور کروں۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا، ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۷۔ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد (۱۰۱۷)٬ الاصبھانی فی الترغیب (۶۰۰)٬ طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۴۷)٬ حاکم (۳/ ۴۱۶)

ذم الحسد

حسد کی مذمت کا بیان

۱۹۷۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوا)). [الصحيحة: ۳۳۸۶]

ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ بھلائی سے رہیں گے۔ جب تک انہوں نے حسد نہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۸۱۵۷)٬ ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثانی (۱۳۸۳)٬ ابو نعیم فی المعرفۃ (۳۹۱۲)

فوائد: اسلام میں رشک تو جائز ہے حسد جائز نہیں۔ رشک یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار جس طرح تو نے میرے بھائی پر اپنا کرم وفضل فرمایا ہے اسی طرح مجھ پر بھی اپنے کرم وفضل کے دروازے کھول دے تاکہ میں بھی اپنے بھائی کی طرح بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کر سکوں۔ اور حسد یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی قابلیت واہلیت، علم وہنر، مال ودولت اور مقام ومرتبہ کو دیکھ کر اُس کا زوال چاہے، دل میں جلتا اور کڑھتا رہے، ایسا انسان کبھی اللہ کی رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔ حسد سے بے شمار

برائیاں اور گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ انسانیت کا پہلا قتل ہی حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔

ذم الذی لا یأمن جاره بوائقه

اس شخص کی مذمت کہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں

۱۹۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَقِيمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلُ رَجُلُ الْجَنَّةَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)). [الصحيحة: ٢٨٤١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا ایمان درست نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اُس کا دل درست ہو اور اس کا دل درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُس کی زبان درست ہوجائے۔ اور ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۱۔ احمد (۳/ ۱۹۸)' ابن ابی الدنیا فی الصمت (۹)' خرائطی فی المکارم (۳۴۲) قضاعی فی مسند الشهاب (۸۸۷)

فضل الإحسان بازواج النبی

نبی ﷺ کی بیویوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت

۱۹۹۔ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَعْطِفُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّادِقُوْنَ الصَّابِرُوْنَ)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَبِعْتُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ شَيْئًا۔ قَدْسَمَّاهُ۔ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَهُنَّ۔ يَعْنِي: بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَحِمَهُنَّ اللّٰهُ۔ [الصحيحة:٣٣٨٨]

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: میرے بعد تمہارے ساتھ (یعنی آپ کی بیویاں) اچھا سلوک صحیح العقیدہ، ثابت قدم لوگ ہی کریں گے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عبداللہ بن سعد بن أبي سرح کو کوئی چیز (باغ) چالیس ہزار کی بیچی اور میں نے وہ ساری رقم ان میں یعنی ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کردی۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۸۔ البزار (الکشف:۲۵۹)' (البحر الزخار:۱۰۴۳)' ابن عساکر (۳۷/ ۱۹۶)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۲۱)

ذوالوجهین لا یکون امیناً

دورخا یعنی امین نہیں ہوتا

۲۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِذِي الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا)). [الصحيحة:٣١٩٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دورخا امانت دار نہیں ہوسکتا۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۷۔ الادب المفرد (۳۱۳)، خرائطی فی مساوی ء الاخلاق (۲۹۲)، احمد (۲/ ۳۶۵)، بیہقی (۱۰/ ۲۴۳)

المؤمن لا يكون لعاناً

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا

۲۰۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا)). [الصحيحة:٢٦٣٦]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کے یہ لائق نہیں، کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۶۔ الادب المفرد (۳۰۹)، ترمذی (۲۰۲۰)، حاکم (۱/ ۴۷)، بیہقی فی الشعب (۵۱۵۵)

فضل حسن الخلق و طول الصمت

اچھے اخلاق اور زیادہ خاموشی کی فضیلت

۲۰۲م۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ [فِي الْمِيْزَانِ] مِنْ غَيْرِهِمَا؟)) قَالَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاعَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا)). [الصحيحة:١٩٣٨]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے دو خوبیاں نہ بتاوں، جو کرنے میں ہلکی اور ترازو میں بہت زیادہ بھاری ہیں؟ اُنہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے اوپر اچھا اخلاق اور زیادہ خاموش رہنا لازم کر، قسم ہے اُس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مخلوق کا کوئی دوسرا عمل ان کے برابر نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۸۔ ابو یعلی (۳۲۹۸)، طبرانی فی الاوسط (۷۰۹۹)، بیہقی فی الشعب (۴۹۳۱)

رفقة الزوج مع زوجته

شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ شفقت کرنا

۲۰۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُوْنَ، فَقَالَ لِي: ((يَاحُمَيْرَاءُ! أَتُحِبِّيْنَ أَنْ تَنْظُرِيْ إِلَيْهِمْ؟!)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ،فَوَضَعْتُ ذَقْنِي عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ فَقَامَ لِي، ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: لَاتَعْجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَمَالِي

زوجۂ نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ: حبشی لڑکے مسجد میں داخل ہوئے اور وہ کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا اے حمیراء کیا تو اُنہیں دیکھنا پسند کرتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! پھر آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے گئے اور میں آئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ ﷺ کے کندھے پر رکھی اور اپنا چہرہ آپ ﷺ کے رخسار کے ساتھ لگایا، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اُن کے اُس دن کے اشعار میں یہ بھی تھا ''اے ابو قاسم ﷺ! اللہ تجھے پاکیزہ زندگی عطا کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا بس؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ پھر آپ ﷺ میرے

حَبُّ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي، وَمَكَانِي مِنْهُ۔

[الصحيحة:٣٢٧٧]

لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا اب کافی ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ عائشہ ؓ کہتی ہیں، مجھے اُن کی طرف دیکھنے کا شوق نہ تھا، لیکن میں پسند کرتی تھی کہ عورتوں کو میرے لیے حضور کے کھڑا رہنے اور آپ کی نگاہ میں میری قدر کا پتہ چلے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۷۔ نسائی فی الکبری (۸۹۵۱)' طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۱۱۷)

جواز الغنی

گانا گانے کا جواز

۲۰۳۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: فَقَالَ: ((**يَا عَائِشَةُ! أَتَعْرِفِينَ هٰذِهِ؟**)) قَالَتْ: لَا يَانَبِيَّ اللهِ! قَالَ: ((**هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ، تُحِبِّينَ أَنْ تُغَنِّيَكِ؟**)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مِنْخَرَيْهَا**)). [الصحيحة:٣٢٨١]

سائب بن یزید ؓ سے روایت ہے، ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ؓ کیا تو اسے جانتی ہے؟ اُس نے کہا نہیں اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بنی فلاں کی مغنیہ ہے، کیا تو پسند کرتی ہے کہ وہ تیرے لیے گائے؟ عائشہ ؓ نے کہا: ہاں! چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو تھال پکڑایا، اُس نے اُس پر گایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تحقیق شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۱۔ (۳/ ۴۴۹)' نسائی فی الکبری (۸۹۶۰)' طبرانی فی الکبیر (۶۶۸۶)

فوائد: (۱) شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنے فہم کے مطابق اس حدیث کو صحیحہ میں نقل کیا ہے، جبکہ ایک قول کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے اور درجہ صحت تک نہیں پہنچتی۔ (۲) بعض روشن خیال محققین اپنی ذہنی عیاشی کو جلا بخشنے کے لیے اس سے محفل موسیقی و غنا کا ثبوت پیش کرتے ہیں، حتیٰ کہ ایک آزاد فکر جریدہ ماہنامہ ''اشراق'' مارچ 2004ء صفحہ نمبر 33 نے یہاں تک لکھ دیا کہ ''بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہر فن مغنی اور مغنیات، رقاص اور رقاصائیں عرب میں موجود تھیں اور نبی ﷺ ان کے فن سے لطف اندوز ہونے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔'' (انا للہ وانا الیہ راجعون) روشن خیال محقق صاحب نے الفاظ کی جادوگری اور مینا کاری میں رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کا بھی خیال نہ کیا۔ کہ شب و روز تلاوتِ قرآن اور رکوع و سجود میں سکون محسوس کرنے والا عظیم پیغمبر کس طرح رقاصوں کے ناچ گانے کو معیوب نہ سمجھتا ہوگا......؟ روشن خیال محقق صاحب نے علمی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے لفظ ''قینہ'' کی غلط تشریح کی اور کہا کہ وہ ماہر فن پیشہ ور مغنیہ تھی حالانکہ قینہ سے مراد لونڈی ہے۔ کسی قبیلے کی عام گھریلو لونڈی کو ماہر فن رقاصہ یا مغنیہ کہنا حد درجہ جہالت یا تجاہل عارفانہ ہے۔ (۳) کیونکہ دیگر روایات میں بھی صراحت ہے کہ وہ پیشہ ور مغنیہ نہ تھی، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: (**قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخَرَيْهَا**) کہ شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔ عظیم سیرت نگار علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ بھی فرماتے، کہ اس قسم کے گانے کو آپ نے بذاتہٖ مکروہ سمجھا ہے۔'' (سیرت عائشہ صفحہ 49) یاد رہے! کئی قرآنی آیات اور صریح احادیث نبویہ سے محفل موسیقی و غنا اور آلاتِ موسیقی کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنَ

النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ''کچھ لوگ کھیل تماشے اور غافل کر دینے والی چیز خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دیں۔'' کتبِ تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے لے کر آج تک کے تمام اہل علم نے اس سے موسیقی وغنا اور آلاتِ موسیقی مراد لیے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شرمگاہ (زنا) ریشم، شراب اور سازوں کو حلال کر لیں گے۔'' اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ ''دو آوازیں ایسی ہیں جو دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ ایک نعمت (خوشی) کے وقت مزمار، دوسری مصیبت کے وقت چیخنے چلانے کی آواز۔ بلکہ ایک روایت میں تو رسول اللہ نے فرمایا: کہ جب لوگوں میں موسیقی، آلاتِ موسیقی اور گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی تو پھر لوگوں کے چہروں کو مسخ کر دیا جائے گا اور اُن کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان روایات سمیت دیگر وہ روایات جن میں موسیقی وغنا کی سخت ممانعت ہے ایسی احادیث آوارہ مزاج روشن خیال لوگوں کی زندگی میں کانٹے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لیے وہ آئے دن ان احادیث کے راویوں کے متعلق موشگافیاں کرتے رہتے ہیں، تاکہ ان کی اسنادی حیثیت کو کمزور بنا دیا جائے۔ جبکہ تمام اعتراضات صرف مغالطات ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین حنیف کی صحیح سمجھ اور اخلاص عطا فرمائے۔

الرفق خير من الله

نرمی اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

۲۰٤۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((يَا عَائِشَةُ! اُرْفُقِیْ، فَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَرَادَ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا دَلَّهُمْ عَلٰى بَابِ الرِّفْقِ)).

[الصحيحة:٥٢٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا: اے عائشہ! تو نرمی کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی گھر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں نرمی کا رستہ دکھا دیتے ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۵۲۳۔ احمد (۶/ ۱۰۴)' من طريق عطاء بن يسار عن عائشة رضی اللہ عنہا' احمد (۶/ ۷۱)' بخاری فی التاريخ الكبير (۱/ ۴۱۶)' بيهقی فی الشعب (۶۵۶۰)' عن طريق هشام عن عائشة عن ابيه رضی اللہ عنہ' بزار (الكشف: ۱۹۶۵)' من حديث جابر رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲) الأَدَبُ وَالِاسْتِئْذَانُ

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

ومن أمور النصيحة

ناصحانہ باتوں کا بیان

٢٠٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَتَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَلَا تَفَرَّقُوْا وَتُطِيْعُوْا لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ أَمْرَكُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّوَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ)). [الصحيحة:٦٨٥]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تین چیزوں سے منع کرتا ہوں، میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ کے دین پر مضبوطی سے جمے رہو اور فرقوں میں مت پڑو اور اس کی اطاعت کرو جس کو اللہ تعالی تمہارا حکمران بنا دے۔ اور میں تمھیں فضول باتوں، کثرتِ سوال اور فضول خرچی سے منع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۸۵۔ ابن حبان (۴۵۶۰)، مسلم (۱۷۱۵)، احمد (۲/ ۳۲۷، ۳۶۰)

فوائد: کامیابی یہ ہے کہ بندہ جہنم سے بچا لیا جائے جنت میں داخل کر دیا جائے قرآن میں ”ممن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز“ اس کامیابی کو حاصل کرنے کا پورا طریقہ اللہ تعالی نے ایک دستاویز کی صورت میں ہمیں عطا کر دیا جسے قرآن وحدیث کا نام دیا جاتا ہے انکے اوامر ونواہی کا رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں نچوڑ بیان کر دیا کہ ان تین چیزوں کو مان لو اور تین سے رک جاؤ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لو گے اسی کی طرح اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں کے ذریعے دوسرے انبیاء پہ فضیلت دی گئی ان میں سے ایک ”جوامع الکلم“ ہیں کہ بات تھوڑی کرتا ہوں لیکن مفہوم ایسے جیسے کوزے میں سمندر سمو دیا ہو۔ ان احکامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک تعلق باللہ سے اور دوسرے حصے کا تعلق انسان کے آپس کے معاملات سے۔ جیسا کہ اللہ کے متعلق یہ ہے کہ بندہ شرک سے بچ جائے اور تخلیق انسان کے حقیقی مقصد عبادت کو بجا لائے۔ اور آپس میں افتراق سے بچ کر اکٹھے ہو جائیں اور فضول بحث ومباحثہ، فضول سوال، اور مال کا ضیاع اس سے بچ تو کامیابی آپ کے قدموں میں ہوگی۔

٢٠٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَلِيْمٍ أَوْ سُلَيْمٍ، قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ،

سیدنا جابر بن سَلیم یا سُلیم ؓ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ صحابۂ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: تم میں نبی

فَقُلْتُ: أَيُّكُمُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: فَإِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ أَوْمَأَ إِلٰى نَفْسِهِ وَإِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ الْقَوْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ مُحْتَبٍ بِبُرْدَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلٰى قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجْفُو عَنْ أَشْيَاءٍ فَعَلِّمْنِي قَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. وَلَا تُحَقِّرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيْلَةَ! فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَعْلَمُهُ فِيْكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيْهِ، فَيَكُوْنُ لَكَ أَجْرُهُ وَعَلَيْهِ إِثْمُهُ وَلَاتَشْتِمَنَّ أَحَداً)).

[الصحيحة: ۷۷۰]

کون ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے' چادر کا کنارہ آپ ﷺ کے پاؤں پر لگ رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کچھ چیزوں کے بارے میں تندمزاج ہوں' آپ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈر جا' کسی نیکی کو حقیر مت جان - اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو- تکبر سے اجتناب کر' کیونکہ اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں کرتا' اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تیرے کسی عیب' جسے وہ جانتا ہے' پر تجھے عار دلائے' تو تو اسے اس برائی کی بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے' اس طرح کرنے سے اس کا اجر تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہو گا اور (یہ بھی یاد رکھ کہ) کسی کو گالی نہیں دینا۔"

تخریج: الصحیحة ۷۷۰۔ احمد (۵/ ۶۳)' ابن المبارك فی الزهد (۱۰۱۷)' نسائی الکبری (۹۶۹۱)' الادب المفرد (۱۱۸۲)

فوائد : جس طرح قطرے مل کر دریا اور کنکر مل کر پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اسی حقیقت کے پیش نظر رسول کائنات ﷺ نے بارہا ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی حتیٰ کہ ایک حدیث میں فرمایا کہ مسکرا کر بھائی سے ملنے کو بھی حقیر نہ سمجھو (مفہوم) نیز گالی یا عار دلانے کے جواب میں گالی یا عار دلا سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بندہ خاموش رہے کیونکہ جب تک بندہ خاموش رہے گا تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے جواب دیتا ہے گا اور ویسے بھی کہاوت ہے کہ برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس میں ہو۔

اهمية الصلاة وما ملكت ايمانكم

نماز اور غلاموں کے ساتھ احسان کی اہمیت کا بیان

۲۰۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) وَجَعَلَ يُكَرِّرُهَا۔

[الصحيحة:۸٦۸]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: "نماز اور اپنے غلاموں (اور مالوں) کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا۔" آپ ﷺ نے یہ کلمات بار بار دہرائے۔

تخریج: الصحیحة ۸۶۸۔ خطیب فی تاریخ بغداد (۱۰/ ۱۶۹)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۲۳۵' ۲۳۶)' احمد (۶) نسائی فی الکبری (۷۱۰۰)' ابن ماجه (۱۶۲۵)

فوائد : نماز اور غلاموں کے بارے میں تقویٰ سے مراد ہے کہ نمازوں کو پابندی سے انکے اوقات میں ادا کیا جائے کیونکہ جہاں نماز کا قیام

عظیم اجر کا باعث ہے وہاں اسکا ضیاع اور وقت سے مؤخر کر کے بڑھنا گناہ کا باعث ہے۔ اور غلاموں کو انسان سمجھتے ہوئے ان سے انسانیت کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لینا ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ہی تقویٰ ہے۔

احب الطعام إلى الله

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کھانے کا بیان

۲۰۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللّٰهِ مَاكَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِيْ)).

[الصحیحۃ: ۸۹۵]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس کو کھانے والے زیادہ ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۵۔ ابو یعلی (۲۰۴۵)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۹۶)' طبرانی فی الاوسط (۳/ ۴۳)

فوائد: بڑے برتنوں میں مل بیٹھ کر کھانا یہ شریعت کا مطلوب ہے اس سے جہاں آپس میں الفت بڑھتی ہے وہاں اللہ کی محبت بھی حاصل ہوتی ویسے بھی شریعت کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور آج سائنس بھی اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ مل کر کھانے سے کئی بیماریوں کا سد باب ہوتا ہے۔

ومن الناس احب إلى الله

اللہ کے نزدیک محبوب ترین لوگوں کا بیان

۲۰۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: (أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ يَدْخُلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْيَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْيَقْضِي عَنْهُ دَيْناً أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعاً، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ(يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ) شَهْراً وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيْهِ فِي حَاجَةٍ حَتّٰى تَتَهَيَّأَ لَهُ، أَثْبَتَ اللّٰهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُوْلُ الْأَقْدَامُ، [وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سے اعمال اللہ تعالی کو زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے لوگوں کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں اور اللہ تعالی کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں: مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا' اس سے کسی تکلیف کو دور کرنا' اس کا قرضہ ادا کر دینا اور اسے کھانا کھلانا۔ (دیکھیں) مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلنا اس مسجدِ نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے زیادہ محبوب ہے۔ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالی اس کی خامیوں پر پردہ ڈالے گا' جو آدمی اپنے غصے کو نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود پی گیا' اللہ تعالی روزِ قیامت اس کے دل کو امیدوں سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلا' اللہ تعالی اس کو اُس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا جائیں گے اور

يُفْسِدُ الْخِلُّ الْعَسَلَ)). [الصحيحة:٩٠٦]

بدخلقی اعمال کو ایسے تباہ کرتی ہے جس طرح سرکہ شہد میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۹۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۶۴۶)' والصغیر (۲/ ۳۵)' ابن عساکر (۶۷/ ۱۴۲۔ ۱۴۳)' الشجری فی الامالی (۲/ ۱۷۷)

فوائد: رفاہ عامہ کے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ بندے کی اپنی ضروریات پورا ہونے کے بھی باعث ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے" ظاہری بات ہے اللہ کی مدد شامل حال ہو تو کسی کام کے رہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
اور آپؐ نے کئی احادیث میں غصہ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ غصہ کسی خرابی کا باعث تو بن سکتا ہے مگر اس کے سبب بھلائی کی امید کم ہی ہے۔

باب: من مكارم الاخلاق

باب: مکارم اخلاق کا بیان

۲۱۰۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أُسَيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ)).

سیدنا یزید بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۷۲۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۲/ ۴۹' ۸/ ۳۱۷)' عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۴/ ۷۰)' عبد اللہ بن حمید (۴۳۴)' ابن سعد (۷/ ۴۲۸)

فوائد: یہ ایک ایسی جامع نصیحت ہے کہ اس کے بعد حقوق العباد پر مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں کیونکہ اس پر عمل پیرا ہو کر بندہ کسی کے لئے فائدے کا باعث تو بن سکتا ہے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جواز الفال

فال (نیک شگون) لینے کا جواز

۲۱۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ ، فَقَالَ: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ)). [الصحيحة:٧٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات' جو آپ ﷺ کو پسند آئی' سن کر فرمایا: "ہم نے تیرے منہ سے نیک شگون حاصل کیا ہے"

تخریج: الصحیحة ۷۲۶۔ ابو داود (۳۹۱۷)' احمد (۲/ ۳۸۸)' ابن السنی (۲۶۸)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۷۲۶)

فوائد: بدشگونی لینا حرام ہے بہت سی احادیث میں اس سے روکا گیا ہے لیکن نیک شگون بندہ لے سکتا ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

دخول الاذن بالسلام

السلام علیکم کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت لینا

۲۱۲۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اُخْرُجْ إِلَىٰ هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) فَسَمِعَهُ

نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے' بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے (اپنے خادم) سے فرمایا: "اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اسے بتلاؤ کہ ان الفاظ کے

الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ۔ [الصحيحة:٨١٩]

ساتھ اجازت طلب کرنی چاہئے: السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں؟۔" اس آدمی نے یہ ساری بات سن لی اور (عمل کرتے ہوئے) کہا: السلام علیکم میں اندر آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آ گیا۔

تخریج: الصحیحة ۸۱۹۔ ابوداود (۵۱۷۷)' بیہقی (۸/ ۳۴۰)' وانظر الحدیث الآتی

فوائد : اجازت لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ "السلام علیکم" کہہ کر اجازت لے کر داخل ہوا جائے اگر تین دفعہ "السلام علیکم کہنے سے جواب نہیں ملا تو واپس پلٹ جانا چاہیے۔

٢١٣۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((أُخْرُجِي إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَايُحْسِنُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُوْلِي: فَلْيَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلُ؟)). [الصحيحة:١١٧٠]

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آجاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: "اس آدمی کا اجازت طلب کرنے کا انداز اچھا نہیں ہے۔اس کے پاس جا کر اسے بتلاؤ کہ یوں کہہ کر (اجازت طلب کیا کر): السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟" (یعنی اندر آ سکتا ہوں؟)

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۰۔ احمد (۵/ ۳۶۸۔ ۳۶۹)' ابوداود (۵۱۷۹)' بیہقی (۸/ ۳۴۰)' نسائی عمل الیوم واللیلة (۳۱۶)

اخنع اسم عند اللّٰہ

اللّٰہ کے نزدیک سب سے بدترین نام

٢١٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)). [الصحيحة:٩١٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "سب سے برا نام' جس پر روزِ قیامت اللہ تعالی کے ہاں شرمندگی ہوگی' یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو "مَلِكُ الْأَمْلَاكِ" (شہنشاہ) کہلوائے۔"

تخریج: الصحیحة (۹۱۵)۔ احمد (۲/ ۲۴۴)' حمیدی (۱۱۲۷)' بخاری (۶۲۰۶)' مسلم (۲۱۴۳)' ابوداود (۴۹۶۱)

فوائد : شہنشاہ یا اس جیسا دوسرا نام جس سے رب کی کبریائی کی مشابہت ہوتی ہو ایسے نام رکھنا حرام ہے اگر بڑوں کی جہالت سے ایسا نام رکھا بھی جائے تو تبدیل کرنا ضروری ہے۔

استحباب الفال

فال کے مستحب ہونے کا بیان

٢١٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَبْرَدْتُمْ إِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْإِسْمِ)).

[الصحيحة:١١٨٦]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوش رو اور خوش اسم آدمی کا انتخاب کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۶۔ البزار (الکشف:۱۹۸۵) و (البحر الزخار: ۴۳۸۳)' من حدیث بریدة ﷺ' البزار (۱۹۸۶)' طبرانی فی الاوسط (۷۷۴۳)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۲۷۶)' من حدیث ابی ھریرة ؓ۔

فوائد: اچھے نام اور چہرے کو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اس لئے اہمیت دی تا کہ اس سے آپ اچھا شگون لے سکیں کیونکہ آپ اچھے نام سے بھی شگون لیا کرتے تھے۔

٢١٦ ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَبْرَدْتُم إِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْإِسْمِ)). [الصحيحة:٤٠٣٤]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوبصورت چہرے اور خوبصورت نام والی شخصیت کو بھیجو۔“

تخریج: الصحیحة ۴۰۳۴۔ انظر الحدیث السابق (۲۱۵/ الصحیة ۱۱۸۶)

فضل القول مرحباً

خوش آمدید کہنے کی فضیلت کا بیان

٢١٧ـ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الضُّحَّاكِ بْنِ قَيْسِ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَقَالُوْا: مَرْحَباً فَمَرْحَباً بِهِ يَوْمَ يَلْقَى رَبَّهُ وَإِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ، فَقَالُوْا: لَهُ قَحْطاً لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیدنا ابوسعید ضحاک بن قیس فہری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے) اسے خوش آمدید کہیں، تو جس دن یہ آدمی اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا، اس دن بھی اسے خوش آمدید کہا جائے گا۔ اور اگر کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (ناخوشگواری کا اظہار کرتے ہوئے) اسے دھتکار دیں تو روزِ قیامت بھی اسے دھتکار دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۹۔ حاکم (۳/ ۵۲۵)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۳۶)' والاوسط (۲۵۳۵)

فوائد: چونکہ آدمی کے رویے کے مطابق اس سے سلوک کیا جاتا ہے اب جس بندے کا رویہ لوگوں سے مشفقانہ ہوگا لوگ بھی اس سے ہمدردانہ سلوک کریں گے اور جو لوگوں کیلئے تنگی کا باعث ہوگا اسے کوئی بھی خوش آمدید کہنے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ اصل میں لوگوں کا رویہ آدمی کے کردار پر شہادت ہوتی ہے۔ جسے اللہ قبول کر کے اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔

الأمر بتكريم الشرفاء

معزز لوگوں کی تکریم کرنے کا حکم

٢١٨ـ قَالَ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ)) رُوِیَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَبِي رَاشِدٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمھارے پاس کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔“ یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر' سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی' سیدنا جابر بن عبداللہ' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا معاذ بن جبل' سیدنا عدی بن حاتم' سیدنا ابو راشد عبد الرحمن بن عبد اور سیدنا انس بن مالک ؓ سے

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ [الصحيحة:١٢٠٥]

مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۵۔ ابن ماجہ (۳۷۱۲)' عن ابن عمر' طبرانی (۲۳۵۸)' عن جریر۔ حاکم (۴/ ۲۹۱۔ ۲۹۲) عن جابر بزار (۱۹۵۹) عن ابی ھریرۃ (۲۷۳۹)' عن عبد اللہ بن ضمرۃ (۱۱۸۱۱)' عن ابن عباس طبرانی (۲۰/ ۲۰۲)' ابن عدی (۴/ ۱۵۲۶)' عن معاذ قضاعی فی مسند الشھاب (۷۶۰)' عن عدی بن حاتم۔ دولابی فی الکنی (۲/ ۳۱)' عن ابی راشد قضاعی (۷۶۳)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۴۲)' عن انس رضی اللہ عنہ۔

الأمر بتعليم المحبوب بأنه يحبه

محبوب کو اپنی محبت کے متعلق آگاہ کرنے کا حکم

٢١٩۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ)). [الصحيحة:٤١٧]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۷۔ الادب المفرد (۷۹)' ابو داود (۵۱۲۴)' ترمذی (۲۳۹۳)' ابن حبان (۵۷۰)' احمد (۴/ ۱۴۰)

فوائد : محبت دل میں پیدا ہونیوالی چاہت کا نام ہے اور اللہ کیلئے دو مسلمانوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اس کو اسلام میں بڑی اچھی نظر سے دیکھا گیا ہے حتیٰ کہ ایسے بندے سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کو مقربین والا سلوک کریں گے۔ ایک دوسرے بندے سے اچھا سلوک مختلف وجوہات کی بناء پر ہوسکتا ہے کسی کے حقوق کا پاس کرتے ہوئے یا کسی مفاد کے حصول کیلئے۔ غرض مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں تو اس لئے حکم دیا گیا کہ بندہ اپنے بھائی کو آگاہ کردے کہ میں تم سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں صحابہ کرامؓ اپنی محبت کے بارے میں اپنے بھائی کو آگاہ کردیا کرتے تھے لیکن ایک مسلمان کا محبوب صالح اور پرہیزگار مؤمن ہونا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ (المرء مع من احب) بندے کا حشر قیامت کو اسکے محبوب کیساتھ ہوگا۔

٢٢٠۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِيْ مَنْزِلِهِ، فَلْيُخْبِرْهُ بِأَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:٧٩٧]

سیدنا ابوذر سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو وہ اس کے گھر جائے اور اسے بتلا دے کہ وہ اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۷۔ ابن المبارک فی الزھد (۷۱۲) ابن وھب فی الجامع (۲۳۲)' احمد (۵/ ۱۴۵)

٢٢١۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: ((لَقِيَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبَيَّ مِنْ وَّرَائِيْ، قَالَ: أَمَا إِنِّيْ أُحِبُّكَ، قُلْتُ: أَحَبَّكَ الَّذِيْ أَحْبَبْتَنِيْ لَهُ، فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيُخْبِرْ أَنَّهُ

مجاہد تابعی بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول کی مجھ سے ملاقات ہوئی' اس نے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: آگاہ رہو! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس نے مجھے تیرا محبوب بنا دیا۔ صحابی نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو تجھے اپنی محبت پر مطلع نہ کرتا:

أُحِبُّهُ)) لَمَا أَخْبَرْتُكَ. قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ يَعرِضُ عَلَيَّ الْخِطْبَةَ، قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدَنَا جَارِيَةً، أَمَا إِنَّهَا عَوْرَاءُ)).

''جب کسی آدمی کو کسی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' پھر صحابی ٔ رسول' مجاہد پر ایک رشتہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایک بچی ہے اور ہے وہ کانی۔

تخریج: الصحیحة ۴۱۸۔ الادب المفرد (۷۹)' کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا (۶۸' ۶۹)' مرسلا عن مجاهد ۹(۶۷) من قوله

فوائد : کسی کم درجے آدمی جو آپ سے مرتبے میں کم ہو اس سے اگر اللہ کیلئے محبت ہو جائے تو اس کے اظہار میں تکبر یا کسی اور چیز کو حائل نہیں ہونے دینا چاہیے بلکہ اس سے محبت کا اظہار کر دے جیسا کہ یہاں صحابیؓ ایک تابعی سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ومن آداب الدعاء

دعا کے آداب کا بیان

۲۲۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَسْأَلْ بَعْدُ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يَنْجَحَ)) مَوْقُوْفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ۔ [الصحيحة: ٣٢٠٤]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: جب کوئی آدمی (اللہ تعالی سے) سوال کرنے لگے تو وہ پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثنا' جو اس کے لائق ہے' بیان کرے' پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے' اس کے بعد دعا کرے۔ اس طرح کرنے سے ممکن ہو گا کہ وہ کامیاب ہو جائے (اور اپنی مطلوبہ چیز پا لے)۔ یہ موقوف حدیث' مرفوع کے حکم میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۴۔ عبد الرزاق (۱۹۶۴۲)' طبرانی فی الکبیر (۸۷۸۰)' ترمذی (۵۹۳)' احمد ۱/ ۴۴۵)

ومن آداب الإستئذان

اجازت طلب کرنے کے آداب کا بیان

۲۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَغَيْرِهِ، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ، إِذْ جَاءَ أَبُوْ مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ)) فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً، أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللّٰهِ! لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

ابو سعید وغیرہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو سعید ؓ نے کہا: میں انصاریوں کی محفل میں بیٹھا تھا' اچانک سیدنا ابو موسی ؓ' جو خوفزدہ اور سہمے ہوئے تھے' وہاں پہنچے اور کہا: میں نے سیدنا عمر ؓ کے پاس جانے کے لئے تین دفعہ اجازت طلب کی' لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی' اس لئے میں واپس چل دیا۔ سیدنا عمر ؓ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے روک دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی' لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی' اس لئے واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی (کسی سے) تین دفعہ اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' سیدنا عمر ؓ نے کہا: بخدا! تجھے اس حدیث پر شاہد پیش کرنا پڑے گا' (وگرنہ ......)۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کسی نے یہ

ذٰلِكَ۔ [الصحيحة:٣٤٧٤]

حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس مجلس میں سے تیرے ساتھ وہی کھڑا ہوگا جو سب سے چھوٹا ہے۔ میں (ابوسعید) سب سے چھوٹا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۴۔ بخاری (۶۲۴۵)، مسلم (۲۱۵۳)، ابوداود (۵۱۸۰)، ترمذی (۲۶۹۰)، ابن ماجه (۳۷۰۶)

فوائد : اجازت کا اصول یہی ہے کہ تین دفعہ اجازت مانگی جائے جواب نہ آنے کی صورت میں بندہ خاموشی سے پلٹ جائے اب اجازت کا مسئلہ یہ عام اور مشہور مسئلہ تھا اسی لئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اس کی گواہی قوم کا سب سے چھوٹا آدمی دے گا مطلب ان کا یہ تھا کہ یہ مسئلہ تو قوم کا بچہ بچہ جانتا ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور مسائل کے بارے بہتر علم رکھنے کے باوجود اس عام مسئلے سے لاعلم تھے۔ تو ممکنات کی دنیا میں ایسا ہوجانا کوئی بعید بات نہیں اس لئے کوئی جیسا بھی ''تبحر فی العلوم'' ہو اس سے علم کا رہ جانا یا کسی مسئلے میں غلطی ہوجانا یہ قرین قیاس ہے۔ لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود بعض لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ کسی خاص امام کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا کر اس کی ہر صحیح وغلط کو اپنے مذہب کا حصہ بنالیتے ہیں اگر چہ قرآن وحدیث سے اس کے برعکس مفہوم نکلتا ہو۔ (العیاذ باللہ)۔ بعض لوگ جو فرد واحد کی حدیث کو حجت نہیں سمجھتے وہ بھی اس سے دلیل لیتے ہیں کہ دیکھو حضرت عمرؓ نے ایک بندے کی بات کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جب تک اسکی تصدیق نہیں کروالی۔ جبکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے اس حدیث کی حد تک تو مسئلہ واضح ہے کہ اجازت کی بات اتنی عام سی بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ مجھے اس بات کا علم نہ ہو اس لئے انہوں تصدیق لازمی سمجھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرد واحد کی خبر کو حجت سمجھتے تھے اور دین میں بھی یہ حجت جیسا کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں۔

ومن آداب الاستلقی

لیٹنے کے آداب کا بیان

٢٢٤۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَلْقٰى أَحَدُكُمْ عَلٰى ظَهْرِهِ فَلَايَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى)).

[الصحيحة:١٢٥٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری پر نہ رکھے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۵۔ ترمذی (۲۷۶۶)، طحاوی فی شرح المعانی (۲/ ۳۶۰)، بزار (الکشف : ۲۰۷۲)، البحر الزخار (۳۶۸۵)، مسلم (۷۴/ ۲۰۹۹) بمعناه

فوائد : جب بے پردگی کا خطرہ ہو تو اس طرح ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھ لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے جیسا ''متفق علیہ'' حدیث میں ہے کہ آپ مسجد میں ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھے لیے ہوئے تھے امام بیہقی، بغوی اور دوسرے محدثین اسی کے قائل ہیں۔

باب الحض علی کثرۃ السلام

کثرت کے ساتھ سلام کرنے کی ترغیب کا بیان

۲۲۵۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا اصْطَحَبَ رَجُلَانِ مُسْلِمَانِ، فَحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ أَوْ مَدَرٌ، فَلْيُسَلِّمْ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ، وَيَتَبَادَلَانِ السَّلَامَ))

سیدنا ابودرداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان آدمی اکٹھے جا رہے ہوں اور (چلتے چلتے) کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کوئی مکان (یا ٹیلہ) ان کے درمیان حائل ہو جائے، تو وہ (جونہی دوبارہ ملیں) ایک دوسرے سے سلام کا تبادلہ کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۶۲۔ بیہقی فی شعب (۸۸۶۰) ابن شاهین فی فضائل الاعمال (۴۹۰)

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب کا بیان

۲۲۶۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَإِنْ وُسِعَ لَهُ فَلْيَجْلِسْ وَإِلَّا فَلْيَنْظُرْ أَوْسَعَ مَكَانٍ يَرَاهُ فَلْيَجْلِسْ فِيهِ)). [الصحيحة:۱۳۲۱]

مصعب بن شیبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے اور اس کے لئے وسعت پیدا کر دی جائے تو وہ بیٹھ جائے، بصورتِ دیگر دیکھے کہ کون سی جگہ زیادہ وسیع ہے، وہاں جا کر بیٹھ جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۱۔ السلفی فی الطیوریات (۶۵/ ۱)، ابن عساکر (۲۵/ ۱۶۹)، طبرانی (۷۱۹۷)، بیہقی فی الشعب (۸۲۴۳)

فوائد : مجلس میں کسی کو اٹھا کر بیٹھنا یا ایسے دو آدمیوں میں گھس جانا قبیح حرکت ہے چاہے تو یہ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے آنیوالے کیلئے جگہ بنائیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ''تفسحوا وتوسعوا'' (بخاری) کھلے کھلے ہو جاؤ لیکن اگر اہل مجلس اس میں کوتاہی کریں تو آپ کو انہیں تنگ کرنیکا حق نہیں پہنچتا۔

۲۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ، فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُوْمَ، فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُوْلَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)). [الصحيحة:۱۸۳]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے، اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے (بلکہ دونوں کی اہمیت برابر ہے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۔ ابو داود (۵۲۰۸)، ترمذی (۲۷۰۶)، الادب المفرد (۱۰۰۷)، احمد (۲/ ۲۳۰، ۲۸۷)

وجوب الإذان اذا تناجىٰ اثنان

جب دو افراد علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔

۲۲۸۔ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبَرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا: فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِي وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا

سعید مقبری کہتے ہیں: ایک آدمی، سیدنا ابن عمر ﷺ سے گفتگو کر رہا تھا، میں بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ابن عمر نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو بلا اجازت ان کے پاس نہ

تَجْلِسُ إِلَيْهِمَا حَتّٰى تَسْتَأْذِنَهُمَا)). بیٹھیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۵۔ احمد (۲/ ۱۱۴)' الدارقطنی فی العلل (۴/ ورقه ۷۳)' ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۱۹۸)

فوائد : سرگوشی کرنا ایک مباح کام ہے لیکن یہ اس وقت قبیح صورت اختیار کر لیتی ہے جب مجلس میں صرف تین آدمی ہوں اور دو آپس میں تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی شروع کر دیتے ہیں یہ صورت منع ہے حدیث میں ہے (اذا کنتم ثلثة فلایتنا جی اثنان دون الآخر) (مسلم) سرگوشی کرنے والے چونکہ راز داری برت رہے ہوتے ہیں اس لئے ان راز کی ٹوہ لگانا یہ جرم ہے بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جو اس طرح کسی کی بات سنے تو قیامت کو اللہ اسکے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالیں گے۔ اسی طرح دو بندے آپس میں راز و نیاز کر رہے ہوں تو تیسرے کو اجازت لے کر ان میں دخل اندازی کرنی چاہیے یہی حدیث کا مطلب اور اخلاقیات کا تقاضا ہے۔

باب: من ادب الکعبة فی الصلاة وخارجها

باب: نماز اور غیر نماز میں کعبہ کی تعظیم کا بیان

۲۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى)).

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھی اور اسے سنگ ریزے کے ساتھ کھرچ کر فرمایا: "اگر کوئی آدمی (نماز میں) تھوکے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے والی سمت میں نہ تھوکے اور نہ دائیں طرف' اسے چاہئے کہ وہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۴۔ احمد (۳/ ۵۸' ۸۸)' بخاری (۴۰۸' ۴۰۹)' مسلم (۵۴۸)' ابن ماجه (۷۶۱)

فوائد : نماز کے اندر ایسی حرکت جو نماز میں درستگی کا باعث ہو کی جا سکتی ہے اس سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا بلکہ اسے انجام نہ دینے کی وجہ سے نماز میں خرابی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ نماز میں زہریلی چیز نظر آ جائے تو نماز توڑے بغیر اسے مار دو یا کوئی آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکو اگر نہ رکے تو اس سے لڑائی کرو (بخاری) اسی طرح اگر نماز میں تھوک پریشان کر رہا ہو تو اسے نکال دینے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا لیکن تھوکتے وقت خیال رکھا جائے کہ سامنے اور دائیں جانب تھوکا جائے کیونکہ بندہ اللہ کی جانب رخ کئے کھڑا ہوتا ہے اور اسکے دائیں جانب رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں لیکن بائیں جانب سے چونکہ شیطان وارد ہوتا ہے اس لیے ادھر تھوکنے کی اجازت دی گئی ہے پہلے مساجد کچی تھیں صحابہ کرامؓ زمین پر ہی نماز ادا کرتے تھے کوئی چٹائی وغیرہ مسجد میں استعمال نہیں کرتے اس لئے ایسی کوئی جگہ ہو تو بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکا جا سکتا ہے۔

المجالس بالأمانة

مجلس کی گفتگو امانت ہے

۲۳۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی بات کرے' پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے (کہ

أمانةٌ)). کوئی سن تو نہیں رہا) تو اس کی بات امانت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ١٠٩٠- ابو داود (٤٨٦٨)' ترمذی (١٩٥٩)' احمد (٣/ ٣٢٤' ٣٥٢)' ابو یعلی (٢٢١٢)

استحباب ذکر الرویا الصالح ولا السؤ

اچھے خواب کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ جبکہ برے خواب کا ذکر کرنا ممنوع ہے

٢٣١- عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا، وَلْيُفَسِّرْهَا، وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تَسُوْءُهُ، فَلَا يَذْكُرْهُ، وَلَا يُفَسِّرْهَا)).

سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کرے اور اس کی تعبیر کی بھی وضاحت کر دے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ اسے بیان کرے اور نہ اس کی تعبیر کی وضاحت کرے۔''

تخریج: الصحیحة ١٣٤٠- ابن عبد البر فی التمهید (١/ ٢٨٧' ٢٨٨)' ابن ماجه (٣٩٠٦' ٣٩١٠)' ترمذی (٢٢٩١)' بمعناه

فوائد : خوابوں کی حقیقت افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے مثلاً انبیاء: انکے خواب سچے ہوتے ہیں (٢) صالحین انکے خوب عموماً سچے ہوتے ہیں (٣) عوام کے خواب ان میں برابر توقع ہوتی ہے۔ انسان جس قدر سچا ہوگا اس کا خوب بھی اسی قدر سچائی کے قریب ہوگا۔ (مسلم) بشرطیکہ خواب کا تعلق پراگندہ خیالات سے نہ ہو جنہیں شریعت میں ''اضغاف الاحلام'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ ایک بندہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتا اور کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ جب شیطان تمہارے ساتھ خواب میں کھیلے تو وہ اسے بیان نہ کرے (مسلم) اور خواب کو بیان کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ خواب صرف کسی چاہنے والے سمجھ دار بندے کو بیان کیا جائے کیونکہ خواب کی جیسی تعبیر کردی جائے یہ ویسے ہی وقوع پذیر ہو جاتا ہے جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے واضح ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا (لاتحدث الا حبیباً اولبیباً)

ما یفعل اذا رایٰ رؤیا مکروھًا

جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے؟

٢٣٢- عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَاً يَكْرَهُهَا فَلْيَتَحَوَّلْ، وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثاً، وَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا.)) [الصحیحة:١٣١١]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ پہلو کو بدل لے (جس پر وہ لیٹا ہو) اور تین دفعہ بائیں جانب تھوکے اور اللہ تعالی سے اس کی خیر کا سوال کرے اور اس (کواب) کے شرّ سے اس کی پناہ طلب کرے۔''

تخریج: الصحیحة ١٣١١- ابن ماجه (٣٩١٠)' عن ابی هریرة ﷺ مسلم (٢٢٦٢)' ابو داود (٥٠٢٢)' عن جابر ﷺ

فوائد : اگر خواب میں کوئی ایسی چیز نظر آئے کہ جسے دیکھ کر بندہ پریشان ہو جائے تو اس کا بہترین حل جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بندہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہوئے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔ ایک حدیث کے الفاظ میں (ولا یحدث به احدا فانها لن تضره) (متفق علیہ) وہ اس خواب کو بیان نہ کرے تو یہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

باب: من آداب زيارة الاخوان

٢٣٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَجَلَسَ عِنْدَهُ، فَلَا يَقُوْمَنَّ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَهُ)). [الصحيحة:١٨٢]

باب: ملاقات کے آداب

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لئے جائے اور اس کے پاس بیٹھ جائے تو وہاں سے بلااجازت نہ اٹھے۔''

تخریج: الصحيحة ١٨٢۔ ابو الشيخ فی تاريخ اصبهان (٢/ ٢٠٥۔ ٢٠٦)' ديلمی (١٢٠٠)

استحباب عدم التفتيس للطعام والشراب

٢٣٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ مِنْ طَعَامِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَإِنْ سَقَاهُ مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ)). [الصحيحة: ٦٢٧]

کھانے پینے میں تفتیش نہ کرنے کا استحباب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے کھانا کھلائے تو وہ کھانا کھا لے اور اس کے بارے میں مت پوچھے' اسی طرح اگر وہ کوئی مشروب پیش کرے تو وہ پی لے اور اس کے بارے میں پوچھے نہیں۔''

تخریج: الصحيحة ٦٢٧۔ احمد (٢/ ٣٩٩)' حاكم (٤/ ١٢٦)' ابو يعلی خطيب فی التاريخ (٣/ ٨٧' ٨٨)

فوائد : تو اگر کوئی آدمی جو کہ حلال کاروبار سے منسلک ہو تو اسکی دعوت قبول کرنے اسکے ہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کے بارے میں پتہ ہو کہ اس کے کاروبار میں حرام کا بھی دخل ہے جیسا کہ آپؐ نے ایک یہودیہ کی دعوت قبول کی جس نے آپ ﷺ کو زہر ملی بکری کھلا دی تھی۔ مگر آپؐ نے اسکے رزق کے بارے میں تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دعوت جو تیار کی گئی ہے حلال روزی سے ہے یا اس کے برعکس کیونکہ یہودی کاروبار بھی کرتے تھے اور سود کا لین دین بھی ان میں عروج پر تھا۔ لیکن اگر کسی کا ذریعہ آمدن ہی صریحاً حرام ہے مثلاً وہ بینک ملازم ہے یا اس کی گزر اوقات جوئے یا سود سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہے تو اس سے احتراز برتنا ہی بہتر ہے۔

ذم المداحين

٢٣٥۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ [الصحيحة:٩١٢]

مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف کرنے والوں کی مذمت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنی تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکو۔'' یہ حدیث سیدنا مقداد بن اسودؓ' سیدنا عبداللہ بن عمرؓ' سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحيحة ٩١٢۔ (١) مقداد: مسلم (٣٠٠٢)' ابو داود (٤٨٠٤)' (٢) ابن عمر: الادب المفرد (٣٤٠)' (٣) ابو هريرة: ترمذی (٢٣٩٤)' (٤) عبادة رضی اللہ عنہ ابن عساكر (٢٨/ ١٣٥)

فوائد : معلم انسانیتؐ جنہوں نے فرد سے لے کر معاشرے تک کی تعلیم وتربیت کے اصول وضع کئے اور سلطانوں کو آداب سلطانی سکھلائے

وہیں پر بگاڑ کے ایک بہت بڑے ذریعے کی اس صورت میں حوصلہ شکنی کی کہ کوئی ناجائز مقاصد کے حصول کیلئے خوشامد وچاپلوسی کو ذریعہ نہ بنا سکے تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ایسے باطل پرست لوگوں نے خوشامد کے ذریعے حکمرانوں کی قربت حاصل کر کے ملت اسلامیہ کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے اگر کوئی خوشامدی اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہو تو اسکے منہ پر خاک ڈالنی چاہیے اگر چہ وہ سچی تعریف کر رہا ہو۔

الدعاء ببطون أكف

سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنے کا بیان

۲۳۶۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارِ السَّكُونِيِّ الْعَوْفِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا)). [الصحيحة:٥٩٥]

سیدنا مالک بن یسار سکونی عوفی ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم (ہاتھ اٹھا کر) اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو سیدھے ہاتھوں سے سوال کیا کرو' نہ کہ الٹے ہاتھوں سے۔"

تخريج: الصحيحة ۵۹۵۔ ابوداود (۱۴۸۶)' ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی (۲۴۵۹)' طبرانی فی مسند الشامیین (۱۶۳۹)

فوائد : ہاتھ اٹھا کر اور بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں طرح دعا کرنا جائز و درست ہے مختلف اوقات میں پڑھی جانے والی مختلف دعائیں وہ تو عام طور پر بغیر ہاتھ اٹھائے مانگی جاتی ہیں لیکن جب بندہ رب سے خصوصاً کسی چیز کے مانگنے کا ارادہ کرے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اس طرح کہ ہاتھوں کی اندرونی جانب کو چہرے کی جانب کیا ہوا ہو حدیث سے اس کا فائدہ معلوم ہوتا ہے جس میں ہے کہ اللہ بندے سے شرم محسوس کرتا ہے کہ جب وہ اسکی طرف ہاتھ اٹھائے کہ انہیں خالی لوٹا دے (ترمذی وغیرہ)

التعوذ بالله من نباح الكلب و نهيق الحمير بالليل

رات کو کتے اور گدھے کی آواز سن کر اللہ کی پناہ پکڑنے کا بیان

۲۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ بِاللَّيْلِ أَوْ نَهَاقَ الْحَمِيْرِ، فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَالَا تَرَوْنَ، وَأَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَايَشَاءُ وَأَجِيْفُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَاباً أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَغَطُّوْا الْجِرَارَ، وَأَكْفِئُوْا الْآنِيَةَ، وَأَوْكُوْا الْقِرَبَ)). [الصحيحة:٣١٨٤]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی رینک سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو' کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے' جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے اس وقت میں اپنی مرضی کے مطابق مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دیا کرو' کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھولتا جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو اور گھڑوں کو ڈھانک دیا کرو' برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو۔"

تخريج: الصحيحة ۳۱۸۴۔ ابویعلی (۲۳۲۷)' ابن حبان (۵۵۱۷)' احمد (۳/ ۳۰۶)

فوائد : کتے کے بھونکنے اور گدھے کے آواز نکالنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کنایۃً فرمایا کہ یہ شیطان کو دیکھ کر آوازیں نکالتے ہیں اس لئے ایسے وقت میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جبکہ دوسری حدیث میں واضح الفاظ ہیں کہ جب تم ان کی آوازیں سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے (متفق علیہ)

دعا الخادم للطعام معه

خادم کو اپنے ساتھ کھلانے کا بیان

۲۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((إِذَا صَنَعَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ طَعَاماً فَوَلَّى حَرَّهُ وَمُشَقَّتَهُ فَلْيَدْعُهُ، فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ لَّمْ يَدْعُهُ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ٢٥٦٩]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارا خادم تمھارے لئے کھانا تیار کرتا ہے تو وہ گرمی برداشت کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ اسے بلائے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر کوئی اس طرح نہیں کرتا تو اسے کھانے کے لئے کچھ پکڑا دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۹۔ احمد (۲/ ۴۸۳)، مسلم (۱۶۶۳)، ابوداود (۳۸۴۶)

فوائد : خادم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا یا کم از کم اسے کھانے میں سے کوئی لقمہ دے دینا یہ انتہائی پسندیدہ عمل ہے جبکہ تکبر اور جھوٹی انا ہمیں یہ بات سمجھنے ہی نہیں دیتی بلکہ خادم کو ساتھ بٹھانا تو ایک طرف اگر ننگے ہاتھوں کھانا لائے تو اسے بھی قبول نہیں کیا جاتا اسکے ہاتھوں پر دستانے چڑھوا دیے جاتے ہیں بڑے ہوٹلوں اس کا مشاہدہ عام کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ آپؐ نے فرمایا کہ غلام کو بھی ساتھ کھلائے یہ نہیں کہ سائیڈ پر بٹھا کر اسے روٹی تھما دے بلکہ ایک حدیث کے الفاظ میں (**فلیقعده معه فلیاکل**) (مسلم) کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ اور ایک روایت میں ہے (**فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم مایغلبهم فان کلفتموهم ما یغلبهم فاعینوهم**) (بخاری) اگر اللہ بندے کے بھائی کو اس کے ماتحت کر دے یعنی خادم بنا دے تو اسے اپنے کھانے میں کھلائے اور اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اگر کوئی کام اس کی طاقت سے زیادہ ہو تو اسکی مدد کر دے'' اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو انسانیت کے مرتبے پر پر فائز کرتا ہے اور ہر انسان سے انسانیت کے مطابق سلوک کا حکم دیتا ہے۔ حتی کہ غلام، خادم کے بارے میں کہا کہ اسے اپنے ساتھ کھلانا، پلانا اور پہنانا ہے حتی کہ کام اگر زیادہ ہو تو اسکے ساتھ ملکر کروانا ہے۔

الإجتناب من الوجه بالضرب

مارنے کے لیے چہرے سے اجتناب کرنے کا بیان

۲۳۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُوْرَتِهِ)). [الصحيحة:٨٦٢]

ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کی پٹائی کرے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۲۔ احمد (۲/ ۲۴۴) و مسلم (۲۶۱۲)، مختصراً۔ ابوداود (۴۴۹۳)، الآجری فی الشریعۃ (ص ۳۱۴)، بیہقی فی الاسماء (ص: ۲۹۰)

فوائد : چہرہ انسان کے اعضاء میں سے سب سے زیادہ شرف والا عضو ہے کیونکہ انسان کو عطا کی جانیوالی عظیم خوبیوں میں سے زیادہ کا تعلق انسان کے چہرے کے ساتھ ہے مثلاً منہ، ناک، کان، آنکھیں وغیرہ اسکے ساتھ ساتھ سب سے بڑی فضیلت جو اسے عطا ہوئی وہ اسکا اللہ تبارک

وتعالیٰ کی صورت پر ہوتا ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دوسرے فضائل کے تذکرہ کو عبث سمجھا چہرے کی اس تکریم کے باعث اس پر مارنے کو حرام قرار دیا گیا ہے لڑائی میں بھی احتیاط کو لازم پکڑنا جیسا کہ حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا (اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ) (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے (فلایطمن الوجہ) (مسلم) چہرے پر تھپڑ نہ مارے۔ "اخاہ" کے لفظ سے سمجھ آتی ہے کہ یہ تکریم فقط مسلم کے چہرے کو حاصل ہے کافر، بے دین لوگ اس تکریم کے مستحق نہیں انکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ (فاضربوا فوق الاعناق) (انفال) مفسرین اس کا معنی یوں کرتے ہیں کہ "فوق" اوپر والے حصے کو کہتے ہیں تو اس سے مراد ہے ان کے چہروں پر مارو انکی کھوپڑیاں اڑاؤ۔

لا یشمت العاطس اذا لم یحمد الله

چھینکنے والا جب تک الحمدللہ نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے

٢٤٠۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى فِي بَيْتِ ابْنَةِ أُمِّ الْفَضْلِ، فَعَطَسْتُ وَلَمْ يُشَمِّتْنِي وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَ هَا قَالَتْ: عَطَسَ ابْنِي عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمَدِاللَّهَ تَعَالَىٰ فَلَمْ أُشَمِّتْهُ وَإِنَّهَا عَطَسَتْ وَحَمِدَتِ اللَّهَ فَشَمَّتُّهَا، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَاللَّهَ فَشَمِّتُوهُ)) فَقَالَتْ: أَحْسَنْتَ أَحْسَنْتَ۔ [الصحيحة: ٣٠٩٤]

سیدنا ابوبردہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوموسیٰ ؓ کے پاس گیا، جو بنت ام الفضل کے گھر میں تھے، جب مجھے چھینک آئی تو ابوموسیٰ نے مجھے (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) دعا نہیں دی، لیکن جب بنت ام الفضل کو چھینک آئی تو انھوں نے اسے دعائیہ جواب دیا۔ جب وہ میری ماں کے پاس گئی تو اسے اس واقعہ کی خبر دے دی۔ جب ابوموسیٰ، میری ماں کے پاس گئے تو ماں نے پوچھا: جب میرے بیٹے نے چھینکا تو تو نے "يَرْحَمُكَ اللّٰه" نہیں کہا اور فلاں کو چھینک آئی تو تو نے اسے دعا دی، (اس فرق کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے کہا: تیرے بیٹے نے چھینکا تو تھا لیکن اس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہیں کہا تھا، اس لئے میں نے دعائیہ کلمات نہیں کہے اور ام الفضل کی بیٹی نے چھینکا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہا، اس لئے میں نے "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" بھی کہے تو تم (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) اسے دعا دو اور اگر "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہیں کہتا تو تم بھی اسے دعا نہ دو۔" (یہ حدیث سن کر) اس نے کہا: تو نے اچھا کیا، بہت اچھا کیا۔

تخریج: الصحيحة ٣٠٩٤۔ ابن ابی شیبة (٨/ ٤٩٥۔ ٤٩٦)، مسلم (٢٩٩٢)، الادب المفرد (٩٤١)، احمد (٤/ ٤١٢)

فوائد : اسلام نے مسلمان کے مسلمان کے ذمے چھ حقوق بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک جب چھینکنے والا "الحمدللہ" یا "الحمدللہ رب العالمین"

(ترمذی) کہے تو اسے جواب دینا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (اذا عطس احدکم فلیقل الحمدلله ولیقل اخوه اوصاحبه یرحمك الله فاذا قال یرحمك الله فلیقل یهدیکم الله ویصلح بالکم) (بخاری) جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمدللہ کہے اور اس کا بھائی کی یا ساتھی جواب دے ''یرحمک اللہ'' اور جب وہ ''یرحمک اللہ'' کہے تو وہ (پہلا) "یهدیکم الله ویصلح بالکم" ہاں اگر کوئی ''الحمدللہ'' نہ کہے تو اسے جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے ''(وان لم یحمدالله فلا تشمتوه) (مسلم) اور اسی طرح اگر کوئی بار بار آپ کے سامنے چھینکے تو اسے بھی جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے (عطس رجل عنده فقال له یرحمك الله ثم عطس اخری فقال له رسول الله ﷺ الرجل مزکوم) (مسلم) کسی آدمی نے آپ کے پاس چھینک ماری تو آپ نے یرحمک اللہ کہا اس نے دوبارہ چھینکا تو آپؐ نے کہا کہ آدمی کو زکام ہے'' ایک آدھ چھینک چونکہ نعمت کا باعث ہے اس لئے اس پر ''الحمدللہ'' اور اس کے جواب کا ذکر کیا گیا لیکن زیادہ چھینکیں چونکہ زکام کی علامت ہیں اس لئے اسے جواب دینے کی بجائے اسکی بیماری کی طرف اشارہ کردیا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کو چھینک آئے تو وہ ''الحمدللہ'' کہے تو جواب میں ''یرحمك الله'' نہیں کہا جائیگا جیسا کہ یہودی آپ کے پاس چھینکیں مارتے انکی کوشش ہوتی آپ ان کے لئے دعا کریں ''یرحمك الله'' کہیں مگر آپ "یهدیکم الله ویصلح بالکم" کے ساتھ انہیں جواب دیتے (ترمذی وغیرہ) چھینکتے وقت بندہ خیال رکھے کہ آواز کو جس قدر دبا سکتا ہے دبائے اور منہ پر کپڑا یا ہاتھ وغیرہ رکھ لے حدیث میں ہے (کان رسول الله ﷺ اذا عطس غطی وجهه بیده او ثوبه وغض به صوته) (ابوداؤد) آپؐ جب چھینکتے تو چہرے پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے اور اس کے ساتھ آواز کو پست کرتے'' تو چھینکتے وقت ان آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ومن آداب التشميت

یرحمک اللہ کہنے کے آداب کا بیان

۲۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيُشَمِّتْهُ جَلِيسُهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَى ثَلَاثٍ فَهُوَ مَزْكُومٌ، وَلَا يُشَمِّتُ بَعْدَ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ۱۳۳۰]

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی چھینکے تو اس کا ہم نشیں (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) اسے دعا دے اگر اسے تین سے زیادہ چھینکیں آئیں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اسے زکام ہے، ایسی صورت میں وہ (يَرْحَمُكَ اللّٰه) نہ کہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۳۰۔ ابن السنی فی عمل اليوم والليلة (۲۵۱)' ابن عساكر (۱۹۰۱۸)' ديلمی (۱/ ۱/ ۶۷)

فوائد: دوسری چھینک پر ہی جواب میں ''مزکوم'' کہا جاسکتا ہے لیکن جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر تین دفعہ سے زیادہ چھینکے تو یہ الفاظ کہے جائیں تو یہ بھی درست ہے حالات کے مطابق بندہ خود فیصلہ کرسکتا ہے پچھلی حدیث کی تشریح میں جیسا کہ حدیث ہے اس کے مطابق دوسری بار یا اس کے بعد ''مزکوم'' کہا جاسکتا ہے۔

النهي عن التكريم بما كم يكن أهله

جو عزت کا اہل نہیں اس کی عزت کرنے کی ممانعت

۲۴۲۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلْمُنَافِقِ يَاسَيِّد فَقَدْ أَغْضَبَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)). [الصحيحة: ۱۳۳۰]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے منافق کو ''اے میرے سردار'' کہہ کر بلایا اس نے اپنے رب کو ناراض کردیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۹۔ حاکم (۴/ ۳۱۱)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۹۸)' خطیب فی تاریخ بغداد (۵/ ۴۵۴)

فوائد : کسی منافق کو سردار یا آقا کہہ کر مخاطب کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ لوگ اسلام کو دل سے تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے جو انکو احترام آدمیت حاصل تھا اس سے محروم ہو چکے ہیں اور یہ لوگ دین کو نقصان پہنچانے کے اعتبار سے کافروں سے بھی برے ہیں اس لئے آخرت میں ان کے لئے عذاب بھی کفار و مشرکین سے زیادہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے (ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار) (النساء) کہ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔ نبی کریم ﷺ ان کو قتل کرنے سے بھی اسی لئے باز رہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور کسی نئے فتنے کا باعث بن جائے۔ اس لئے انکو آقا یا میرے سردار کہہ کر احترام دینا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔

اذا قام احدكم من مجلسه ثم رجع اليه فهو احق به

جب کوئی اپنی نشست سے اٹھ جائے' دوبارہ لوٹنے پر وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

۲۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)). [الصحيحة:٣٩٧٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے' پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۵۔ مسلم (۲۱۷۹)' الادب المفرد للبخاری (۱۱۳۲)' ابو داود (۴۸۵۳)' ابن ماجه (۳۷۱۷)

فوائد : اگر کوئی بندہ کسی مجلس میں بیٹھا ہوا ور کسی حاجت کی بنا پر اسے جانا پڑ جائے تو واپسی پر وہ اسی جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا بہتر یہ ہے کہ اٹھنے والا اٹھتے وقت وہاں پر اپنی کوئی نشانی چھوڑ جائے جو اس کے واپس آنے پر دلالت کرے جیسا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا لیکن ایک بندہ کسی مقام پر بیٹھا نہیں ہے لیکن وہ نشانی رکھ کر جگہ روک لیتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد ادھر آکر بیٹھوں گا یہ درست نہیں جیسا کہ مساجد میں بسا اوقات کیا جاتا ہے۔

باب: من آداب المجالسة والمباحثة

باب: مجلس اور بحث کے آداب

۲۴۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ: أَنْصِتُوا وَهُمْ يَتَكَلَّمُونَ، فَقَدْ أَلْغَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ [يَعْنِي: يَوْمَ الْجُمُعَةِ])) [الصحيحة:١٧٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو اور) تو باتیں کرنے والے لوگوں کو کہے کہ چپ ہو جاؤ' تو یہ تیرا لغو اور بیہودہ کام شمار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۔ احمد (۲/ ۳۱۸)' عبد الرزاق (۵۴۱۸)' صحیفة همام بن منبه (۱۲۱)' والحدیث متفق علیه بالفاظ متقاربة

فوائد : نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے اہتمام کا خصوصی حکم دیا اور ساتھ ساتھ اس کے فضائل کا تذکرہ بھی کیا جس سے اس کی شان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جمعے کے اندر جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ ہے اس کا خطبہ۔ جیسا کہ سمجھ آتی ہے فرائض جو کہ اللہ کے تقرب کا انتہائی اہم ذریعہ ہیں انکی تعداد بھی ظہر کے مقابلے میں آدھی کردی گئی ہے تو یہ اس خطبے کی اہمیت کی بناء پر ہی ہے اس لئے دوران خطبہ ایسا کام جو غفلت کا باعث بنتا ہو اسکی انتہائی بلیغ طریقے سے روک تھام کی گئی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے لا لا يغتسل رجل يوم الجمعة ويتطهر بما

استطاع من ظهر ویدهن من دهنه او یمس من طیب بیته ثم یروح الی المجسد ولا یفرق بین اثنین ثم یصلی ما کتب له ثم ینصت للامام یاذا تکلم، الا غفرله من الجمعة الاخری مالم یغش الکبائر) (بخاری) ''جو آدمی جمعہ کے غسل کرتا ہے اور استطاعت کے مطابق اچھی طرح وضو کرتا ہے اور تیل یا خوشبو لگاتا ہے اور پھر مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور دو آدمیوں میں تفریق نہیں کرتا اور جو اس کیلئے مقدر ہے نماز پڑھتا ہے پھر امام کے خطبہ میں خاموش رہتا ہے تو اگلے جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ بڑے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے'' اور ''موطا امام مالک رحمہ اللہ'' کی ایک حدیث میں پہلے وقت میں پہنچنے والے کو اونٹ پھر گائے اسی طرح بالترتیب انڈے کے صدقے کا ثواب ملتا ہے'' لیکن ان سب فضائل کو بندہ تب حاصل کر سکتا ہے جب خطبے میں ''لغو'' حرکت نہ کرے مثلاً کنکریوں سے کھیلنا بولنا حتیٰ کہ کسی کو خاموش بھی نہیں کروا سکتا غرض ہر وہ کام جو سماعت میں غفلت کا سبب بنے ناجائز ہے اور جمعے کے ثواب کو ضائع کر دینے والا ہے۔ حدیث ہے (من مس الحصی فقد لغا، ومن لغا فلاجمعة له) (ابوداؤد) جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے لغو حرکت کی اور جس نے لغو حرکت کی اس کا کوئی جمعہ نہیں۔

كراهية الجلوس في بعض الظل والشمس

کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے کی کراہت کا بیان

٢٤٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ، فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ)) [الصحيحة: ٨٣٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی سائے میں بیٹھا ہو اور سایہ سمٹ جانے کی وجہ سے اس کے بعض وجود پر دھوپ آ جائے اور بعض پر سایہ تو وہ وہاں سے اٹھ جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۸۳۷۔ ابوداود (۴۸۲۲)، حمیدی (۱۱۳۸)، بیهقی (۳/ ۲۳۶، ۲۳۷)، احمد (۲/ ۳۸۳

كراهية التناجي اثنين دون الثالث

دو کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے کو چھوڑ کر مکروہ ہے

٢٤٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ جَمِيعاً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ)). [الصحيحة: ١٤٠٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی اکٹھے ہوں، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۰۲۔ احمد (۲/ ۳۵۱)، عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ بخاری (۶۲۸۸)، والادب المفرد (۱۱۶۸)، مسلم (۲۱۸۳)، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد: اس حدیث کی شرح حدیث نمبر (228) کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: من تربية الاطفال

باب: بچوں کی تربیت

٢٤٧ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کے آنے کا وقت قریب ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک

تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ)). [الصحيحة: ٤٠]

لیا کرو' کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں اور تاریکی کا ابتدائی حصہ بیت جانے کے بعد انہیں چھوڑ دیا کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۴۰۔ بخاری (۳۲۸۰)' مسلم (۷/ ۲۰۱۲)' ابوداود (۳۷۳۳)' احمد (۳/ ۳۸۸)

فوائد : شام کا وقت چونکہ شیاطین کے پھیلنے کا وقت ہوتا اس لئے اس وقت بچوں کو باہر نکالنا درست نہیں بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا(لاترسلوا مواشیکم وصبیانکم....الخ) (مسلم) کہ اپنے مویشی اور بچوں کو نہ چھوڑو' ہاں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد ان کو باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں امام ابن جوزیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس وقت شیاطین نجاست کے ساتھ اپنی پناہ گاہوں کی طرف پلٹ رہے ہوتے ہیں اور بچے چونکہ دفاع کیلئے انہیں مخصوص اذکار یادنہیں ہوتے" اس لئے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

كراهية التحديث برويا المكروه

برا خواب لوگوں کو بیان کرنے کی کراہت کا بیان

٢٤٨۔أَبُو سُفيان [عَنْ جَابِرٍ] قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ۔ فِيمَا رَأَى النَّائِمُ۔ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ وَسَقَطَ رَأْسِي [فَتَدَحْرَجَ] فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ؟ [فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ] فَقَالَ: ((إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ، فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ)). [الصحيحة:٣٩٦٨]

سیدنا ابوسفیان ؓ' سیدنا جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی' نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' اس حال میں کہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گردن قلم کر دی گئی' سر گر پڑا اور لڑھک گیا' میں اس کے پیچھے چلا' اس کو پکڑا اور اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیا' (اس خواب کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے) جواباً نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: جب شیطان کسی کے ساتھ نیند میں کھیلے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۸۔ مسلم (۱۶/ ۲۲۶۸)' ابن ماجه (۳۹۱۲)' احمد (۳/ ۳۱۵)' ابو یعلی (۲۲۷۴)

فوائد : (231) نمبر حدیث کے تحت اس کی شرح گذر چکی ہے۔

الحض على كثرة السلام

السلام علیکم کثرت سے کہنے کی ترغیب کا بیان

٢٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا)). [الصحيحة:١٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے' پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر اسے ملے تو اسے چاہئے کہ پھر سلام کرے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۔ ابوداود (۵۲۰۰)' الادب المفرد (۱۰۱۰)' ابویعلی (۶۳۵۰)

فوائد : مسلمان کے مسلمان کے ذمے بنیادی چھ حقوق میں سے ایک "سلام" ہے یہ اس قدر سہل اور بابرکت عمل ہے کہ قرآن وحدیث کے اندر اس کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی قرآن میں ہے (فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیة من عندالله مبارکة طیبة) جب

تم گھروں میں داخل ہوتو اپنے نفسوں میں سلام کہو یہ اللہ کی طرف سے پاک برکت والا تحفہ ہے۔ سابقہ امتوں میں بھی یہ سلام چلتا آیا ہے حتی کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد انہیں فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں سلام کہو اور جو وہ جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا تحفہ ہوگا تو انھوں نے ''السلام علیکم'' کہا جواب میں فرشتوں السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اور رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا (متفق علیہ) آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک مسلمانوں کا یہ شعار ہے حتی کہ جنت میں بھی سلام' سلام کی آوازیں ہر جانب سے آئیں گی ایک حدیث میں تو ''السلام علیکم'' کو جنت کا ٹوفکیٹ قرار دیا آپؐ نے فرمایا **لاتدخلوا الجنة حتى تومنوا ولا تومنوا حتى تحابوا اولا ادلكم على شي اذا فعلتموه تحاببتم؟ افشوا السلام بينكم** (مسلم) تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور تم مومن نہیں بن سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت کرنے لگو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو آپس سلام عام کردو۔ تو گویا جنت میں لے جانے والا ایمان۔ اور ایمان پیدا ہوگا آپس کی محبت سے اور محبت سلام کو عام کرنے سے۔ کیسا آسان اور مختصر راستہ ہے اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ آپس میں بکثرت سلام کیا کرتے تھے بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو فقط بازار میں سلام کرنیکی غرض سے جایا کرتے تھے جیسا کہ موطا مالک میں صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس لئے اپنے بھائی کو ملتے اور جدا ہوتے وقت سلام لازمی کہنا چاہیے اگر چلتے ہوئے کوئی اوٹ راستے میں آجائے تو اسے باہر کر کے دوبارہ ملے تو پھر سلام کہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی معمول تھا۔

فرق السلام للحياة و المماة

٢٥٠ـ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَجَلَسْتُ، فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ، وَلَا أَعْرِفُهُ، وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! عَلَيْكَ السلام يارسول اللّٰهِ! عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: **((إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ))** ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: **((إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ))** ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: **((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))**. [الصحيحة:١٤٠٣]

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

ابوتمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے ایک آدمی' جو صحابی تھے' سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو تلاش کیا' لیکن کامیاب نہ ہو سکا' میں بیٹھ گیا' اچانک ایک گروہ پر میری نظر پڑی' اس میں آپ ﷺ بھی تھے' لیکن میں تو آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ ہی ان کے درمیان صلح کروا رہے تھے' جب آپ ﷺ فارغ ہو کر چلے تو بعض لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل دیئے' جب انھوں نے ''یارسول اللہ!'' کہا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی رسول اللہ ہیں۔ میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَام (آپ پر سلامتی ہو)' اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو' اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَام کے الفاظ کے ذریعے مُردوں کو سلام کہا جاتا ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے ملے تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ

کی رحمت ہو اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۳۔ ترمذی (۲۷۲۱)، احمد (۵/ ۶۴)، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۳۳)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۳۱۹)

فوائد: سلام کرنے کے مستحب الفاظ "السلام علیکم" ہیں اور صحیح احادیث کی روشنی میں اس میں "ورحمة اللہ وبرکاتہ" تک کے الفاظ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (فقال السلام علیکم، فرد علیه ثم جلس، فقال النبی ﷺ "عشر" ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته فرد علیه فجلس فقال ثلاثون) (ابوداؤد، ترمذی) اس نے آکر السلام علیکم کہا آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا "دس" پھر دوسرا آیا اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا آپ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپ نے کہا "بیس" پھر تیسرا آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا "تیس" یعنی پہلے کو دس نیکیاں ملیں دوسرے کو بیس اور تیسرا تیس نیکیوں کا مستحق قرار پایا۔ یہی مسنون طریقہ ہے اس سے زائد الفاظ مثلاً بعض اسکے آگے "ومغفرته" کا اضافہ بھی کرتے ہیں جو کہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچے اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کرنا چاہیے۔

باب: الادب عند لقاء المشرکین

باب: مشرکین سے ملاقات کا طریقہ

۲۵۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيتُمُ الْمُشْرِكِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَهْلَ الْكِتَابِ) فَلَا تَبْدَؤُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهَا)). [الصحيحة: ۱۴۱۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مشرکوں (اور ایک روایت کے مطابق اہل کتاب) کو ملو تو انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اور اگر کسی راستے میں ان سے ملاقات ہو جائے تو انھیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۱۔ مسلم (۲۱۶۷)، ابوداود (۵۲۰۵)، احمد (۲/ ۲۶۶، ۴۵۹)، ابن السنی (۲۳۷)

فوائد: سلام چونکہ مسلمانوں کا شعار ہے اور ایک مسلمان کی دوسرے کیلئے سلامتی کی دعا ہوتی ہے اس لئے کفار کو سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے اگر وہ پہلے کہہ دیں تو جواب میں "وعلیکم" پر اکتفا کرنا چاہیے کیونکہ ان سے کسی بھی وقت شر کی امید ہوسکتی ہے حدیث میں ہے "اتی النبی ﷺ اناس من الیهود فقالوا السام علیك یا ابا القاسم قال وعلیکم۔۔۔الخ" (مسلم) آپ کے پاس کچھ یہودی آئے تو انہوں نے کہا "السام علیك" اے ابوالقاسم" آپ نے فرمایا اور تم پر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں تم پر "سام وذام" ہو آپ نے کہا اے عائشہ سخت کلامی نہ کرو تو کہنے لگیں آپ نے انکی بات نہیں سنی تو آپ نے فرمایا میں نے "وعلیکم" کہہ کر ان کی بات کو لوٹا دیا ہے۔ یہودیوں نے آپ کے لیے "السلام" کی بجائے "السام" کا لفظ بولا تھا جسکا معنیٰ "موت" ہے تو آپ نے انتہائی سادگی سے ان کو منہ توڑ جواب دے دیا۔ لیکن اگر کہیں پر مجلس برپا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر مشترک ہیں تو انکو سلام کہا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک "متفق علیہ" حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے اس میں مسلمان مشرک اور یہودی ملے جلے تھے آپ نے ان سب پر سلام کہا۔ کفار کو مسلمانوں کی عظمت اور غلبے کا احساس ہر وقت رہے اس کیلئے آپ نے حکم دیا اگر کافر کہیں راستے میں چلتے ہوں تو انہیں خود سائیڈ پر ہو کر راستہ فراہم نہیں کرنا بلکہ راستے کے درمیان چلنا

ہے اور انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ایک جانب سے ہو کر گزریں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی کم مائیگی کا بھرپور احساس رکھیں۔

ومن آداب السلام

سلام کے آداب کا بیان

۲۵۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ رِجَالٌ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ رَجُلٌ عَنِ الَّذِينَ مَرُّوا عَلَى الْجَالِسِينَ، وَرَدَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَاحِدٌ، أَجْزَأَ عَنْ هٰؤُلَاءِ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ)). [الصحيحة:۱٤۱۲]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کچھ لوگ کسی قوم کے پاس سے گزریں اور گزرنے والوں میں سے ایک سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک جواب دے دے تو اِن سے بھی کفایت کر جائے گا اور اُن سے بھی۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۱۲- ابو نعيم فى الحلية (۸/ ۲۵۱)' ابن السنى (۲۳۴)

فوائد : اگر کوئی جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے ایک سلام کہہ دے اور اسی طرح اگر کوئی جماعت بیٹھی ہو اور اس کو سلام کہہ دے اور ان میں سے ایک جواب دے دے تو یہ سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ اس سے بھی واضح حدیث جو کہ اس معنی کی تائید کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا (يجزى عن الجماعة اذا مروا ان يسلم احدهم ويجزى عن الجلوس ان يرد احدهم) (بیہقی وابوداوٗد) جماعت میں سے ایک سلام کر دے جب وہ گزر رہے تو کافی ہے ایسے ہی بیٹھوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

باب: بماذا يجيب الكافر اذا سلم؟

باب: غیر مسلم کے سلام کے جواب میں کیا کہا جائے؟

۲۵۳۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْيَهُودِ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ وَإِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [الصحيحة: ۲۲٤۲]

سیدنا ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم یہودیوں کے پاس سے گزرو تو انھیں سلام نہ کہو اور اگر وہ تمھیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ''وَعَلَيْكُمْ'' (اور تم پر بھی ہو) کہو۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۴۲- يعقوب بن سفيان الفسوى (۲/ ۴۹۱)' مسند احمد (۶/ ۳۹۸)' طحاوى (۴/ ۳۴۲)' نسائى فى عمل اليوم والليلة (۳۸۸)

فوائد : اس کی شرح حدیث نمبر (251) کے تحت گزر چکی ہے۔

اطفاء السرج عند النوم

سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا بیان

۲۵٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ، فَذَهَبَتِ الْجَارِيَةُ تَزْجُرُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: دَعِيهَا، فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا قَاعِدًا، فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی' ایک بچی اسے دھتکارنے اور بھگانے لگی' آپ ﷺ نے اس بچی سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے۔'' وہ چوہیا بتی لے کر آئی اور اسے اس چٹائی پر ڈال دیا' جس پر آپ ﷺ بیٹھے تھے ایک درہم کے بقدر چٹائی جل گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب

مَوْضِعِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ ﷺ: ((إِذَا نُمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلَى هٰذَا فَيُحَرِّقُكُمْ)). [الصحيحة:١٤٢٦]

تم سوؤ تو چراغ بجھا دیا کرو‘ کیونکہ شیطان اس قسم کے جانوروں کو ایسی (شرارتیں) کرنے پر اکساتا ہے‘ اور اس طرح یہ تمھیں جلا دیں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۲۶۔ مسند احمد (۵/ ۲۵۰‘ ۲۵۸)‘ الادب المفرد (۱۶۳)‘ طبرانی (۸۰۵۷)

فوائد : رات کو دیا یا چراغ وغیرہ جلتا چھوڑ کر سونا یہ خلاف سنت اور خلاف مصلحت ہے جیسا کہ حدیث سے ہی واضح ہے چوہیا دیے کی بتی کو کھینچ کر آپؐ نے سامنے چٹائی پر پھینک گئی اس طرح اگر رات کو سوتے ہوئے حادثہ ہوجائے تو انتہائی نقصان کا باعث بن سکتا ہے لیکن اب چونکہ چراغوں دیوں کی جگہ بلب اور دوسری لائٹوں نے لے لی ہے اب وہ پہلے والے خطرات تو اگرچہ نہیں ہیں مگر فضول بجلی کا ضیاع اور مختلف وجوہات کی بناء پر اشیاء کا جل جانا، ان نقصانات کے پیش نظر لائٹوں کو رات کو سوتے وقت بند کر دینا بہتر ہے خاص کر ہیٹر جو کہ بہت سے نقصانات باعث بن چکا ہے اور دم گھٹنے سے کئی ہلاکتیں بھی ہو چکی ہیں اس لئے انکو بند کر دینا ضروری جو کہ شریعت اور مصلحت دونوں کا تقاضا ہے۔

أربى الربا شتم الأعراض

سب سے بڑی زیادتی کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا ہے

٢٥٥ ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((أَرْبَى الرِّبَا شَتْمُ الْأَعْرَاضِ)). [الصحيحة:١٤٣٣]

سیدنا سعید بن زید ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ کسی (مسلمان) کی آبروریزی کی جائے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۳۔ الھیثم بن کلیب فی المسند (۲۰۸)‘ ابوداود (۴۸۷۶)‘ احمد (۱/ ۱۹۰)‘ طبرانی (۳۵۷)‘ حاکم (۴/ ۱۵۷)‘ بیھقی فی الشعب (۶۷۱۰) نحوہ

فوائد : کسی مسلمان کی عزت سے کھیلنا سب زیادتیوں سے بڑی زیادتی ہے اصل میں کسی کی بے عزتی کرنیوالا خود کو اس سے برتر سمجھ رہا ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی وہ اس سے مذاق نہ کرے اور یہ کبر انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے حدیث میں ہے۔ (لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرہ من کبر) (مسلم) ایسا بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ”کبر“ کی تعریف (بطر الحق و غمط الناس) ہے یعنی حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ حالانکہ قرآن میں ہے (لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیراً منھم) (حجرات) کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ اس قدر وعید کسی کے مذاق اڑانے پر ہے تو بہتر یہی ہے کہ ذرا سے زبان کے چٹخارے کی خاطر بندہ اپنی عاقبت کو خراب کر لے اور ایک مسلمان کی منزل کھوٹی ہو جائے اس سے بہتر ہے کہ اس زبان کو لگام ڈال لی جائے۔

اهمية السلام عند الدخول.

داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٥٦ ـ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: إِنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلَبَأٍ، وَضَغَابِيْسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ

کلدہ بن حنبل کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ‘ کھیس اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا‘ آپ ﷺ وادی کے اوپر والے حصے میں تھے‘ میں سلام کہے اور اجازت

وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِرْجِعْ فَقُلِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) [الصحيحة:٨١٨]

طلب کئے بغیر آپ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واپس لوٹ جا اور اس طرح کہہ: السلام علیکم' کیا میں اندر آ جاؤں؟''

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۸۔ احمد (۳/ ۴۱۴)' ابوداود (۵۱۷۶)' ترمذی (۲۷۱۰)

فوائد : سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے پھر کسی کے گھر داخل ہوا جائے یہی مسنون طریقہ ہے اس پر بحث حدیث نمبر 223 میں گزر چکی ہے۔

اهمية انجاح الحوائج بالكتمان

چپکے سے ضروریات پوری کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٥٧۔ قَالَ ﷺ: ((اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى إِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بُرْدَةَ مُرْسَلًا۔ [الصحيحة:١٤٥٣]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مخفی انداز میں (اپنی) ضرورتیں پوری کرو' کیونکہ ہر خوشحال آدمی پر حسد کیا جاتا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا معاذ بن جبل' سیدنا علی بن ابو طالب' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابو بردہ ؓ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۳۔ (۱) معاذ: طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۹۴)' والصغیر (۲/ ۱۴۹) (۲) خطیب فی التاریخ (۸/ ۵۶۔۵۷)' (۳) ابوھریرۃ: ابن حبان فی روضۃ العقلاء (ص: ۱۸۷)' السھمی فی تاریخ جرجان (ص: ۱۸۲)

فوائد : بسا اوقات بندہ کسی کام کی ابتداء کرتا ہے جو کہ اس پر کامیابی کے دروازے کھولنے والا ہوتا ہے لیکن ابھی وہ اپنے کام کی ابتداء میں ہوتا ہے کہ اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس میں کامیابی چونکہ یقینی ہوتی ہے اس لئے اس کے سینے میں خوشحالی کی آرزوؤں کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے مگر شہرت کی بناء پر اس کا کام کسی حاسد کی نظر ہو جاتا ہے جو اسکے راستے میں روڑے اٹکا دیتا ہے یا ویسے ہی اس کی نظر بد اسکے خوشحالی کے سفر کو سبوتاژ کر دیتی ہے اور وقت سے پہلے شور مچانے کی وجہ سے اس کی امیدوں کا محل زمین بوس ہو جاتا ہے اس لئے کام کے پورا ہونے سے پہلے مکمل رازداری برتنی چاہیے۔

اهمية النعال

جوتوں کی اہمیت

٢٥٨۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا: ((اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ)). [الصحيحة:٣٤٥]

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ میں یہ فرماتے سنا: ''زیادہ تر جوتوں میں ہی چلا کرو' کیونکہ جب تک آدمی جوتے پہن کر رکھتا ہے' وہ ایک قسم کا سوار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۔ مسلم (۲۰۹۶)' ابوداود (۴۱۳۳)' احمد (۳/ ۳۳۷' ۳۶۰)

فوائد : جس طرح سوار آدمی کو کانٹے پتھر اور زمین پر چلنے والے کسی موذی جانور کا خوف نہیں ہوتا اسی طرح جوتا پہنے ہونے سے بندہ ان مصائب سے بچا رہتا ہے اسی لیے جوتے والے کو سوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔

الخالة بمنزلة الأم

۲۵۹۔عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ! يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، اخْتَصَمْنَا فِيْهَا أَنَا وَزَيْدُ وَجَعْفَرُ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدُ: ابْنَةُ أَخِي، وَقَالَ جَعْفَرُ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَاعِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ لِي: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ اِدْفَعُوْهَا إِلٰى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ)) فَقُلْتُ: أَلَا تَزَوَّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

[الصحيحة:۱۱۸۲]

خالہ ماں کے قائم مقام ہے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے تعاقب میں چل پڑے اس نے آواز دی: اے میرے چچا جان! اے میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھماتے ہوئے کہا: اپنی چچازاد بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں میں زید اور جعفر جھگڑنے لگے۔ میں نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے لے کر آیا ہوں۔ زید نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر سے کہا: ''تو پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں میرا مشابہ ہے۔'' زید سے کہا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے کہا: تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دو کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی بھائی (سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔''

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نسب کے لحاظ سے آپ ﷺ کے چچا تھے لیکن دودھ پیتے بھائی بھی تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۲۔ ابو داود (۲۲۸۰)، احمد (۱/ ۹۸، ۱۱۵)، حاکم (۳/ ۱۲۰)، ابو یعلی (۵۲۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ حضرت حمزہؓ کے بھتیجے تھے لیکن بچپن ان دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اس اعتبار سے اللہ کے نبی ﷺ حمزہؓ کے رضاعی بھائی تھے اسی لئے حضرت حمزہؓ کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کو چچا چچا کہہ کر آوازیں دے رہی تھی۔ حضرت علی اور جعفر رضی اللہ عنہما دونوں ابو طالب کے بیٹے ہیں جو کہ حمزہؓ کے بھائی تھے اس لئے دونوں کہتے کہ یہ میری چچازاد ہے جبکہ حضرت زیدؓ حضرت حمزہؓ کے مواخات کی بناء پر بھائی تھے اس لئے وہ کہتے کہ یہ میری بھتیجی ہے اور ہر کوئی لڑکی کو حاصل کرنا چاہتا تھا مگر حضرت جعفرؓ کے گھر چونکہ لڑکی کی خالہ تھیں اس لئے آپؐ نے اسے حضرت جعفرؓ کے حوالے کر دیا اور بتا دیا کہ خالہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اور آپ کی شادی نہ کرنے کی وجہ لڑکی کا آپکی رضاعی بھتیجی ہونا تھی۔

الأجر بالشفاعة

۲۶۰ ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سفارش کرنے سے اجر ملتا ہے

سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، فَإِنِّي لَأُرِيْدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوْا فَتُؤْجَرُوْا)).

[الصحيحة:١٤٦٤]

''سفارش کیا کرو' تمھیں اجر دیا جائے گا۔ کوئی کام کرنے کا میرا ارادہ تو ہوتا ہے' لیکن میں اس میں تاخیر کرتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور تمھیں اجر دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۴۔ ابو داود (۵۱۳۲)' نسائی (۲۵۵۸)' خرائطی فی المکارم (ص: ۷۵)' طبرانی (۲۱/ ۳۴۸)

فوائد : جائز کام میں سفارش کر دینی چاہیے کام تو اللہ کی رضامندی سے ہی وقوع پذیر ہونا ہے مگر بندے کو اسکی سفارش کا اجر مل جاتا ہے اور کام بھی بن جائے تو اس جائز کام کے ثواب میں بندہ حقدار ٹھہرے گا جب تک وہ ہوتا رہے۔ اسی لیے آپ صحابہ کو یہ تلقین کرتے کہ جس کو لائق سمجھو اس کی سفارش کر دیا کرو۔ لیکن سفارش کرتے ہوئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (۱) سفارش کسی حلال کام سے روکنے یا برے کام کی نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے (من حالت شفاعته دون حد من حدود الله فهو مضار الله في امره) (احمد، صحیح) جس کی سفارش میں اللہ کی حد درمیان میں حائل ہوگئی تو وہ اللہ کی مخالفت کرنیوالا ہے۔ (۲) اگر سفارش کرنے کے بدلے ہدیہ ملے تو اسے قبول نہ کرے فرمان رسول ﷺ ہے (من شفع لاحدشفاعته فاهدى له هدية عليها فقبلها فقد انى بابا عظما من ابواب الربوا) (ابوداؤد، صحیح) جس نے کسی کی سفارش کی اور بدلے میں اسے ہدیہ دیا گیا اور اس نے قبول کرلیا تو وہ سود کے ایک عظیم دروازے کو آیا ہے۔ اس لئے کسی غلط کام کی سفارش نہ کی جائے اور سفارش کے بدلے تحفہ نہ لیا جائے۔

فضل السلام والطعام

سلام کرنے اور کھانا کھلانے کی فضیلت کا بیان

٢٦١ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوْا السَّلَامَ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کی عبادت کرتے رہو' کھانا کھلاتے رہو اور سلام عام کرو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۱۔ الادب المفرد (۹۸۱)' ترمذی (۱۸۵۵)' ابن ماجہ (۳۶۹۴)' احمد (۲/ ۱۷۰'۱۹۶)

فوائد : جنت میں داخلے کیلئے جن بڑے بڑے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب بدلہ جنت کی صورت میں اتنا بڑا ہے تو لازماً اس کا سبب بننے والے اعمال بھی عظیم ہوں گے تو ان میں عبادت کے ساتھ ساتھ ایک کھانا کھلانا اور سلام کو عام کرنا ہے۔ یہ تینوں کام ہی بڑی اہمیت کے حامل ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے (وما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون) (الذاریات) میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اسی کھانا کھلانے کے متعلق ارشاد ربانی ہے (ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيماً واسيرا) (الدھر) وہ اللہ کی محبت میں یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور بھی کئی مقامات پر اللہ کھانا کھلانے کی فضیلت بیان کرتے ہیں لیکن یہ کھانا امیروں کو اپنی برادری اکٹھا کر کے ان کو نہ کھلایا جائے بلکہ قرآن میں ہے غریبوں کو کھلا کر ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ سلام کے بارے میں پچھلی احادیث میں تفصیل سے بحث گزر چکی ہے۔

كراهية العجز بالدعاء

دعا سے عاجز آ جانے کی کراہت کا بیان

٢٦٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَعْجَزُ النَّاسِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ)).

''سب سے زیادہ بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز آ جائے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں بخل سے کام لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۱۔ عبد الغنی المقدسی فی الدعاء (۲۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۷) والدعاء (۶۰)' بیہقی فی الشعب (۸۷۶۷)

فوائد: جب ہر طرف سے امیدیں کٹ جائیں اور بندہ بھاگ دوڑ کر کے عاجز آ جائے تو بے اختیار اوپر کو نظر اٹھاتا ہے اور اوپر والی ہستی کو اپنی امیدوں کا مرکز بنا کر پکارنا شروع کرتا ہے یہاں سے اس کی عاجزی کو ایک نئی امید کی کرن نظر آتی ہے اور وہ دوبارہ عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے مگر کس قدر عاجز ہے وہ انسان جو اس سے بھی عاجز آ جائے اور مایوسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جائے اسی لئے ایسے بندے کو سب سے زیادہ عاجز قرار دیا گیا ہے۔ اور سلام جو کہ بغیر مشقت انسان کو کثیر ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے جو اس میں بھی کوتاہی کرے اور بخل سے کام لے اس سے زیادہ بخیل کون ہو سکتا ہے۔

القصة سلمان الفارسي رضی اللہ عنہ

۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، حَدِيثَهُ مِنْ فِيهِ، قَالَ: ((كُنْتُ رَجُلاً فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ (اصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: (جَيٌّ) وَكَانَ أَبِي دِهْقَانُ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتّٰى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ. أَيْ مُلَازِمُ النَّارِ. كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، وَأَجْهَدْتُ فِي الْمَجُوسِيَّةِ حَتّٰى كُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِي يُوقِدُهَا لَايَتْرُكُهَا تَخْبُوسَاعَةً، قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيمَةٌ، قَالَ: فَشَغَلَ فِي بُنْيَانٍ لَهُ يَوْماً، فَقَالَ لِي: يَابُنَيَّ! إِنِّي شَغَلْتُ فِي بُنْيَانِ هٰذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِي، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا وَأَمَرَنِي فِيهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِيدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَنِيسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارٰى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيهَا وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی سنایا انہوں نے فرمایا: میں اصبہان والوں سے ایک فارسی آدمی تھا، ایک بستی کے رہنے والوں سے تھا، جس بستی کا نام جی تھا اور میرا باپ اپنی بستی کا بہت بڑا کسان تھا اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق سے زیادہ محبوب تھا۔ تو اس کی میرے ساتھ محبت ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اس نے مجھے گھر میں بند کر دیا یعنی آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والا، جیسے لڑکی لونڈی کو بند کیا جاتا ہے اور میں نے مجوسیت میں خوب محنت کی حتیٰ کہ میں آگ کا قطن عقیم بن گیا جو آگ جلایا کرتا ہے، اس کو ایک لحہ بھی مدھم نہیں ہونے دیتا اور میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میرا باپ اپنی ایک عمارت تعمیر کرنے میں مشغول رہا تو مجھے کہنے لگا اے میرے بیٹے! میں آج ایک عمارت کی تعمیر میں مشغول ہو گیا اپنی جاگیر سے غافل رہا لیکن تو جا' اس کی دیکھ بھال کر اور اس میں جو وہ کرنا چاہتا تھا مجھے اس کا حکم دیا چنانچہ میں نکلا۔ اپنے باپ کی جاگیر میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا تو میں عیسائیوں کے گرجوں سے ایک گرجے کے پاس سے گذرا۔ میں نے اس گرجے میں ان کی آوازوں کو سنا اور وہ نماز پڑھ رہے

وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُوْنَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَتْنِي صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّيْنِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَاتَرَكْتُهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي، وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى أَبِي، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي، وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدتُّ إِلَيْكَ مَاعَهِدتُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّوْنَ فِي كَنِيْسَةٍ لَهُمْ، فَأَعْجَبَنِي مَارَأَيْتُ مِنْ دِيْنِهِمْ، فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! لَيْسَ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ، دِيْنُكَ وَدِيْنُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ. قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللّٰهِ، إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِيْنِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلِي قَيْداً ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ، قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارٰى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِّنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى، فَأَخْبِرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِّنَ النَّصَارٰى، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوْا الرُّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ فَآذِنُوْنِي بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيْدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ

تھے اور میں نہیں جانتا تھا لوگوں کا حل ومعاملہ کیا ہے، کیونکہ میرے باپ نے مجھے گھر میں بند کررکھا تھا۔ تو جب میں ان عیسائیوں کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کی آوازوں کو سنا تو میں ان کے پاس گرجے میں چلا گیا کہ اس کو دیکھوں جو وہ کررہے ہیں۔ سلمان فارسی نے فرمایا تو جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے عجیب وبھلی لگی اور میں نے ان کے کام میں رغبت کی اور میں نے کہا واللہ (اللہ کی قسم) یہ اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں تو اللہ کی قسم میں نے ان کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور میں نے اپنے باپ کی جاگیر میں جانا چھوڑ دیا اور وہاں نہ گیا تو میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا اس دین کا اصل کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا حالانکہ میرے باپ نے میری تلاش میں بھیج رکھا تھا اور میں نے اپنے باپ کو اس کے کام سے مشغول کئے رکھا۔ سلمان فارسی نے فرمایا: تو جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا اے میرے پیارے بیٹے! تو کہاں تھا؟ کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا جو میں نے حکم دیا، سلمان فارسی نے فرمایا: اے میرے باپ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا وہ گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے جو ان کا دین دیکھا وہ مجھے پسند آیا تو اللہ کی قسم میں ان کے پاس ہی رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی خیر نہیں، تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں میں نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی نے کہا وہ مجھ سے ڈر گیا (کہ یہ کہیں ان کے دین میں نہ چلا جائے) تو اس نے میری ٹانگ میں بیڑی ڈال دی پھر مجھے گھر میں بند کردیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا جس میں میں نے ان سے کہا جب

أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: الْأَسْقُفُ فِي الْكَنِيْسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ وَأُصَلِّي مَعَكَ.

قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلُ سُوْءٍ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِيْنَ، حَتّٰى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيْدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارٰى لِيَدْفِنُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلُ سُوْءٍ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا، أَخْدِمُكَ فِي كَنِيْسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ، فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا. قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى كَنْزِهِ. قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ. قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا. فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاؤُوْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ. قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ أَرٰى أَنَّهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ

تمہارے پاس شام سے عیسائیوں کا کوئی تاجر قافلہ آئے تو مجھے اس کی اطلاع دینا۔انہوں نے فرمایا تو ان کے پاس شام سے عیسائیوں کا ایک تاجر قافلہ آ گیا تو انہوں نے مجھے اسکی خبر کردی۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا جب قافلہ والے اپنے کام کاج سے فارغ ہوجائیں اور اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا، جب انہوں نے اپنے شہروں کی طرف جانے کا ارادہ کیا' انہوں نے مجھے خبر کردی تو میں نے (بیڑی) لوہے کو اپنی ٹانگ سے اتارا پھر میں ان کے ساتھ نکل پڑا حتیٰ کہ میں شام میں آ گیا۔ جب میں شام میں آیا تو میں نے پوچھا اس دین والوں سے کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا گرجے میں پادری! سلمان فارسی فرماتے ہیں: میں اس پادری کے پاس آیا۔ میں نے کہا بلاشبہ میں نے اس دین میں رغبت رکھی ہے اور میں نے پسند کیا ہے کہ آپ کے ساتھ رہوں آپ کے گرجے میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے علم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔اس پادری نے کہا داخل ہوجایئے تو میں اس کے ساتھ داخل ہوگیا۔سلمان فارسی فرماتے ہیں وہ برا آدمی تھا' ان کو صدقے کا حکم دیتا اور ان کو صدقے کی ترغیب دلاتا تو جب وہ اس کے پاس صدقے کی چیزیں جمع کر لیتے تو وہ ان کو اپنی ذات کے لئے کنز وخزانہ بنالیتا اور وہ صدقہ مساکین کو نہ دیتا حتیٰ کہ اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کر لئے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں جب میں نے اسے یہ کام کرتے دیکھا تو میں اس سے شدید قسم کا بغض رکھنے لگا۔ پھر وہ مر گیا تو عیسائی اس کے پاس جمع ہوئے کہ اسے دفن کریں تو میں نے ان سے کہا یہ برا آدمی تھا تمہیں صدقہ کا حکم دیتا تھا اور تمہیں صدقے کی ترغیب دلایا کرتا تھا،تو جب تم صدقہ اس کے پاس لے آتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لیے خزانہ بنالیتا تھا اور مساکین کو اس سے

لَهُ: يَافُلَانُ! إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ
أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرَى مِنْ أَمْرِ
اللّٰهِ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِي؟ وَمَاتَأْمُرُنِي؟ قَالَ:
أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَداً الْيَوْمَ عَلٰى
مَاكُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا
وَتَرَكُوْا أَكْثَرَمَا كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً
((الْمُوْصِلُ)) وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلٰى مَا كُنْتُ
عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ،
لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (الْمُوْصِلِ) ، فَقُلْتُ لَهُ:
يَافُلَانُ إِنَّ فُلَاناً أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ
بِكَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلٰى أَمْرِهِ قَالَ: فَقَالَ لِي:
أَقِمْ عِنْدِي. فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ
رَجُلاً عَلٰى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ،
فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً
أَوْصٰى بِي إِلَيْكَ، وَأَمَرَنِي وَاللُّحُوْقَ بِكَ، وَقَدْ
حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا تَرٰى، فَإِلٰى مَنْ
تُوْصِي بِي؟ وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ
مَا أَعْلَمُ رَجُلاً عَلٰى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً
(نَصِيْبِيْنِ)، وَهُوَ فُلَانٌ، فَالْحِقْ بِهِ قَالَ: فَلَمَّا
مَاتَ وَغِيْبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (نَصِيْبِيْنِ)
فَجِئْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِي وَمَا أَمَرَنِي بِهِ
صَاحِبِي، قَالَ: فَأَقِمْ عِنْدِي. فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ،
فَوَجَدْتُهُ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبَيْهِ، فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ
رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا
حَضَرَ؟ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً كَانَ أَوْصٰى
بِي إِلٰى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصٰى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلٰى

کچھ بھی نہ دیتا تھا، انہوں نے کہا تجھے اس کا علم کیسے ہے؟ میں
نے کہا میں تمہیں اس کا کنز وخزانہ بتائے دیتا ہوں۔ تو انہوں نے
کہا پھر ہمیں بتایئے تو میں نے ان کو اس کے خزانے کی جگہ
بتادی۔ انہوں نے وہاں سے سونے چاندی کے بھرے ہوئے
سات مٹکے نکال لیے۔ جب انہوں نے ان مٹکوں کو دیکھا تو وہ
کہنے لگے اللہ کی قسم ہم اس کو کبھی دفن نہیں کریں گے، پھر انہوں
نے اس کو سولی دی' پھر پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا۔ پھر انہوں ایک
اور آدمی کو لا کر اس کی جگہ متعین کر دیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں
میں نے پانچ نمازیں نہ پڑھنے والا اس سے افضل' دنیا سے زیادہ
بے رغبتی کرنے والا اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والا نہیں
دیکھا اور نہ ہی شب و روز اس سے زیادہ قیام کرنے والا دیکھا۔
میں نے اس کو بہت زیادہ محبوب بنالیا۔ اس سے پہلے میں نے
ویسی محبت کسی سے نہیں کی اور کافی عرصہ میں نے اس کے پاس
قیام کیا۔ پھر اس کا آخری وقت قریب آ گیا تو میں نے اس سے
کہا: فلاں صاحب، یقیناً آپ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ
سے ایسی محبت کی جو میں نے آپ سے پہلے کسی سے نہیں کی اور
آپ کے پاس اللہ کا امر حاضر ہوگیا جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ
مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم
دیتے ہیں؟ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں
آج کسی کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو جس دین پر میں تھا۔ لوگ
ہلاک ہوگئے ہیں اور انہوں نے تبدیلیاں کر لی ہیں اور جس دین
پر وہ تھے اس کی اکثر چیزیں انہوں نے چھوڑ دی ہیں۔ ہاں ایک
آدمی شہر موصل میں ہے اور وہ فلاں ہے۔ وہ اسی دین پر ہے جس
دین پر میں تھا۔ آپ اس کے پاس چلے جایئے۔ سلمان فارسی
فرماتے ہیں جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں شہر
موصل والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے کہا فلاں صاحب

مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلٰى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلَّا رَجُلًا بِ(عُمُّورِيَةَ)، فَإِنَّهُ بِمِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ، قَالَ: فَإِنَّهُ عَلٰى أَمْرِنَا. قَالَ فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (عُمُّورِيَةَ)، وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰى هَدْيِ أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ، قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتّٰى كَانَ لِيْ بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللّٰهِ فَلَمَّا حَضَرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنِّيْ كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلٰى فُلَانٍ، وَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلٰى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلٰى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ، هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ، يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا إِلٰى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰى، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغِيْبَ، فَمَكَثْتُ فِيْ (عُمُّورِيَةَ) مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّبِيْ نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُوْنِيْ إِلٰى أَرْضِ الْعَرَبِ وَأُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِيْ هٰذِهِ وَغُنَيْمَتِيْ هٰذِهِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فَأَعْطَيْتُهُمُوْهَا، وَحَمَلُوْنِيْ، حَتّٰى إِذَا قَدِمُوْا بِيْ وَادِيَ الْقُرٰى ظَلَمُوْنِيْ،

! یقیناً فلاں نے اپنی موت کے قریب مجھے وصیت کی تھی کہ آپ کے پاس آ جاؤں اور مجھے بتایا تھا کہ آپ اسکے امر و دین پر ہیں تو اس نے مجھ سے کہا میرے پاس قیام فرمایئے۔ چنانچہ میں نے اس کے پاس قیام اختیار کرلیا تو میں نے اسے اس کے ساتھی کے امر و دین پر بہتر آدمی پایا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ فوت ہوگیا تو جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا بلاشبہ فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی اور مجھے آپ کے پاس رہنے کا حکم دیا تھا اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے وہ وقت آ گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم مجھے کوئی آدمی معلوم نہیں جو اس جیسے دین پر ہو جیسے دین پر ہم ہیں۔ ہاں نصیبین میں ایک آدمی ہے اور وہ فلاں ہے اس کے پاس پہنچ جایئے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں: جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کردیا گیا تو میں نصیبین والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اپنے واقعہ کی خبر دی اور اس کی بھی جس کا مجھے میرے ساتھی نے حکم دیا تھا تو اس نے کہا میرے پاس قیام کیجئے۔ میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کرلی۔ میں نے اس کو اس کے ساتھی کے امر و دین پر پایا تو میں بہترین آدمی کے پاس رہنے لگا اللہ کی قسم! تھوڑی دیر کے بعد اس پر موت اتر پڑی۔ جب اس کا آخری وقت قریب تھا میں نے اس سے کہا فلاں صاحب! فلاں نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں کسی کو نہیں جانتا جو ہمارے امر و دین پر باقی ہو جس کے پاس جانے کا میں آپ کو حکم

فَبَاعُوْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُوْنَ الْبَلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحِقَّ لِي فِي نَفْسِي، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا. وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لِّسَيِّدِي أَعْمَلُ فِيْهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذَا أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فُلَانٌ! قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمُ الْآنَ لَمُجْتَمِعُوْنَ (قُبَاءَ) عَلٰى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِّنْ مَّكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلٰى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لِابْنِ عَمِّهِ ذٰلِكَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰذَا؟ أَقْبِلْ عَلٰى عَمَلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ إِنَّمَا أَرَدْتُّ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّا قَالَ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اوهُوَ بِـ (قُبَاءٍ) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَّكَ غُرَبَاءُ

دوں۔ ہاں عموریہ میں ایک آدمی ہے وہ اس جیسے امر و دین پر ہے، جس پر ہم ہیں' اگر آپ پسند کرتے ہیں تو اس کے پاس آ جایئے اس نے کہا کہ وہ ہمارے امر و دین پر ہے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو اپنی خبر سنائی۔ اس نے کہا میرے پاس قیام فرمایئے۔ چنانچہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس رہنے لگا جو اپنے ساتھیوں کی سیرت اور ان کے امر و دین پر تھا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے کچھ کسب و کام بھی شروع کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس کچھ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں جمع ہو گئیں۔ فرماتے ہیں پھر اس بزرگ پر اللہ کا امر اتر پڑا تو جب اس کا آخری وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے ساتھ تھا تو فلاں نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی اور فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی' پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں لوگوں سے کسی کو نہیں جانتا جو اس امر و دین پر ہو جس پر ہم ہیں کہ تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن نبی کا زمانہ سایہ فگن ہونے والا ہے' وہ دین ابراہیم کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا' عرب کی سرزمین میں آئے گا' ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے والا ہوگا جو سرزمین دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے' ان دونوں کے درمیان کھجور کے درخت ہیں' اس کے ساتھ ایسی علامات و نشانیاں ہیں جو مخفی اور اوجھل نہیں۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے ہو تو ان شہروں' علاقوں میں چلے جاؤ۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ میں جتنا اللہ کو منظور

ذَوُوْ حَاجَةٍ، وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا)) وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئاً، وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ، ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَوَّلْ)) فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي. كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يَسْمَعَ ذٰلِكَ أَصْحَابَهُ. ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانُ الرِّقَّ حَتّٰى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدْرٌ وَأُحُدٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ!)) فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِئَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيْهَا لَهُ بِالْفَقِيْرِ، وَبِأَرْبَعِيْنَ

تھا ٹھہرا۔ پھر میرے پاس سے بنوکلب کے کچھ تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا: مجھے عرب کی سرزمین کی طرف لے چلو اور میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں دے دوں گا؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے! تو میں نے ان کو گائیں اور بکریاں دے دیں، اور وہ مجھے ساتھ لے آئے حتیٰ کہ جب وہ مجھے لے کر وادی القریٰ میں آئے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ انہوں نے مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو میں اس یہودی کے پاس تھا اور کھجور کے درخت بھی میں نے دیکھے اور میں امید کرنے لگا کہ یہ علاقہ وہی ہو جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا اور یہ بات میرے نفس میں حق و ثابت نہ ہوئی تھی تو اسی دوران کہ میں اس یہودی کے پاس تھا تو اس کے پاس مدینہ سے اس کے چچا کا بیٹا آیا جو بنو قریظہ سے تھا تو اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور مجھے مدینہ لے آیا تو اللہ کی قسم جونہی میں نے مدینہ کو دیکھا تو اس کو پہچان گیا کہ یہ تو میرے ساتھی کی بیان کردہ صفات والی جگہ ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں اقامت اختیار کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و پیغمبر کو مبعوث فرمادیا اور آپ مکہ میں جتنا عرصہ رہنا تھا رہے۔ میں آپ کا ذکر تک نہیں سنتا تھا، ساتھ ہی غلامی کی مشغولیت میں بھی تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ کی قسم! میں اپنے مالک کے درخت کھجور کی چوٹی پہ تھا، اس میں کچھ کام کر رہا تھا اور میرا مالک بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے مالک کے چچا کا بیٹا آیا اور اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے کہا، فلاں! اللہ بنو قیلہ کو فنا کرے اللہ کی قسم! وہ اس وقت قباء میں جمع ہونے والے ہیں ایک آدمی پر جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں تو جب میں نے یہ الفاظ سنے تو مجھے کپکپی نے آ لیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا میں اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ انہوں نے کہا: میں

أُوْقِيَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((أَعِيْنُوْا أَخَاكُمْ)) فَأَعَانُوْنِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِيْنَ وَدِيَةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِيْنَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشَرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ يَعْنِي: الرَّجُلُ بِقَدَرِ مَاعِنْدَهُ. حَتّٰى اِجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثٌ مِئَةِ وَدِيَةٍ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اذْهَبْ يَاسَلْمَانُ! فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتُ فَأْتِنِي أَكُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدِي)) فَفَقَرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَعِيَ إِلَيْهَا،فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَ، وَيَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَى الْمَالِ، فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِي، فَقَالَ: ((مَافَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتِبُ؟)) قَالَ: فَدُعِيْتُ لَهُ. فَقَالَ: ((خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّبِهَا مَا عَلَيْكَ يَاسَلْمَانُ)) فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هٰذِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ)) قَالَ: فَأَخَذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا. وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ. أَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ، حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ)).

[الصحيحة:٩٨٤]

کھجور کے درخت سے اترا تو اس کے چچا کے اس بیٹے سے کہنے لگا: تو کیا کہتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ وہ فرماتے ہیں: میرا مالک غصے میں آ گیا تو اس نے مجھے زور سے ہاتھ مارا پھر اس نے کہا: تجھے اور اس کو کیا ہے؟ اپنے کام پر توجہ دھیان کر۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا: کوئی بات نہیں میں نے صرف اس کی کہی ہوئی بات کی تحقیق کا ارادہ کیا تھا۔ میرے پاس کچھ شے تھی جس کو میں نے جمع کر رکھا تھا تو جب میں نے شام کی میں اس شے کو لے کر رسول اللہﷺ کے پاس گیا اور آپ قباء میں تھے میں آپ کے پاس گیا تو میں نے آپ سے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ہمراہ مسافر حاجت مند ساتھی ہیں اور یہ چیز میرے پاس صدقہ کے لیے تھی تو میں آپ کو دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتا ہوں۔ میں نے وہ چیز آپ کے قریب کر دی، تو رسول اللہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ اور اپنے ہاتھ کو روک لیا اور خود نہ کھایا۔ سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے اپنے جی ہی میں کہا: یہ ایک نشانی ہے۔ پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا تو کچھ چیز میں نے اور جمع کی اور رسول اللہﷺ بھی مدینہ آ گئے۔ پھر میں آپ کے پاس وہ چیز لے کر آیا تو میں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہدیہ ہے اس کے ساتھ میں آپ کی تکریم کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا۔ وہ کہتے ہیں! میں نے اپنے جی میں کہا: یہ دو نشانیاں ہیں۔ میں پھر رسول اللہﷺ کے پاس آیا اور آپ بقیع الغرقد قبرستان میں تھے، اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے جنازہ میں آئے تھے۔ آپ پر دو چادریں تھیں اور آپ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے سلام لیا پھر میں گھوما کہ آپ کی پشت دیکھوں۔ کیا وہ مہر دیکھتا ہوں جو میرے ساتھی نے بیان کی تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں ہوں تو آپ نے جان لیا کہ میں کسی چیز کی تحقیق کر رہا ہوں، جو مجھے بتائی گئی ہے۔ آپ نے اپنی چادر کو اپنی پشت سے اتار دیا تو میں نے مہر نبوت دیکھ لی۔ میں نے اس کو پہچان لیا تو میں اس پر ٹوٹ پڑا' اس کو بوسہ دینے اور رونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: پیچھے ہٹ جا۔ میں پیچھے ہٹ گیا، اور آپ سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا: جیسے اے ابن عباس! میں نے تجھے اپنا قصہ سنایا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بھلی لگی کہ آپ کے ساتھیوں نے یہ واقعہ سنا۔ پھر سلمان فارسی کو غلامی نے مشغول کیے رکھا، حتیٰ کہ رسول اللہ کے ساتھ بدر و احد میں شمولیت ان سے رہ گئی۔ سلمان کہتے ہیں: پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! مکاتبت کر لے (مال دے کر آزاد ہونے کی بات طے کر لے) تو میں نے اپنے مالک سے تین سو کھجور کے درختوں پر مکاتبت کر لی کہ میں انہیں دور سمیت چالیس اوقیوں (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) کے ساتھ لاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو تو آپ کے ساتھیوں نے کھجور کے درختوں کے ساتھ میری مدد کی۔ کسی آدمی نے تین چھوٹے پودوں کے ساتھ تو کسی نے بیس چھوٹے پودوں کے ساتھ اور کسی نے پندرہ کے ساتھ اور کسی نے دس کے ساتھ یعنی جس شخص کے پاس جتنے پودے تھے' اس نے ان کے ساتھ میری مدد کی حتیٰ کہ میرے پاس تین سو کھجور کے چھوٹے پودے جمع ہو گئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان جا تو ان پودوں کی طرف تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ ان دوروں کی طرف نکلے تو ہم کھجوروں کے پودے آپ کے قریب کرتے اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے اس پودے کو دور میں لگا دیتے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان پودوں میں سے ایک پودا بھی نہیں مرا۔ تو میں نے کھجوروں کے درخت ادا کر دیئے اور

مال مجھ پر باقی رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس بعض غزوات سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا فارسی مکاتب نے کیا کیا؟ سلمان فارسی کہتے ہیں: مجھے آپ کے پاس بلایا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ لے لو جو تمہارے ذمہ ہے۔ سلمان! اسے ادا کر دو تو میں نے کہا یہ تھوڑا سا سونا میرے ذمہ مال کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اے اللہ کے پیغمبر! آپ نے فرمایا: اس کو لے لے یقیناً اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے جو تجھ پر ہے ادا کر دے گا تو میں نے وہ تھوڑا سا سونا لے لیا تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے انہیں اس سے چالیس اوقیے تول کر دیئے۔ ان کا حق پورا ادا کر دیا اور میں آزاد ہو گیا تو رسول اللہ کے ساتھ غزوہ خندق میں حاضر ہوا پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے کوئی جگہ مجھ سے فوت نہیں ہوئی (پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام مشاہد وغزوات میں حاضر ہوا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۴۔ احمد (۵/ ۴۴۱۔ ۴۴۴)، ابن سعد (۴/ ۵۳۔ ۵۷)، حاکم (۲/ ۱۶)

فوائد : سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اگر نیک نیتی اور جذبہ صادق کے ساتھ کسی کام پر کمر ہمت باندھ لے اور پھر حالات کی سنگینیوں پر گھبرائے نہ تو آخر منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے قرآن میں ہے (وان لیس للانسان الا ماسعی) (النجم) انسان کو اس کی کوشش کے مطابق مل کر رہتا ہے۔

افشاء السلام رحمة — سلام کرنا رحمت ہے۔

٢٦٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ مَرْفُوعاً: ((أَفْشُوا السَّلَامَ تَسْلَمُوا)) [الصحيحة:١٤٩٣]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرو، سلامتی سے رہو گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۳۔ الادب المفرد (۷۷۴، ۱۲۶۶)، احمد (۴/ ۲۸۶)، ابو یعلی (۱۶۸۷)، ابن حبان (۴۹۱)

فوائد : سلام اصل میں بھائی کو انتباہ ہے کہ تو میری طرف سے سلامتی والا اور محفوظ ہے اور اللہ سے دعا بھی کہ وہ تجھے سلامت رکھے اس سے حاصل ہونیوالی سلامتی اور برکات کا نزول جب معاشرے پر ہوتا ہے تو معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

٢٦٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَاناً

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور اللہ تعالی کے حکم کے

كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:۱۵۰۱]

مطابق بھائی بھائی بن جاؤ۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۱۔ نسائی فی الکبری (۵۹۲۹)' ابن ماجه (۳۲۵۲)' احمد (۲/ ۱۵۶)' بیهقی فی الشعب (۸۷۵۰)

فوائد : سلام والی احادیث کے اندر اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

ومن قتل دواب المهلكة

نقصان پہنچانے والے جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

۲٦٦۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ، وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحُبَالٰى)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ [الصحيحة: ۳۹۹۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپوں اور کتوں کو قتل کرو اور (بالخصوص) دو دھاریوں والے اور چھوٹی دموں کے موذی سانپوں کو قتل کرو' کیونکہ یہ نظر اچک لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۱۔ بخاری (۳۲۹۷)' مسلم (۱۲۹/ ۲۲۳۳)' ابوداود (۵۲۵۲)' ترمذی (۱۴۸۳)' ابن ماجه (۳۵۲۵)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری (۲۳۰۸)' ابن ماجه (۳۵۳۴)' من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا

فوائد : نبی کریم ﷺ نے سانپ اور کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس میں چند چیزوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) **کتا**: کتے کے قتل کا حکم اس حدیث میں عام ہے مگر دوسری حدیث قتل کا حکم صرف سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ خاص کرتی ہے حدیث میں ہے (لامرنا رسول الله ﷺ بقتل الكلاب حتى ان المراة تقدم من البادية بكلبها فنقتله ثم نهى رسول الله ﷺ عن قتلها وقال عليكم بالاسود البهيم ذى النقطتين فانه شيطان) (مسلم) حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں کتوں کے قتل کا حکم دیا حتیٰ کہ اگر کوئی عورت گاؤں سے کتے کے ساتھ آئی تو ہم اسے بھی قتل کر دیتے پھر آپ نے اسکے قتل سے روک دیا اور کہا تم سیاہ دو نقطوں والے کتے کو لازم پکڑو''۔ تو اس سے پتہ چلا کہ ہر کتے کو قتل نہیں کرنا بلکہ سیاہ کتے کو مارنا ہے خاص کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے بنے ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے (امر بقتل الكلاب الا كلب صيد او كلب غنم او ماشية) (متفق علیہ) آپ نے شکاری یا ریوڑ کے علاوہ باقی کتوں کے قتل کا حکم دیا۔ اور ایک حدیث میں کھیتی والے کتے کا بھی استثناء ہے۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شکار، ریوڑ یا کھیتی کیلئے کتا رکھنا جائز ہے اس کے علاوہ جتنے کتے ہیں سب کو قتل کیا جاسکتا ہے خاص کر سیاہ کتے کو۔ دوسرے کتوں کو چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر سیاہ کتے کے بارے میں آپ نے فرمایا اسے لازم پکڑو۔

(۲) **سانپ**: سانپ ایک موذی جانور اس کو قتل کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے اور خاص کر وہ جس کے پھن پر دو نقطے بنے ہوں اور دم کٹا (چھوٹا ہونیکی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کی دم نہیں ورنہ وہ صحیح سالم سانپ ہوتا ہے) کیونکہ یہ انتہائی زہریلے سانپ ہیں لیکن ان تمام سانپوں میں سے آپ نے گھروں میں آباد سانپوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ کہا کہ انہیں فوری قتل نہیں کرنا بلکہ تین دن تک مہلت دینی ہے اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ مار ڈالو کیونکہ یہ اکثر جن ہوتے ہیں جیسا کہ خندق میں ایک صحابیؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اس لئے حدیث میں ہے (نهى عن قتل الجنان التى تكون فى البيوت الا الابتر وذا الطفيتين) (مسلم) آپ نے ایسے سانپوں کو جو گھروں میں آباد ہوں انہیں فوری قتل کرنے سے روکا مگر دم کٹے اور دو نقطوں والے کو (فوری) قتل کیا جاسکتا ہے۔ مسلم ہی کی ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا انہیں تین دن اجازت دو (فاذلوه ثلاثة ايام) اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر ڈالو۔

كراهية الخروج بعد هداة الرجل

لوگوں کے سو جانے کے بعد (رات کو) نکلنے کی کراہت کا بیان

٢٦٧ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((أَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ، فَإِنَّ لِلّٰهِ دَوَابٌّ يَبُثُّهُنَّ فِي الْأَرْضِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ)).
[الصحيحة:١٥١٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے سو جانے کے بعد باہر نکلنا کم کر دیا کرو، کیونکہ اس وقت اللہ تعالی اپنی بعض مخلوقات کو زمین میں پھیلاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۵۱۸۔ الادب المفرد (۱۲۳۳)، ابو داود (۵۱۰۴)، احمد (۳/ ۳۵۵)

فوائد : رات کو جب لوگ آرام کر رہے ہوں اس وقت باہر نکلنا درست نہیں کیونکہ اس وقت جن وشیاطین کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے گھر سے بلا ضرورت نہ نکلا جائے۔ ہاں اس سے سفر کرنے کی ممانعت نہیں احادیث سے رات کو سفر کرنا ثابت ہے آپ نے فرمایا (عليكم بالدلجة فان الارض تطوىٰ بالليل) (ابوداؤد) رات کو سفر کرو رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (سفر جلدی طے ہوتا ہے)

باب: التكني ممن ليس له ولد

باب: بے اولاد کا کنیت رکھنے کا بیان

٢٦٨ـ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي! فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِاللّٰهِ. يَعْنِي: ابْنَ الزُّبَيْرِ] أَنَّ أُمَّ عَبْدِاللّٰهِ)) قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔ [الصحيحة:١٣٢]

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی تمام بیویوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے بیٹے عبداللہ (جو زبیر کا بیٹا ہے) کے نام پر ام عبداللہ کنیت رکھ لے۔'' اس کے بعد ان کی وفات تک انھیں ام عبداللہ کہا جاتا رہا، ان کی اپنی اولاد نہیں تھی۔

تخريج: الصحيحة ۱۳۲۔ احمد (۶/ ۱۵۱، ۱۸۶)، الادب المفرد (۸۵۰)، ابو داود (۴۹۷۰)، ابو یعلی (۴۵۰۰)

یاد رہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں، اس لئے انہیں ام المومنین کا بیٹا کہا گیا۔

فوائد : عرب میں کنیت کا عام رواج تھا اور اسے عزت و شرف کا باعث سمجھا جاتا اگر کسی معزز بندے کو بلانا ہوتا تو نام کی بجائے کنیت سے پکارا جاتا تھا اس لئے آپؐ نے اپنی زندگی میں اپنا نام رکھنے کی اجازت تو دے دی مگر کنیت سے روک دیا۔ اور خالہ چونکہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اس لئے آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انکے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر کنیت رکھنے کی اجازت دی۔

اهمية حفظ اللسان

زبان کی حفاظت کی اہمیت کا بیان

٢٦٩ـ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: لَبّٰى عَبْدُاللّٰهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَلَى الصَّفَا، ثُمَّ قَالَ: يَا لِسَانُ! قُلْ خَيْراً تَغْنَمْ، اُسْكُتْ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدَمْ،

شقیق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ﷺ نے صفا پہاڑی پر تلبیہ پڑھا اور کہا: اے زبان! خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کر کے غنیمت حاصل کر لے۔ تو خاموش رہا کر، تا کہ سلامت رہے اور ندامت

قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! هٰذَا شَيْءٌ أَنْتَ تَقُولُهُ أَمْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: لَا: بَلْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ)). [الصحيحة:٥٣٤]

ہی نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوعبد الرحمٰن! یہ کلمات تو اپنی طرف سے کہہ رہا ہے یا کسی سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: کسی سے نہیں سنے، ہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ضرور سنا ہے: ''ابن آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۳۴- طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۴۶)' ابو الشیخ فی احادیثه (۱۰/ ۲)' ابن عساکر (۵۷/ ۳۱۶-۳۱۷)' بیهقی فی الشعب (۴۹۳۳)

فوائد: زبان انسان کے جسم کا اہم جزو ہے اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زبان کی ایک لغزش آپ کو ذلت کی پستیوں میں گرادیتی ہے اور ایک عمدہ بات آپکو رفعتوں سے ہمکنار کرسکتی ہے بعینہ آخرت کا معاملہ ہے کہ کچھ لوگ تو اس کے سبب جہنم کی اتھاہ گہرائیوں اور کچھ جنت کے اعلیٰ درجات کے مالک بن جائیں گے فرمان رسول ﷺ ہے **(من یضمن لی ما بین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنة)** (بخاری) جو مجھے دو جبڑوں کے درمیان اور دو ٹانگوں کے درمیان موجود چیز کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یعنی اس کا محتاط استعمال دخول جنت کا سبب بن سکتا ہے۔ زبان کا ایک ایک کلمہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟ یہ حدیث اس کی وضاحت کیلئے کافی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا **(ان العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان الله لا یلقی لها بالا یرفع الله بها درجات وان العبد الخ)** (بخاری) بندہ اللہ کی رضامندی کا کلمہ بولتا ہے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا اللہ اس کے ذریعے اس کے درجات بلند کردیتا اور یقیناً بندہ اللہ کی ناراضگی والا کلمہ بولتا ہے اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کے سبب وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں مشرق سے مغرب جتنا دور گرتا ہے یہی زبان بندے جہنم میں جانے کا بڑا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو عورتوں کی کثیر تعداد جہنم میں دیکھی اسکا بھی یہی سبب بیان فرمایا کہ **(یکفرن العشیر ویکثرن اللعن)** کہ ایک لعنت بہت کرتی ہیں دوسرا خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان دونوں باتوں کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے۔ زبان کی انہی خرابیوں سے حفاظت کیلئے آپؐ نے فرمایا **(الصمت حکمة وقلیل فاعلها)** خاموشی حکمت ہے مگر کرنیوالے تھوڑے ہیں۔ یہی خاموشی زبان کی آفات سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ومن المؤمن الصادق والمسلم والمجاهد والمهاجر

حقیقی مومن' مسلمان' مجاہد اور مہاجر کا بیان

٢٧٠- عَنْ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا

سیدنا فضالہ بن عبید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''کیا میں تمھیں مومن کے بارے نہ بتلاؤں کہ وہ کون ہوتا ہے؟ (یاد رکھو!) مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے مالوں اور جانوں پر امن میں رہیں' مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں' مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالی کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے اور مہاجر وہ

وَالذُّنُوبَ)). [الصحيحة:٥٤٩] ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔“

تخریج: الصحیحة ۵۴۹۔ احمد (۶/ ۲۱)' ابن ماجه (۳۹۳۴)' ابن حبان (۴۸۶۲)' حاکم (۱/ ۱۰'۱۱)

فوائد : حضرت عمر بن خطابؓ سے بخاری و مسلم میں ایک حدیث مروی ہے جسے حدیث جبرائیل علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں جبرائیل علیہ السلام کا جواب دیتے ہوئے آپؐ پانچ چیزیں (۱) کلمہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوۃ کو شمار کرتے ہیں اور اسے اسلام کا نام دیتے ہیں اور پھر اللہ، فرشتوں کتابوں، رسولوں، آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے کو ایمان قرار دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اسکی تصدیق کرتے ہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپؐ نے کہا جس سے لوگوں کا جان و مال محفوظ ہو وہ مومن ہے اور زبان اور ہاتھ کے ساتھ نقصان نہ پہنچائے تو وہ مومن ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ جب بندہ ان چیزوں کو قبول کر کے اپنی زندگی کا منشور بنالے گا تو وہ مسلمان یا مومن بن جائیگا اور نقصان پہنچانے سے بچنا اس کے حقیقی مسلم یا مومن ہونیکی نشانی ہوگی کیونکہ ان چیزوں پر دل سے ایمان لے آنے کے بعد کسی کیلئے ممکن نہیں کہ وہ کسی کو تنگ یا اسے نقصان پہنچانے کا سوچے یہ تبھی ممکن ہے جب یہ چیزیں اس کے دل میں راسخ ہو چکی ہوں۔ اور نفس کو اللہ کی اطاعت میں کھپا دینا یہ مجاھدہ کوشش ہے ایسے بندے کیلئے مجاھد کا لفظ استعمال ہوا مگر یہاں پر یہ لغوی معنی میں ہے۔

من خير الناس منزلةً

٢٧١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا: بَلَى قَالَ: رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ. أَوْ قَالَ: فَرَسٍ. فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ امْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ، يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَلَا يُعْطِي بِهِ)).

[الصحيحة:٢٥٥]

مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر انسان کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بتاؤں جو منزلت کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے؟“ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی ہے جس نے اللہ تعالی کے راستے میں اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے (یعنی لڑنے کے لئے گھوڑے سمیت تیار ہے) حتی کہ وہ مر جاتا ہے یا اسے شہید کر دیا جاتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”اب کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بتلاؤں جو اس کے بعد مرتبے والا ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی ہے جو کسی گھاٹی میں فروکش ہے نماز قائم کرتا ہے زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”اب کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بھی بتلا دوں جو مرتبے کے لحاظ سے سب سے برا ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہے جس سے اللہ جو عظمتوں والا ہے کے نام پر سوال کیا جائے لیکن وہ پھر بھی

نہ دے۔"

تخریج: الصحيحة ٢٥٥۔ نسائی (٢٥٧٠)' دارمی (٢٣٩٥)' ابن حبان (٦٠٤)' احمد (١/ ٢٣٧' ٣١٩)

فوائد : نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کو بہتر قرار دیا مثلاً کہیں آپؐ نے فرمایا (**خیرکم من تعلم القران وعلمه**) اور کہیں پر فرمایا اور (خیرکم' **خیرکم لاهله**) (ترمذی) کہ جو قرآن سیکھے اور سکھلائے وہ تم میں سے بہتر ہے اور دوسری حدیث کے مطابق تم میں سے بہتر وہ ہے جو گھر والوں کے لئے بہتر ہو۔ غرض موقع کی مناسبت سے کبھی کسی اور کبھی کسی کو بہتر قرار دیا گیا ہے اصل میں یہ حالات پر منحصر ہے ایک بندہ نبی کریم ﷺ کے پاس جہاد پر جانیکی اجازت مانگتا آپؐ نے پوچھا والدین زندہ ہیں اس نے کہا ہاں کہا ان میں ہی جہاد کر، لیکن اس سب کے باوجود احادیث کے مطالعے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ جہاد کی صحابہ کرامؓ کے ہاں بڑی اہمیت تھی اور وہ جہاد کو ہر عمل سے بہتر سمجھتے تھے اسی لئے کسی عظیم کام کی خوشخبری دی جاتی تو صحابہؓ کا پہلا سوال جہاد کے بارے میں ہی ہوتا کہ کیا یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ اس سے سمجھ آتی ہے کہ جہاد ایک عظیم عمل ہے۔ اس کے قریب بتایا جانے والا عمل یہ ہے کہ آدمی لوگوں سے الگ تھلگ رہے نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اس بات کا تعلق فتنے کے دور کے ساتھ ہے کیونکہ آپؐ کی حدیث ہے (**المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاهم خیر من المومن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاهم**) (ترمذی) کہ وہ مومن جو لوگوں سے ملکر رہے اور انکی تکلیفوں پر صبر کرے بہتر ہے ایسے مومن سے جو لوگوں سے نہ ملے اور نہ انکی تکلیفوں پر صبر کرے۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اس بات کا تعلق فتنے والے دور کے ساتھ ہے کیونکہ اس میں آپؐ نے فرمایا۔ کہ بندہ پہاڑوں پر رہے اور بکریاں چرا کر گزارا کرے تو یہ اس کیلئے خیر کا باعث ہے۔

باب: من صفات الزوجة الصالحة

باب: نیک بیوی کی خصوصیات

٢٧٢ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصِّدِّيْقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُوْرُهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. وَنِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ الْعَؤُوْدُ عَلٰى زَوْجِهَا، الَّتِي إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتّٰى تَضَعَ يَدَهَا فِي يَدِ زَوْجِهَا وَتَقُوْلُ: لَا أَذُوْقُ غَمْضًا حَتّٰى تَرْضٰى)).

[الصحيحة:٢٨٧]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں آگاہ نہ کر دوں کہ تم مردوں میں سے کون لوگ جنت میں جائیں گے؟'' نبی جنت میں جائے گا' صدیق جنت میں جائے گا' شہید جنت میں جائے گا' نابالغ بچہ جنت میں جائے گا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو اللہ تعالی کے لئے شہر کے ایک کنارے میں بسنے والے بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ رہا مسئلہ جنتی عورتوں کا' تو وہ یہ ہیں: زیادہ محبت کرنے والی' زیادہ بچے جنم دینے والے اور خاوند کے پاس بار بار آنے والی (اور خاوند کی اس قدر مطیع کہ) اگر وہ اس سے ناراض ہو جائے تو وہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہتی ہے: جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوں گے' میں کوئی ادنی سی چیز بھی نہیں کھاؤں گی۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٧۔ نسائی فی الکبری (٩١٣٩)' تمام الرازی فی الفوائد (١٣١١)' ابن عساکر (٥/ ٣٥٧)

لایبتن رجل عند امراۃٍ ثیب

کوئی شخص کسی بیوہ عورت کے پاس ایک رات بھی نہ گزارے

۲۷۳۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ نَاكِحاً أَوْ مُحْرِماً)) [الصحیحۃ:۳۰۸۶]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے' الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۶۔ مسلم (۲۱۷۱)' نسائی فی الکبری (۹۲۱۵)' ابن ابی شیبۃ (۴/ ۴۰۹)' ابن حبان (۵۵۸۷)

فوائد : کسی بیوہ عورت کے پاس رات گزارنا منع ہے کنواری لڑکی تو چونکہ رہتی ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ ہے اس کے پاس رات کو ٹھہرنا ہی ممکن ہے ہاں بیوہ عورت ہو سکتا کہ اس نے شادی نہ کی ہو اور اپنے بچوں کے ساتھ کسی مقام پر رہتی ہو ایسی صورت اس کے پاس جا کے قیام کرنا یہ خرابی کا باعث ہے اس لیے شریعت نے اس سے روک دیا۔

ایذا النبی ﷺ للمؤمن رحمة و زكاة

نبی کا کسی مومن کو تکلیف دینا رحمت اور پاکی ہے

۲۷٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْداً لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ، صَلَاةً، وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحیحۃ:۳۹۹۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں' تو اس کی مخالفت نہ کرنا' میں تو محض ایک بشر ہوں' میں نے جس مومن کو تکلیف دی یا برا بھلا کہا یا اس پر لعنت کی یا اسے کوڑے لگائے' تو اس چیز کو اس کے لئے باعث رحمت' باعثِ تزکیہ اور ذریعۂ تقرب قرار دے' جو اسے روزِ قیامت تیرے قریب کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۹۹۔ مسلم (۲۶۰۱)' بخاری (۶۳۶۱)' احمد (۲/ ۲۴۳' ۴۴۹)' دارمی (۲۷۶۸)

فوائد : حقوق العباد چونکہ بندوں سے متعلق ہیں اس لئے جب تک اسے بندے معاف نہ کریں تو یہ معاف نہیں ہو سکتے اسی لئے نبی کریم ﷺ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ اگر میں نے کسی کو مارا یا تکلیف دی ہو تو اللہ اسے اپنے پاس سے کچھ دے دلا کر میرا چھٹکارا کر دینا۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ بندہ معاف کرے اگر غلطی کرنے والا معافی نہیں مانگ سکا تو اللہ اسے اپنے پاس سے اجر عطا کر کے راضی کر دیں اور اس کی جان چھڑوا دیں تو بہتر ورنہ اسے اپنے کیئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

باب: النظافة من الاسلام

باب: پاکیزگی اسلام کا حصہ ہے

۲۷۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [زَائِراً فِيْ مَنْزِلِنَا] فَرَأَى رَجُلاً شَعِثاً قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ''رسول اللہ ﷺ ملاقات کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے' ایک پراگندہ حال آدمی' جس کے بال بکھرے ہوئے تھے' کو دیکھ کر فرمایا: ''کیا اس

هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ؟! وَرَأَى رَجُلاً آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ: أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟!)) [الصحيحة:٤٩٣]

کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ یہ اپنے بال ہی سنوار سکے؟۔" اور دوسرے آدمی کو جس کے کپڑے میلے تھے' کو دیکھ کر فرمایا: "کیا اس کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ یہ اپنے کپڑے دھو سکے؟"

تخريج: الصحيحة ۴۹۳۔ ابوداود (۴۰۶۲)' نسائی (۵۲۳۸)' احمد (۳/ ۳۵۷)' حاکم (۴/ ۱۸۶)

فوائد: ہر وقت بن سنور کر رہنا جس طرح اسلام میں اسے مستحسن نہیں سمجھا گیا اسی طرح ہر وقت پراگندہ رہنا بھی اچھی بات نہیں آپؐ نے فرمایا کہ ایک چھوڑ کر ایک دن کنگھی کی جائے حدیث میں ہے (انھی رسول اللہ ﷺ عن الترجل الا غبا) (ابوداؤد) آپؐ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا۔ ہاں اگر بڑے گھنے بال ہیں تو روزانہ کنگھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ آپؐ نے ابوقتادہؓ کو انکے لمبے بال ہونیکی وجہ سے روزانہ کنگھی کرنے کی اجازت دی (نسائی) اسی طرح لباس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (وثیابك فطهر) (المدثر) اور اپنی کپڑے پاک صاف رکھ۔

باب: تقديم الاكابر في الكلام

باب: گفتگو میں بڑوں کو مقدم کرنا

۲۷٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَمَرَنِي جِبْرِيْلُ أَنْ أُقَدِّمَ الْأَكَابِرَ)). [الصحيحة:١٥٥٥]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جبریل نے مجھے حکم دیا کہ میں عظیم لوگوں کو مقدم کیا کروں۔"

تخريج: الصحيحة ۱۵۵۵۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد الغیلانیات (۹۲۷)' ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۱۷۴)' احمد (۲/ ۱۳۸)' بخاری (۲۴۶)' تعلیقا

فوائد: بڑوں کو ہر کام میں انکا اکرام کرتے ہوئے آگے رکھنا چاہیے انکی وجہ سے اللہ کی برکات حاصل ہوتی ہیں آپؐ نے فرمایا (البركة مع اكابركم) (صحیح ابن حبان) بڑوں کے ساتھ برکت ہے اور آپؐ نے فرمایا (ان من اجلال الله اكرام ذی الشيبة المسلم) (ابوداؤد) بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اللہ کی عظمت کے اعتراف میں سے ہے۔ کافی احادیث ہیں جو کہ بڑوں کو آگے رکھنے اور انکی عزت کرنے پر دلالت کرتی ہیں لیکن نوجوان نسل تو اسے غیر ضروری خیال کرتی ہے جو کہ گمراہی کا باعث ہے۔

اماطة الاذى عن الطريق صدقة

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے

۲۷۷۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ قَالَ: ((أَمِطِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ، فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ)) [الصحيحة:١٥٥٨]

سیدنا ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں کہ میں اسے انجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر' یہ تیرے لئے صدقہ ہوگا۔"

تخريج: الصحيحة ۱۵۵۸۔ الادب المفرد (۲۲۸)' احمد (۴/ ۴۲۲' ۴۲۳)' ابن سعد (۴/ ۲۹۹)

فوائد: ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا جائے یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر جاتی ہیں اس لئے انہیں حقیر مت سمجھیں۔

ومن امور النجاة حفظ اللسان و سعة بيت

نجات والے امور میں سے زبان کی حفاظت اور آوارگی نہ کرنا بھی ہے

۲۷۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: ((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)). [الصحيحة: ۸۹۰]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس عمل میں نجات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمھیں اپنے اندر سما لے (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ۸۹۰- ترمذی (۲۴۰۶)، احمد (۵/ ۲۵۹)، ابن المبارك فی الزهد (۱۳۴)

فوائد : (269) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

تحريم بسط اليدر إلا إلى خير

بھلائی کے علاوہ ہاتھ پھیلانے کی حرمت کا بیان

۲۷۹۔ عَنْ أَسْوَدِ بْنِ أَصْرَمِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي: قَالَ: ((إِمْلِكْ يَدَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ)). [الصحيحة: ۱۵۶۰]

سیدنا اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ) اپنا ہاتھ نہ پھیلا مگر خیر وفلاح کی طرف۔''

تخريج: الصحيحة ۱۵۶۰- بخاری فی التاريخ (۱/ ۴۴۴)، طبرانی فی الكبير (۸۱۸)، ابن ابی الدنيا فی الصمت (۵)

فوائد : قیامت کو جب اللہ تبارک وتعالیٰ منہ پر مہر لگا دیں گے تو پھر انسان کے اعضا بول بول کر اسکے خلاف گواہی دیں گے اس لئے انہیں استعمال سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ یہ کسی حرام کام کی طرف نہ بڑھ رہے ہوں۔

باب: ادب الجلوس فى الطريق

باب: رستے میں بیٹھنے کے آداب

۲۸۰۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((إِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تَجْلِسُوْا فَاهْدُوْا السَّبِيْلَ، وَرُدُّوْا السَّلَامَ، وَأَعِيْنُوْا الْمَظْلُوْمَ)). [الصحيحة: ۱۵۶۱]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے ہوا، آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کرو، سلام کا جواب دو اور مظلوم کی مدد کرو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۵۶۱- احمد (۴/ ۲۸۲، ۲۹۱)، طحاوی فی المشكل (۱/ ۶۰)، ابن حبان (۵۹۷)، ترمذی (۲۷۲۶)

فوائد : اسلام نے ہر چیز کے حقوق مقرر کئے ہیں جن میں سے ایک راستہ ہے صحابہ کرامؓ راستوں پر بیٹھ کر مجلس برپا کیا کرتے تھے تو آپ ؐ نے انہیں منع فرمایا چونکہ کئی ایک مفاسد تھے جیسا کہ بخاریؒ کی حدیث میں پورا قصہ موجود ہے بخاری کے الفاظ ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا (لایاکم والجلوس فی الطرقات قالوا مالنا من مجالسنا بد قال فاﷺذا ابيتهم فاعطوا الطريق حقه، قالوا فما حق الطريق....الخ)

(بخاری) راستوں میں بیٹھنے سے بچو کہنے لگے ہمارے لئے تو اس کے بغیر چارہ نہیں تو آپؐ نے کہا اچھا نہیں مانتے تو اس کے حق ادا کیا کرو انہوں نے پوچھا جی حق کیا ہے تو آپؐ نے یہ حقوق ذکر فرمائے'' (۱) نظر جھکا کر رکھنا (۲) تکلیف دور کرنا (۳) سلام کا جواب دینا (۴) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا۔ اس حدیث کے مطابق راستہ بتانا ہے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ اچھی بات کرنا۔ اگر ان حقوق کا خیال رکھا جائے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ بیٹھنے سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔

و من تلیین القلوب — دلوں کو نرم کرنے والے امور کا بیان

۲۸۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَجُلاً شَكَا إِلَى رَسُولَ اللّٰهِﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنْ أَرَدْتَّ تَلْيِيْنَ قَلْبِكَ، فَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ، وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ)). [الصحیحة:٨٥٤]

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تو دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلایا کر اور یتیم پر دستِ شفقت رکھا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۴۔ احمد (۲/ ۲۶۳)' طبرانی فی مکارم الاخلاق (۱۰۷)' بیهقی فی الشعب (۱۱۰۳۴)

فوائد : دل کی سختی انسان کی شخصیت کو عیب دار کر دیتی ہے اس لئے اس سے بچنے کا یہ بہترین نسخہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا جائے۔ مسند احمد اور ترمذی میں حدیث ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے اس کے ہر بال پر جس کے اوپر سے ہاتھ گزرتا ہے نیکیاں ملتی ہیں۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگرچہ نیکیاں نہ ہی ملیں لیکن دل کا نرم ہونا یہی ایک عظیم نعمت ہے جو کہ بہت سی خیر کا باعث ہے۔

۲۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ جُرْماً إِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُوْ الْقَبِيْلَةَ مِنْ أَسْرِهَا، وَرَجُلٌ، تَنَفِي مِنْ أَبِيْهِ)). [الصحیحة:٧٦٣]

سیدہ عائشہ ﷞ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شاعر ہے جو پورے قبیلے کی مذمت کرتا ہے اور وہ آدمی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۶۳۔ الادب المفرد (۱۲۶)' ابن ماجه (۳۷۶۱)' ابن حبان (۵۷۸۵)

فوائد: اشعار کلام کی طرح ہیں ان میں سے اچھے' اچھے کلام کی طرح اور برے برے کلام کی طرح ہیں فرمان رسول ﷺ ہے (الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام) (طبرانی اوسط حسن) بخاری حدیث میں ہے (ان من الشعر حكمة) یقیناً کچھ اشعار حکمت والے ہوتے لیکن برے اشعار کسی بھی قسم سے تعلق رکھتے ہوں انکی انتہائی مذمت کی گئی ہے حدیث میں (لأن يمتلئ جوف رجل قيحا يريه خير من ان يمتلئ شعرا) کہ آدمی کا پیٹ پیپ جو کہ اسے خراب کردے اس سے بھر جائے یہ بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرے۔ اچھے اشعار جس طرح حکمت سے تعلق رکھتے ہیں برے اشعار اسی طرح مختلف خرابیوں کی جڑ ہیں انہی سے گانے وجود میں آتے ہیں جو کہ دلوں میں نفاق کے بیج بودیتے ہیں جو کہ دلوں کیلئے انتہائی خطرناک بیماری ہے۔ اسی طرح اپنے باپ کی نفی کرنا یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرنا یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے حدیث میں آتا ہے۔ (من ادعى الى غير ابيه اوتولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل) جو اپنے باپ سے ہٹ کر کسی اور کی طرف نسبت کرے یا کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ اپنے نسب کو تبدیل

کرنا نہایت خطرناک گناہ ہے۔

ذم هجو الرجل

٢٨٣۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فِرْيَةً، لَرَجُلٌ هَجَا رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيْلَةَ بِأَسْرِهَا، وَرَجُلٌ انْتَفٰی مِنْ أَبِيْهِ، وَزَنّٰی أُمَّهُ)). [الصحيحة:١٤٨٧]

کسی شخص کے عیب بیان کرنے کی مذمت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹا الزام لگانے میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے' جو ایک آدمی کے عیوب بیان کرنا چاہتا ہے' لیکن وہ اس کے پورے قبیلے کی مذمت کر دیتا ہے اور وہ آدمی بھی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر کے اپنی ماں کو زانیہ قرار دیتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۸۷۔ ابن ماجه (۳۷۶۱)' بيهقى (۱۰/ ۲۴۱)

ذم البليغ من الرجال

٢٨٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِیْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا)). [الصحيحة:٨٨٠]

آدمیوں میں سے فصاحت و بلاغت جھاڑنے والے کی مذمت

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح' بار بار پھیرتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۸۸۰۔ ابوداود (۵۰۰۵)' ترمذى (۲۵۸۳)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۸۷)' ابن ابى شيبة (۹/ ۱۵)

فوائد : بات کرنے کا احسن انداز یہ ہے کہ بندہ بناوٹ اور تکلف کو چھوڑ کر سادہ بات کرے سادگی کا بھی ایک اپنا حسن ہوتا ہے اگر زیادہ زور کلام کو بنانے اور ہم قافیہ الفاظ کی ادائیگی پر لگا دیا جائے تو کلام کا اصل مقصود دوسرے کی اصلاح' یہ فوت ہو جاتا ہے بندہ اپنی علمیت کی دھاک تو بٹھا لیتا ہے مگر اصلاح کار سے محروم رہتا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (الا انبئکم بشرارکم؟ فقال هم الثرثارون المتشدقون) (احمد) تمہیں میں تم میں سے بدترین لوگوں کی خبر نہ دوں؟ کہا وہ فضول بولنے والے باچھیں کھول کر فصاحت کو اپنانے والے ہیں) یعنی سارا زور لفاظیت پر لگا دیں بات اگر چہ کسی کے پلے پڑے نہ پڑے۔

باب كراهية اسم العقوق للنسك

٢٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ، وَكَأَنَّهٗ كَرِهَ الْإِسْمَ)) قَالُوْا:

ذبح کے لیے عقیقہ کھانے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی ''عقوق'' (یعنی بدسلوکی و نافرنی) کو ناپسند کرتا ہے۔'' ایسے معلوم

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُوْلَدُ لَهُ، قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَن يَّنْسِكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ)). [الصحيحة:١٦٥٥]

ہوتا ہے کہ لفظ (عقیقہ) آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ہم میں سے کسی کا بچہ پیدا ہوتا ہے (اس کے عقیقے کی وضاحت کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہتا ہے وہ کرے' بچے کی طرف سے دو ہم پلہ بکریاں (یا بھیڑیں' مذکر ہوں یا مؤنث) اور بچی کی طرف سے ایک۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۵۔ ابو داود (۲۸۴۲)' نسائی (۴۲۱۷)' احمد (۲/ ۱۸۲' ۱۹۴)' حاکم (۴/ ۲۳۸)

☆ دراصل لفظ ''عقیقہ'' کا مادہ (ع'ق'ق) ہے' جس کا معنی بدسلوکی اور نافرمانی کے ہیں' اس لئے اس لفظ کو پسند نہیں کیا گیا' اس کا حکم اپنی جگہ پر برقرار ہے۔

فوائد: کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اسکی طرف سے جانور ذبح کیا جائیگا لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ اسے اسلام میں عقیقہ کا نام دیا گیا ہے اسکے فرض یا سنت ہونے کے بارے میں اختلاف ہے عام علماء جمہور اسکے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ اہل ظاہر اسے واجب گردانتے ہیں کیونکہ حدیث ہے (كل غلام رهينة عن عقيقته يذبح عنه يوم سابعه ويسمى فيه ويحلق راسه) (ترمذی وغیرہ) ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے گروی ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائیگا اور اس میں نام رکھا جائیگا اور اس کا سر مونڈا جائیگا۔ فرضیت کے قائلین کی یہ دلیل کہ جس طرح گروی چھڑوانا لازم ہے اسی طرح چونکہ بچہ گروی ہوتا ہے تو اس کی طرف سے قربانی ہوگی تو وہ گروی سے آزاد ہوگا۔ جبکہ مستحب کے قائل وہ اوپر متن والی حدیث ہی سے دلیل دیتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''جو پسند کرے'' معاملے کو بندے کے سپرد کر دیا گیا ہے چاہے تو کرے یا نہ کرے۔ سمجھ یہی آتی ہے کہ عقیقہ سنت ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کا معنی بیان کرتے ہیں کہ جب بچہ فوت ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو وہ اپنے والدین کی سفارش نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان الله يحب معالي الأمور و اشرافها
بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزت و رفعت والے کام پسند کرتا ہے

٢٨٦۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُوْرِ وَأَشْرَافَهَا، وَيَكْرَهُ سِفْسَافَهَا)). [الصحيحة:١٦٢٧]

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ رفعت و عزت والے امور کو پسند کرتا ہے اور کمینگی و ذلالت والے امور کو ناپسند کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۸۹۴)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۸۷۹)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۰۷۲)

الاهمية تحديث الرويا للعالم أو الناصح
کسی خیر خواہ یا عالم کو خواب بیان کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٨٧۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَاتُعْبَرُ، وَمَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب' تعبیر کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں

رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتٰى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا، فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً أَوْ عَالِماً)). [الصحيحة: ١٢٠]

سمجھیں کہ ایک آدمی نے اپنی ٹانگ اٹھائی اب وہ اس انتظار میں ہے کہ اسے کب زمین پر رکھے۔ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو اسے صرف کسی خیر خواہ یا اہل علم کے سامنے بیان کرے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۔ حاکم (۴/ ۳۹۱)

فوائد : (231) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

فضل زيارة اخيه

اپنے بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت

٢٨٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ رَجُلاً زَارَ أَخاً لَّهُ فِي قَرْيَةٍ، فَأَرْصَدَاللّٰهُ. تَعَالٰى. عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً، فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ الْمَلَكُ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أَزُوْرُ أَخاً لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَّهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ [تَرُبُّهَا]؟قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ أَنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ لَهُ)). [الصحيحة: ١٠٤٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لئے گیا تو اللہ تعالی نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھادیا جو اس کا انتظار کرتا تھا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالی کا فرستادہ ہوں (اور یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ) اللہ تعالی بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۴۴۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات) (۱۰۸۴) احمد (۲/ ۴۰۸) مسلم (۲۵۶۷)

فوائد : اللہ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ بندے کی محبت ونفرت اللہ کیلئے ہے کیونکہ اس کے بغیر بندے کا ایمان ناقص رہتا ہے جیسا کہ حدیث ہے (من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقداستکمل الایمان) (ابوداؤد) جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اسی کیلئے نفرت اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ کیلئے روک کر رکھا تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔ اللہ کیلئے محبت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہماری دوستی اللہ کے نیک صالح بندوں سے ہو اور کفار ومنافقین جو کہ اللہ کے دشمن ہیں ان سے نفرت رکھیں کیونکہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن، دشمن۔ یہ ایسا نام ہے کہ جس کی بناء پر اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور بندہ ایسے عظیم مراتب پر فائز ہوجاتا ہے جو کہ انبیاء اور شہدا کیلئے بھی رشک کا باعث ہونگے حدیث میں کہ عرش کے گرد نور کے منبر ہونگے ان پر ایسی قوم ہوگی جنکے لباس اور چہرے نور کے ہوں گے اور وہ انبیاء اور شہدا نہیں ہونگے مگر ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرینگے (صحابہ) نے کہا ہمیں انکے بارے میں بتایئے آپ نے فرمایا (المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتزاورون فی اللہ) (نسائی۔ صحیح) اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے اور اسی کی وجہ سے ایک دوسرے

سے مجلس اور ایک دوسرے کی زیارت کرنیوالے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ دوستی اور محبت خالص اللہ کی رضا کیلئے ہو کسی دنیاوی غرض یا مقصد کیلئے نہ ہو۔

ذم أن يقال لا يغفر لفلان

اس قول کی مذمت کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا

۲۸۹۔ عَنْ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ: ((إِنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ؟ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ [الصحيحة: ۱٦٨٥]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور تجھ (قسم اٹھانے والے) کے اعمال ضائع کر دیئے۔'' یا جیسے اس نے کہا۔

تخريج: الصحيحة ۱٦٨٥۔ مسلم (۲٦۵۴)، احمد (۲/ ۱٦٨، ۳۴، ۱٧٣)، ابن جرير طبری (٦/ ۲۱۹)

فوائد: کسی کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اس پر حکم لگانے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے ہوسکتا جس کی بدکرداری کو دیکھ کر اسے راندہ درگاہ قرار دے دیں وہی کل کو اس کا مقبول بندہ بن جائے اور ہم اپنے قول کی بناء پر پکڑے جائیں نیک کی نیکی دیکھ کر رشک اور بد کی بدی دیکھ کر اسے سمجھایا تو جاسکتا ہے مگر اللہ کی رحمت یا اس کی غضب کا اسکے بارے میں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ جب اللہ نوازنے پر آتا ہے تو معمولی عمل پر بھی رحمت و مغفرت کی برسات کر دیتا ہے جیسا بنی اسرائیل کے ذوالکفل کا قصہ کہ ساری زندگی گناہ کرتا رہا، ایک دفعہ ایک عورت کو رقم کی ضرورت پڑی تو اس کے پاس آئی اس نے گناہ کا تقاضا کیا تو وہ مجبوراً مان گئی جب یہ تنہائی میں اس کے پاس گیا تو خوف سے رونے کانپنے لگی تو اس کے دل میں بات آ گئی اس نے کہا۔ (تفعلين انت هذا وما فعلته، اذهبي فهي لك وقال لا والله، لااعصى الله بعدها ابدا) (ترمذی) تو نے ابھی کچھ کیا نہیں تو تیری یہ حالت ہے جا یہ لے جا اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں کبھی گناہ نہیں کرونگا۔ وہ اسی رات فوت ہوجاتا ہے اگلے دن اس کے دروازے پر لکھا ہوتا ہے (انا الله قد غفر لكفل) اللہ نے یقیناً کفل کو معاف کر دیا۔ اللہ کا پا پلٹنے پر آئے تو جہنم کے کنارے سے اٹھا کر جنت کی رونقوں کا مالک بنادے اس لئے کسی کی موت سے پہلے کسی کے بارے میں اسکے جنتی یا جہنمی ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا، اللہ چاہے تو بلعم باعور جیسے بنی اسرائیل کے عابد زاہد کو موت کے قریب جہنم کا ایندھن بنادے اور فضیل بن عیاض جیسے ڈاکو کو اپنے مقربین میں کر لے۔

باب من اهمية الكلام بانه جنة و نار

کلام کی اہمیت کا بیان کہ وہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی

۲۹۰۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ

سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالی کی رضامندی کی بات کرتا ہے اور اسے گمان نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا اچھا اثر) کہاں تک پہنچے گا، اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا برا اثر)

لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ)).

کہاں تک پہنچے گا' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

[الصحيحة: ٨٨٨]

تخريج: الصحيحة ٨٨٨۔ مالك في الموطا (٢/ ٩٨٥)' ترمذی (٢٣١٩)' ابن ماجه (٣٩٦٩)' احمد (٣/ ٤٦٩)

فوائد : چھوٹی سی زبان سے ادا ہونیوالے مختصر کلمات اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ یا تو ساری زندگی حتی کہ قیامت تک بندے کو محبوبان خدا میں شامل کر دیتے ہیں یا ہمیشہ کیلئے مردود ٹھہرا دیتے ہیں۔ مزید تفصیل حدیث نمبر (269) کے تحت دیکھیں۔

الأمر بإفشاء السلام

سلام کو عام کرنے کا حکم

٢٩١۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ السَّلَامَ اِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ. تَعَالَىٰ. وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

سیدنا انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اسمائے (حسنیٰ) میں ایک نام ''سلام'' ہے' جسے اللہ نے زمین میں نازل کیا' لہٰذا تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

[الصحيحة: ١٨٤]

تخريج: الصحيحة ١٨٤۔ الادب المفرد (٩٨٩)' من حديث انس ﷺ' ابوالشيخ في الطبقات (٣٠٩' ٩٢١)' من حديث ابن مسعود' عبد الرزاق (٧/ ٢٠١١)' طبراني في الاوسط (٣٠٣٢) في حديث ابي هريرة ﷺ

فوائد : (249) نمبر حدیث کے تحت اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

٢٩٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوهُ فِيكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوا عَلَيْهِ كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ، لِأَنَّهُ ذَكَّرَهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

سیدنا عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' جسے اس نے زمین میں نازل کیا' اس کو آپس میں پھیلاؤ۔ جب آدمی لوگوں پر سلام کرتا ہے اور وہ اسے جواب دیتے ہیں' تو سلام کرنے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے' کیونکہ وہ ان کو یاد کراتا ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو وہ (بندگانِ خدا) جواب دیتے ہیں جو ان سے بہتر اور پاکیزہ ہیں۔''

[الصحيحة: ١٦٠٧]

تخريج: الصحيحة ١٦٠٧۔ طبرانی (١٠٣٩١)' ابوالشيخ في الطبقات (٣٠٩' ٩٢١)' بزار (الكشف: ١٩٩٩)' (البحر الزخار: ١٧٧١)

فوائد : ''السلام'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اہل دنیا کو تحفہ ہے اور اللہ نے مسلمانوں کو یہ شعار (نشانی) کے طور پر عطا کیا ہے اور اسے زمین پر پھیلانے کا حکم دیا ہے جنت میں بھی اس کا خصوصی اہتمام ہوگا دو مسلمان جب آپس میں ملیں تو انکا ایک دوسرے پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کہیں ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے جیسا کہ حدیث میں ہے (ان اولى الناس بالله من بدءه بالسلام) (احمد، ترمذی) لوگوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ اور بیہقی میں ہے (البادى بالسلام برى من الكبر) (ضعیف) پہلے سلام کرنیوالا تکبر سے بری ہے۔

اهمية الكلام فى النجاح و غير النجاح

کامیابی اور ناکامی میں گفتگو کی اہمیت

۲۹۳۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ[مَايَتَبَيَّنُ فِيهَا] يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). [الصحيحة: ٥٤٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۵۴۰- احمد (۲/ ۳۷۹،۲۸۷)' بخاری (۶۴۷۷)' بزیادة مسلم (۲۹۸۸)' ترمذی (۲۳۱۴)

فوائد : تفصیل گزر چکی ہے۔(269) نمبر حدیث

باب: سيد المجالس قبالة القبلة

باب: قبلہ رخ مجلس کی فضیلت

۲۹٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدًا، وَإِنَّ سَيِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةُ الْقِبْلَةِ)). [الصحيحة:٢٦٤٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور مجلس کا سردار وہ ہے جس کی طرف تمام (شرکائے مجلس) رخ کر کے بیٹھے ہوں۔''

تخريج: الصحيحة ۲۶۴۵- طبرانی فی الاوسط (۲۳۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۸۳۵۷) و ابن عدی فی الکامل (۲/ ۷۸۵)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد : نبی کریم ﷺ مجلس کے اندر سب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے آپ کے لئے کوئی خاص مسند وغیرہ نہیں لگائی جاتی تھی۔ مجلس کے افراد آپ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے جس سے پتہ چلتا کہ امیر مجلس کون ہے۔

فضل المصافحة

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

۲۹٥۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [الصحيحة:٥٢٦، ٢٦٩٢]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا ہے' اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۵۲۶' ۲۶۹۲- طبرانی فی الاوسط (۲۴۷)' ابن وهب فی الجامع (۱۸۲)' ابن شاهين فی فضائل الاعمال (۴۲۷)

فوائد : ''مصافحہ'' یہ باب ''صافح یصافح'' سے مصدر ہے صفحۃ ہتھیلی کو کہتے ہیں تو مصافحہ کا معنی ہوا ہتھیلی سے ملانا۔ تو ظاہر ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے کے ہاتھ سے مل گئی تو مصافحہ ہو گیا اس میں دونوں ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں کچھ لوگ کہتے ہیں مصافحے کیلئے دونوں ہاتھ آگے کرنا ضروری ہیں دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ آپ نے ایک بچے کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اسے تعلیم دی۔ جبکہ وہ ایک

خاص حالت تھی آپ اسکے ساتھ مصافحہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے تعلیم دے رہے تھے جیسا کہ کوئی استاد بچے کا ہاتھ پکڑ کر سکھائے اسے مصافحے کیلئے دلیل کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ بخاری ادب المفرد اور ابوداؤد صحیح سند سے حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اہل یمن نے آ کر مصافحہ کے ساتھ سلام کیا۔ اس طرح پھر نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کی سنت جاری ہوگئی۔ مصافحہ چونکہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اس لئے اسے کثرت سے کرنا چاہیے۔

الدين والعمل الصالح من الامور الفضيلة

دین اور عمل صالح فضیلت والے امور میں سے ہیں

۲۹۶۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مَسَابَّكُمْ هٰذِهِ وَلَيْسَتْ بِمَسَابٍّ عَلَى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ طُفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِيْنٍ، أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ أَنْ يَكُوْنَ فَاحِشاً بَذِيًّا بَخِيْلاً جُبَّاناً)). [الصحيحة: ۱۰۳۸]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کا نسب کے اندر عیب جوئی کرنا کسی کے حق میں کوئی عیب والی بات نہیں ہے کیونکہ تم سب کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر دین اور عملِ صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لئے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو ہو بدکلام اور بداخلاق ہو بخیل اور بزدل ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۸۔ ابن وهب فی الجامع (۴۱)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۳۶۵)' احمد (۴/ ۱۴۵)' ابن جریر فی التفسیر (۲۶/ ۸۹)

فوائد : اسلام کے اندر اگر کوئی فضیلت کا معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے جیسا کہ حجۃ الوداع کے مشہور خطبے کے اندر آپؐ نے اعلان کیا کہ کسی گورے کو کالے پر یا کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اگر فوقیت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

اهمية البيان والشعر

اشعار اور بیان کی اہمیت

۲۹۷۔ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: فَجَعَلَ يُثْنِي عَلَيْهِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَماً)). [الصحيحة: ۱۷۳۱]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انتہائی واضح انداز میں کلام کیا (مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنے لگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بعض فصیحانہ کلام تو جادو کا اثر رکھتے ہیں اور بعض اشعار حکمت و دانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۳۱۔ بخاری فی الادب المفرد (۸۷۲)' ابوداود (۵۰۱۱)' ابن ماجه (۳۷۵۶)' احمد (۱/ ۲۶۹' ۲۷۳)

فوائد : جادو مدمقابل کے دماغ کو کنٹرول کر کے اس سے اپنی مرضی کا کام لے لینے کو کہتے ہیں یا آنکھوں پر جادو کر کے اس کو وہ چیز دکھلائی جائے جو کہ اصل واقع نہ ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادوگروں نے کیا تھا قرآن میں (قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترهبوهم وجاء وبسحر عظیم) موسیٰ علیہ السلام نے کہا ڈالو۔ پس جب ان جادوگروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان پر ہیبت طاری کر دی اور وہ عظیم جادو لے کر آئے۔ جادوگروں نے اصل میں رسیاں پھینکی تھیں جو کہ حقیقت میں رسیاں ہی رہیں مگر انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر ایسا جادو کیا کہ انہیں رسیاں حرکت کرتی نظر آئیں اور وہ انہیں سانپ سمجھ کر ڈرنے لگے تو جادو سے اشیاء کی

حقیقت تو نہیں بدلتی مگر انسان کے اعضاء اسکے دماغ پر ایسا کنٹرول کیا جاتا ہے کہ وہ چیز حقیقت کے برعکس نظر آنا شروع ہوجاتی ہے۔ یہی حال بیان، تقریر کا ہے کہ ایک فصیح و بلیغ خطیب زور بیان سے ایسا نقشہ کھینچتا ہے کہ گھر سے نکلنے والا پرامن بندہ اسکے اشارے پر جان سے گزرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح بعض اشعار اس قدر پرحکمت ہوتے ہیں کہ لمبی چوڑی بات چند الفاظ میں سمو دیتے ہیں اور آدھے گھنٹے کے خطاب سے بھی نہ سمجھ آنے والی بات ایک لمحے میں سمجھ آجاتی ہے اسی طرح برمحل کہا گیا ہے کہ شعر مدمقابل کو گنگ کر دیتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا واقعہ ہمارے استاذ سناتے ہیں کہ ایک دفعہ انکا عیسائی پادری سے مناظرہ تھا مولوی صاحب وقت پر اسٹیج پر پہنچ گئے عوام بھی جمع تھی تھوڑی دیر بعد پادری بھی تشریف لے آتا ہے اس دور میں انگریزوں نے مبلغوں کو ''میمیں'' فراہم کی ہوئی تھیں پادری سیاہ چیچک زدہ منہ کے ساتھ گاڑی سے اترا اور ساتھ انکے گوری چٹی میم تو مولانا صاحب کھڑے ہوئے اور برجستہ شعر پڑھ دیا۔

زاغ (کوا) کی چونچ منہ میں انگور خدا کی قدرت ہے
لنگور کی آغوش میں حور خدا کی قدرت ہے

لوگوں نے شور مچادیا اور پادری انہی قدموں پر واپس بھاگ گیا۔

۲۹۸۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ)) [الصحيحة: ۲۸۵۱]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض اشعار' حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۱۔ بخاری (۶۱۴۵)' والادب المفرد (۸۵۸)' ابوداود (۵۰۱۰)' ابن ماجه (۳۷۵۵)' احمد (۳/ ۴۵۶)

فوائد : شرح اوپر گزر چکی ہے۔

ان من موجبات المغفرة بذل السلام و حسن الكلام

سلام عام کرنا عمدہ گفتگو کرنا بخشش کو واجب کرنیوالے امور ہیں

۲۹۹۔عَنْ هَانِئِ بْنِ يَزِيْدَ: قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ:((إِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ: بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)). [الصحيحة: ۱۰۳۵]

۲۹۹۔سیدنا ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام عام کرنا اور اچھا کلام کرنا ایسے اعمال ہیں جو بخشش کو واجب کر دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۵۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۱۴۱)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۱۴۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۱۸۰)

فوائد : سلام کی بحث گزر چکی ہے کہ کس طرح سلام بندے کو مومن بنا کر جنت کا مستحق بنادیتا ہے۔ اسی طرح اچھا کلام جو کہ اچھے اخلاق کا نتیجہ ہوتا ہے یہ دونوں ملکر بندے کو مغفرتوں سے ہمکنار کر کے جنت کا پکا وارث بنادیتے ہیں ''قولوا للناس حسنا'' کی طرح بہت سی آیات اچھی کلام کے وجوب پر دال ہیں۔

ان اللّٰه لا يبغض الفحش

اللہ تعالیٰ بدزبانی کو پسند نہیں کرتا

۳۰۰۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، فَسَكَتُّ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ! أَتُحَيُّونَ رَسُولَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حَسَدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلٰى ((آمين)).

[الصحيحة:٦٩١]

عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ ﷺ نے یوں جواب دیا: ''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے' اس لئے میں خاموش رہی۔ ایک دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں بول اٹھی: بندرو اور خنزیرو کے بھائیو! تم پر ہلاکت ہو' اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ جس انداز میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں دیا' کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا' انھوں نے ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے میں صرف ''وَعَلَيْكَ'' کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۱۔ ابن خزیمۃ (۵۷۴)' ابن ماجہ (۸۵۶)' الادب المفرد (۹۸۸)' احمد (۶/ ۱۳۴' ۱۳۵)

فوائد : (251) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

باب: غيرة النساء

باب: عورتوں کی غیرت کا بیان

۳۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا سَلَمَةَ الْوَفَاةُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِلٰى مَنْ تَكِلُنِي؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ لِأُمِّ سَلَمَةَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ۔ فَلَمَّا تُوُفِّيَ، خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي كَبِيرَةُ السِّنِّ، قَالَ: ((أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ سِنًّا وَالْعِيَالُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ، فَأَرْجُو اللّٰهَ

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابوسلمہ ؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو (ان کی بیوی) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے اللہ! بیشک تو ام سلمہ کے حق میں مجھ سے بہتر ہے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ انھوں نے جواباً کہا: میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنْ يَذْهَبَهَا)) فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، بِرَحَايَيْنِ وَجَرَّةٍ لِلْمَاءِ!۔ [الصحيحة:۲۹۳]

''میں تجھ سے بڑا ہوں' تیرے بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد اور رہا مسئلہ جوش و ناگواری (اور غصے میں آ جانے کا) تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اسے ختم کر دے گا۔'' بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور ان کی طرف دو چکیاں اور پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔

تخريج: الصحيحة ۲۹۳۔ ابو يعلى (۴۱۶۱)، ضياء المقدسى فى المختارة (۷/ ۲۰۸، ۲۰۹)، من حديث انس ؓ احمد (۶/ ۳۰۷)، عبد الرزاق (۱۰۶۴۴)، نسائى (۳۲۵۶)، من حديث ام سلمة ؓ

فوائد : ابوسمہؓ انکا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا یہ آپؐ کے رضاعی بھائی تھے یہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور اسلام کی پہلی لڑائی بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں بھی۔ احد میں زخمی ہو گئے تھے پھر پانچ یا سات ماہ بعد وفات پا گئے تو انکی وفات کے بعد شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی سن 4 ہجری میں اور یہ اکسٹھ (61) ہجری کے آخر میں فوت ہوئیں۔ صحابہ کرام جنگوں میں شریک ہوئے انہوں نے کبھی بھی جہاد پر جاتے ہوئے پچھلوں کی فکر نہ کی انکا خیر ہی توکل تھا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو ام سلمہؓ نے دریافت کیا کہ کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہیں تو کہا یا اللہ تو ام سلمہؓ کیلئے مجھ سے بہتر ہے چنانچہ انکے فوت ہونے کے بعد اللہ نے انکو نبی کریم ﷺ کے عقد میں پہنچا دیا۔ ام سلمہ کو شادی کے نام پر غیرت آ رہی تھی کہ لوگ کہیں گے خاوند فوت ہوا تو دوسرا نکاح کر لیا ایک حدیث میں ہے آپؐ نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہاری غیرت کو دور کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فضل ترك المراء

جھگڑا چھوڑ دینے کی فضیلت کا بیان

۳۰۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((أَنَا زَعِيمُ بَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٌ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٌ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ)). [الصحيحة:۲۷۳]

سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لئے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۷۳۔ ابو داود (۴۸۰۰)، ابن عساكر (۱۰/ ۹۲)، دولابى فى الكنى (۲/ ۱۹۱، ۱۳۳)

فوائد : حق پر ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ جانا اور جھگڑا چھوڑ دینا یہ آسان کام نہیں اسی لئے اس پر جنت کی بشارت دی گئی ہے لوگ جھوٹ پر ہونیکے باوجود اپنی بات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے یہ تو پھر سچائی پر ہے اس کیلئے کس قدر دشوار ہوگا اسی ہنسی مزاح کے وقت جھوٹ سے بچ جانا اور اچھے اخلاق کو اپنانا انتہائی دشوار کام ہے اس لئے انکی فضیلت بھی زیادہ اور بدلے میں جنت کا وعدہ ہے خاص کر حسن اخلاق کے مالک کو زبان رسالت سے بہترین بندہ ہونیکا اعزاز ملا ہے حدیث میں ہے (ان من خيار كم احسنكم اخلاقا) (متفق علیہ) یقیناً تم میں سے بہترین وہ

ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ایک جگہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (ان من احبکم الی احسنکم اخلاقًا) (بخاری) تم میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ ہے جو تم میں سے اخلاقاً اچھا ہے۔اور قیامت کو ترازو میں بھی یہ انتہائی ثقیل ہوگا۔

تحريم رؤية العورة

قابلِ ستر چیزوں کو دیکھنے کی حرمت کا بیان

۳۰۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ صَخْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّا نُهِيْنَا أَنْ تُرٰى عَوْرَاتُنَا)).
[الصحيحة: ١٧٠٦]

سیدنا جابر بن صخر ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہمارے قابلِ ستر اعضائے جسم کو دیکھا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۶۔ حاکم (۳/ ۲۲، ۲۲۳)، بیہقی فی الشعب (۷۷۵۴)، ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۷۶)، ابونعیم فی المعرفة (۱۴۷۲)

فوائد : ستر یعنی پردے والی جگہ کو دیکھنا حرام ہے مرد اور عورت کے ستر میں فرق ہے مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (لاتبرز فخذك ولاتنظر الی فخذ حی ولا میت) (ابوداؤد) اپنی ران ظاہر نہ کر اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف دیکھ۔ یہ حدیث شواھد کی بناء پر صحیح ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی کی ران بھی پردے والی جگہ میں شامل ہے جبکہ اسکے برعکس عورت کا سارا جسم عورت یعنی پردے کے لائق ہے آپ ؐ نے فرمایا (لایقبل اللہ صلاۃ حائض الابخمار) (احمد وغیرہ) اللہ بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو سارا جسم ڈھانکنے کا حکم ہے آپ ؐ نے عورت کو ہاتھ اور چہرہ چھوڑ کر سارا جسم ڈھانپنے کا حکم دیا۔ ستر والے اعضاء کو ہر وقت ڈھانپ کر رکھنا یہ حیا اور ایمان کا حصہ ہے حتی کہ بندہ اکیلا بھی ہو اسے تب بھی جسم کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے آپ ؐ نے فرمایا (اللہ تبارك وتعالٰی احق ان یستحیا منه) (احمد وغیرہ) اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

فضل كفالة اليتيم

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۰۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوْعاً: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَلِيْلاً)).
[الصحيحة: ٨٠٠]

سیدنا سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان معمولی فرق کیا۔

تخریج: الصحیحة ۸۰۰۔ بخاری (۵۳۰۴)، والادب المفرد (۱۳۵)، ابوداود (۵۱۵۰)، ترمذی (۱۹۱۸)، احمد (۵/ ۳۳۳)

فوائد : اسلام نے یتیموں کی کفالت مسکینوں کو کھانا کھلانا دردمندوں کی غمخواری کرنا اس کو بڑی اہمیت دی ہے قرآن میں بار بار اللہ تبارک وتعالی اپنے پیغمبروں کو اس بات کا حکم دیتے ہیں۔اللہ تعالٰی کا فرمان ہے (فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر) (الضحٰی) پس بہرحال یتیم پر سختی نہ کر اور سوالی کو نہ جھڑک۔یتیموں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا خصوصی حکم دیا گیا اور اسے ایمان والوں کیلئے ضروری ٹھہرا دیا جبکہ یتیموں پر سختی اور ان سے ترش روئی اختیار کرنا یہ ایسے بندوں کا کام قرار دیا جن میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں قرآن میں ہے۔(ارایت الذی یکذب بالدین فذلك الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین) (الماعون) کیا ایسے بندے کو دیکھا ہے جو جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو یتیموں کو دھکے دیتا اور مسکینوں کو کھانا کھانے پر ابھارتا نہیں ہے۔ان آیات سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ یتیموں کی دیکھ بھال ان سے

مہربانہ سلوک اسلام میں کس قدر اہمیت کا حاصل ہے جسکا نبی کریم ﷺ کو انکی یتیمی کا دور یاد دلا کر خصوصی حکم دیا جا رہا ہے اور ان سے بے رحمانہ سلوک کرنیوالے سے کس طرح ایمان کی نفی کی گئی ہے مذکورہ حدیث سے اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے کہ انکا خیال کرنیوالا جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہوگا۔

تغيير اسم المكروه

ناپسندیدہ نام تبدیل کرنے کا بیان

۳۰۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: ((أَنْتِ جَمِيْلَةٌ)) [الصحيحة:۲۱۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''عاصیہ'' کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: ''تو جمیلہ ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۱۳- مسلم (۲۱۳۹)' الادب المفرد (۸۲۰)' ابوداود (۴۹۵۲)' ترمذی (۲۸۳۸)' ابن ماجه (۳۷۳۳)' احمد (۲/ ۱۸)

☆ عاصیہ کے معانی ''نافرمان عورت'' کے ہیں' اس لئے نام تبدیل کیا گیا۔

فوائد : اولاد کا اچھا نام رکھنا یہ والدین کے ذمے انکی اولاد کا حق ہے کیونکہ ناموں کا شخصیت پر اثر پڑتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ اگر آپؐ کے سامنے کوئی برا نام آتا تو اسے تبدیل کر دیتے اور اسے نیا نام دے دیتے اگر بڑے جہالت و نادانی کے باعث ایسا نام رکھ دیں تو اسے پتہ چل جانے کے بعد تبدیل کر دینا چاہیے یہی سنت رسولؐ ہے مسلم میں ہے کہ ایک لڑکی کا نام برہ (نیکوکار) تھا۔ آپؐ نے فرمایا (لاتزكوا انفسكم الله اعلم باهل البرمنكم) اپنی پاکیزگیاں بیان نہ کرو اللہ تم سے زیادہ نیکوں کو جانتا ہے۔ اسکا نام زینب رکھ دو۔ چنانچہ اسکا نام زینب رکھ دیا گیا۔ اسی طرح سعید بن مسیب رحمہ اللہ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا کا نام ''حزن'' (پریشانی) تھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا (ما اسمك قال اسمي حزن قال بل انت سهل' قال ماانا بمغير اسماً سمانيه ابي) تیرا نام کیا ہے؟ کہا حزن آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ سہل (آسانی) ہے کہا میں تو اپنے باپ والا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ ہمارے ہاں پریشانی نے ڈیرے ڈالے رکھے (بخاری) بے جا ضد کی بناء پر جہالت پر ڈٹ جانا اور بڑوں کی غلطی کو تسلیم نہ کرنا یہ نقصان کا باعث ہے اگر کوئی ذی شعور سمجھدار آدمی بات سمجھائے اور اس کی بات بھی معقول ہو تو ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنیکی بجائے اسے کھلے دل سے مان لینے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے عاصیہ کو جمیلہ سے بدل دیا اور اسے خوش دلی سے قبول کر لیا گیا۔

۳۰۶۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ قَالَتْ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: لَا' السَّهْلُ يُوْطَأُ وَيُمْتَهَنُ، قَالَ سَعِيْدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيْبُنَا بَعْدَهُ حَزُوْنَةٌ))۔ [الصحيحة:۲۱٤]

سعید بن مسیب اپنے باپ سے' اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا: حزن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سہل ہے۔'' اس نے کہا: نہیں' سہل تو بے وقعت ہوتا ہے اور اسے حقیر و معمولی سمجھا جاتا ہے۔ سعید نے کہا: میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں سختیوں و درشتیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تخريج: الصحيحة ۲۱۴- بخاری (۶۱۹۰)' والادب المفرد (۸۴۱)' ابوداود (۴۹۵۶)' احمد (۵/ ۴۳۳)

☆ حزن کا معنی ''اکھڑ مزاج آدمی'' اور سہل کے معنی ''نرم مزاج آدمی'' کے ہیں۔

فوائد: پچھلی حدیث میں بات گذر چکی ہے۔

ذهب النبي ﷺ إلى العيادة

آپ ﷺ کا عیادت کے لیے جانا

۳۰۷۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((اِنْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الْبَصِيْرِ الَّذِي فِي بَنِيْ وَاقِفٍ نَعُوْدُهُ)) قَالَ: وَكَانَ رَجُلاً أَعْمٰى))۔ [الصحيحة: ۵۲۱]

سیدنا جابر ﷺ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں اس صاحبِ بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلے کا ہے، تا کہ ہم اس کی تیمارداری کر سکیں۔'' یہ نابینا آدمی تھا۔

تخریج: الصحیحة ۵۲۱۔ ابن الاعرابی فی المعجم الشیوخ (۱۳۹۱)، السلفی فی الطیوریات (ق ۱۷۴)، بیهقی (۱۰/ ۲۰۰)، بزار (۱۹۱۹)

فوائد: ''بصیر'' کا معنی دیکھنے والا ہے یہ بصارت آنکھوں کی بھی ہو سکتی ہے اور دل کی بھی، مومن چونکہ صاحب بصیرت ہوتا ہے ہو سکتا آپ کی یہی مراد ہو آپ نے اندھے کو اندھا کہنا مناسب نہیں سمجھا آپ ﷺ کہہ سکتے تھے آؤ اس اندھے کی زیارت کو چلیں مگر اسمیں چونکہ ایک حقارت تھی اس لئے آپ نے ایسا جملہ ادا کیا کہ جس سے حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔

من جاء الى الطعام بغير إذن

جو دعوت کے لیے بغیر اجازت آ جائے۔

۳۰۸۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اِصْنَعْ لِيْ طَعَاماً أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ. قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ))۔ [الصحيحة: ۳۶۶۲]

سیدنا ابو مسعود انصاری ﷺ کہتے ہیں: کہ ایک انصاری آدمی، جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا، کا غلام قصاب تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: کھانا تیار کرو، میں رسول اللہ ﷺ کو پانچ آدمیوں سمیت دعوت دینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ افراد سمیت بلایا۔ ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ہم پانچ افراد کو دعوت دی ہے، یہ آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا، اگر تیری مرضی ہو تو اسے اجازت دے دے اور اگر چاہت نہیں تو رہنے دے۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں، میں اسے (کھانا کھانے کی) اجازت دوں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کی دعوتیں کیا کرتے تھے دعوت کرنا اور نیک لوگوں کو کھانا کھلانا اسلام میں یہ کام بڑی اہمیت کے حامل ہیں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسا اسلام بہتر ہے آپؐ نے فرمایا (**تطعم الطعام وتقرى السلام على من عرفت وعلى من لم تعرف**) (متفق علیہ) تو کھانا کھلائے اور پہچان رکھنے والے اور اجنبی کو سلام کہے۔ اور ایک حدیث میں جنت میں داخل کرنیوالے امور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ''واطعموا الطعام'' اور کھانا کھلاؤ۔ یہ انتہائی مستحسن کام اور انتہائی فضیلت کا حامل ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی کی دعوت ہے تو اس کے ساتھ نہیں چل پڑنا چاہیے کیونکہ دعوت اسکو ہے آپکو نہیں اس میں خفت کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسے مہمان مدعو

کے ساتھ آ جائے تو مدعو پر لازم ہے کہ اس کی اجازت لے لے ورنہ اسے لوٹا دے اور میزبان بھی اگر کشادہ دلی کا مظاہرہ کرے اور ساتھ والے کو اجازت دے دے تو کوئی حرج والی بات نہیں کیونکہ حدیث میں ہے (طعام الاثنین کافی لثلثه وطعام ثلاثه کافی لاربع) (متفق علیہ) دو کا کھانا تین اور تین کا چار کو کافی ہے۔اس لئے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے برکت کی امید رکھنی چاہیے۔

۳۰۹۔((إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِينَ دَعَوْتَنَا، فَإِنْ أَذِنْتَ لَهُ دَخَلَ)) جَاءَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ۔ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ۔ إِلٰى غُلَامٍ لَهُ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اِصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً، فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوعَ قَالَ:فَصَنَعَ طَعَامًا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَاهُ وَجُلَسَاءَهُ الَّذِينَ مَعَهُ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِينَ دُعُوا فَلَمَّا انْتَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ إِلَى الْبَابِ، قَالَ: لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ...... فَذَكَرَهُ۔ قَالَ: فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ، فَلْيَدْخُلْ۔ [الصحيحة:۳۵۷۹]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ایسا آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا کہ تو نے جب ہمیں دعوت دی تھی' اس وقت وہ موجود نہیں تھا' اب اگر تو اسے اجازت دے دے تو وہ اندر آ جاتا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابومسعود بدری اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہ ابومسعود بدری کی حدیث کے الفاظ ہیں' (پوری روایت یوں ہے): سیدنا ابومسعود بدری ﷺ سے روایت ہے کہ ایک آدمی' جسے ابوشعیب کہا جاتا تھا' اپنے قصاب غلام کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے محسوس کیا ہے کہ آپ بھوکے ہیں۔ اس نے کھانا تیار کیا' پھر اس نے نبی ﷺ اور آپ کے ہم نشینوں کو بلا بھیجا' جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا' جو دعوت دیئے جانے کے وقت موجود نہیں تھا' جب رسول اللہ ﷺ (داعی کے گھر کے) دروازے پر پہنچے تو گھر والے کو فرمایا:............'' اس نے کہا: میں اسے اجازت دیتا ہوں' وہ اندر آ جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۹۔ بخاری (۵۴۳۴' ۵۴۶۱)' مسلم (۲۰۳۶)' ترمذی (۱۰۹۹)' من حدیث ابی مسعود ﷺ مسلم (۵۳۱۱/ ۲۰۳۶)' احمد (۳/ ۳۵۳)' ابو عوانة (۵/ ۳۷۵)' من حدیث جابر ﷺ

فوائد : پچھلی حدیث میں بحث گذر چکی ہے۔

ذم الذی یلحد فی حرم اللہ

اس شخص کی مذمت کہ جو بیت اللہ کی بے حرمتی کرتا ہے

۳۱۰۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَتٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ۔ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

اسحاق بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ' سیدنا عبداللہ بن زبیر ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ابن زبیر! اللہ تعالی کے حرم میں الحاد سے گریز کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب ایک قریشی آدمی بیت اللہ کی بے

((إِنَّهُ سَيُلْحِدُ فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ، قَالَ: فَانْظُرْ لَاتَكُونَهُ)). [الصحيحة:٣١٠٨]

حرمتی کرے گا' اگر (کسی ترازو پر) اس کے گناہوں کا' جن وانس کے گناہوں کے ساتھ وزن کیا جائے' تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔" اب غور وفکر کر لے' کہیں تو ہی نہ ہو۔

تخريج: الصحيحة ۳۱۰۸۔ احمد (۲/ ۱۳۶' ۱۹۶' ۲۱۹)' تاريخ دمشق (۳۰/ ۱۶۸)' بزار (۱۱۷۴)' حاكم (۲/ ۳۸۸)

فوائد : عبدالملک بن مروان کے دور میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ میں خلافت کا اعلان کر دیا عبدالملک کی حکومت چونکہ سارے عالم اسلام میں تسلیم کی جا چکی تھی حضرت عبداللہؓ کے پاس مکہ مدینہ اور حجاز کے کچھ علاقے تھے اب ظاہری بات ہے کوئی ملک اپنی قلم رو میں کسی باغی کو برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوتا چاہے باغی کتنا ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو اسی لئے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہیں اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ آپؐ کے فرمان کے مطابق قریش کا ایک آدمی اس میں الحاد و بے دینی اختیار کرے گا اور اس کے گناہ جن وانس دونوں کے گناہوں سے بوجھل ہوں گے، حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ مکہ کے اطراف میں جنگ کی نیت سے ڈیرے ڈال چکا تھا اسکا لازمی نتیجہ ٹکراؤ کی صورت میں نکلنے والا تھا جس سے مکہ کی گلیوں میں فساد ہوتا جو کہ الحاد کی نشانی بن سکتا تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں بھی قریشی اس لئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ انہیں اس کام سے احتراز کی وصیت کر رہے ہیں۔

تسمية النبي صلى الله عليه وسلم الحسن والحسين

حسن اور حسین نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے

٣١١- عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ (جَعْفَرٍ) قَالَ: فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ:((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ. فَقُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَمَّاهُمَا حَسَناً وَحُسَيْناً)). [الصحيحة:٢٧٠٩]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کے چچا جعفر کے نام پر اس کا نام رکھا۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے میں یہ دونوں نام تبدیل کر دوں۔" میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۰۹۔ احمد (۱/ ۱۵۹)' وفى فضائل الصحابة (۱۲۱۹)' ابويعلى (۴۹۸)' حاكم (۴/ ۲۷۷)

فوائد : جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ قبیح نام جو کہ اچھا نہ ہو اسے لازماً تبدیل کر لینا چاہیے لیکن اگر اچھا نام بھی ہو تو اسے بھی بدلنا جائز و درست ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

تحريم المصافحة بالنساء

عورتوں سے مصافحہ کرنے کی حرمت کا بیان

٣١٢-عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَارَسُولَ اللهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَانُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئاً، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَانَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْ

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی بیعت کرنے کے لئے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی' چوری

لَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ)) قَالَتْ: فَقُلْنَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِئَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ)). [الصحيحة:۵۲۹]

نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں تراشیں گی اور نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) لیکن استطاعت اور طاقت کے مطابق۔“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول، ہمارے نفسوں کی نسبت ہم پر زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اب آیئے (اور ہاتھ بڑھایئے) تاکہ ہم بیعت کرسکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا تو سو عورتوں سے قول و اقرار بھی ایک عورت سے قول و اقرار کی طرح ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۵۲۹۔ مالك (۲/ ۹۸۲)، نسائى فى الكبرى (۸۷۱۳)، احمد (۶/ ۳۵۷) من طريق مالك به ترمذى (۱۵۷۹)، نسائى (۴۱۹۵)، ابن ماجه ۲۸۷۴)

فوائد: بیعت کا طریقہ کار یہ تھا کہ صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور آپؐ ان سے اقرار کرواتے مگر عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ کار مختلف ہے آپ عورتوں سے صرف زبانی اقرار کرواتے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے بخاری کی حدیث ہے عائشہ ؓ فرماتی ہیں (کان رسول اللہ ﷺ یقول لمراء قد بایعتك کلاما یکلمها به واللہ ما مست یدہ ید امراہ قط فی المبایعة) آپکی بیعت عورتوں سے فقط کلام ہوتا آپؐ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ اور نسائی کے الفاظ ہیں (انی لا اصافح النساء) بے شک میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ یہ سب احادیث اس امر میں واضح ہیں کہ بیعت لیتے وقت عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا جائیگا اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا زبانی اقرار کروالیا جائیگا۔

جواز هجو المشركين

مشرکین کی برائی کرنے کا جواز

۳۱۳۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ)).

[الصحيحة:۸۰۱]

سیدنا براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ والے دن سیدنا حسان بن ثابت ؓ سے فرمایا: ”(اشعار کے ذریعے) مشرکوں کی مذمت کرو، بیشک جبریل (علیہ السلام) تیرے ساتھ ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۸۰۱۔ بخارى (۴۱۲۴) تعليقاً احمد (۴/ ۲۸۶، ۳۰۳)، بخارى (۳۲۱۳)، مسلم (۲۴۸۶)، طيالسى (۷۳۰)، احمد (۴/ ۲۹۹)

فوائد: اگلی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

اهمية الشعر فى الحرب

جنگ میں اشعار کی اہمیت کا بیان

۳۱۴۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((اهْجُوا

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بِالشِّعْرِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، كَأَنَّمَا تَنْضَحُوْهُمْ بِالنَّبْلِ)). [الصحيحة:۸۰۲]

''شعروں کے ذریعے (مشرکین کی) مذمت کرو بیشک مومن اپنی جان اور مال دونوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم (ان اشعار کے ذریعے) ان پر تیر برسا رہے ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۰۲۔ احمد (۳/ ۴۶۰)

فوائد : مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ صرف لڑائی کے میدان میں ہی ضروری نہیں بلکہ وہ جس جس محاذ پر اسلام کیلئے نقصان دہ ثابت ہوسکتے ہیں اس اس محاذ پر اہل اسلام پر تیاری کر کے انکا مقابلہ کرنا لازم ہے اگر وہ لڑائی کیلئے میدان میں نکل رہے ہیں تو ان سے لڑائی فرض ہے اگر وہ قلمی محاذ آرائی شروع کرتے ہیں تو اہل قلم پر ان کی سازشوں کا سدباب کرنا فرض ہے اگر وہ ثقافتی محاذ پر حملہ کریں تو ثقافتی محاذ پر انکا مقابلہ ضروری ہے جیسا کہ کفار جو شعرو شاعری میں بدطولی رکھتے تھے نبی کریم ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ مسجد میں منبر لگا کر دیتے کہ انکی مذمت کرو اور جبرائیل حسانؓ کی مدد فرماتے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اس لئے حمد و نعت کے ساتھ ساتھ کفار کی مذمت جہادی ترانے انکو بھی خصوصی اہمیت دینی چاہیے جو کہ جہاد کا حصہ ہیں اور نبی کریم ﷺ اسکا حکم دیا کرتے تھے۔

باب: من وصاياه ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی ایک نصیحت

۳۱۵۔ عَنْ جُرْمُوْزَ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ لَاتَكُوْنَ لَعَّانًا)). [الصحيحة:۱۷۲۹]

سیدنا جرموز الہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعن طعن کرنے والا نہ بن جانا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۲۹۔ احمد (۵/ ۷۰)، طبرانی (۲۱۸۱)، ابن ابی الدنیا فی الصمت (۲۶۶)، بخاری فی التاریخ (۲/ ۲۴۷، ۲۴۸)

فوائد : ایک مصلح اور داعی کو عوام کا نبض شناس ہونا چاہیے تاکہ حالات کو دیکھ کر اور اشخاص کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر لوگوں کی اصلاح کی جاسکے نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی نصیحت کیلئے آتا تو بندے کے مزاج کے مطابق نصیحت کرتے جس کو جو بیماری ہوتی اسکو ویسا ہی نسخہ تجویز کردیتے جیسا کہ صحابیؓ کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کیجئے تو آپؐ نے اسے لعنت کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح ایک صحابی آپؐ سے کہتا ہے کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر اس نے تین دفعہ کہا آپؐ نے تینوں دفعہ اسے غصہ کرنے سے منع فرمایا (بخاری) یہی اچھے داعی اور حکیم مصلح کی نشانی ہے۔

كراهية التسمير بعد هداة الليل

رات چھا جانے کے بعد گفتگو کرنے کی کراہت کا بیان

۳۱۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدَاةِ اللَّيْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَأْتِي اللهُ مِنْ خَلْقِهِ)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے چھا جانے کے بعد شب کی گفتگو سے بچو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقات سے کیا کرنے والے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۲۔ حاکم (۴/ ۲۸۴)

فوائد : عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد باتیں کرنا ناپسندیدہ فعل ہے آپؐ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے ''السمر'' کا معنی رات کی جانیوالی گفتگو ہے ایک حدیث میں عشاء کے لفظ کا واضح تذکرہ ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا (کان النبی ﷺ **لایحب النوم قبلها ولا الحدیث بعدها**) (متفق علیہ) عشاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ عشاء سے پہلے نیند اور اسکے بعد باتوں کو ناپسند کرتے۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ رات سے مراد عشاء کے بعد ہے جبکہ ہمیں فرصت عشاء کے بعد ملتی ہے اور ساری باتیں اسی وقت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے چاہے فجر کی نماز رہ جائے۔ اس عادت کو اپنانے سے قیام اللیل کرنے میں بھی آسانی رہتی ہے کم از کم فجر کی نماز اسکو وقت پر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور آپؐ کے فرمان کے مطابق رات کا وقت چونکہ زہریلے جانوروں اور شیاطین وغیرہ کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے حفاظت کے نقطہ نظر سے بھی اس وقت نکلنا مجالس برپا کرنا یہ حکمت کے منافی ہے۔ لیکن اس میں سے تعلیم وتعلم اور مطالعہ کرنا مستثنیٰ ہے جیسا کہ اسید بن حضیرؓ کا واقعہ ہے (بخاری مسلم) میں ہے کہ وہ رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے آسمان پر چھتری سی ظاہر ہوتی اور زمین کی طرف آنے لگتی۔۔۔ الخ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن یا حدیث کا مطالعہ اور قرآنی مجالس کے انعقاد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اياك و كل ما يعتذر منه

ہر اس بات سے بچو کہ جس پر معذرت کرنی پڑے

۳۱۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((إِيَّاكَ وَكُلَّ مَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٥٤]

سیدنا انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات سے گریز کر، جس پر معذرت کرنا پڑتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۔ الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۲۱۹۹)، دیلمی (۱۷۵۵)، مطولاً

فوائد : کہاوت ہے کہ ''پہلے تو لو پھر بولو'' یہ حدیث اس کہاوت کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہے حقیقت یہی ہے کہ دانائی کی جتنی باتیں ہیں انکی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے وہ الگ بات ہے کہ ہماری کوتاہ فہم عقلیں انکا ادراک نہ کرسکیں۔ بعض لوگوں کے دل زبان سے آگے ہوتے ہیں اور بعض کی زبانیں دلوں سے آگے ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی زبان کو دل کے پیچھے رکھنا چاہیے کہ پہلے دل سوچ پھر زبان بولے تا کہ بعد میں معذرت نہ کرنی پڑے۔

اياك والتمادح

تعریف سے بچو

۳۱۸۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوعاً: ((إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ)). [الصحيحة:١٢٨٤]

سیدنا معاویہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو، یہ تو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۴۔ ابن ماجہ (۳۷۴۳)، احمد (۴/ ۹۳) مطولاً۔ ابن ابی شیبۃ (۹/ ۲۵) ابن جریر طبری فی تهذیب الآثار (۱۳۵۔ مسند عمر)

فوائد: حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ کسی کی تعریف اسکے سامنے نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جسکے سامنے اسکی تعریف کردی جائے تو وہ ممدوح اب اس کے بات کرنے سے پہلے سوچے گا اور اگر اسکی اصلاح بھی کرنی چاہے گا تو وہ سوچے گا کہ کہیں یہ بات اسے ناگوار نہ گزرے اور میری شخصیت کے بارے جو اس کا تاثر ہے وہ تبدیل نہ ہوجائے تو اس اعتبار سے یہ انتہائی نقصان دہ ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے آپؐ نے کہا اسکے منہ پر مٹی

ڈال دو جو تمہارے منہ پر تعریف کر رہا ہو۔

اهمية اللسان

زبان کی اہمیت کا بیان

۳۱۹۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْمَنُ امْرِئٍ وَأَشْأَمُهُ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ))۔ [الصحيحة: ١٢٨٦]

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کی انتہائی بابرکت اور انتہائی منحوس چیز اس کی زبان ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۶۔ ابن حبان (۵۷۱۷)، طبرانی (۱۷/ ۸۵)

فوائد : 269 نمبر حدیث کے تحت تفصیل گذر چکی ہے۔

۳۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَابَانِ مُعَجَّلَانِ عُقُوْبَتُهُمَا فِي الدُّنْيَا الْبَغْيُ وَالْعُقُوْقُ))۔ [الصحيحة: ١١٢٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(گناہ کی) دو اقسام ایسی ہیں کہ دنیا میں جلد ہی ان کی سزا دے دی جاتی ہے: تکبر و بغاوت اور نافرمانی و بدسلوکی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۰۔ حاکم (۴/ ۱۷۷)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۶۲)، خطیب فی موضح الاوھام (۱/ ۳۷)

فوائد : بغاوت اختیار کرتے ہوئے انتہائی سرکش ہو جانا اور اللہ کے احکامات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرنا اور والدین کی نافرمانی یہ دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ حدیث میں ہے (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده) حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اگر کوئی بندہ اسلام کی ان بنیادی شرائط سے دستکش ہو جائے، دنیا والوں کیلئے پریشانی کا باعث بن جائے تو ایسے بندے کی عاقبت تو خراب ہونی ہی ہے لیکن دنیا پر کی گئی سرکشیوں کا بدلہ رسوائیوں کی صورت میں ضرور وصول کرتا ہے۔ نیز حقوق والدین اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ فرمایا قرآن میں ہے (ان لاتعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا) (الاسراء) کہ صرف اللہ کی تم عبادت کرو گے اور والدین کے ساتھ احسان کرو گے اور حدیث میں ہے (ان الله حرم عقوق الامهات) (متفق علیہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے۔ یہ ایسے عظیم گناہ ہیں کہ اللہ بھی ان گناہوں کی سزا دنیا میں بھی چکھاتا ہے آخرت میں تو عذاب ہونا ہی ہے۔

كراهية الأكل متكئًا

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

۳۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلْ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ مُتَّكِئًا، فَإِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَيْكَ فَأَحْنَى رَأْسَهُ حَتّٰى كَادَ أَنْ تُصِيْبَ جَبْهَتُهُ الْأَرْضَ وَقَالَ: ((بَلْ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ))۔

[الصحيحة: ٥٤٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، ٹیک لگا کر کھا لیا کریں، کیونکہ اس میں آپ کے لئے زیادہ آسانی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنا سر اس قدر جھکایا کہ قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کو چھونے لگے اور فرمایا: ''میں تو بندے کی طرح کھاؤں گا اور بندے کی طرح ہی بیٹھوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۴۴۔ بغوی فی شرح السنة (۲۸۴۹) وفی الانوار (۴۱۴)' ابن سعد (۱/ ۳۸۱)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۶۶)

فوائد : ٹیک لگا کر کھانا یہ معیوب عمل ہے کیونکہ یہ متکبرانہ انداز کسی مومن کے شایان شان نہیں ٹیک لگا کر کھانے سے ذہن میں تکبر پیدا ہوتا ہے عموماً اسی قماش کے لوگ ایسی حالت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لا آکل متکئاً) (بخاری) میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ اور عائشہؓ نے جب آپ ﷺ کو کہا کہ ٹیک لگا کر کھا لیا کریں تو آپؐ نے فرمایا میں عام بندوں کی طرح کھانا چاہتا ہوں۔ کھانے کے دوران مستحب یہ ہے کہ بندہ دوزانو ہو کر بیٹھے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کیلئے بکری ھدیہ کی گئی (فجثیٰ علی رکبتیه فقال له اعرابی ما هذه الجلسة فقال ان الله جعلنی عبداً کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا) (ابن ماجہ) تو آپؐ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اعرابی کہنے لگا یہ کیسا بیٹھنا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے معزز بندہ بنایا ہے کوئی سرکش نہیں بنایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کھاتے وقت عاجزی سے بیٹھنا چاہیے اکڑ کر یا تکیہ لگا کر بیٹھنا یہ سرکشوں کی علامت ہے۔

البركة مع أكابر كم

بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے

۳۲۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ)) [الصحيحة:۱۷۷۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۸۔ ابن حبان (۵۵۹)' حاکم (۱/ ۶۲)' قضاعی فی مسند الشهاب (۳۶)' ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۱۷۲)

فوائد : (271) نمبر حدیث کے تحت تفصیل گزر چکی ہے۔

ومن أمور الصدقة

صدقہ کا بیان

۳۲۳۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:۵۷۲]

سیدنا ابو ذر ﷺ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے' برائی سے منع کرنا تیرے لیے صدقہ ہے' بے آباد زمین' جہاں کوئی قائد نہیں ملتا' وہاں کسی آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے' کمزور نظر والے آدمی کو (راستہ) دکھانا صدقہ ہے' راستے سے پتھر' کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) دور کرنا صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے کسی بھائی کو پانی دے دینا صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۲۔ ترمذی (۱۹۵۶)' الادب المفرد (۱۲۸)' ابن حبان (۴۷۴)

فوائد : صدقہ صرف پیسوں کے ساتھ خاص نہیں کہ انہیں سے صدقہ ہوتا ہو بلکہ جتنی چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں سب صدقہ کے زمرہ میں آتی ہیں ایسی چھوٹی نیکیاں بندہ دن میں سینکڑوں کر سکتا ہے اور یہ ریزے قیامت کے دن پہاڑ بن کر ہمارے لئے خوشی کا باعث بنیں گے۔

٣٢٤۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ فِي الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((تَحَوَّلْ إِلَى الظِّلِّ)). [الصحيحة:٨٣٣]

سیدنا قیس بن ابو حازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں دھوپ میں بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: ”سائے میں بیٹھ جا۔“

تخریج: الصحیحة ۸۳۳۔ حاکم (۴/ ۲۷۱)، ابوداود طیالسی (۱۲۹۸)، مرسلاً۔ احمد (۳/ ۴۲۶)، ابوداود (۴۸۲۲)، الادب المفرد (۱۱۷۴)

فوائد : کسی کو کوئی اچھی بات کہہ دینا یہ بھی صدقے کی قسم سے ہے اب اگرچہ وہ صحابیؓ کسی ضرورت کی وجہ سے دھوپ میں بیٹھے ہوں لیکن آپؐ نے اچھائی کا حکم دینے میں کوتاہی نہیں کی۔

باب: الحض على مخالفة اليهود في التسليم

باب: سلام میں یہود کی مخالفت کی ترغیب

٣٢٥۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((تَسْلِيمُ الرَّجُلِ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ يُشِيْرُ بِهَا فِعْلَ الْيَهُوْدِ)). [الصحيحة:١٧٨٣]

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کر کے سلام دینا یہودیوں کا انداز ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۳۔ ابویعلی (۱۸۷۵)، طبرانی فی الاوسط (۴۴۳۴)، عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۲۲۳)، نسائی فی العمل (۳۴۰)

فوائد : معلوم ہوا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ کار ہے ایک حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا **(لا تسلموا تسليما اليهود فان تسليمهم بالروس والاكف والاشارة)** (نسائی) یہودیوں کی طرح سلام نہ کرو انکا سلام کرنا سر، ہتھیلی اور اشاروں کے ساتھ ہے۔ یعنی یہودی ان تین چیزوں سے سلام کیا کرتے تھے جیسا کہ مسلمانوں میں بھی یہ بات اب عام ہو چکی ہے کہ صرف سر یا ہاتھ ہلا دیں گے اور گزر جائیں گے جبکہ اسلام میں منہ سے سلام کرنا لازم ہے۔ ہاں اگر جس کو آپ سلام کرنا چاہتے ہیں اس کو سنا نہیں سکتے وہ دور کھڑا یا بیٹھا ہے تو اس کی یہ صورت ہے کہ سلام کا لفظ بول کر ساتھ ہاتھ یا گردن سے اشارہ کر دے تا کہ اسے سمجھ آ جائے کہ سلام کہا جا رہا ہے صرف ان اعضاء کو حرکت دینا یہ درست نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اسماء ؓ کہتی ہیں کہ آپؐ **(مر في المسجد يوما وعصبة من النساء قعود فالوى بيده بالتسليم)** (ترمذی) ایک دن مسجد سے گزرے جہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی آپؐ نے سلام کے ساتھ اپنے ہاتھ کو حرکت دی۔ سلام منہ سے ہی کیا جائے اگلے کو خبردار کرنے کیلئے اشارہ کر دیا جائے یہ جائز و درست ہے۔

فضيلة التأني

کام میں غور و فکر کرنے کی فضیلت

٣٢٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((التَّأَنِّي مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) [الصحيحة:١٧٩٥]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ٹھہراؤ اور آہستگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی اور سرعت شیطان کی طرف سے ہے۔“

تخریج: الصحیحة ١٧٩٥۔ ابویعلی ١٧٩٥۔ ابویعلی (۴۲۵۶)، بیهقی (١٠/ ١٠۴)، بغیة الباحث عن زوائد سنه الحارث (٨٦٨)

فوائد : ہر کام کو سوچ سمجھ کر تدبیر کے ساتھ کرنا اسکی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے جبکہ جلد باز انسان اکثر اپنے فیصلوں میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ جس طرح اللہ کا ہر کام حکمت و تدبیر سے لبریز ہوتا ہے اسی طرح شیطان کا ہر کام جو کہ جلد بازی میں کیا گیا ہو وہ بے تدبیری کا مظہر ہوتا ہے جیسا کہ شیطان نے بغیر سوچے اللہ کے حکم کا انکار کر دیا آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا اور راندۂ درگاہ بن گیا اگر توقف سے کام لیتا تو ہوسکتا تھا کہ وہ کوئی بہتر فیصلہ کرتا اسی لئے جلد بازی کو شیطان کی طرف سے قرار دیا گیا ہے حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شیخ عبدالقیس کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے (الحلم و الاناة) ایک بردباری دوسرا توقف۔ یہ اللہ کی پسندیدہ خصلت ہے۔ اور یقیناً یہ خیر سے خالی نہیں ہوسکتی ہاں نیکی کے کام میں توقف اختیار کرنا اور سوچ میں پڑ جانا یہ درست نہیں نیکی کا کام جلد کر لینا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا (التوءدة فی کل شی خیر الا فی عمل الآخرة) (ابوداود) توقف ہر چیز میں بہتر ہے مگر آخرت کے کام میں۔ تو آخرت کے معاملے سوچنا انتظار کرنا یہ بہتر نہیں نیکی کا کام جلد سے جلد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے مگر دنیاوی کاموں میں ٹھہراؤ اور توقف یہ کامیابی کی ضمانت ہے۔

٣٢٧۔ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اَلتُّؤَدَةُ فِی کُلِّ شَیْءٍ إِلَّا فِی عَمَلِ الْآخِرَةِ)).

اعمش بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز میں متانت و سنجیدگی (اور ٹھہراؤ) ہونا چاہیے، سوائے آخرت کے۔''

[الصحیحة: ١٧٩٤]

تخریج: الصحیحة ١٧٩۴۔ ابوداود (۴٨١٠)، حاکم (١/ ٦٢)، بیهقی الشعب (٨۴١١)

فوائد : پیچھے گزر چکا ہے۔

ثلاث لا ترد

تین چیزیں واپس نہ کی جائیں

٣٢٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: اَلْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں کو واپس نہ کیا جائے: تکیہ، تیل اور دودھ۔''

تخریج: الصحیحة ٦١٩۔ ترمذی (٢٧٩١) وفی الشمائل (٢٠٩)، بغوی فی شرح السنة (٣١٧٣)، طبرانی (١٣٢٧٩)

فوائد : تکیہ، تیل اور دودھ اگر یہ پیش کی جائیں تو انہیں قبول کر لینا چاہیے تکلف سے کام لیتے ہوئے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اشیاء ایسی ہیں کہ بندہ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے ضرورت نہیں ایسے ہی بلاوجہ تکلف میں کوئی خیر بھی نہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے (کان لایرد الطیب) (مسلم) آپ خوشبو نہیں لوٹاتے تھے۔ اور ''مسلم'' ہی کی روایت میں ہے کہ پھول کا تحفہ بھی آپ رد نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی وجہ نہ ہو تو ان اشیاء کو بلاجھجک قبول کر لینا چاہیے۔

ذم العاق لوالديه و مومن الخمر و المنان

والدین کے نافرمان، عادی شراب نوش اور احسان جتانے والے کی مذمت

٣٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا:

الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجُلَةُ)).

[الصحيحة:١٣٩٧]

والدین کا نافرمان' دوام سے شراب پینے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان' دیوث (جسے اپنے اہل و عیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو) اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۷۔ البزار (۱۸۷۵)' نسائی (۲۵۶۳)' احمد (۲/ ۱۳۴)' ابویعلی (۵۵۵۶)

باب: سبب النهي عن سفر الرجل وحده

باب: مرد کے اکیلے سفر کی ممانعت کا سبب

٣٣٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ (خَيْبَرَ) فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ، وَآخَرُ يَتْلُوْهُمَا يَقُوْلُ: اِرْجِعَا اِرْجِعَا، حَتّٰى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ، رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّا هٰهُنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِيْنَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ الْخَلْوَةِ))

[الصحيحة:٣١٣٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا' دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان کے پیچھے' جو انھیں کہتا تھا: لوٹ آؤ' لوٹ آؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا' پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے' میں ان کے ساتھ لگا رہا' حتی کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا اسلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ میں یہاں صدقات جمع کر رہا ہوں' اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ میں پہنچا اور نبی ﷺ کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۴۔ حاکم (۲/ ۱۰۲)' احمد (۱/ ۲۷۸' ۲۹۹)' ابویعلی (۲۵۸۹)' بزار (۲۰۲۲)

فوائد : تنہا سفر سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ یہ بہت سی خرابیوں کی وجہ بن سکتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی انتہائی سختی سے حوصلہ شکنی کی ہے کہ آدمی اکیلا سفر کرے ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے آپؐ نے فرمایا (الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلثة رکب) ایک سوار شیطان ہے اور دوسرا دو شیطان ہیں جبکہ تین قافلہ ہیں۔ اتنے سخت الفاظ ادا کرنے کی وجہ بھی ایک دوسری حدیث سے معلوم ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا (لویعلم الناس ما فی الوحدة ماعلم ما سار راکب بلیل وحدہ) (بخاری) اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اکیلے (سفر) میں کیا (نقصان) ہے تو کوئی بھی سوار رات کو اکیلا نہ چلے۔ یعنی اکیلے پن کے نقصانات سے بچانے کیلئے آپؐ نے اکیلے یا دو بندوں کے سفر کے بارے میں انتہائی درست باتیں کیں تا کہ اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو جیسا کہ اس حدیث میں بھی نقصان واضح ہے۔

ومن ذكر الخندق

جنگ خندق کا بیان

٣٣١۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ

عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں خندق والے دن میں لوگوں کا پیچھا

الْخَنْدَقِ أَقْفُو آثَارَ النَّاسِ۔ قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَئِيْدَ الْأَرْضِ وَرَائِي۔ يَعْنِي: حَسَّ الْأَرْضِ۔ قَالَتْ: فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ يَحْمِلُ مِجَنَّهُ قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ، فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ:

لَبِثَ قَلِيلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَا حَمَلْ

مَا أَحْسَنَ الْمَوْتُ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ

قَالَتْ: فَقُمْتُ، فَاقْتَحَمْتُ حَدِيقَةً فَإِذَا فِيهَا نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا فِيهِمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْغَةٌ لَهُ۔ يَعْنِي: مِغْفَرًا۔ فَقَالَ عُمَرُ: مَاجَاءَ بِكِ؟ لَعَمْرِي وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَجَرِيئَةٌ! وَمَايُؤْمِنُكِ أَنْ يَكُونَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُونَ تَحَوُّزٌ؟ قَالَتْ: فَمَا زَالَ يَلُومُنِي حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ لِي سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيهَا! قُلْتُ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السَّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ، فَقَالَ: يَاعُمَرُ! إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوِ الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْدًا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ۔ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ۔ بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحُلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ سَعْدٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَاتُمِتْنِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ۔ قَالَتْ: وَكَانُوا حُلَفَاءَ مَوَالِيهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقِيَ كَلْمُهُ۔ أَيْ: جُرْحُهُ۔ وَبَعَثَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ الرِّيحَ عَلَى

کرتے ہوئے نکلی۔ کہتی ہیں میں نے اپنے پیچھے زمین میں پاؤں کی چاپ یعنی زمین کی آہٹ سنی۔ میں نے جھانکا تو اچانک میرے سامنے سعد بن معاذ اور ان کے بھتیجے حارث بن اوس ڈھال اٹھائے ہوئے تھے۔ کہتی ہیں میں زمین سے لگ کر بیٹھ گئی تو سعدؓ لوہے کی زرع پہنے ہوئے گزرے جس سے ان کی اطراف نکلی ہوئی تھیں تو مجھے سعد کے اطراف کا خوف محسوس ہوا۔ کہتی ہیں: وہ گزرے اور وہ شعر پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تھوڑی دیر ٹھہرو کہ جنگ بھڑک اٹھے موت کس قدر اچھی ہے جب وقت ہو چکا ہو۔

کہتی ہیں: تب میں کھڑی ہوئی اور باغ میں داخل ہوگئی۔ اچانک وہاں مسلمانوں کا ایک گروہ تھا' جس میں عمر بن خطابؓ تھے ایک اور آدمی جس پر سبغۃ یعنی خود تھا۔ تو عمرؓ کہنے لگے: تو کس لیے آئی ہے؟ اللہ کی قسم! تو بڑی جرأت والی ہے اور اگر کوئی آزمائش آپڑتی ہے یا شکست ہوجاتی ہے تو تو کیسے محفوظ رہے گی۔ کہتی ہیں: وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی میرے لیے ابھی زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں کہتی ہیں: اس آدمی نے اپنے چہرے سے خود اٹھایا تو وہ طلحہ بن عبید اللہؓ تھے' کہنے لگے: اے عمر! یقیناً آج تو آپ نے حد کردی اور سوائے اللہ عزوجل کے کدھر شکست یا فرار ہوکر جانا ہے؟ کہتی ہیں: مشرکین قریش میں سے کسی آدمی نے سعدؓ کو تیر مارا۔ اسے ابن العرقہ کہا جاتا تھا۔ پھر اسے کہنے لگا: لے اسے پکڑ اور میں ابن العرقہ ہوں تو وہ آپ کے کندھے کی رگ میں لگا اور اسے کاٹ ڈالا' تو سعدؓ نے اللہ سے دعا کی' کہنے لگے: اے اللہ! مجھے تو موت نہ دینا حتیٰ کہ تو میری آنکھیں قریظہ (کے انجام) سے ٹھنڈی کردے۔ کہتی ہیں: وہ جاہلیت میں حلیف و دوست تھے' کہتی ہیں: ان کا زخم بہنا بند ہوگیا اور اللہ عزوجل نے مشرکین پر ہوا بھیجی' سو اللہ مومنوں کی

الْمُشْرِكِيْنَ، فَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا، فَلَحِقَ أَبُوْ سُفْيَانُ، وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَ بَنُوْ قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوْا فِي صَيَاصِيْهِمْ، وَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَضَعَ السِّلَاحَ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ آدَمٍ فَضُرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَجَاءَ جِبْرِيْلُ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَإِنَّ عَلَى ثَنَايَاهُ لَتَقَعُ الْغُبَارُ، فَقَالَ: أَوَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السِّلَامَ، اُخْرُجْ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ۔ قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُمَّتِهِ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيْلِ أَنْ يَخْرُجُوْا، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى بَنِي غَنْمٍ، وَهُمْ جِيْرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) قَالُوْا: مَرَّبِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لُحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيْلَ۔ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَاصَرَهُمْ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيْلَ لَهُمْ: اِنْزِلُوْا عَلَى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَشَارُوْا أَبُوْ لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِالْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ۔ قَالُوْا: نَنْزِلُ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((اِنْزِلُوْا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ))** فَنَزَلُوْا، وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأُتِيَ بِهِ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ، وَقَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَمْرٍو!

طرف سے لڑائی کو کافی ہوگیا اور اللہ قوت و غلبے والا ہے' تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی تہامہ جا ملے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد جا ملے اور بنوقریظہ والے پلٹے اور قلعوں میں قلعہ بند ہوگئے اور رسول اللہ مدینہ کی طرف پلٹے اور اسلحہ اتار دیا اور چمڑے کے خیمے کا حکم دیا۔ وہ مسجد میں سعدؓ پر لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں: جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے اگلے دانتوں پر غبار پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے ابھی تک نہیں اتارا۔ بنوقریظہ کی جانب نکلئے اور ان سے لڑائی کیجئے۔ کہتی ہیں: رسول اللہؐ نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کردیا یہ کہ وہ نکلیں' پس رسول اللہ ﷺ نکلے اور بنوغنم جو کہ مسجد کے گرد اس کے پڑوسی تھے' کے پاس سے گزرے' آپؐ نے پوچھا: تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: دحیہ کلبی' اور دحیہ کلبی کی داڑھی دانت اور چہرہ جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے اور پچیس راتوں تک ان کا محاصرہ کیے رکھا' جب محاصرے نے شدت اختیار کی اور پریشانی بڑھ گئی تو انہیں کہا گیا: رسول اللہؐ کے فیصلے پر اتر آؤ تو انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان کو اشارہ کیا کہ یہ ذبح ہے۔ کہنے لگے: ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اتریں گے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آؤ۔ وہ اتر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو پیغام بھیجا تو وہ آپ کے پاس پتے کی کاٹھی والے گدھے پر آپ کے پاس آئے وہ اس پر سوار تھے اور آپ کی قوم نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے: اے ابوعمرو! آپ کے حلیف آپ کے دوست اور مصیبت زدہ ہیں اور جو آپ کو معلوم ہے آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کی طرف دیکھا حتیٰ کہ جب آپ ان کے محلے کے قریب ہوئے تو اپنی قوم کی جانب

حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيكَ وَأَهْلُ النِّكَايَةِ وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِمْ شَيْئاً وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْ دُوْرِهِمْ، اِلْتَفَتَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: قَدْ آنَ لِي أَنْ لَا أُبَالِيَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ: قَالَ: أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((**قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوْهُ**)) فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللّٰهُ- عَزَّوَجَلَّ- قَالَ: ((**أَنْزِلُوْهُ**)) فَأَنْزَلُوْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اُحْكُمْ فِيْهِمْ**)) قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مَقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰى ذَرَارِيهِمْ، وَتُقْسَمُ أَمْوَالُهُمْ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَحُكْمِ رَسُوْلِهِ**)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئاً، فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ- قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِئَ حَتّٰى مَايُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلَ الْخُرْصِ، وَرَجَعَ إِلَى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ- قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ- عَزَّوَجَلَّ- ﴿**رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ**﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جھانکا اور کہا: تحقیق مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔ کہتے ہیں: ابوسعیدؓ نے کہا: جب وہ رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے سردار کی جانب اٹھو اور انہیں اتارو تو عمرؓ نے کہا: ہمارا سردار اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے (سعد کو) اتارو تو انہوں نے آپ کو اتارلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ان کے بارے میں فیصلہ کیجئے سعدؓ نے کہا: میں فیصلہ کرتا ہوں ان کے لڑائی کے قابل (مرد) قتل کردیے جائیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں اور ان کے مال تقسیم کردیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ اور اس کے رسول والا فیصلہ کیا ہے' (سیدہ عائشہ) کہتی ہیں پھر سعدؓ نے دعا کی کہا: اے اللہ! اگر تو نے اپنے نبیؐ کی قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی رکھی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ اس کے لیے اور اگر تو نے ان کے اور ان کے درمیان جنگ ختم کردی ہے تو مجھے اپنی طرف پکڑ لے۔ کہتی ہیں: اس کا زخم پھوٹ پڑا جو کہ صحیح ہو چکا تھا حتیٰ کہ انگوٹھی کی مثل نظر آتا تھا اور جو رسول اللہ ﷺ نے اس پر خیمہ لگایا تھا۔ ادھر پلٹ آئے۔ عائشہؓ کہتی ہیں: اس کے پاس رسول اللہ، ابوبکر اور عمر آئے۔ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے یقیناً میں عمرؓ کے رونے کو ابوبکرؓ کے رونے سے (الگ) پہچان رہی تھی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی اور اللہ وہ (یعنی اصحاب رسول) کے اس قول (رحماء بینھم) کی مانند تھے۔ علقمہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ماں! رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے تھے؟ کہتی ہیں: آپ کی آنکھ کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھی بلکہ جب آپ کو غم ہوتا تو آپ اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

ﷺ یَصْنَعُ؟ قَالَتْ: کَانَتْ عَیْنُهُ لَاتَدْمَعُ عَلٰی أَحَدٍ، وَلٰکِنَّهُ کَانَ إِذَا وَجَدَ، فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْیَتِهٖ۔

تخریج: الصحیحة ۶۷۔ احمد (۶/ ۱۴۱، ۱۴۱، ۱۴۲)، ابن سعد (۳/ ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳)، ابن حبان (۷۰۲۸)، من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا، بخاری (۴۱۲۱)، مسلم (۱۷۶۸)، ابوداود (۵۲۱۵)، من حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد : اس سے بعض مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ لڑائی کے وقت کسی تیسرے کو فیصل کرنا جائز ہے جیسا کہ آپؐ نے اپنے اور بنوقریظہ کے درمیان حضرت کو سعد رضی اللہ عنہ کو فیصل ٹھہرایا جیسا کہ خوارج نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان طے پانیوالے معاملے کو یہ کہہ کر بگاڑ دیا کہ (ان الحکم الا للّٰہ) فیصل صرف اللہ ہے ان کا اس آیت سے یہ استدلال درست نہیں تھا۔ دوسرا کسی معزز بندے کی آمد پر آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرنا درست ہے۔ نبی کریم ﷺ کی جو حدیث ہے کہ (من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوٴا مقعده من النار) (ترمذی، ابوداود) جسے یہ بات اچھی لگے کہ لوگ اس کیلئے مورت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے بڑھ کر آپ استقبال نہیں کرنا چاہیے ایسے ہی کسی بڑے کے آنے پر کھڑے ہوگئے وہ بیٹھ گیا تو آپ بیٹھ گئے یہ صورت حرام ہے۔

باب: من حق المسلم علی المسلم

۳۳۲۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِیَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ)).

[الصحیحة:۱۸۳۲]

باب: مسلمان کے مسلمان پر حقوق کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازوں میں پیچھے چلنا، مریض کی بیمار پرسی کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، بشرطیکہ وہ ''اَلْحَمْدُلِلّٰه'' کہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۲۔ ابن ماجه (۱۴۳۵)، احمد (۲/ ۳۳۲)، مسلم (۲۱۶۲)، بخاری (۱۲۴۰)، بمعناه

فوائد : مذکورہ حدیث میں مسلمان کے مسلمان کے ذمے پانچ حق بیان کئے گئے جن ادا کرنا مسلمان پر لازم ہے ورنہ وہ حقوق کا غاصب شمار ہوگا بخاری میں ایک حق مزید ہے (اذا استنصح احدکم اخاه فلینصح له) جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے نصیحت طلب کرے پس وہ اسے نصیحت کرے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں غفلت کرنا انتہائی معیوب ہے اس لئے ان کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

باب: خیر الاصحاب والجیران

۳۳۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((خَیْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَیْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ، وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَیْرُهُمْ لِجَارِهٖ)).

[الصحیحة:۱۰۳]

باب: بہترین دوست اور پڑوسی

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں، ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۔ ترمذی (۱۹۴۴)' دارمی (۲۴۴۲)' احمد (۲/ ۱۶۸)' حاکم (۴/ ۱۶۴)

فوائد : اپنے ساتھی اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک خصوصاً پڑوسی کے ساتھ اس کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے مومنین میں سے اکثر واسطہ چونکہ پڑوسی سے پیش آتا ہے حتی کہ رشتے داروں سے بھی میل ملاپ کے مواقع کم ملتے ہیں مگر پڑوسی وہ ہر وقت آتے جاتے ہیں ان سے ملاقات میل ملاپ ہوتا رہتا ہے اب جو فرد ایسے بندے کو خوش نہ رکھ سکے بلکہ اس کے لئے تنگی کا باعث بنے وہ معاشرے میں بھی اپنا مثبت کردار پیش کرنے سے قاصر رہے گا کیونکہ سب سے پہلے اس نے اپنے کردار کا عملی مظاہرہ ہمسائے کے ساتھ کرنا ہے اگر وہاں وہ ناکام ہو جاتا ہے تو باقی جگہ پر وہ کیا اچھائی کا باعث بنے گا۔ اسی لئے سب سے زیادہ ہمسائے سے اچھے سلوک پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے (وبالوالدین احسان وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب) (النساء) اور والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا ہے اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور مسکین اور قریبی رشتہ دار ہمسایہ اور ساتھ والا ہمسایہ اور ساتھ والا ساتھی۔ اس میں والدین عزیزوں کے خصوصاً پڑوسی اور ساتھی ہم مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ایمان والوں پر لازم ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ ہمسائے کی عزت کریں حدیث میں ہے (من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ) (بخاری) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس وہ لازماً پڑوسی کی عزت کرے۔ اور بخاری کی حدیث کے ہی الفاظ ہیں۔ (فلا یوذ جارہ) پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

خير المجالس أوسعها

سب سے بہترین مجلس وسیع ہوتی ہے

٣٣٤ـعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ((أُوْذَنَ أَبُوْ سَعِيْدٍ بِجَنَازَةٍ فِي قَوْمِهِ، فَكَأَنَّهُ تَخَلَّفَ حَتّٰى أَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَسَرَّبُوْا عَنْهُ، فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا)). [الصحيحة:٨٣٢]

عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری کہتے ہیں: سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کو اس کی قوم کے ایک جنازے کی اطلاع دی گئی' انھوں نے ذرا دیر کی تاکہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں۔ جب وہ آئے اور لوگوں نے دیکھا تو وہ آگے پیچھے ہونے لگے اور بعض افراد اس لئے کھڑے ہو گئے تاکہ ان کی نشست میں آپؓ تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وسیع مجلس سب سے بہتر ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۳۲۔ الادب المفرد (۱۱۳۶)' ابوداود (۴۸۲۰)' احمد (۳/ ۱۸)' حاکم (۴/ ۲۶۹)

فوائد : مجلس کے آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اس میں بیٹھے افراد میں سے کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھا جائے جیسا کہ حدیث ہے (لایقیم الرجل الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه ولکن تفسحوا ولو مسعودا) (متفق علیہ) کوئی آدمی کسی کو اسکی جگہ سے کھڑا کر کے خود اس میں نہ بیٹھے لیکن کھل جاؤ وسیع ہو جاؤ۔ یہ اسلامی سبق ہے کہ کوئی مسکین ہے تو اسے کھڑا کر دیا جائے یا وہ خود کھڑا ہو جائے اور بڑے چوہدری حرکت ہی نہ کریں یہ درست نہیں سب کو چاہیے کہ تھوڑی حرکت کرے جگہ کشادہ کر دیں۔ ہاں اگر آپ کھڑ نہیں بھی کرتے تو کوئی خود اٹھ کے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر بھی اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے والوں کی جگہ پر نہیں بیٹھے بلکہ مجلس میں وسعت اختیار کرنے کا اشارہ دیا۔ بلکہ اگر کوئی مجلس سے اٹھ کر گیا بھی ہے تو واپس آنے پر وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے حدیث میں ہے۔ (من قام من مجلسه ثم رجع الیه فهو احق به) (مسلم) جو اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر اسکی طرف پلٹ کر آئے تو وہ اسکا زیادہ حقدار

ہے۔ مجلس جہاں بھی برپا ہو وہاں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ذرا حرکت سے ایک بندے کی جگہ بن جائے اس لئے کسی کو کھڑا کرنے یا اس کے کھڑے ہونے کی بجائے وسعت اختیار کرنی چاہیے۔

باب الدعاء للميت
میت کے لیے دعا کرنے کا بیان

۳۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)).

[الصحيحة:١١٧٤]

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو، اور جب کوئی آدمی مر جائے تو اس (کا برا تذکرہ) ترک دیا کر دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۴۔ دارمی (۲۲۶۵)، ترمذی (۳۸۹۵)، ابن حبان (۴۱۷۷)

فوائد: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں (۱) تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہے یعنی اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اسے اسکے کاموں میں مدد کرے اس سے دل لگی کرے آپ غلاموں کے بارے فرماتے ہیں کہ اگر ان پر کام زیادہ ہو تو انکی مدد کر دیا کرو بیویاں تو پھر ان سے کئی درجے افضل ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں (كان مهنة اهله) آپ اپنے گھر والوں سے تعاون کر دیا کرتے تھے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (وعاشروهن بالمعروف) انکے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلائے کپڑے پہنائے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اور جب فوت ہونے والا فوت ہو جائے تو اس کے مرنے کے بعد اسکا برا تذکرہ نہ کیا جائے ہاں اگر اس کی محاسن ہیں تو انہیں ذکر کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں ہے (لاتسبوا الاموات فانهم قد افضوا انى ما قدموا) (بخاری) مردوں کو گالیاں نہ دو وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے جس قدر ہو سکے اسکی برائیاں یاد نہ جائیں۔ کیونکہ اگر وہ برا ہوا تو اسکی سزا پالے گا اگر معافی مانگ چکا ہوا تو اُس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے ہمارے ذکر کرنے سے اسے نقصان تو کوئی نہیں وہ گا ہاں ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہو جائیگا۔

جواز اللعب في المسجد
مسجد میں کھیلنے کا جواز

۳۳۶۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ! فَإِنَّهُمْ بَنُوْ أَرْفِدَةَ)).

[الصحيحة:٣١٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ آئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ان کو منع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یہ بنوارفدہ (حبشی لوگ) ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۸۔ نسائی (۱۵۹۷)، ابن حبان (۵۸۶۷)، احمد (۲/ ۵۴۰)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۱۱۷)، واصلہ عند البخاری (۲۹۰۱)، ومسلم (۸۹۳)

فوائد: مسجدیں اللہ کے گھر ہیں انہیں اللہ کی عبادت کیلئے تعمیر کیا جاتا ہے اس لئے ان میں سکون کا ہونا لازمی ہے تا کہ عبادت اچھے طریقے سے کی جاسکے لیکن اگر عبادت کا وقت نہ ہو تو کھیل کود جنکا تعلق جہادی مشقوں سے ہو کیا جا سکتا ہے اس بناء پر اگر مساجد میں شور بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حبشی مسجد نبوی ﷺ میں جنگی مشقیں کیا کرتے تھے اور آپ حضرت عائشہ ؓ کو دکھایا کرتے تھے۔

وان من الناس لو أقسم علی اللہ لأبرہ

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ قسم کو پورا کردے

۳۳۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْ مَنْزِلِهِ سَمِعَهُ يَتَكَلَّمُ فِي الدَّاخِلِ، فَلَمَّا أَسْتَاذَنَ عَلَيْهِ دَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَ أَحَداً، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! سَمِعْتُكَ تُكَلِّمُ غَيْرَكَ؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!لَقَدْ دَخَلْتُ الدَّاخِلَ اغْتِمَاماً بِكَلَامِ النَّاسِ مِمَّا بِي مِنَ الْحُمّٰى، فَدَخَلَ عَلَيَّ دَاخِلٌ مَارَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ بَعْدَكَ أَكْرَمَ مَجْلِساً وَلَا أَحْسَنَ حَدِيْثاً مِنْهُ، قَالَ: **((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ مِنْكُمْ لَرِجَالاً لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ))**. [الصحيحة: ۳۱۳۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے' جب اس کے گھر کے قریب پہنچے تو ایسے محسوس کیا کہ کوئی آدمی اندر باتیں کر رہا ہے' لیکن جب اس سے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ (اس انصاری کے) علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''مجھے ایسے سنائی دیا کہ تو کسی آدمی سے گفتگو کر رہا تھا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخار کی وجہ سے لوگوں کی باتیں مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھیں' اس لئے میں اندر آ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا' وہ آپ ﷺ کے بعد بہترین مجلس والا اور عمدہ گفتگو والا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو جبریل تھا' تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالی کو قسم دے دیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۱۳۵۔ البزار (الكشف : ۲۸۱۱)' والبحر الزخار: ۵۰۳۹)' طبرانی فی الكبير (۱۲۳۲۱)' والاوسط (۲۷۱۷)' ضياء فی المختارة (۱۰/ ۱۰۷)

فوائد : نبی کائنات ﷺ نے اس انصاری کے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف اشارہ فرمایا کہ فرشتوں کا آنا یہ کسی عام بندے کے پاس نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسے نیک لوگ ہوتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک واقعہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کا (بخاری مسلم) میں منقول ہے کہ انکی پھوپھی سے انصار کی ایک لڑکی کا دانت ٹوٹ گیا تو آپؐ نے قصاص کا حکم دے دیا تو انس بن نضر حضرت انس بن مالک کے چچا نے قسم اٹھالی کہ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا آپؐ نے فرمایا یہ تو اللہ کا حکم ہے ''قصاص'' تو مدعیوں نے دیت قبول کر لی تو اس وقت آپؐ نے فرمایا (من عباد الله من لو اقسم على الله لابره) (متفق علیہ) اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر قسم اٹھالیں تو اللہ انکی قسم پوری کردے۔ یعنی اللہ اپنے ایسے نیک بندوں کی لاج رکھ لیتا اور انکا کہا پورا کر دیتا ہے۔

ذب المال والأعراض بالمال

مال کے ذریعہ سے اپنی عزتوں اور مالوں کا دفاع کرنا

۳۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: **((ذُبُّوْا بِأَمْوَالِكُمْ عَنْ أَعْرَاضِكُمْ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَذُبُّ بِأَمْوَالِنَا عَنْ أَعْرَاضِنَا؟ قَالَ: يُعْطِي**

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مالوں سے اپنی عزتوں کا دفاع کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عزتوں کو مالوں کے ذریعے کیسے بچائیں؟

الشَّاعِرَ وَمَنْ تَخَافُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ)).
[الصحيحة: ١٤٦١]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاعر کو اور ان آدمیوں کو مال دیا جائے کہ جن کی زبانوں سے تمھیں (اپنی عزت کا) ڈر ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۱۔ السھمی فی تاریخ جرجان (۱۸۲)، دیلمی (۳۱۴۳)، خطیب فی تاریخ بغداد (۹/ ۱۰۷)

فوائد : اگر کسی زبان آور سے اپنی عزت کو خطرہ ہو تو اسے کچھ دے دلا کر اسکا منہ بند کر دیا جائے تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ ایک مستحب کام ہے کیونکہ مومن کی عزت بڑی قیمتی چیز ہے ایسے بندے کو کوئی تحفے تحائف یا ویسے مال دے کر بندہ اس پر احسان کر دے تاکہ احسان کے بوجھ سے اسکا منہ بند ہو جائے کہاوت ہے کہ ''الاحسان یقطع اللسان'' احسان زبان کاٹ دیتا ہے تو ایسوں کی زبان کٹی ہی رہے تو بہتر ہے۔

فضل القول الحسن والسكوت

اچھی بات کہنے یا پھر خاموش رہنے کی فضیلت

٣٣٩۔ عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوْعاً مُرْسَلاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً قَالَ فَغَنِمَ، أَوْسَكَتَ فَسَلِمَ)).
[الصحيحة: ٨٥٥]

حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس بندے پر رحم کرے، جس نے کوئی بات کی تو فائدہ مند بات کی اور اگر وہ خاموش رہا تو (کئی آفات سے) سلامت رہا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۵۵۔ بغوی فی مرث کامل بن طلحۃ (۳/ ۲)، قضاعی فی مسند الشھاب (۵۸۱)، ابن المبارک فی الزھد (۳۸۰)، مرسلاً، طبرانی فی الکبیر (۷۷۰۲)، عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ

فوائد : ایسے بندے کیلئے آپؐ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ اس پر رحم کرے جو بات کرے تو اچھی کرے یا خاموش رہے۔ جس طرح بے جا بولنا حماقت ہے اسی طرح بولنے کے مقام پر خاموش رہنا اس سے بڑی حماقت ہے اگر بندے کے سامنے برائی ہو تو اسے گونگا شیطان بننے کی بجائے اس سے روکنا ہوگا ورنہ اسے بات کرنے سے جو غنیمت حاصل ہونا تھی اس سے محروم ہوا ہی، ساتھ عذاب سے بھی دو چار ہونا پڑ سکتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو کہتا تھا جو جہاں لگا ہے صحیح لگا ہے تمہیں کیا اسکی طرح عذاب سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔

رخصة الكذب في ثلاث

تین چیزوں میں جھوٹ بولنے کی رخصت کا بیان

٣٤٠۔ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ، قَالَتْ: ((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ فِي ثَلَاثٍ فِي الْحَرْبِ، وَفِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا)).

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی: جنگ میں، لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لئے اور خاوند کا اپنی بیوی کا ساتھ بات کرنے میں اور ایک روایت میں ہے: آدمی کا اپنے بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو کرنے میں۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۵۔ احمد (۶/ ۴۰۴)، ابوداود (۴۹۲۰)، طبرانی فی الصغیر (۱/ ۷۰) و بخاری (۲۶۹۲) و مسلم (۲۶۰۵) نحوہ

فوائد : ان تین صفات پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے جھوٹ بولنا ایک بری عادت اور رذیل فعل ہے اس لئے اسکے مفاسد کے پیش نظر اسے سب برائیوں کی جڑ ام الخبائث قرار دیا گیا ہے ایک صحابی آیا کہ میں مسلمان تو ہو جاؤں لیکن میں اپنی عادات نہیں چھوڑ سکتا آپؐ نے اسے فرمایا فقط جھوٹ چھوڑ دے جھوٹ چھوڑنے سے وہ تمام حرکتوں سے باز آ گیا اسقدر عظیم گناہ ہونیکے باوجود جن تین کاموں کیلئے اس کی اجازت دی گئی

اس سے سمجھ آتی ہے کہ یہ بہت اہمیت کے حامل افعال ہیں کہ جن کیلئے جھوٹ بولنا بھی حلال ہوگیا۔
(۱) جنگ: جسے جہاد کہا جاتا ہے اس میں دشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اگر جھوٹ بول لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔
(۲) صلح: لوگوں کی آپس میں صلح کروانا ناراضگی کی زیادہ سے زیادہ مدت جیسا کہ حدیث میں ہے تین دن ہے اسکے بعد ناراض رہنا حرام ہے مگر کوئی حرام کا مرتکب ہو رہا ہو تو اسے اس سے بچانے کیلئے جھوٹ بولا جاسکتا ہے۔
(۳) میاں بیوی: نیک بیوی دنیا کا بہتری سامان ہے اگر کسی وجہ سے روٹھ جائے تو اسے منانے کیلئے بیوی کی جھوٹی تعریف کردی جائے یا اس سے کوئی اور غلط بیانی کردی جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ اسلام خاندانی نظام کے استحکام کو بڑی اہمیت دیتا اور ہر صورت اسے مضبوط سے مضبوط تر دیکھنا چاہتا ہے۔
اس لئے ان چیزوں کی حساسیت کے پیش نظر انہیں ہر حال میں درست رکھنا مقصود شریعت ہے اس میں کوتاہی بہت زیادہ نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

الرویا ثلاث

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

۳٤۱۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((الرُّؤْیَا ثَلَاثٌ، فَالْبُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ، وَحَدِیْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِیْفُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَإِذَا رَأٰی أَحَدُکُمْ رُؤْیاً تُعْجِبُهُ فَلْیَقُصَّهَا إِنْ شَاءَ، وَإِذَا رَأٰی شَیْئاً یَکْرَهُهُ فَلَا یَقُصَّهُ عَلٰی أَحَدٍ وَلْیَقُمْ یُصَلِّی)).

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: اللہ کی طرف سے خوشخبری، خیال اور شیطانی ڈراوا۔ جب کوئی آدمی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کر سکتا ہے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳٤۱۔ احمد (۲/ ۳۹۵)، ابن ماجه (۳۹۰٦)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۷۵)، مسلم (۲۲٦۳)، بخاری (۷۰۱۷)

فوائد : تفصیل گزر چکی ہے۔

من الرجل الذی أحق بالأمور

کون آدمی زیادہ حق دار ہے ان امور کا

۳٤۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ الْخَطْمِیِّ۔ وَکَانَ أَمِیْرا عَلَی الْکُوْفَةِ۔ قَالَ: أَتَیْنَا قَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِی بَیْتِهِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ، وَقُلْنَا لِقَیْسٍ: قُمْ فَصَلِّ لَنَا، فَقَالَ: لَمْ أَکُنْ لِأُصَلِّیَ بِقَوْمٍ لَسْتُ عَلَیْهِمْ بِأَمِیْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ لَیْسَ بِدُوْنِهِ یُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ حَنْظَلَةَ الْغَسِیْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ، وَصَدْرِ فِرَاشِهِ وَأَنْ یَؤُمَّ فِی رَحْلِهِ)) فَقَالَ قَیْسُ بْنُ سَعْدٍ عِنْدَ ذٰلِکَ: یَا فُلَانُ۔ لِمَوْلٰی لَهُ: قُمْ فَصَلِّی

عبداللہ بن یزید خطمی، جو کوفہ پر گورنر تھے، کہتے ہیں کہ ہم سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ ﷺ کے پاس ان کے گھر آئے، مؤذن نے نماز کے لئے اذان دی۔ ہم نے قیس کو کہا کہ کھڑے ہوں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ انھوں نے کہا: میں ایسے لوگوں کو نماز نہیں پڑھاؤں گا کہ جن کا میں امیر نہیں ہوں۔ ایک آدمی، جو کم درجہ نہیں تھا اور جسے عبداللہ بن حنظلہ غسیل ﷺ کہا جاتا تھا، نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے جانور پر آگے بیٹھے، اپنی مخصوص نشست گاہ کی دائیں جانب (یا اس کے سامنے والے حصے پر) بیٹھے اور

لَهُمْ۔ [الصحيحة:١٥٩٥]

اپنی رہائش گاہ پر امامت کروائے۔'' قیس بن سعد ﷜ نے یہ حدیث سن کر اپنے غلام سے کہا: او فلاں! کھڑے ہو اور نماز پڑھاؤ۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۵۔ دارمی (۲۶۶۹)' البزار (۴۷۰)' (البحر الزخائر (۳۳۸)' طبرانی فی الکبیر والاوسط (۹۱۷)

فوائد : نماز میں امامت کا صحیح حقدار حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے حکمران اگر ایسے کاموں کا اہتمام نہ کرتے ہوں تو پھر جس کو وہاں پر مقرر کیا گیا ہے کسی شخص کو امام کی اجازت کے بغیر اس مصلے پر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے (**لا یومن الرجل الرجل فی اھله ولا فی سلطانه**) (مسلم) کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کے گھر یا دائرہ اقتدار میں امامت نہ کروائے۔ اس حدیث میں گھر اور سلطانی کا لفظ واضح طور پر آ گیا کہ یہ کام جائز نہیں۔ لیکن اگر امام خود کسی کو آگے کر دے یا اجازت دے تو پھر اسے اجازت ہے کہ امامت کروا لے جیسا کہ امام ابن تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں کہ اگر مالک مکان کی اجازت سے کروائے تو کوئی حرج نہیں اور اکثر اھل علم کا یہی موقف ہے (المنتقی) ابو مسعودؓ کی ایک حدیث میں (**الا باذنه**) کے الفاظ ملتے ہیں جس سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی وغیرہ) ان احادیث کے پیش نظر مہمان کا بلا اجازت امامت کروانا جائز نہیں اسی طرح کسی سواری پر سوار ہونا یا کسی کی خاص نشست پر بیٹھنا یہ ممنوع ہے اگر مالک اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

اثم سباب المومن

مومن کو گالی دینے کا گناہ

٣٤٣ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((سُبَابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلٰى هَلَكَةٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو گالی دینا ہلاکت میں پڑنے والی بات ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۸۔ البزار (الکشف :۲۰۳۶)

فوائد : گالی جیسا قول شنیع کسی مومن کے شایان شان نہیں کیونکہ یہ ایک بدحرکت ہے اور بدوں کو ہی زیبا ہے کوئی معقول آدمی شرافت کا پیکر ایسی غلیظ بات کو زبان پر لانے سے دور بھاگتا ہے کہاوت ہے کہ ہر برتن اپنے اندر موجود سے کے ساتھ ہی چھلکتا ہے۔ یعنی برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ڈالا گیا ہے جس کے ذہن میں غلاظتیں بھری ہوں وہ کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکال سکتا گالی انسان کے بدتہذیب جاہل اور گنوار ہونے پر دلالت کرتی ہے جہاں یہ دنیا میں انسان کو ذلیلوں میں کرتی ہے وہاں آخرت میں بھی اس کو فاسقوں کی جماعت کا ممبر بنائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے (**سباب المسلم فسوق وقتاله کفر**) مسلمان سے لڑائی کفر اور اسے گالی دینا فسق ہے۔ تو ایسا کام جو پشیمانی کا باعث بننے والا ہو اس سے حتی الوسع احتراز کرنا چاہیے۔

تحريم العرية

ننگے پن کی حرمت کا بیان

٣٤٤ ـ عَنْ سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادِ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءِ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِ(أَيْمَن) وَفِئَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوا أُزُرَهُمْ فَجَعَلُوهَا مَخَارِيقَ يَجْتَلِدُونَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوا:

سلیمان بن زیاد حضرمی نے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ﷜ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک ساتھی ایمن سے گزرے کیا دیکھتے ہیں کہ قریشیوں کے ایک گروہ نے اپنی چادریں اتار دیں اور انھیں بٹ کر برہنہ حالت میں پٹا کھیلنے لگے۔ عبداللہ ﷜ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس سے گزرے

إِنَّ هٰؤُلَاءِ قِسِّيسُوْنَ فَدَعُوْهُمْ۔ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَبْصَرُوْهُ تَبَدَّدُوْا، فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَباً حَتّٰى دَخَلَ، وَكُنْتُ وَرَاءَ الْحَجَرَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا مِنَ اللّٰهِ الْحُجْرَةِ اسْتَحْيَوْا، وَلَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اسْتَتَرُوْا)) وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُوْلُ: اسْتَغْفِرْلَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَلَأْيٍ مَا اسْتَغْفَرَلَهُمْ۔)) [الصحيحة: ۲۹۹۱]

تو وہ کہنے لگے کہ یہ ایک مذہب کے پیشوا لوگ ہیں' ان کو نظر انداز کر دو۔ اتنے میں وہاں رسول اللہ ﷺ آ گئے' جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں لوٹے اور حجرے میں داخل ہو گئے' میں حجرے کے پیچھے کھڑا تھا' میں نے آپ ﷺ کو حجرے میں فرماتے سنا: ''سبحان اللہ! نہ اللہ تعالی سے شرمائے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے پردہ کیا۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں' وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کسی دشواری کی وجہ سے ان کے لیے بخشش طلب نہ کی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۱۔ احمد (۴/ ۱۹۱)' ابویعلی (۱۵۴۰)' بزار (الکشف: ۲۰۲۹)

احب الاسم إلى النبي حمزة

نبی ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام حمزہ تھا

۳۴۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ هُنَا غُلَامٌ، فَقَالُوْا: مَانُسَمِّيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُّوْهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيَّ، حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ)). [الصحيحة: ۲۸۷۸]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی کا بچہ پیدا ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ اس کا کیا نام رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کا وہ نام رکھو' جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے' یعنی حمزہ بن عبدالمطلب۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۸۔ حاکم (۳/ ۱۹۶)' ابن عساکر (۵۵/ ۴)

فوائد: آپ ﷺ کو حمزہؓ نام بہت پسند تھا۔ جیسا کہ حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے اسی لئے آپؐ نے حسن رضی اللہ عنہ کا نام بھی حمزہ رکھا تھا جو کہ آپ ﷺ کو بہت محبوب تھے لیکن بعد میں اللہ کے حکم سے حسن رکھ دیا۔ یہ بھی پتا چلا کہ اگر اچھا نام بھی ہو تو کسی وجہ سے اسے بھی بدلا جا سکتا ہے۔

باب: فضل السلام عليكم

باب: السلام علیکم کہنے کی فضیلت

۳۴۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّلَامُ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْهُ بَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ [فَضْلُ دَرَجَةٍ] فَإِنْ لَّمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلام'' اللہ کا نام ہے' جسے اس نے زمین میں اتارا' سو تم آپس میں اسے عام کرو' جب کوئی مسلمان آدمی کسی گروہ کے پاس سے گزرتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں' تو سلام دینے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اسے ایسی (ہستیاں) جواب دیتی ہیں جو ان سے

[الصحیحة: ١٨٩٤] زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہوتی ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۴۔ البزار (الکشف : ۱۹۹۹)، (البحر الزخار : ۱۷۷۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۹۲)، ابن حبان فی روضة عقلاء (ص : ۷۴)

فوائد : "قدتقدم"

السلام قبل السؤال — سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا

٣٤٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسَّلَامُ قَبْلَ السُّؤَالِ، فَمَنْ بَدَأَكُمْ بِالسُّؤَالِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ)). [الصحیحة:٨١٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوال کرنے سے پہلے سلام ہوتا ہے، جس نے سلام سے پہلے سوال کرنا شروع کر دیا، اس کی فرمائش پوری نہ کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۸۱۶۔ ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۹۲۹)، ابن السنی (۲۱۳)، ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۱۹۹)

فوائد : سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے آپ کا حکم ہے کہ اگر کوئی سلام کیے بغیر سوال شروع کر دیتا ہے تو اس کو جواب ہی نہ دیا جائے یک حدیث میں "کلام" کا لفظ ہے کہ کلام کرنے سے پہلے سلام کہا جائے۔

الشعر بمنزلة الكلام — اشعار عام کلام کی طرح ہیں

٣٤١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ)) [الصحیحة:٤٤٧]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام اور برے اشعار، برے کلام کی طرح ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۴۴۷۔ الادب المفرد (۱۲۵)، دارقطنی (۴/ ۱۵۶)، طبرانی فی الاوسط (۷۶۹۲)

فوائد : "قدتقدم"

اهمية تطهير الأفنية — صحنوں کو صاف رکھنے کی اہمیت کا بیان

٣٤٩۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((طَهِّرُوْا أَفْنِيَتَكُمْ فَإِنَّ الْيَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا)). [الصحیحة: ٢٣٦]

عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھر کا صحن صاف رکھا کرو، کیونکہ یہودی اپنے گھر کا صحن صاف نہیں رکھتے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۔ طبرانی فی الاوسط (۴۰۶۹) بھذا اللفظ۔ ترمذی (۲۷۹۹)، بزار (البحر الزخار:۱۱۱۴)، ابویعلی (۷۹۱)، مطولا بمعناہ

فوائد : شروع اسلام میں جب احکام پوری طرح نازل نہیں ہوئے تھے بلکہ وحی کا سلسلہ جاری تھا اور بتدریج احکام نازل ہو رہے تھے ایسی حالت اگر کسی کام کی سمجھ نہ آتی تو آپ اہل کتاب کو دیکھتے اور ان کے طریقے کو لے لیتے مگر کیونکہ تمام آسمانی ادیان کی بنیاد ایک تھی اور کیے احکام بھی ملتے جلتے تھے لیکن جب اسلام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا اکثر اوامر ونواہی نازل ہو چکے اور مسلمان پہلے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے

نماز ادا کرتے تھے وہ قبلہ بھی تبدیل ہوگیا اور اہل کتاب تک دعوت بھی پہنچا دی گئی اور وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو آپؐ نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہودیوں کے بارے میں فرمایا جو کہ آپ کے قریب ہی بستے تھے کہ ان کی مخالفت کرو اور ہر وہ کام جن میں مخالفت ممکن تھی اس کا حکم دے دیا گیا ان میں سے ایک صحنوں کی صفائی کا حکم بھی تھا آپؐ نے فرمایا وہ اپنے صحنوں کی صفائی نہیں رکھتے تم انکی مخالفت کیا کرو اور انہیں صاف رکھا کرو۔ یہاں سے کچھ بے دین حضرات دلیل لیتے ہیں کہ جی کفار کی مخالفت کا حکم ہے اس لئے اب یہودیوں کی اور سکھوں کی داڑھی ہوتی ہے چنانچہ داڑھی منڈوانا چاہیے **علی ھذا القیاس** لیکن ان کی یہ بات بودی ہے، فضول ہے کیونکہ داڑھی کا تو آپؐ نے حکم دیا اور اسلام میں یہ لازم ہے اصل میں یہ مخالفت کا مطلب غلط سمجھے ہیں مخالفت کا مطلب ہے ایسے کاموں میں مخالفت جہاں پر شریعت کا کوئی واضح حکم نہیں ہے اب اگر کہیں شریعت کا کوئی واضح حکم آ گیا ہے تو وہ عمل چاہے کفار کے موافق ہو یا مخالف ہو اس کو انجام دینا لازمی ہے۔ مگر جس جگہ اختیار ہے مخالفت ممکن ہے وہاں پر انکی مخالفت کی جائیگی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کافروں کے کچھ اعمال مسلمانوں کے اعمال سے میل کھاتے ہیں تو ان کو ترک کر دیا جائیگا نہیں یہ بات غلط ہے۔

فضل الطاعم الشاكر

شکر گزار کھانے والے کی فضیلت کا بیان

٣٥٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ)).

[الصحيحة: ٦٥٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔''

تخريج: الصحیحة ٦٥٥۔ ترمذی (٢٤٨٦)، حاکم (٤/ ١٣٦)، احمد (٢/ ٢٨٣)، ابویعلی (٦٥٨٢)

فوائد : کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنا یہ انتہائی ثواب کا باعث ہے جو کہ ایک روزے دار کے ثواب کے برابر ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے روزہ ایک ایسا عمل ہے جو کہ فقط اللہ کیلئے ہوتا ہے اس میں کسی قسم کا دکھلاوا نہیں ہوتا اسی لئے اس کا ثواب بھی اللہ خود عطا کریں گے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہی اللہ نے ''الریان'' کے نام سے رکھ دیا جس میں سے روزے دار داخل ہوں گے شکر ادا کرنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے لیکن اگر کسی نے آپ کی دعوت کی ہے آپکی خدمت کی ہے تو سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے حدیث میں ہے (من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) جس نے بندے کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس لئے شکر گزاری سب سے پہلے بندوں کی ہوتا کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرنے قابل ہو جائے۔

ومن أنواع الصدقة

صدقہ کی اقسام کا بیان

٣٥١۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' کسی نے پوچھا: اگر وہ صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ پائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں سے کام (محنت، مزدوری) کرے اور (اجرت حاصل کر کے) اپنے نفس کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' پھر پوچھا

يَسْتَطِيعُ؟ قَالَ: يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:۵۷۳]

گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کر دے۔'' پھر پوچھا گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔'' پوچھا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے' یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۳۔ بخاری ۱۴۴۵/ ۶۰۳۲' والادب المفرد (۲۲۵)' مسلم (۱۰۰۸)' نسائی (۲۵۳)' احمد (۴/ ۳۹۵)

فوائد: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمے صدقہ لازم ہے اب یہ نہیں کہ اس کیلئے جان کو مشقت میں ڈالا جائے پیسے خرچ کئے جائیں اگرچہ یہ بھی صدقے کی ایک اعلیٰ قسم ہے لیکن اگر کوئی اتنی مشقت نہ کر سکے ز کہا کہ برائی سے بچارہ یہی صدقہ بن جائے گا یعنی کرنا کچھ نہیں آرام سے بیٹھا ہے یا اپنے ذاتی کام میں مصروف ہے بس برائی نہیں کر رہا یہ بھی للہ کے ہاں صدقہ شمار ہوگا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں سے اپنی حاجت پوری کرے یہ بھی نیکی ہے تو صحابہؓ نے پوچھا یہ تو اپنی حاجت پوری کر رہا نیکی کا یہاں کیا کام آپ نے فرمایا اگر یہ بندہ ناجائز جگہ پر اپنی حاجت پوری کرتا تو کیا اسے گناہ ہوتا تھا انہوں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا تو اب اسے ثواب بھی ہوگا۔ یعنی اللہ اپنے بندوں کے ساتھ اس قدر رحیم ہیں کہ وہ کام جو بندہ پنی ضرورت کیلئے کر رہا ہے اسے بھی ثواب بنا دیا اس کو پیش نظر رکھ کے بندہ غور کرے تو ساری زندگی اجر کا باعث بن سکتی ہے اللہ کی اس قدر بے پایاں رحمت کے باوجود بندہ برائیوں کے انبار لے کر جہنم میں چلا جائے تو اس سے بڑا بدبخت کون ہوگا۔

۳۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ مَرْفُوعًا: ((عَلَى كُلِّ نَفْسٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ مِنْهُ عَلَى نَفْسِهِ. قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مِنْ أَيْنَ أَتَصَدَّقُ وَلَيْسَ لَنَا أَمْوَالٌ؟ قَالَ: لأَنَّ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ التَّكْبِيرَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَعْزِلُ الشَّوْكَةَ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَالْعَظْمَةَ وَالْحَجَرَ، وَتَهْدِي الْأَعْمٰى، وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ وَالْأَبْكَمَ حَتّٰى يَفْقَهَ، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰى حَاجَةٍ لَّهُ قَدْ عَلِمْتَ مَكَانَهَا، وَتَسْعٰى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ إِلَى اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيثِ، وَتَرْفَعُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيفِ، كُلُّ ذٰلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ وَلَكَ فِي جِمَاعِكَ

سیدنا ابو ذر ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' ہر نفس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے صدقہ کروں' میرے پاس تو مال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) یہ بھی صدقہ کی اقسام ہیں: "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنا "سُبْحَانَ اللّٰه" کہنا "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہنا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہنا "اَسْتَغْفِرُ اللّٰه" کہنا' نیکی کا حکم دینا' برائی سے منع کرنا' لوگوں کی گزرگاہوں سے کانٹا' پتھر اور ہڈی ہٹانا' نابینے کی رہنمائی کرنا' بہروں اور گونگوں کو اس اہل بنانا کہ وہ بات سمجھ سکیں' رہنمائی طلب کرنے والے کسی ضرورت مند کی رہنمائی کرنا' مدد کے لئے پکارنے والے مصیبت زدہ کی (مدد کرنے کے لئے) اس کی طرف دوڑ کر جانا' کمزور آدمی کا بھرپور انداز میں تعاون کرنا۔ یہ صدقہ کی اقسام ہیں' ان کے ذریعے تو اپنے آپ پر صدقہ کر سکتا

زَوْجَتِكَ أَجْرٌ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كَيْفَ يَكُوْنُ لِي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ، أَكُنْتَ تَحْتَسِبُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ خَلَقَهُ. قَالَ: فَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ هَدَاهُ. قَالَ فَأَنْتَ تَرْزُقُهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ كَانَ يَرْزُقُهُ. قَالَ: كَذٰلِكَ فَضَعْهُ فِي حَلَالِهِ وَجَنِّبْهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ، وَلَكَ أَجْرٌ)).

ہے۔ اور بیوی سے جماع کرنے میں بھی اجر ہے۔'' سیدنا ابوذر ﷜ نے کہا: جنسی شہوت پوری کرنے میں کون سا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا بتلاؤ کہ اگر تیرا بیٹا ہو، وہ نوجوان ہو جائے اور تجھے اس کی خیر و بھلائی کی امید ہو، لیکن وہ فوت ہو جائے تو کیا تو اس کی وفات پر ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرے گا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے پیدا کیا؟'' میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے ہدایت دی؟'' میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالی نے ہدایت دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے رزق دیا؟'' میں نے کہا: نہیں، اللہ تعالی نے اسے رزق دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس اسی طرح اپنے (عضوِ مخصوص) کو حلال جگہ کے لئے استعمال کر اور حرام سے بچا۔ اگر اللہ نے چاہا اسے زندہ رکھے گا اور چاہا تو اسے مار دے گا اور تجھے اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۵۔ احمد (۵/ ۱۶۸۔ ۱۶۹)، نسائی فی الکبریٰ (۹۰۲۷)، بیہقی فی الشعب (۱۱۱۷۱)، ابن حبان (۳۳۷۷)

فوائد: پچھلی حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔

ومن تربية اهل البيت

اہل بیت کی تربیت کا بیان

۳۵۳۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوڑا وہاں لٹکاؤ، جہاں سے گھر والوں کو نظر آئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۶۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۷/ ۳۳۲)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسے زندگی کا مقصد بتلا کر کہا کہ اگر یہ مقصد (وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون) (میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا)۔ یعنی عبادت حاصل ہو گیا تو پھر جنت کی صورت میں یہ انعامات ہیں لیکن اگر مقصد فوت ہو گیا تو میرے عذاب کو بھی مدنظر رکھنا اور اپنے عذاب کا تفصیلی نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا اس فلسفے سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ ترغیب کے ساتھ ساتھ جب تک ترہیب نہ ہو بات ادھوری رہتی ہے اسی لیے گھر والوں کے ساتھ بہترین سلوک کی ہدایت کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کوڑا بھی سامنے پڑا نظر آئے کہ جسے پیار کی سمجھ نہ آئے تو مار اس کے ذہن میں ہوتا کہ معاملات خوش اسلوبی سے حل ہوتے چلے جائیں۔

۳۵۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ لَهُمْ

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسی جگہ پر کوڑا لٹکاؤ، جہاں سے گھر والے افراد کو نظر آئے

أَدَبٌ)). [الصحيحة: ١٤٤٧]

کیونکہ یہ ان کے لئے باادب ہونے کا سبب ہے۔"

تخریج: الصحيحة ۱۴۴۷- طبرانی فی الکبیر (۱۰۶۷۰) والاوسط (۴۳۷۹)' خطیب (۱۲/ ۲۰۳)' ابن عساکر (۳۹/ ۲۴۷)' عبد الرزاق (۲۱۰۲۳)

فوائد : پچھلی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

حكمة تغطية الانا و بالليل

رات کو برتن ڈھانپنے کی حکمت کا بیان

۳۵۵-عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((غَطُّوْا الإِنَاءَ وَأَوْكُوْا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ فِيْهَا وَبَاءٌ لَايَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَمْ يُغَطَّ وَلَا سِقَاءٌ لَمْ يُوْكَ، إِلَّا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ)). [الصحيحة:٣٠٧٦]

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "(رات کو) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو' کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں ایک وبا نازل ہوتی ہے' وہ جس برتن کو ڈھانپا نہ گیا ہو اور جس مشکیزے پر ڈوری نہ باندھی گئی ہو' اس کے پاس سے گزرتی ہے' اس میں داخل ہو جاتی ہے۔"

تخریج: الصحيحة ۳۰۷۶- احمد (۳/ ۳۵۵)' بیہقی (۶۰۵۹)' مسلم (۲۰۱۴)' بغوی شرح السنة (۳۰۶۱)' ابو عوانة (۵/ ۳۳۴)

فوائد : معلوم ہوا کہ سال میں ایک دفعہ وباء اترتی ہے اسے جو برتن کھلا پڑا مل جائے اسی میں اتر آتی پھر اس برتن کے استعمال کی صورت میں بندہ اس وباء کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے برتن ڈھانک کر رکھے جائیں یا اوندھے کر دیے جائیں اگر سیدھا رکھنا بھی ہو اور ڈھانکنے کیلئے کچھ نہ ملے تو کوئی چھوٹی موٹی چیز اس کے اوپر رکھ دی جائے تو وہ چیز وباء سے محفوظ رہے گی۔

بركة الطعام فى الإجتماعية

کھانے کی برکت اجتماعیت میں ہے

۳۵٦- عَنْ وَحْشِيٍّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، اِجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوْا اِسْمَ اللّٰهِ. تَعَالٰى. عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ)). [الصحيحة:٦٦٤]

سیدنا وحشی ﷺ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں' لیکن سیر نہیں ہوتے (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ کھانا اجتماعی طریقے سے اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو' تمھارے لئے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔"

تخریج: الصحيحة ۶۶۴- ابوداود (۳۷۶۴)' ابن ماجه (۳۲۸۶)' احمد (۳/ ۵۰۱)' حاکم (۲/ ۱۰۳)

فوائد : کھانا اکٹھے کھانے میں انتہائی برکات ایک تو اسی حدیث سے واضح ہیں آپ ؐ نے فرمایا مل کر کھاؤ تو سب سیر ہو گے یعنی سب کا پیٹ بھرے گا مل کر کھانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ تھوڑا کھانا بھی کافی ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وضاحت آتی ہے (اكلو جمعيا ولا تتفرقوا فان طعام الواحد يكفي الاثنين و طعام الاثنين يكفي الاربعة) (طبرانی اوسط) سب مل کر کھاؤ الگ نہ ہو' بس یقیناً ایک کھانا دو کو اور دو کا چار کو کافی ہو جائے گا۔ یعنی اکٹھے کھانے سے برکات کا نزول ہوتا ہے اور دو بندوں کا کھانا چار مل کر آسانی سے کھا سکتے ہیں اور اللہ کو

ایسا کھانا بہت زیادہ محبوب ہے حدیث میں ہے (ان احب الطعام الی الله ما کثرت علیه الایدی) (طبرانی اوسط) اللہ کا محبوب کھانا وہ ہے جس میں ہاتھ زیادہ ہوں۔ جبکہ اس کے برعکس چھوٹے برتنوں میں ڈال کر کھانے کو اللہ کے نبی ﷺ معیوب سمجھتے اور اسے عجمیوں کا طریقہ بتاتے تھے۔ اور آج سائنس بھی اس بات کی معترف ہے کہ مل کر کھانے سے بندہ کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسلام کے احکامات کے اندر جہاں دنیا کی برکات اور آخرت کی کامیابیاں ہیں وہاں انسان کو طبی طور پر بھی اسکے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ وقت ایسے حقائق سے رفتہ رفتہ پردہ ہٹا رہا ہے۔

علی سلامی ابن آدم صدقة

۳۵۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((فِي ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِئَةِ سَلَامٰى أَوْ عَظْمٌ أَوْ مَفْصَلٌ، عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، كُلُّ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُ الرَّجُلِ أَخَاهُ صَدَقَةٌ، وَالشَّرْبَةُ مِنَ الْمَاءِ تَسْقِيهَا صَدَقَةٌ وَإِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:٥٧٦]

ابن آدم کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے میں کل تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ یا ہڈیاں ہوتی ہیں، ہر روز ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ (صدقے کی چند اقسام یہ ہیں:) ہر اچھی بات صدقہ ہے، آدمی کا اپنے بھائی کی مدد کرنا صدقہ ہے، پانی کا ایک گھونٹ پلانا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۶۔ الادب المفرد (۶۲)، مسدد کما فی اتحاف الخیرة (۲۸۴۰)، ابویعلی (۲۴۳۴)، بزار (۹۲۶)، نحوہ

تفسير قوله تعالٰى ذلك ادنى ان لا تعولوا

۳۵۸۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾ قَالَ: أَنْ لَا تَجُورُوا)) [الصحيحة:٣٢٢٢]

اللہ تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کی تفسیر کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ (سورۂ نساء: ۳) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''(زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے) تم ظلم نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۲۔ ابن حبان (۴۰۲۹)، ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۸۶۰)

فعل النبیّ اذا اوى إلى فراشه ليلة

۳۵۹۔ عَنْ عائشة: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِنْ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ لَيْلَةً جَمَعَ فِيهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ

آپ جب رات کو بستر پر آتے تو اس طرح کرتے

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر حسب استطاعت ان ہتھیلیوں کو جسم پر پھیر لیتے۔ اپنے سر، چہرے

بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

[الصحيحة: ٣١٠٤]

اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے' ایسا تین مرتبہ کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۰۴۔ بخاری (۵۰۱۷)' ابوداود (۵۰۵۶)' ترمذی (۳۳۹۹)' والشمائل (۲۱۸)' احمد (۶/ ۱۱۶)

فوائد : رات کے سونے کے اذکار میں سے یہ تین قل بھی ہیں یعنی معوذتین اور سورۃ اخلاص۔ جب اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہوگیا تھا تو اللہ تعالٰی نے دم کیلئے یہ تین سورتیں نازل کیں یہ ایسی مجرب سورتیں ہیں خصوصاً جب اللہ نے انہیں اتارا ہی ایسے موقع پر ہو جب نبی کریم ﷺ جو کہ اللہ کی سب سے محبوب ہستی تھیں ان پر جادو کا اثر ہوا تو انہیں دی گئیں یہ سورتیں جادو کے خلاف کس قدر مجرب ہوں گی ہر بندہ اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔ اور یہ ایسی کارگر ثابت ہوئیں کہ آپ سے سارے شیطانی اثرات ختم ہوگئے۔ آج جب جہالت کی بناء پر جادو جو کہ کفر ہے عام ہو چکا ہے اور ایسے کفر کے اڈے جگہ جگہ کھل چکے ہیں تو ایسے حالات میں حاسدوں کے شر اور انکے جادوئی ہتھکنڈوں سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ بندہ ان کو اپنا معمول بنالے رات کو سوتے وقت بستر پر بیٹھ کر تین دفعہ انکو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر سارے جسم پر ہاتھ پھیر لیے جائیں ان شاء اللہ اللہ ہر قسم کے شیاطین سے کافی ہوجائے گا۔

الأمر بالتبشير

خوش خبری دینے کا حکم

٣٦٠۔عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: ((كَانَ إِذَا بَعَثَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِهٖ فِي بَعْضِ أَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا)).

[الصحيحة: ٩٩٢]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے بعض معاملات میں امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے: ''خوشخبریاں سنانا' متنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا' نہ کہ دشواریاں۔''

تخریج: الصحيحة ۹۹۲۔ مسلم (۱۷۳۲)' ابوداود (۴۸۳۵)' احمد (۴/ ۳۹۹)' فی اثناء الحديث۔ بغوی فی شرح السنة (۲۴۷۵)

فوائد : لوگوں کو جب اسلام کے بارے دعوت دی جائے اسکی تعلیمات سکھلائی جائیں تو چھوٹتے ہی ایسے احکام بتانے شروع کر دیئے جائیں جس میں تھوڑی مشقت کرنی پڑتی ہو تھوڑا نفس پر جبر کرنا پڑتا ہو تو اس میں اندیشہ ہے کہ ایک کافر جو اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوا ہے وہ ڈر کر بھاگ جائے اور اسلام سے متنفر ہوجائے تو ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے رفتہ رفتہ بتدریج اسلام کے احکام سے روشناس کروایا جائے جیسا کہ ایک بندہ اسلام قبول کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا ہے کہا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن کچھ ایسی جاہلی عادات ہیں جن سے میں دستکش نہیں ہوسکتا مثلاً چوری، زنا وغیرہ تو آپ نے کہا ٹھیک ہے بس جھوٹ چھوڑ دو وہ مان گیا لیکن صرف جھوٹ چھوڑنے کی وجہ سے اس کی تمام بدعادات ختم ہوگئیں اگر آتے ہی سختی کی جاتی کہ نہیں یہ اسلام میں ضروری ہیں یہ برائیاں چھوڑنا پڑیں گی تو اندیشہ تھا کہ وہ قبول اسلام سے ہی منکر ہو جاتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یورپ کے ایک مشہور گلوکار کے ساتھ پیش آیا وہ بہت اعلیٰ موسیقار تھا اسلام سے متاثر ہوکر مسلمان بن گیا اور آہستہ آہستہ جب اسے گانے کی حرمت کا پتہ لگتا ہے تو وہ اس سے توبہ کرلیتا ہے اسکے اپنے الفاظ ہیں کہ میں گانے کا اس قدر شیدائی تھا کہ اگر ابتداءً مجھے کوئی کہتا کہ تمہیں گانا چھوڑنا پڑے گا تو میں مسلمان بھی نہ ہوتا لیکن بعد میں جب اسلامی تعلیمات مجھ میں راسخ ہوگئیں اور مجھے پتہ چلا تو میں نے اس سے بخوشی توبہ کرلی۔ یہ اس حدیث کا مطلب ہے۔

استحباب الاعادة بكلمة ثلاثا

کسی بھی بات کو تین بار دھرانے کا استحباب

۳٦١۔عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثاً، حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثاً)). [الصحيحة: ٣٤٧٣]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ اسے دہراتے حتی کہ وہ خوب سمجھ لی جاتی اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو سلام بھی تین دفعہ کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۳- بخاری (۹۴، ۹۵)، ترمذی (۲۷۲۳، ۳۶۴۰)، والشمائل (۱۹۲)، احمد (۳/ ۲۲۱)

فوائد : نبی کریم ﷺ کی بہترین عادات میں سے ایک عادت یہ تھی کہ آپ ہر کلمہ الگ الگ اور تین دفعہ بولتے آپ ایسے ٹھہر ٹھہر کر الفاظ بولتے کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا تو بات ایسے کرنی چاہیے کہ سننے والے کو آسانی سے سمجھ آجائے۔ یہی اسوۂ رسول ہے۔

ومن كفارة المجلس

مجلس کے کفارہ کا بیان

۳٦٢۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِساً أَوْ صَلّٰى صَلَاةً تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ؟ فَقَالَ: إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعاً عَلَيْهِنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة: ٣١٦٤]

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات کہتے تھے۔ میں نے ایک دن ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا؟ جواباً آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اس مجلس میں خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کرے گا تو یہ کلمات اس کے لئے روزِ قیامت تک مہر ثابت ہوں گے اور اگر کوئی اور (برا) کلام کرے گا تو یہ کفارہ بن جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۴- نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۰۹، ۴۰۰)، ابن حجر فی الفتح (۱۳/ ۵۴۶)، احمد (۶/ ۷۷)، بیھقی فی الشعب (۶۲۹)

فوائد : مجالس کے اندر بے دھیانی میں گناہ کا سرزد ہو جانا بعید نہیں اس لیے یہ دعا چونکہ مجلس کے تمام گناہ جو دانستہ ہوئے ہوں یا نادانستہ سب کا کفارہ بن جاتی ہے لہٰذا اسے معمول بنالینا چاہیے۔

دعاء الخروج من البيت

گھر سے نکلنے کی دعا

۳٦٣۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر

قالت: ((كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نَزِلَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَزِلَّ أَوْ أُزِلَّ ...... بِالْإِفْرَادِ فِي الْأَفْعَالِ كُلِّهَا) أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا)). [الصحيحة: ٣١٦٣]

سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نَزِلَّ، اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔ (اللہ کے نام کے ساتھ) میں نے اللہ پر توکل کیا، اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائیں یا ہم کسی سے جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہم سے جہالت سے پیش آئے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ صیغہ واحد متکلم کے ساتھ ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۳۔ ترمذی (۳۴۲۳)، نسائی (۵۴۸۸)، وعمل الیوم واللیلة (۸۷)، ابن ماجه (۳۸۸۴)، احمد (۶/ ۳۰۶)

باب: من هديه ﷺ في المصافحة

باب: مصافحہ میں نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ

٣٦٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ إِذَا صَافَحَ رَجُلًا لَمْ يَتْرُكْ يَدَهُ، حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ التَّارِكُ لِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) [الصحيحة: ٢٤٨٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے، جب تک وہ خود آپ ﷺ کا ہاتھ ترک نہ کرتا۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۵۔ خطیب فی الموضح (۲/ ۲۲۵)، ترمذی (۲۴۹۰)، ابن ماجه (۳۷۱۶)، ابن سعد (۱/ ۳۷۸)

فوائد : یہ حدیث آپ کی تواضع و عاجزی پر دلالت کرتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ آپ اپنا چہرہ اسکی طرف کئے رکھتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔ آپ ملتے ہوئے انتہائی عاجزی اور محبت کا مظاہرہ کرتے کسی سے جان چھڑانے کی نہ کرتے۔

كيف يشمت العاطس؟

چھینکنے والے کو جواب کیسے دیا جائے گا

٣٦٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ذِي الْجَنَاحَيْنِ: ((كَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَاللّٰهَ فَيُقَالُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. فَيَقُوْلُ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٣٨٧]

سیدنا عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہتے۔ جب جوابًا "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہا جاتا تو آپ فرماتے: "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات کی اصلاح فرمائے)۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۷۔ احمد (۱/ ۲۰۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۵۹: الجزء المفقود) والدعاء (۱۹۸۰)، والبیهقی فی الشعب (۹۳۴۰)

فوائد : قد تقدم

ومن المعانقة والمصافحة

معانقہ اور مصافحہ کرنے کا بیان

٣٦٦۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا وَإِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابۂ کرام باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو

تَعَانَقُوْا)). [الصحيحة:٢٦٤٧] معانقہ کرتے۔

تخریج: الصحيحة ٢٦٤٧۔ طبرانی فی الاوسط (٩٧)' من حديث انس رضی اللہ عنہ' بیهقی (٧/ ١٠٠)' ابن ابی الدنيا فی الاخوان (١١٢)' من حديث الشعبی به

فوائد : جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے "مصافحہ" صفحہ (ہتھیلی) سے ہے یعنی ہتھیلی سے ہتھیلی ملانا اسے مصافحہ کہتے ہیں اس میں دونوں طرف سے ایک ہاتھ ہونا ہی کافی ہے۔ "معانقہ" یہ عنق (گردن) سے ہے گردن سے گردن مل جائے اسے معانقہ کہا جاتا ہے ایک دفعہ ہی مل جائے کافی ہے یہ جو رواج ہے کہ تین دفعہ یہ ضروری نہیں۔ بس ایک دفعہ ہی گردن سے گردن مل جائے معانقہ مکمل ہوگیا یہ محبت میں اضافے اور گناہوں کے جھڑنے کا باعث ہے۔

مشيء الصحابة أمامه

صحابہ کرامؓ کا آپؐ کے آگے چلنے کا بیان

٣٦٧۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ)). [الصحيحة: ٤٣٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٤٣٦۔ احمد (٣/ ٣٠٢)' ابن ماجه (٢٤٦)' ابن حبان (٦٣١٢)' ابو الشيخ فی الاخلاق النبی ﷺ (ص : ٩٤)

فوائد : رحمت کائنات ﷺ بادشاہوں اور متکبروں کی طرح لوگوں کے آگے نہیں چلتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ آگے چلتے اور آپؐ متواضعانہ انداز میں ان کے پیچھے چلتے اور اس میں حفاظت کا پہلو بھی ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آگے اور فرشتے آپؐ کے پیچھے ہوتے۔

اهمية سورة العصر

سورت العصر کی اہمیت کا بیان

٣٦٨۔ عَنْ أَبِي مَدِيْنَةَ الدَّارِمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ إِذَا الْتَقَيَا لَمْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ: ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ)). [الصحيحة:٢٦٤٨]

ابو مدینہ دارمی سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی دو صحابہ کی ملاقات ہوتی تو اس وقت تک وہ جدا نہ ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے پر ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ نہ پڑھ لیتے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٢٦٤٨۔ طبرانی فی الاوسط (٥١٢٠)' بیهقی فی الشعب (٩٠٥٧)

فوائد : سورۃ العصر انتہائی جامع سورت ہے اس میں انسان کو انتہائی اختصار کے ساتھ اسکی کامیابی و ناکامی سے اسے آگاہ کر دیا گیا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اگر قرآن کی یہی صورت نازل ہوجاتی باقی قرآن نہ اترتا تو انسان کی رہنمائی کیلئے کافی تھی۔" جیسا کہ اس میں مومنین کی چار صفات کا تذکرہ ہے۔ (۱) ایمان (۲) عمل (۳) دعوت (۴) صبر۔ اخروی کامیابی انہیں چار اجزاء سے مرکب ہے جبکہ اس سے ہٹ کر گمراہی ہے اور زمانہ اس پر شاہد ہے۔ یہ انتہائی جامع نصیحت ہوتی جو صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو کرتے اور سلام کہہ کر جدا ہوجاتے۔ ایسے نصیحتیں کرتے رہنے سے آخرت یاد رہتی ہے اور بندہ نیکیوں پر کمر بستہ رہتا ہے۔

ذم الاطلاع فی البیت بغیر اذن

بغیر اجازت گھر میں جھانکنے کی مذمت کا بیان

٣٦٩۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ قَائِماً يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاطَّلَعَ فِي بَيْتِهِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَسَدَّدَهُ نَحْوَ عَيْنَيْهِ حَتّٰى انْصَرَفَ)).

[الصحيحة:٢٦١٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے' ایک آدمی نے (بلا اجازت) گھر میں جھانکا۔ رسول اللہ ﷺ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کی آنکھوں کو نشانہ بنایا' لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۲۔ الادب المفرد (۱۰۶۹)' احمد (۳/ ۱۹۱)' ابوالقاسم البغوی فی حدیث ھدیۃ (۸۰)' بخاری (۶۲۴۲)' مسلم (۲۱۵۷)' مختصراً۔

فوائد : جب کسی کے گھر آیا جائے تو سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے۔ اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ تیسری دفعہ کے بعد پلٹ جانا چاہیے لیکن اگر اجازت مل جائے تو اندر جھانکنا اور داخل ہونا یہ آپ کے لئے جائز ہوگیا۔لیکن اجازت لئے بغیر کسی کے دروازے سے اندر جھانکنا یہ حرام ہے اس کے بدلے میں گھر والا اس کی آنکھ بھی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے اس کا قصاص نہیں لیا جائیگا نہ ہی دیت دی جائیگی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ گھر بیٹھے کنگھی سے سر کھرچ رہے تھے کہ ایک آدمی نے سوراخ سے اندر جھانکا آپ ﷺ نے کہا کہ اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو ''لطعنت فی عینك انما جعل الا ستیذان من اجل البصر'' (متفق علیہ) میں تیری آنکھ میں دے مارتا اسی لئے آنکھ کی وجہ سے اجازت کو مقرر کیا گیا ہے۔یعنی اجازت کا مقصد یہ ہے کہ کہیں غلط جگہ پر نظر نہ پڑے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اجازت لینے کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔ اس لئے اس حرام کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب: عید المسلمین السنوی الفطر والاضحی

باب: عید الفطر اور عید قربان مسلمانوں کی سالانہ عیدیں ہیں

٣٧٠۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ: ((كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا، وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْراً مِنْهُمَا: يَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ الْأَضْحٰى)).

[الصحيحة:٢٠٢١]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت نے سال میں کھیلنے کے لئے دو دن مقرر کر رکھے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: ''تمھارے دو دن تھے جن میں تم کھیلتے تھے' اللہ تعالی نے تمھارے لئے دو بہترین دنوں کو ان کا بدل بنایا ہے اور وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۱۔ نسائی (۱۵۵۷)' احمد (۳/ ۱۰۳' ۱۷۸)' طحاوی فی المشکل (۲/ ۲۱۱)' حاکم (۱/ ۲۹۴)

فوائد : اسلام میں صرف دو عیدوں کا تصور ہے کہ انھیں کھیل کود کر خوش ہوا جائے اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے دلی ارمان پورے کئے جائیں۔اب جو اسلام کے اندر کسی تیسری عید کو رواج دیں یا خوشی کے مزید تہوار کفار سے مستعار لے کر منانے شروع کر دیں تو گویا وہ

اللہ کی اس دین پر خوش نہیں اور اس کو تھوڑا خیال کرتے ہیں اور عید جو کہ ایک مذہبی تہوار ہے اس میں اضافہ کرتے ہوئے ان کی تعداد تین کر دیتے ہیں وہ ''نعوذ باللہ'' اس عقیدے کو تقویت دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیانت سے کام لیا اور ہماری خوشیاں پر ڈاکہ ڈالا کہ عیدیں دو نہیں آپ ﷺ نے انہیں دو کر دیا ہے یا وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام آپ ﷺ کے دور میں مکمل نہیں ہوا بلکہ اسے ہم نے عیدوں کی تعداد پورا کر کے مکمل کیا ہے (العیاذباللہ من ذلك الهفوات) ایسے گندے عقیدہ سے توبہ کر کے خالص اسلام کی طرف پلٹ آنا چاہیے حدیث کے الفاظ صاف ہیں کہ اسلام کے اندر کھیلنے خوشی منانے کے دو ہی دن ہیں جنہیں عید کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے (اشهرا عيد لاينقصان رمضان وذو الحجة) متفق علیہ) عید کے دونوں مہینے کمی والے نہیں ہوتے رمضان اور ذوالحجہ۔ معلوم ہوا کہ عید کے صرف دو مہینے ہیں رمضان ورذوالحجہ تیسرا کوئی مہینہ عید کا نہیں کہ جس میں عید منائی جا سکے ''فافهموا''

باب: ادب رد السلام علی اهل الكتاب

باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

۳۷۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ نَاسٌ يَأْتُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَيَقُوْلُوْنَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ! فَيَقُوْلُ وَعَلَيْكُمْ فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ، (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْ يَا عَائِشَةُ! لَا تَكُوْنِي فَاحِشَةً] فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿وَإِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

(المجادلة : ۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہودی لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر (السلام علیکم کی بجائے) کہتے: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو)۔ آپ ﷺ جواباً فرماتے: ''وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی ہو)۔'' سیدہ عائشہؓ ان کی یہ بات سمجھ گئیں اور انھیں برا بھلا کہا (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور مذمت ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! رہنے دو، ناپسندیدہ باتیں مت کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کو یوں یوں کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے ان کو (اچھے انداز میں) جواب دے نہیں دیا؟'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا﴾ ...... آیت کے آخر تک (سورۂ مجادلہ: ۸)

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۱۔ اسحاق بن راهويه فى مسنده (۱۳۵۶)، مسلم (۲۱۶۵)، احمد (۶/ ۲۲۹)، ابن ماجه (۳۶۹۸)

فوائد : قدتقدم

ومن تسمية الانثٰى من الخيل فرسا

گھوڑی کا نام فرس رکھنے کا بیان

۳۷۲۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ :((كَانَ يُسَمِّي الْأُنْثٰى

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑی کو

مِنَ الْخَيْلِ فَرَساً)). [الصحيحة:٢١٣١]

''فَرَسٌ'' کہتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۱۔ حاکم (۲/ ۱۴۴)' ابوداود (۲۵۴۶)' ابن حبان (۴۶۸۰)' بیہقی (۶/ ۳۳۰)

فوائد : کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانا اطراف سے کھایا جائے کیونکہ درمیان میں برکت اترتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ۔(البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافيته ولا تاكلوا من وسطه)(بخاری) کھانے کے درمیان برکت نازل ہوتی ہے سواس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے مت کھاؤ۔ اس لئے ضروری ہے کہ بندہ اطراف سے کھاتا رہے اور درمیان سے آخر میں کھائے تاکہ زیادہ سے زیادہ برکت اتر آئے۔ نبی کریم ﷺ ہر وہ حالت جس میں تکبر کی بوتک بھی ہوتی اس سے انتہائی دور بھاگتے اس لئے یا تو آپ ﷺ صحابہ کے پیچھے چلتے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا یا پھر لوگوں کو دائیں بائیں لے کر چلتے اور پیچھے کسی کو نہ چلنے دیتے یہ آپ کی عاجزی پر دلالت کرتا ہے۔

كراهية الأخذ من رأس الطعام

٣٧٣ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى ، قَالَتْ: ((كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ رَأْسِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة:٣١٢٥]

اوپر سے کھانا لینے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبید اللہ بن علی بن ابو رافع اپنی دادی سلمی سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کھانے کی چوٹی سے کھانا کھایا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۹۷)

فوائد : آپ ﷺ بچوں کا خصوصی خیال رکھتے ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھتے انہیں محبت سے اپنے قریب کرتے تاکہ تربیت کرنے میں آسانی رہے کیونکہ کرخت اور درشت لہجے والے انسان سے لوگ کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ایسے میں تربیت کرنے میں دشواری پیش آتی ہے آپ ﷺ کو سلام کہنا اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ انکی تربیت ایسی ہو کہ بچپن سے ہی سلام کا پتہ چلے اور وہ مانوس ہو جائیں۔

كراهية المشيي من عقبه ﷺ

٣٧٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَطَأَ أَحَدٌ عَقِبَهُ، وَلٰكِنْ يَمِيْنٌ وَشِمَالٌ)) [الصحيحة:١٢٣٩]

آپ ﷺ کے پیچھے چلنے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان کے پیچھے چلے' لوگ آپ ﷺ کے دائیں بائیں چلتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۹۔ حاکم (۴/ ۲۷۹)' ابوداود (۳۷۷۰)' ابن ماجه (۲۴۴)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۶۷)' نحوه مختصراً۔

من تسليم الغلمان

٣٧٥ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْغِلْمَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ.)) [الصحيحة:١٢٧٨]

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

سیدنا انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے' انھیں سلام کہتے اور ان کے لئے برکت کی دعا کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۸۔ ابن عساکر (۶۶/ ۱۸۹)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۲۵۳۴' ۲۵۳۵)' املاء السمعانی (۳۴)' بخاری (۲۶۴۷)' مسلم (۲۱۶۸)' من طریق آخر بذکر التعلیم فقط نسائی فی الکبری (۱۰۱۶۱)

باب: الخطبة الجذماء

۳۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ، فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)).

[الصحيحة: ١٦٩]

باب: ناقص خطبہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ' جس میں تشہد نہ ہو' کوڑھ زدہ ہاتھ کی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۔ ابو داود (۴۸۴۱)' احمد (۲/ ۳۰۲' ۳۴۳)' ابن حبان (۲۷۹۶)' بیهقی (۳/ ۲۰۹)

كل نفس من بني آدم سيد

۳۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ نَفْسٍ مِّنْ بَنِي آدَمَ سَيِّدٌ' فَالرَّجُلُ سَيِّدُ أَهْلِهِ' وَالْمَرْأَةُ سَيِّدَةُ بَيْتِهَا))

[الصحيحة: ٢٠٤١]

بنو آدم کا ہر فرد سردار ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنو آدم کا ہر فرد (کسی نہ کسی طرح) سردار ہے' (مثلاً) آدمی اپنے اہل وعیال کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۱۔ ابن السنی (۳۸۲)' ابو بکر المقریء الاصبهانی فی الفوائد (۱۳/ ۱۹۰/ ۱)

فوائد : آخر پر (متروک فوائد) کے تحت دیکھیں)

باب: من آدب الطعام

۳۷۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا جَمِيْعاً وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فَإِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنَ، وَطَعَامُ الْاَثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ)).

باب: کھانے کے آداب

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مل کر کھاؤ' تین تیرہ بارہ باٹ نہ ہو جاؤ' کیونکہ ایک آدمی کا کھانا دو افراد کو اور دو کا چار افراد کو کفایت کر جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۱۔ طبرانی فی الاوسط (۷۴۴۰) والکبیر (۱۳۲۳۶)' عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۱۸۵)

فوائد : قد تقدم

باب: من ادب السلام وان رد الواحد يجزیء

۳۷۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ

باب: سلام کے آداب نیز اگر جماعت میں سے ایک جواب دے تو کافی ہوگا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے۔

يَنْتَهِي)) [الصحيحة: ٣٣٠]

تخریج: الصحیحة ۳۳۰- ابوداود (۳۶۳)' نسائی (۲۹۳)' ابن ماجه (۶۲۸)' احمد (۶/ ۳۵۵٬ ۳۵۶)

فوائد : مجلس کے اندر جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے اگر بندہ بعد میں آیا ہے تو اسے چاہیے مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ہے بیٹھ جائے کیونکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا چاہیے یہ ایک معیوب فعل ہے کیونکہ اس میں بیٹھے ہوؤں کو تکلیف ہوتی ہے جو کہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ مجلس میں ہوسکتا ہے کہ اسے جتنا ثواب ملے وہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اس سے زیادہ گناہ کا سزاوار بن جائے اس لئے اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔

باب: زيادة "ومغفرته" في رد السلام

۳۸۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَمَغْفِرَتُهُ)).

[الصحيحة: ١٤٤٩]

باب: سلام کے جواب میں ومغفرته کے اضافے کا بیان

سیدنا زید بن ارقم ﷺ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ ہمیں سلام دیتے تو ہم جواباً کہتے: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ (اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو' اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو)۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۹- بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۳۳۰)' بیهقی فی الشعب (۸۸۸۱)' ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۵۸۶)' والطبرانی فی الکبیر (۵۰۱۵)' وعند لیس عنده "ومغفرته" والله اعلم!

فوائد : قد تقدم

جواز الاكل و الشرب قائما و ماشيا

۳۸۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ، وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)). [الصحيحة: ٣١٧٨]

کھڑے کھانے پینے کی اجازت

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھڑے ہو کر (بھی) کھا پی لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۸- ابن ابی شیبة (۸/ ۲۰۵)' احمد (۲/ ۱۰۸)' ترمذی (۱۸۸۰)' دارمی (۲۱۳۱)

فوائد : ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے ہاں جن احادیث کے اندر منع آیا ہے وہ تحریم کیلئے نہیں بلکہ استحباب بتانے کیلئے ہے کہ بیٹھ کر کھانا یا پینا مستحب ہے حرام نہیں ہے اگر کوئی مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

ذم الشعر

۳۸۲- قَالَ ﷺ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحاً حَتّٰى يُرِيَهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْراً))

وَرَدَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: أَبُو هُرَيْرَةَ،

شعر کہنے کی مذمت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کسی کا پیٹ پیپ سے لبالب بھر جائے حتی کہ اسے دکھائی دینے لگے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔" یہ حدیث کئی

وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ، وَأَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، وَعُمَرُ وَغَیْرُھُمْ))۔ [الصحیحۃ:۳۳٦]

صحابۂ کرام' مثلاً سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سید سعد بن ابو وقاص اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے۔ (شعروں سے مراد بیہودہ اور لایعنی اشعار ہیں)۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳٦- (۱) ابوہریرۃ: بخاری (٦۱۵۵)' والادب المفرد (۸٦۰)' مسلم (۲۲۵۷)' ابوداود (۵۰۰۹)' ترمذی (۲۸۵۲)' ابن ماجہ (۳۷۵۹)' ابن عمر: بخاری (٦۱۵۴) والادب المفرد (۸۷۰)' (۳) سعد بن ابی وقاص: مسلم (۲۲۵۸)' ترمذی (۲۸۵۱)' ابن ماجہ (۳۷٦۰)' (۴) ابوسعید: مسلم (۲۲۵۹)' (۵) عمر رضی اللہ عنہ طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۲۹۵)' (٦) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ابن عدی (۱/ ۴۰٦)

فوائد : تقدم

حق المسلم علی المسلم أربع

مسلمان کے مسلمان پر چار حق ہیں

۳۸۳-عَنْ أَبِی مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺقَالَ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلَالٍ: یُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَیُجِیْبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَیَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَیَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ)). [الصحیحۃ:۲۱٥٤]

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں: جب وہ چھینکے اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) تو اسے یَرْحَمُكَ اللّٰہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہا جائے' جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کی جائے' جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں حاضری دے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۴- الادب المفرد (۹۲۳)' ابن ماجہ (۱۴۳۴)' احمد (۵/ ۲۷۳)' ابن حبان (۲۴۰)

فوائد : تقدم

ومن ذم الغیبة

غیبت کی مذمت کا بیان

۳۸٤-عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِی رَبِّی. عَزَّوَجَلَّ. مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِی یَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَیَقَعُوْنَ فِی أَعْرَاضِهِمْ)). [الصحیحۃ:٥٣٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے' وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے' میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۳- احمد (۳/ ۲۲۴)' ابوداود (۴۸۷۸)' ابن ابی الدنیا فی الصمت (۵۷۷)' بیہقی فی الشعب (٦۷۱٦)

فوائد : کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرنا جو کہ اس کے اندر موجود ہو یا کوئی خامی یا ایسا گناہ جس کا وہ ارتکاب

کر بیٹھا ہے اسے غیبت کہتے ہیں غیبت فقط زبان کا چسکا ہے پل بھر کے لئے ہم کسی کی خامی بیان کر کے ہنس لیتے ہیں مگر بعد میں اپنے رونے کا سامان کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ یہ وقتی ہنسنا بعد میں مستقل رونے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی ایک زوجہ کو ''قصیرۃ'' ٹھگنی کہہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ اگر تیری یہ بات سمندر میں ڈال دی جائے تو تمام سمندر کڑوے ہو جائیں بظاہر بے ضرری بات ہے جو کہ ہمارے لئے لہجے کی ہنسی مذاق ہوتی ہے جب کہ وہ ہماری عاقبت کے لئے کس قدر نقصان دہ ہوتی ہے اس حدیث سے آپ ﷺ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کسی کی غیبت کرنا یہ حقیقت میں اس کے گوشت کھانے کے مترادف ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سالن مانگنے والی حدیث میں ابھی آپ ﷺ پڑھ آئے ہیں۔آپ ﷺ نے معراج پر ان کا جو انجام دیکھا اسے پڑھ کے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ کتنا بڑا اور خطرناک گناہ ہے (اعاذنا اللہ منہ)

ومن ذم حدة اللسان

زبان کی تیزی کی مذمت کا بیان

۳۸۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اطَّلَعَ عَلَى أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَاتَصْنَعُ يَاخَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ؟ فَقَالَ: هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا يَشْكُو إِلَى اللَّهِ اللِّسَانَ عَلَى حِدَّتِهِ)). [الصحيحة:٥٣٥]

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خلیفۂ رسول! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ مجھے ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۵۔ ابویعلی (۵) ابن السنی (۷)' ابن ابی فی الورع (۹۲)' بیہقی فی الشعب (۴۹۴۷)

فوائد : زبان کی عمدگی یا اس کی تباہ کاریوں کا ذکر پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ ایک تو ہر عضو اللہ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے دوسری طرف زبان سے عرض پرداز ہوتا ہے کہ تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

ليس للنساء وسط الطريق

عورتوں کے لیے راستے کے درمیان چلنا درست نہیں

۳۸۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسَطُ الطَّرِيقِ)). [الصحيحة:٨٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے لئے راستے کے درمیان میں چلنا درست نہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۵۶۔ ابن حبان (۵۶۰۱)' ابن عدی (۴/ ۱۳۲۱)' بیہقی فی الشعب (۷۸۲۳)

فوائد : دور نبویؐ میں عورتیں مسجد میں نماز ادا کرنے آیا کرتی تھیں۔نماز کے اختتام کے بعد صحابہؓ نے نکلنا ہوتا تو ساتھ صحابیات تو عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے پریشانی ہوئی تو آپ ﷺ نے عورتوں کو راستے کے درمیان چلنے سے روک دیا تو حدیث میں ہے کہ عورتیں اس طرح دیوار کے چمٹ کر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیوار سے لپٹ جاتے یعنی اس قدر وہ اوامر ونواہی پر عمل کرنے میں حریص تھیں۔

ليس المؤمن الذي يشبع وجاره جائع

وہ مؤمن نہیں کہ جس کا پڑوسی بھوکا ہو......

٣٨٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ)). [الصحيحة:١٤٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ نہیں ہوتا جوخود تو سیر ہو جائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۔ احمد (۶/ ۱۶)' دارمی (۲۷۸۰)' مسلم (۲۹۹۹)

فوائد : اسلام پڑوسی کو انتہائی زیادہ حقوق دیتا ہے اسلام کا مقصود افراد کی تربیت کر کے ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینا ہے جو کہ افراد کا معاشرے میں پائے جانے والے دوسرے لوگوں کی ضرویات پوری کرنا اور انکا بھلائیوں پر تعاون اور برائیوں سے روکنا اور ان کے ساتھ معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنا تا کہ معاشرہ ایک صالح معاشرہ بن جائے اس کی ابتداء پڑوسی سے ہوتی ہے یہ وہ پہلا بندہ ہے جس سے آدمی کا رابطہ ہوتا ہے اگر وہ اس سے معاملات خوش اسلوبی سے طے کر لیتا ہے تو ایسا شخص باقی لوگوں کے لئے فائدے کا باعث بن سکتا ہے اگر وہ یہاں ناکام ہو جائے تو اگلے میدان اس کا کامیابی حاصل کرنا انتہائی دشوار ہے اس لئے اسلام کے اندر پڑوسی کے حقوق کو انتہائی اہمیت دی گئی حدیث میں ہے (ما زال جبرائیل یوصینی باالجار حتی ظننت انه سیورثه)(بخاری) جبریل مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث بناڈالیں گے۔اور قرآن کے اندر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ پڑوسی کا خصوصاً حکم آیا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کیا جائے (نساء) اگر اس کے حقوق کا پاس نہ کیا جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے جیسا کہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں۔اس لئے خود کھاتے وقت پڑوسی کا خیال رکھا جائے کہ اس کے گھر بھی کچھ پکا ہے کہ نہیں بلکہ پتہ کئے بغیر ہی اسے کچھ بھیج دیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس شوربا بڑھالو اور پڑوسی کا خیال رکھو۔

ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہے

٣٨٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا بِاللَّعَّانِ، وَلَا بِالْفَاحِشِ، وَلَا بِالْبَذِيْءِ)).

[الصحيحة: ٣٢٠]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا ہوتا ہے نہ فضول گوئی و زبان درازی کرنے والا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۔ احمد (۱/ ۴۰۴۔ ۴۰۵)' الادب المفرد (۳۳۲)' ترمذی (۱۹۷۷)' حاکم (۱۲۸)

فوائد : لعن طعن فضول باتیں گندی باتیں یہ مومن کی علامت نہیں یہ دونوں چیزیں ایک دوسری کی ضد ہیں ایمان ہوگا تو بیہودہ گوئی نہیں ہوگی۔ بیہودہ گوئی ہوگی تو ایمان نہیں ہوگا۔کیونکہ یہ سوتنیں کہیں اکٹھی ایک گھر میں بسیرا نہیں کر سکتیں۔

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب کے بارے میں

٣٨٩۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:((لِيُسَلِّمْ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ وَلْيُسَلِّمْ الرَّاجِلُ عَلَى الْقَاعِدِ وَلْيُسَلِّمْ

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام دیں۔ جس نے سلام کا

الْأَقَلِّ عَلَى الْأَكْثَرِ فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ فَلَاشَيْءَ لَهُ)).

جواب دیا تو اسے ثواب ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا تو وہ اجر سے محروم رہے گا۔''

[الصحيحة:٢١٩٩]

تخریج: الصحيحة ٢١٩٩- الادب المفرد (٩٩٢)' عبد الرزاق (١٩٤٤٤)' احمد (٣/ ٤٤٤)

فوائد : تقدم

باب: حق الضيف وجواز مطالبته به

باب: مہمان کا حق اور اس کے مطالبے کا جواز

٣٩٠- عَنْ أَبِي كُرَيْمَةَ الشَّامِيِّ مَرْفُوعاً: ((لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحيحة:٢٢٠٤]

سیدنا ابوکریمہ شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کی پہلے دن کی ضیافت ہر (میزبان) مسلمان پر حق ہے' کسی کے گھر آنے والا مہمان (کا حق) اس پر قرض ہوتا ہے' یہ مہمان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٢٠٤- الادب المفرد (٧٤٤)' ابوداود (٣٧٥٠)' ابن ماجه (٣٦٧٧)' احمد (٤/ ١٣٠- ١٣٢)

فوائد : مہمان کی مہمان نوازی کرنی لازم ہے یہ ایمان کی علامت ہے اور جو بندہ مہمان نوازی میں پس وپیش سے کام لیتا ہے اس کا ایمان مشکوک ہے حدیث رسول ﷺ ہے۔(من كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلاثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة) (متفق علیہ) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے دستوراً لازمی ایک دن اور ایک رات تین دن تک مہمانی ہے جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے۔ایک دن مہمان نوازی کرنا اسے اچھا کھانا کھلانا اور اس کے لئے خصوصی اہتمام کرنا ضروری ہے اور بعد تین دن تک عام اپنے ساتھ کھلانا اپنے پاس ٹھہرانا ہے اس کے بعد صدقہ کریں تب بھی درست ہے ورنہ گناہ کوئی نہیں لیکن اگر کوئی ایک دن بھی مہمان نوازی نہ کرے تو مہمان کو جائز ہے کہ وہ اپنا حق بزور بازو لے لے جیسا کہ حدیث میں (الاان نزلتم بقوفامروا لكم يماينبغى للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق ضيف الذى ينبغى مهم(متفق علیہ) اگر تم کسی قوم کے پاس آ ؤ اور وہ تمہاری مناسب مہمان نوازی کریں تو قبول کرلو۔اگر ایسا نہ کریں جتنا مہمان کا مناسب حق ہے اس سے چھین لو۔یہ مہمان کا حق ہے پیار سے دے دیں تو فبہا ورنہ چھین کر لینا اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر تم تقاضا نہیں کرنا چاہتے تو چھوڑ دو تو یہ مہمان کو اختیار ہے چاہے تو حق لے لے یا معاف کردے۔

كراهية الإحكاء

نقل اتارنے کی کراہت کا بیان

٣٩١- عَنْ عَائِشَةَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ: ذَهَبْتُ أَحْكِي امْرَأَةً وَرَجُلًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَاأُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَداً وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)). [الصحيحة:٩٠١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی موجودگی میں ایک عورت کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقالی کروں' اگرچہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۰۱۔ ابن المبارك فی الزهد (۷۴۲)' ترمذی (۲۵۰۳)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۷۸)

فوائد : کسی کی تحقیر وتوہین کرنے کے لئے اس کی نقل اتارنا درست نہیں ہاں کسی کی اچھی عادت کی نقل کرنا اور اس نقل کو اپنا لینا اگر اس میں خرابی نہ ہو تو پھر صحیح ہے۔

فضل الحب فی الله

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۹۲۔ عَنْ أَبِی أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْداً لِلّٰهِ إِلَّا أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحیحة:۱۲۵٦]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کوئی بندہ کسی سے اللہ تعالی کے لئے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے عزت عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۶۔ احمد (۵/ ۲۵۹)' ابن قدامة فی المتحابین فی الله (۱۰۷/ ۱)' ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۲۰)

فوائد : جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ دو آپس میں اللہ کے لئے محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں اللہ اپنے ان محبوبوں کو عرش کے سائے تلے جگہ دے گا جو کہ اس دن انتہائی عزت کا باعث ہوگی۔ تو قیامت کو عزت تو ہے ہی مگر اللہ اسے دنیا میں عزت عطا کرتا ہے۔

۳۹۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((مَاتَحَابَّ رَجُلَانِ فِی اللّٰهِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)). [الصحیحة:٤٥٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی دو آدمی آپس میں اللہ تعالی کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے اللہ تعالی کو زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست سے اس کی نسبت زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۵۰۔ الادب المفرد (۷۹)' ابن حبان (۵۶۶)' حاکم (۴/ ۱۷۱)' خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۳۴۱)

فوائد : معلوم ہوا کہ جو جتنا محبت میں آگے ہوگا زیادہ محبت کریگا اللہ کا وہ اس قدر زیادہ محبوب بن جائیگا بشرطیکہ یہ محبت خالص لوجہ اللہ ہو۔

کراهية الأکل متکئا

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

۳۹٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((مَارُئِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِئاً قَطُّ وَلَا يَطَأُعَقِبَهُ رَجُلَانِ)). [الصحیحة:۲۱۰٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا گیا اور (نہ یہ دیکھا گیا کہ) دو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہوں (آپ ﷺ ان کے آگے)۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۴۔ ابو داود (۳۷۷۱)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۶۷)' ابن سعد (۱/ ۳۸۰)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۳)

فوائد : تقدم

فضيلة الصبر

صبر کی فضیلت کا بیان

۳۹۵۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا رُزِقَ عَبْدٌ خَيْراً لَهُ وَلَا أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [الصحیحة:٤٤٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کو کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی گئی جو اس کے لئے صبر کی نسبت زیادہ بہتر اور وسعت والی ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۸۔ حاکم (۲/ ۴۱۴) من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قضاعی فی مسند الشھاب (۷۷۹)، احمد (۳/ ۲۷) عن حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد : سورۃ العصر جس میں اللہ تعالیٰ نے بندے کی زندگی کا خلاصہ نکال دیا اس میں کامیاب بندے کی چار صفات کا تذکرہ ہے جس میں سے ایک صبر ہے یہ اللہ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس کو یہ مل جائے اس کے لئے دونوں جہانوں کی کامیابیاں آسان ہوگئیں قرآن مجید میں ہے (وبشر الصابرین) (البقرۃ) خوشخبری کس بات کی آیت میں آگے ہے کہ ان کے لئے اللہ کی رحمتیں، نوازشیں اور رہنمائیاں ہیں۔ تو صبر پر اس قدر عظیم بشارتیں بلاسبب نہیں اگر یہ نوازشیں عظیم ہیں تو یقیناً صبر بھی ایک عظیم چیز ہوگی صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر اور دوسرا اپنے آپکو گناہوں سے روک لینا یہ بھی صبر کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ آپ ﷺ نے صبر کو ایک روشنی قرار دیا ہے فرمایا (الصبر ضیاء) (مسلم) اس روشنی کے نتیجے میں سفر کی صعوبتیں آسان ہوجاتی ہے رستے پر چلنا آسان ہوجاتا ہے بسا اوقات یہ صبر اللہ بندے کو انعام میں دے دیتا ہے ورنہ یہ خود حاصل کرنا پڑتا ہے اسی حدیث کے پچھلے الفاظ جو کہ (بخاری) میں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا (من یتصبر یصبرہ اللہ) جو صبر کی کوشش کرے اللہ اسے صبر عطا کردیتا ہے۔ صبر جس طرح انتہائی مشکل کام ہے اسی طرح اس پر انعام بھی بے شمار ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب) (الزمر) صابرون کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائیگا۔ مصیبتوں کے نازل ہونے پر کامیاب وہ ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے مصیبتیں جب پڑتی ہیں تو بندے کے دو راستے ہیں یا وہ صبر کرے گا اور اسے اجر ملے گا یا اسے صبر آجائے گا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کیونکہ بندہ رو سکتا ہے یا چلا سکتا ہے لیکن آخر کب تک!

باب: کراھتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام الناس لہ

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی ذات کے لیے لوگوں کے قیام کرنے کو ناپسند فرمانا

۳۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((مَاكَانَ فِي الدُّنْيَا شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا إِذَا رَأَوْهُ، لَمْ يَقُوْمُوْا لَهُ، لِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ)).

[الصحیحۃ: ۳۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی نسبت دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی کہ جس کا دیدار کرنا صحابۂ کرام کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ جب آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ ایسا کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۔ الادب المفرد (۹۴۶)، ترمذی (۲۷۵۴)، احمد (۳/ ۱۳۲)، ابویعلی (۳۷۸۴)

فوائد : اب آپ ﷺ سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اور کون محبوب ہوسکتا ہے یا ان کے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ کون معزز ہوسکتا ہے مگر صحابہؓ آپ ﷺ کے آنے پر بھی مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تو بلکہ اسی طرح بیٹھے رہتے کیونکہ آپ کو یہ بات ناپسند تھی۔ بقیہ تفصیل گزر چکی ہے۔

اتقاء اللہ فی کل حال

ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کا بیان

۳۹۷۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ مَرْفُوْعاً: ((مَاكَرِهْتَ أَنْ يَرَاهُ النَّاسُ فَلَا تَفْعَلْهُ إِذَا

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خلوت میں ایسا کام نہ کر، جس کے بارے میں تیرا خیال

خَلْوَتَ))۔ [الصحيحة: ۱۰۵۵]

ہے کہ لوگ تجھے ایسا کرتا نہ دیکھیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۵۔ ابن حبان فی (۴۰۳) و فی روضۃ العقلاء (ص : ۱۲۔۱۳)' الضیاء فی المختارۃ (۱۳۹۳)' الفلاکی فی الفوائد (۹۰/ ۱)

فوائد : مومن کی جلوت ،خلوت ظاہر وباطن ایک سا ہوتا ہے وہ جو نظر آتا ہے حقیقت میں بھی وہی ہوتا ہے، بھیڑ کے روپ میں بھیڑیا نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایمان کو اپنے اندر سمونے کے لئے اپنے باطن کو ظاہر کی طرح پاک صاف رکھیں۔

باب: فضل تربية الخيل

۳۹۸۔ عَنْ شُرَحْبِيلِ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَوْحَ بْنَ زِنْبَاعٍ زَارَ تَمِيماً الدَّارِيَ فَوَجَدَهُ يُنَقِّي شَعِيراً لِفَرَسِهِ قَالَ: وَحَوْلَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَوْحٌ: أَمَا كَانَ فِي هٰؤُلَاءِ مَنْ يَكْفِيكَ؟ قَالَ تَمِيمٌ: بَلٰى، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يُنَقِّي لِفَرَسِهِ شَعِيراً ثُمَّ يُعَلِّقُهُ عَلَيْهِ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ))۔

[الصحيحة:۲۲۶۹]

باب: گھوڑے پالنے کی فضیلت

شرحبیل بن مسلم خولانی کہتے ہیں کہ روح بن زنباع' تمیم داری کی زیارت کے لئے ان کے پاس گئے' دیکھا کہ وہ گھوڑے کے لئے جو صاف کر رہے تھے اور ان کے اہل و عیال ان کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ روح نے کہا: کیا (آپ کے اہل خانہ میں) کوئی ایسا فرد نہیں جو یہ کام کر سکے؟ سیدنا تمیم ؓ نے کہا: کیوں نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کر کے اسے کھلائے گا' اس کے لئے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۹۔ احمد (۴/ ۱۰۳)' طبرانی فی مسند الشامیین (۵۵۳)' بیہقی فی الشعب (۴۲۷۳)

فوائد : پچھلے وقتوں میں جنگ و جدال جہاد وقتال میں گھوڑوں کو استعمال کیا جاتا تھا اور عام سواری کے لئے بھی یہی گھوڑا ہی استعمال کیا جاتا ہے اس لئے اس دور میں اس جانور کو بڑی فضیلت حاصل تھی لوگ ان کو چاہت سے پالتے ان کے چارے اور صحت کا خیال رکھتے اسلام میں اس سواری کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔حدیث میں (الخيل معقود بنو اصيها الخير الى يوم القيامة الاجر والغنيمة)(مسلم) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے اجر اور غنیمت ،یعنی مسلمانوں کے لئے قیامت تک گھوڑوں میں خیر ہی خیر ہے وہ خیر کیا ہے ایک اجر وثواب اور دوسرا غنیمت۔ اجر اور غنیمت کے اکٹھے ذکر سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے یعنی ایسا گھوڑا جو کہ جہاد وقتال کے لئے فی سبیل اللہ رکھا گیا یہ گھوڑا اجر کا باعث ہے تو ایسے گھوڑے کو کھلانا پلانا اس کا پیشاب اور لید یہ تمام اجر کا باعث ہونگے حدیث میں ہے (من احتبس فرسا فی سبيل الله ايماناً بالله وتصديقابوعده فان شبعه وريه وروثه وبوله فی ميزانه يوم القيامة)(بخاری) جس نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق میں گھوڑا پالا تو اس کا کھانا پینا، لید و پیشاب قیامت والے دن ترازو میں رکھا جائیگا ایک ایک دانے یا ایک ایک بوٹے کے بدلے جو اللہ اجر عطا فرمائیں گے تو وہ ایسے گھوڑے ہیں جو فی سبیل اللہ رکھے گئے ہیں اور یہ آج بھی ممکن ہے کیونکہ آج بھی گھوڑوں کا استعمال جنگوں میں ترک نہیں ہوا ویسے بھی اللہ نیت کا بھی ثواب عطا کر دیتے ہیں۔

فضل المصافحة

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۹۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَامِنْ مُسْلِمِيْنَ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا)).
[الصحيحة:٥٢٥]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو قبل اس کے کہ وہ جدا ہوں' ان کو بخش دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۵۔ ابوداود (۵۲۱۲)' ترمذی (۲۷۲۷)' ابن ماجه (۳۷۰۳)' احمد (۴/ ۲۸۹' ۳۰۳)

فوائد : تقدم

المسلمون جسد واحد

مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں

٤٠٠۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى)).
[الصحيحة:١٠٨٣]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی مثال' آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت ونرمی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے اس کا سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۳۔ مسلم (۲۵۸۶)' بخاری (۶۰۱۱)' احمد (۴/ ۷۰)' طیالسی (۷۹۰)

فوائد : مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو سبھی تکلیف محسوس کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے (كالبنيان يشد بعضها بعضا) کہ عمارت کی طرح کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے یہ ایک دوسرے کا خیال کرنا ان کی مدد کو پہنچنا اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچانا یہ ایمان کا حصہ ہے لیکن ہم اگر ایک دوسرے کی مدد کی بجائے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے لگیں باہم رحم ومحبت رکھنے کی بجائے آپس میں نفرت وکینہ وکدورت رکھنے لگیں تو سمجھو ایمان رخصت ہوا اور نفاق نے اپنے دروازے وا کر لئے ہیں۔ جو کہ دنیا وعاقبت دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

ذم اذاء المسلمين في طرقهم

مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملہ میں تکلیف دینے کی مذمت

٤٠١۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذَى الْمُسْلِمِيْنَ فِي طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ)) يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحة:٢٢٩٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملے میں تکلیف دی' تو اس پر ان کی لعنت ثابت ہو جائے گی۔'' یہ حدیث سیدنا محمد بن حنفیہ' سیدنا حذیفہ بن اسید اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۴۔ ابوبکر الشافعی فی مسند موسی بن جعفر الهاشمی (۷۱/ ۲)' طبرانی فی الکبیر (۳۰۵۰)'

وابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۲۹)' من حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ

فوائد : اسلام میں ہر وہ کام جو کسی کے لئے تکلیف کا باعث ہو حرام ہے خصوصاً مسلمانوں کے راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پھینک دینی جس سے گزرنے والوں کو پریشانی لاحق ہو ایسا کام لعنت کا سبب ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ایک حدیث میں تکلیف دہ چیزوں کے نام لے کر بتایا اور انہیں لعنت کا مستحق قرار دیا فرمایا (اتقوا الملاعن الثلاثة البراز فی الموارد وقارعة الطریق والظل) (مستدرک حاکم) تین لعنت والی چیزوں سے بچو (۱) گھاٹ (۲) درمیانہ راستہ (۳) سایہ میں پاخانہ کرنے سے بچو۔ اب یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے یا مجالس برپا کی جاتی ہیں اگر کوئی پاخانہ کر جائے تو انتہائی کوفت کا باعث بنتا ہے اور ہر کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے ایک بندہ کئی لوگوں کی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ اور یہ کبیرہ گناہ کے زمرہ میں آتا ہے تو تھوڑی سی غلطی جو اتنے بڑے نقصان کا سبب بنتی ہو اس سے حد درجہ احتیاط ضروری ہے۔

فضل تحديث النعمة

تحدیث نعمت کی فضیلت

٤٠٢ ـ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ)). [الصحيحة:٦١٨]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جسے کسی انعام سے نوازا گیا اور اس نے اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔“

تخریج: الصحیحة ٦١٨۔ ابو داود (۴۸۱۴)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۲۵۹)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲۳۲۸' ۲۴۴۸)

فوائد : بعض بندوں کی عادت ہوتی ہے خصوصاً عورتوں کی کہ وہ مصیبت کا ذکر تو ہر کسی سے کرتی ہیں مگر اللہ کوئی فراخی کر دے اپنی جناب سے نواز دے تو انکے منہ گنگ ہو جاتے ہیں اور اس کا ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھتیں جب کہ حدیث کے مطابق اس کا ذکر کرنا شکر اور اس نعمت کو چھپانا کفران نعمت یعنی ناشکری کے اندر آتا ہے اور اللہ نے فرمایا (ولئن شکرتم لازیدنکم) اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں مزید نوازوں گا۔ بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اللہ نوازیں تو اس کے اثرات کو بندے پر دیکھنا اللہ پسند کرتے ہیں (ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده) (ترمذی) یقیناً اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ نعمتوں کو ظاہر کیا جائے تاکہ ہم شکر گزاروں میں سے بن جائیں اور اللہ کی مزید نوازشوں کے مستحق ٹھہریں ورنہ ناشکری نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

تحريم القيام للناس تمثلا

لوگوں کیلئے بت بن کر کھڑے ہونے کی حرمت کا بیان

٤٠٣ ـ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ بَيْتاً فِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَثَبَتَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَكَانَ أَدْرَبَهُمَا، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ يَا ابْنَ عَامِرٍ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

ابو مجلز کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر' جس میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر اور سیدنا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما تھے' میں داخل ہوئے۔ ابن عامر کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر' جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے' بیٹھے رہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں' وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر

لے۔" [الصحیحۃ:۳۵۷]

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۔ الادب المفرد (۹۷۷)' ابوداود (۵۲۲۹)' ترمذی (۲۷۵۵)' احمد (۴/ ۹۳)' طحاوی فی المشکل (۲/ ۴۰)

فوائد : تقدم

الاھمیۃ بصلۃ اخوان ابیہ بعدہ

والد کے دوستوں سے اس کی وفات کے بعد صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

۴۰۴۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَانِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَدْرِي لِمَ أَتَيْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ، فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ)) وَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَ أَبِي: عُمَرَ؛ وَبَيْنَ أَبِيكَ إِخَاءٌ وَ وُدٌّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصِلَ ذٰلِكَ۔ [الصحیحۃ:۱۴۳۲]

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو اپنے فوت شدہ باپ سے حسنِ سلوک کرنا چاہتا ہے' وہ اس کے بعد اس کے (اسلامی) بھائیوں سے صلہ رحمی کے (تقاضے) پورے کرے۔'' میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے مابین بھائی چارہ اور محبت تھی' میں نے چاہا کہ اس کے تقاضے پورے کروں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۲۔ ابویعلی (۵۶۶۹)' ابن حبان (۴۳۲)' مسلم (۲۵۵۲)' الادب المفرد (۴۱) بلفظ مختلف

فوائد : ایک انسان پر سب سے زیادہ احسانات اس کے والدین کے ہوتے ہیں اس لئے سب سے زیادہ نیکی کا حکم بھی والدین سے ہے جیسا کہ صحابی رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تیری ماں تین دفعہ فرمایا چوتھی دفعہ فرماتے ہیں تیرا باپ۔ جو بچپنے میں اولاد کی ایک ایک ضرورت وسہولت کا خیال رکھتے ہیں اپنا آرام تج کر سب کچھ بچے کیلئے قربان کر دیتے ہیں مشقتیں جھیلتے ہیں تو اب بچے پر بھی فرض ہے کہ بڑھاپے میں جب وہ کچھ کرنے کے قابل نہ رہیں تو اب یہ انکی خوشیوں کا خیال رکھے اور ہر طرح سے آرام وسکون پہنچائے اب جو فرماں بردار بچہ والدین کے ساتھ انکے مرنے کے بعد بھی نیک سلوک، صلہ رحمی برقرار رکھنا چاہتا ہے کہ انکے مرنے کے بعد بھی انکو اس کی طرف سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے پہنچتے رہیں تو لازم ہے کہ یہ والدین کے عزیزوں سے صلہ رحمی کرے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے بنوسلمہ کا ایک آدمی آ کر آپ ؐ سے پوچھتا ہے کہ کیا میرے والدین کے فوت ہوجانے کے بعد بھی کوئی نیکی ہے جو میں ان سے کرسکوں آپ ؐ نے فرمایا (**نعم الصلوۃ علیھما والا ستغفار لھما وانفاذ عھد ھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھا**) (ابوداؤد ترمذی) ہاں انکے لئے دعائے بخشش مانگنا انکے وعدے پورے کرنا اور انکے خاص رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا انکے دوست سہیلیوں کی عزت کرنا، یہ کام کرے بندہ انکی وفات کے بعد بھی انکے لئے ٹھنڈک کا سامان کرسکتا ہے۔

ومن استکمال الایمان

ایمان کو مکمل کرنے والے امور کا بیان

٤٠٥ ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ)).

[الصحيحة: ٣٨٠]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روکا' اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۰۔ ابوداود (۴۶۸۱)' ابن عساکر (۱۹/ ۱۲۰)' طبرانی فی الکبیر (۷۷۳۷)

فوائد : جس شخص کی محبت اور نفرت، عطا اور روکنے کا معیار اللہ کی ذات ہو ایسا شخص مکمل ایمان والا ہے اگر ہم دعویٰ اسلام کا کریں جبکہ ہماری محبت ونفرت وغیرہ کا معیار دولت پیسہ یا ذاتی مفاد ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم نفاق کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور ہم صحیح راستے تک تب تک نہیں آسکتے جب تک ہم اپنے ہر کام میں معیار اللہ کی خوشنودی کو نہیں ٹھہرا لیتے اس لئے انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

٤٠٦ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ، وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)). [الصحيحة: ٦١٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا گیا اور وہ مالدار ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ بدلہ دے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ تعریف کر دے' کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی اور وہ آدمی دو جعلی کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو (تکلف کرتے ہوئے) ایسی چیز کا اظہار کرتا ہے' جو اسے عطا نہیں کی گئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۷۔ ابوداود (۴۸۱۳)' الادب المفرد (۲۱۵)' ترمذی (۲۰۳۴)

فوائد : تحفے تحائف دینا، لینا انتہائی محمود فعل ہے اسلامی معاشرے کے اندر شروع اسلام میں اس کا بہت زیادہ رواج تھا۔ محبت میں اضافے کا سبب بنتے رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے رشتوں میں بگاڑ کم ہو جاتا ہے لیکن یہ ان تحائف کی بات ہے جو خالص لوجہ اللہ اپنے نسبی یا دینی رشتوں کی مضبوطی کیلئے ایک دوسرے کو دیئے جائیں نہ کہ اس میں کوئی ذاتی مفاد ہو کہ کسی سے اقتصادی فائدہ پہنچنے کی امید ہو یا کوئی مشکل حل ہو سکتی ہو۔ نہیں بلکہ اس سے دینی اغراض ہی وابستہ ہوں تو یہ انتہائی مستحسن اقدام ہے آپ کا یہ طریقہ کار تھا کہ آپؐ ہدیہ قبول کرتے امیر، فقیر کی تمیز کے بغیر اسکو اس کا بدلہ بھی دیتے حدیث میں ہے (يقبل الهدية ويثيب عليها) (بخاری) آپؐ ھدیہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے اور اس حدیث میں آپؐ نے تحفے کا بدلہ دینے کا بھی حکم دیا تاکہ اس بدلے سے اس نیک کام کی حوصلہ افزائی ہو کیونکہ ایک لیتا جائے اور سانپ کی طرح دباتا جائے تو اگلا آدمی بھی مسلسل دے دے کر اکتا جائے گا ہاں اگر دینے کو کچھ نہیں تو اس صورت میں آپؐ نے فرمایا کہ اس کی تعریف کرے تاکہ تحفہ دینے والا بدلے میں اس نیک سلوک سے مطمئن رہے اور اکتائے نہیں۔ ایک حدیث میں ہے (من صنع اليه معروفاً فقال الفاعله جزاك الله خيرا فقد بلغ فى الثناء) (ترمذی) جس کے ساتھ نیکی ہو اور وہ کرنیوالے کو جزاك الله خيرا (اللہ تجھے بہتر بدلہ دے) کہہ دے تو اس نے انتہائی تعریف کر دی۔ تو اگر بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو یہ الفاظ لازماً کہنے چاہئیں۔ ایک بات اور یاد رکھنے والی ہے کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے اور آپ اسے چھپا جاتے ہیں مثلاً آپ کو کوئی کپڑے دیتا ہے کہ اس کے کپڑے بوسیدہ پھٹے ہیں تو وہ آپ کو

کپڑوں کا جوڑا ہدیہ کر دیتا ہے اب اس کے بعد بھی وہ آپ کو انہی پھٹے کپڑوں میں ہی دیکھتا ہے تو وہ پریشان ہوگا کہ اسے تو پرواہ ہی نہیں اپنی پہلی ڈگری چھوڑنے کو تیار نہیں یا اسے میرے تحفے کی ضرورت، قدر نہیں تو وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز آجاتا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزرا کہ اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے اسی طرح بندوں کی بھی یہی فطرت ہے اس لئے تحفے میں کوئی چیز ملے تو اسے سنبھال کر رکھنے کی بجائے اسے استعمال بھی کرنا چاہیے جو کہ تحفہ دینے والے کو بھی نظر آئے۔ تیسری بات بندے کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے ایسے ہی اپنی پہنچ سے باہر کام کسی وقت شرمندگی کے باعث بھی بن سکتے ہیں جیسے بندہ ہزاروں کا مالک ہو اور وہ لاکھوں کی باتیں سنانا شروع کر دے یہ بندے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو کہ حقیقت میں ننگا ہوتا ہے۔ ایک صحابیہ ؓ آپؐ سے پوچھتی ہے کہ اپنی سوتن کو دکھانے کیلئے یہ ظاہر کر سکتی ہوں کہ میرا شوہر میرا بڑا خیال رکھتا ہے اور طرح طرح کی اشیاء لا کر دیتا ہے تو آپؐ نے اسے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح قرار دیا۔

تحريم الأكل من مال اخيه بظلم

ظلم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال کھانے کی حرمت

۴۰۷۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أُكْلَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسَى بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْباً فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ فِي جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ۹۳٤]

سیدنا مستورد ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا ناحق ایک لقمہ بھی کھایا تو اللہ تعالی اسے اتنا ہی جہنم کا کھانا کھلائیں گے، جس نے کسی مسلمان کا ناحق کپڑا پہنا تو اللہ تعالی اسے اسی کے بقدر جہنم کا کپڑا پہنائیں گے اور جو کوئی کسی مسلمان کے ساتھ دکھلاوے والی جگہ پر کھڑا ہوگا تو اللہ اسے قیامت والے دن اس کے دکھلاوے والے مقام پر کھڑا کرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۴۔ حاکم (۴/ ۱۲۷۔ ۱۲۸)' ابن عساکر (۲۱/ ۴۱' ۴۲)' ابویعلی (۶۸۵۸)' الادب المفرد (۲۴۰)' ابوداود (۴۸۸۱)

كراهية الأهل بالثوم والبصل

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان

۴۰۸۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْخَبِيثَتَيْنِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا)).

[الصحيحة: ۳۱۰٦]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ان دو ناپسندیدہ (اور اذیت رساں) درختوں (پیاز اور لہسن) کا پھل کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اگر تم نے کھانا ہی ہے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۶۔ ابوداود (۳۸۲۷)' نسائی فی الکبری (۶۶۸۱)' احمد (۴/ ۱۹)' بیہقی (۳/ ۷۸)

فوائد: منہ سے بدبو آنا جہاں یہ انسان کے اُجڈ، گنوار ہونے کی علامت ہے وہیں پر یہ ایک انتہائی کریہہ عمل ہے ایسے شخص کی بات لوگ سننا گوارا نہیں کرتے اگر مجبوراً سننا پڑ بھی جائے تو ایک فاصلے تک رہتے ہوئے اور جان چھڑانے کی کرتے ہیں ایسے شخص کے پاس پھٹکنا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا نتیجتاً اسے کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس طرح یہ گندی اور کریہہ عادت بندوں کیلئے ناپسندیدہ ہے اسی طرح یہ فرشتوں

کیلئے بھی تکلیف کا باعث ہے اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لولا ان أشق علی امتی لا مرتھم بالسواك عند كل صلاة) اگر مجھے امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم قرار دے دیتا۔ اس سے پتہ چلا کہ مسواک کس قدر اہم ہے صرف مشقت کے خدشے سے اس میں تخفیف کی گئی ورنہ یہ لازم کردی جاتی مسواک میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے منہ صاف ستھرا رہتا ہے بدبو پیدا نہیں ہوتی آپؐ خود اس قدر مسواک کا اہتمام کرتے کہ موت کے وقت عائشہؓ کے بھائی کے ہاتھ مسواک دیکھی تو اسے لیکر وہی کرنا شروع کردی۔ اس قدر آپؐ منہ کی صفائی کا خیال رکھتے تاکہ کسی وقت بدبو نہ آئے۔ تو لہسن اور پیاز چونکہ انکی بھی ایک عجیب سی بو ہوتی ہے تو آپؐ نے اسے کھا کر مسجد میں آنے سے منع کردیا کہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے پکاتے وقت چونکہ ان کی بو مر جاتی ہے اس لئے پکا کر کھالیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے اوقات میں انکو کچا کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

التعزی بعزی الجاهلية

جاہلیت والی نسبت کے ساتھ فخر کرنے کی کراہت کا بیان

٤٠٩۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: يَالَ فُلَانٍ! فَقَالَ لَهُ: أُعْضُضْ بِهَنِ أَبِيكَ وَلَمْ يَكْنِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! مَاكُنْتَ فَحَّاشًا! فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَى الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُّوهُ بِهَنِ أَبِيهِ وَلَا تَكْنُوا)). [الصحيحة:٢٦٩]

سیدنا ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: او فلاں کی آل! ...... میں نے اشارۃً بات کئے بغیر اسے کہا: تو اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے۔ (تو اسے ابومنذر نے کہا:) تو تو فحش گو نہیں تھا (تجھے کیا ہوا)؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوا' کوئی اشارہ کنایہ کئے بغیر اسے کہو کہ تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۔ الادب المفرد (۹۶۳' ۹۶۴) نسائی فی الکبری (۸۸۶۴)' احمد (۵/ ۱۳۶)' ابن حبان ۳۱۵۳

فوائد : تعصب ذاتی ہو یا وطنیت کا یا خاندان قبیلے کا یہ اتحاد و اتفاق اجتماعیت کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے اسلام میں اسکی انتہائی حوصلہ شکنی کی گئی تاکہ ملت بیضاء اس زہریت کا شکار ہو کر کہیں ٹکڑوں میں نہ بٹ جائے۔ کیونکہ اجتماعیت کی انتہا ذلت کی ابتداء ہوتی ہے اور کفار کی بڑی کوشش ہی یہ ہے کہ انہیں منتشر رکھ کر انہیں اپنے زیردست رکھا جائے جیسا کہ تاریخ کا سبق بھی ہے کہ جب تک اہل اسلام متحد و متفق رہے غلبہ اور فتح ان کے گھر کی لونڈی رہی اور جب ان میں افتراق و انتشار آیا تو ذلت و رسوائی انکا مقدر ٹھہری لیکن ہمارے ذاتی مفادات و تعصبات ہمیں اس بارے میں غور کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے جیسا کہ آج کل کے حالات اس بات پر شاہد ہیں۔ اسی لئے پیغمبر زمان نے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کے بارے میں آگاہی رکھنے کے سبب اس بات کا حجۃ الوداع کے موقع پر انتہائی سختی سے رد کیا' کہا کہ آج کے بعد کسی کالے کو گورے پر' گورے کو کالے پر' عربی کو عجمی یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر فضیلت ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر ہے اور اس حدیث میں بھی آپ ﷺ انتہائی پاکیزہ اخلاق کے مالک ہونے کے باوجود اس بات کا رد اس انداز سے کرتے ہیں کہ سننے والا تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ اس قدر شدید الفاظ اور وہ بھی رحمت کائنات کی زبان سے۔ یہ فقط اس معاملے کی سنگینی کے سبب کہ اس بات کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ قوموں کی ذلت و عظمت سے ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے بندے کو اشارہ کنایہ نہ کرو بلکہ سیدھے کہو کہ تمہیں باپ دادا کی شرافت

پر بڑا ناز ہے تو ان کی شرمگاہ منہ میں لے کر چوس۔ کس قدر سخت الفاظ ہیں کیونکہ معاملہ اس سے کہیں سخت ہے۔

كراهية التفل من تجاه القبلة

قبلہ کی طرف تھوکنے کی کراہت کا بیان

۴۱۰۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَفْلَتُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)). [الصحيحة:۲۲۲]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قبلہ کی سمت میں تھوکا، وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۔ ابو داود (۳۸۲۴)، ابن حبان (۱۶۳۹)، ابن خزیمۃ (۱۳۱۴)، بیھقی (۳/ ۷۶)

فوائد : اس بات کا تعلق نماز سے ہے جیسا پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی اور کہا کہ قبلے کی جانب نہ تھوکا جائے اور قیامت کو ایسے بندے کا تھوک جو پتہ ہونے کے باوجود ادھر تھوک رہا ہے اس کی نظروں کے سامنے کر دیا جائیگا جو کہ اس کے لئے پشیمانی کا باعث بنتا رہے گا۔

صفة الغيبة

غیبت کا بیان

۴۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَكَرَ رَجُلاً بِمَا فِيْهِ فَقَدْ اغْتَابَهُ، وَمَنْ ذَكَرَهُ بِغَيْرِ مَا فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَهُ)). [الصحيحة:۱۴۱۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (پیٹھ پیچھے) کسی آدمی کی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں ہیں، تو اس نے اس کی غیبت کی اور جس نے کسی آدمی کی ایسی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں نہیں ہیں تو اس نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۹۔ ابو الشیخ فی الطبقات (۱۷۹)، ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۴۵)، ابن عدی (۷/ ۲۷۵۱)، مسلم (۲۵۸۹)، ترمذی (۱۹۳۴)، مطولاً بمعناہ

فوائد : تقدم

فضل رحمة

رحمت کی فضیلت کا بیان

۴۱۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ رَحِمَ. وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ. رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رحم کیا...... اگرچہ چڑیا کو ذبح کرنے کا معاملہ ہو...... اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۔ الادب المفرد (۳۷۱)، تمام الرازی فی الفوائد (۱۲۴۵)، طبرانی (۷۹۱۵، ۷۹۱۳)

فوائد : رحم کا تعلق چونکہ رحمان سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم صفت ہے اسی لئے رحمان اس عظیم جذبے کی بڑی قدر کرتا ہے اسی رحمت کے سبب ہی قیامت کو لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا انکو نعمتوں سے نوازا جائیگا اسی رحمت کے سبب جو لوگ دوسروں سے رحیمانہ سلوک کرتے ہوں گے رحمت کے مستحق قرار پائیں گے ورنہ پکڑے جائیں گے حدیث میں آتا (من لا يرحم لا يرحم) (متفق علیہ) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحمت نہیں کی جائیگی۔ اس لئے رحمت کے جذبے کے تحت کئے جانے والے کام کو حقیر نہ سمجھا جائے کہ ہوسکتا ہے یہی بخشش اور جنت کا سبب بن

جائے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ چڑیا بھی ذبح کرنی ہو تو رحمت کے دامن کو تھام کر رکھو یعنی کند چھری سے ذبح نہ کرو تیز چھری سے ذبح کرو تا کہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو اور وہ تڑپ کر جان نہ دے بلکہ آسانی سے نکل جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی ایک بدکارہ کا قصہ ہے کہ اس نے کتے کو دیکھا جو پیاس سے ہلکان ہے اور کنویں کے پاس گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس نے اپنا جوتا اتار کر اس میں پانی بھر کر اسے پلا دیا تو اللہ نے اسی سبب اسکی غلطیاں معاف کر کے اسے جنت کی وارث بنا دیا۔ اس لئے رحمت والے کسی کام کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگر چہ وہ دنیا کی حقیر مخلوق ہی کیوں نہ ہو۔

النجاة بالسكوت
خاموشی میں نجات ہے

۴۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا وہ (اذیتوں سے) چھٹکارا پا لے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۳۶۔ ترمذی (۲۵۰۱)، احمد (۲/ ۱۵۹، ۱۷۷)، دارمی (۲۷۱۶)، قضاعی فی مسند الشھاب (۳۳۴)

فوائد: زبان کی حرکت کے پیچھے کس قدر ہلاکتیں یا لوگوں کی خامیاں چھپی ہوتی ہیں اس سے اکثر لوگ آگاہ ہوتے ہیں اس لئے وہ خاموشی اختیار کر کے ان زبان کے سبب امنڈ آنے والی خامیوں اور خرابیوں کو چھپائے رکھتے ہیں کیونکہ بسا اوقات اسکا ایک ایک جملہ حماقتوں کا خزانہ سمیٹے ہوتا ہے اور ایک ایک بات تلوار سے تیز اور بارود سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے لہٰذا خاموشی صدہا درجے بہتر ہے۔

ومن فطرة الاسلام
فطرت اسلام والی چیزوں کا بیان

۴۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِسْتِنَانُ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِي شَوَارِبَهَا، وَتُحْفِي لُحَاهَا، فَخَالِفُوْهُمْ: خُذُوْا شَوَارِبَكُمْ، وَأَعْفُوْا لُحَاكُمْ)). [الصحيحة:۳۱۲۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیزیں فطرتِ اسلام سے ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور داڑھیاں چھوڑنا، کیونکہ مجوسی قوم مونچھیں چھوڑتی ہے اور داڑھیاں مونڈتی ہے، سو تم ان کی مخالفت کرو اور مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۳۔ ابن حبان (۱۲۱۹)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۳۹)

فوائد: ان تمام افعال کا تعلق فطرت سے ہے یعنی یہ باتیں انسان کی طبیعت میں شامل ہیں انسان کا ان کو دل کی آواز سمجھ کر ان کو اپنانے پر مجبور ہوتا ہے لیکن کوئی اسکے غلط ہونے کا دعویٰ کرے جی کہ ہماری فطرت میں تو یہ اشیاء داخل نہیں ہمارا دل تو ان افعال کو نہیں چاہتا تو اس کا سیدھا جواب ہے کہ آپ کی فطرت ہی بیمار ہو چکی ہے کیونکہ بخار چڑھا ہو تو میٹھا پانی بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ اب اس میں پانی کا تو کوئی قصور نہیں قصور اصل میں طبیعت کا ہے۔ اب رسول معظم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں فطرت میں شامل ہیں تمہاری سمجھ میں نہ آتا ہو تو تمہاری سمجھ کا قصور ہے انکی بات غلط نہیں ہے۔ کیونکہ انکی خبر کا ذریعہ ہی ''لاریب'' ہے۔ اب داڑھی کا بڑھانا یہ فطرت میں شامل ہے پہلے لوگ داڑھی منڈانے

یہ کام نہیں کرتے تھے ذہنوں میں یہ بات رچی تھی فطرت کے مطابق تھی سبھی کو یہ اچھی لگتی تھی حضرت یوسف علیہ السلام جنکے پاس کائنات کا آدھا حسن تھا انکے چہرے پر داڑھی تھی داڑھی کو حسن کی علامت سمجھا جاتا تھا ایک شخص پر عورت فریفتہ ہوگئی اسے کسی طرح بہلا پھسلا کر گھر بلا لیا اور اسے دعوت گناہ دے ڈالی اس شخص نے تھوڑی دیر کیلئے بیت الخلاء جانے کی اجازت لی ادھر جا کر داڑھی مونڈ ڈالی باہر آیا جب عورت کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو نفرت سے اسے گھر سے بھگا دیا۔ یعنی بغیر داڑھی اسکی شکل دیکھنا گوارا نہ کی۔ اصل میں داڑھی مونڈوانا چونکہ مجوس کا طریقہ تھا آپ ﷺ نے مجوسی کے چہرے کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا اور وہ مونچھیں بڑھاتے تھے آپ ﷺ نے کہا کہ انکی مخالفت میں مونچھیں نہ کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یہ چیزیں فطرت کے عین مطابق ہیں اور اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام میں ان چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں اپنانا لازم ہے اور انکا ترک خلاف اسلام ہے۔

من قال حين ياوى إلى فراشه......

٤١٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ،وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ. أَوْ قَالَ: خَطَايَاهُ، شَكَّ مِسْعَرُ. وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). [الصحيحة:٣٤١٤]

جس نے بستر پر لیٹتے ہوئے یہ دعا پڑھی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بستر پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کی ہے ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے اللہ پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

تخريج: الصحیحة ۳۴۱۴۔ ابن حبان (۸۴۹)' نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۱۱)' ابن السنی (۷۱۶)

وبال قطع رحم و يمين فاجر

٤١٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ قَطَعَ رَحْماً، أَوْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ رَأٰى وَبَالَهُ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ)). [الصحيحة:١١٢١]

جھوٹی قسم اور قطع رحمی کے وبال کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قطع رحمی کی یا جھوٹی قسم اٹھائی وہ مرنے سے پہلے اس کا وبال دیکھ لے گا۔“

تخريج: الصحیحة ۱۱۲۱۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۲۰۷)' تعلیقاً بیہقی (۱۰/ ۳۵)

باب: تحريم لبس الذهب والحرير

٤١٧ ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،

باب: (مردوں کے لیے) سونا اور ریشم پہننے کی حرمت

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ریشم پہنے نہ

فَلَايَلْبَسْ حَرِيْراً وَلَا ذَهَباً)). سونا۔"

[الصحيحة:٣٣٧]

تخریج: الصحیحہ ۳۳۷۔ حاکم (۴/ ۱۹۱)' احمد (۵/ ۲۶۱)' طبرانی فی الاوسط (۳۱۹۲)' والکبیر (۷۷۶۹)

فوائد : سونا اور ریشم یہ دونوں چیزیں دنیا میں مردوں پر حرام ہیں انہیں یہ پہننا کسی صورت جائز نہیں ہاں اگر جسم میں بیماری کے سبب دوسرا لباس تکلیف دیتا ہو تو ریشم پہنا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک صحابہ کو آپؐ نے جوؤں کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی (بخاری) ہاں عورتوں کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں آپؐ نے فرمایا (احرم لباس الحریر والذهب علی زکور امتی واحل لانا ثهم) (ترمذی) ریشمی لباس اور سونا میری امتوں کے مذکروں (مرد) پر حرام اور انکی مؤنثوں (عورتوں) پر حلال ہیں۔ مردوں پر یہ چیزیں قطعاً حرام ہیں اور اس سے بچنا مشکل بھی نہیں تو جان بوجھ کر ہلاکت کا سودا نہیں کرنا چاہیے۔

باب: فضل كف الغضب واللسان

باب: غصے اور زبان پر قابو پانے کی فضیلت

٤١٨ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَاللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ)). [الصحيحة: ٢٣٦٠]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے غصے پر قابو پایا' اللہ تعالی اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی' اللہ تعالی اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور جس نے اللہ تعالی سے معذرت کی' وہ اس کا عذر قبول کرے گا۔"

تخریج: الصحیحہ ۲۳۶۰۔ ابویعلی (۴۳۳۸)' الضیاء فی المختارۃ (۱۷۵۱)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۹۴' ۱۹۵)

فوائد : غصے کا انجام ندامت کی صورت میں ہوتا ہے غصہ خرابیوں غلطیوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے فرمایا جو غصے کو روک لے تو اللہ اس سے اپنا عذاب روک لے گا غصے میں کیے گئے کام عموماً غلط ہوتے ہیں لہٰذا انجام کار کے لحاظ سے نہایت تباہ کن ہوتے ہیں یعنی دنیا میں بھی نتیجتاً نقصان اور آخرت میں عذاب اس میں چونکہ شر ہی شر ہے اس لئے اس قدر بچنے کا حکم دیا گیا ایک آپؐ کے پاس نصیحت طلب کرنے آیا تو آپؐ نے اسے تین بار پوچھنے پر تینوں دفعہ "لاتغضب" غصہ نہ کر' یہی نصیحت کی۔ دوسری بات آپؐ نے زبان کے بارے میں فرمائی کہ زبان کا محفوظ استعمال پردہ پوشی کا باعث ہے۔ اور تیسری بات جو اللہ کی طرف عذر کرے اللہ اسکا عذر قبول کرتا یعنی غلطی کر کے اللہ سے معذرت کرے تو اللہ اسکے گناہوں کو بخشتے ہوئی اسکی معذرت قبول کر لیتے ہیں اس سے بندوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی پشیمان ہو کر معذرت کرتا ہے تو ناراضگی پر ڈانٹنے کی بجائے اسے معاف کر دینا چاہیے۔

اهمية الرحم

رحم کرنے کی اہمیت کا بیان

٤١٩ ـ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ، وَمَنْ لَّا يَغْفِرْ لَايُغْفَرْلَهُ، وَمَنْ لَّايَتُبْ لَايُتَبْ عَلَيْهِ)).

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو (مخلوق پر) رحم نہیں کرتا' (اللہ کی طرف سے) اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو (مخلوق کو) معاف نہیں کرتا' (اللہ تعالی کی طرف سے)

[الصحیحة:٤٨٣]

اسے نہیں بخشا جاتا اور جو (اللہ کی طرف) توبہ نہیں کرتا' اسے (اس کی طرف سے) معاف نہیں کیا جاتا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۴۷۶)' ابو الحسن الحربی فی الفوائد (۳/ ۱۵۵/ ۱)' احمد (۴/ ۳۶۵)

فوائد : جو کسی سے نیک سلوک نہ کرے نتیجہ میں وہ بھی نیک سلوک کی امید نہیں کر سکتا مکافات عمل اسی چیز کا نام ہے اب جو اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اور ان کی غلطیوں کو معاف نہیں کرتا تو نتیجتاً اسے بھی اللہ کی طرف سے ان باتوں کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

التاكيد بإحسان الحذم

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کا بیان

٤٢٠ ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((مَنْ لَآءَمَكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّاتَأْكُلُوْنَ وَأَلْبِسُوْهُمْ مِمَّاتَلْبَسُوْنَ، وَمَنْ لَّايُلَائِمُكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَبِيْعُوْا، وَلَاتُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحیحة:٧٣٩]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھارے غلام تمھاری (مرضی کے) موافق ہوں تو جو کچھ کھاتے ہوئے انھیں بھی کھلایا کرو اور جو کچھ پہنتے ہوئے انھیں بھی پہنایا کرو اور اگر تمہارے غلام تمھارے موافق نہ ہوں تو انھیں بیچ دیا کرو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۷۳۹۔ احمد (۵/ ۱۶۸' ۱۷۳)' ابو داود (۵۱۶۱)' بیہقی (۸/ ۷)' بزار (۳۹۲۳)

فوائد : غلاموں کو اسلام میں بہت سے حقوق حاصل ہیں یہاں تک کہ حدیث میں انکے بارے میں بھائی تک کے الفاظ آئے ہیں فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا پلانا ہے اور انہیں طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دینی یہاں تک کہ انہیں بلاوجہ مارا بھی نہیں جا سکتا آپؐ نے فرمایا (من ضرب غلاما له حدا لم یاته اولطمه فان کفارته ان یعتقه) (مسلم) جس نے اپنے غلام کو سزا دی جو کام اس نے کیا نہیں یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا بھی کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو مارا تو اللہ کے نبی ﷺ کے تنبیہ کرنے پر انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ غلام کو بلاوجہ مارنے کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے ہاں اگر قصور ہو بھی تو تھوڑی بہت سزا دی جا سکتی ہے اگر زیادہ تنگ کرے تو ایسے غلام کو فروخت کر دیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں۔

فضل كف اللسان و شر ما بين رجليه

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی فضیلت کا بیان

٤٢١ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّمَا بَيْنَ لُحْيَيْهِ وَشَرَّمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحیحة:٥١٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالی نے اس کی زبان کے شر سے بچا لیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس شرم گاہ کے شر سے بچا لے جو اس کے دو ٹانگوں کے درمیان ہے' تو وہ جنت میں جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۱۰۔ ترمذی (۲۴۰۹)' ابو یعلی (۶۲۰۰)' ابن حبان (۵۷۰۳)

فضل من يكن في حاجة أخيه

اسکی فضیلت جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے

٤٢٢ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

یَکُنْ فِی حَاجَةِ أَخِیْهِ، یَکُنِ اللّٰهُ فِی حَاجَتِهٖ)). [الصحیحة: ۲۳۶۲]

''جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۲- ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۴۷)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۴۴۴)

فوائد: انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کرنا اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہیں جیسے کوئی کسی کے عزیز کا کام کردے تو وہ بندہ بھی خیال کرتا ہے کہ یہ ہمارا اتنا خیال کرتا ہے حتیٰ کہ میری وجہ سے میرے عزیزوں کے کام آتا ہے تو میں بھی اس کی ضروریات کا خیال رکھوں بعینہٖ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی ایسے انسان کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں جو اللہ کی مخلوق اسکے بندوں کا خیال رکھے انکی ضروریات پورا کرے اور یہ ضروریات کب تک پوری کی جاتی ہیں ایک حدیث میں ہے (کان اللہ فی عون العبد کان العبد فی عون اخیه) اللہ بندے کی مدد میں تب تک رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ آج ہم رونا روتے ہیں کہ پوری نہیں پڑتیں ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں تو اسکا آسان حل یہی ہے کہ لوگوں کی ضروریات پوری کرنا شروع کردو تمہاری ضروریات خود بخود پوری ہونا شروع ہو جائیں گی کیونکہ جس کام کا بیڑا اللہ اٹھالے وہ پھر ادھورا نہیں رہ سکتا۔

ومن خیر المؤمن الذی یخالط بالناس

بہترین مومن وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے

۴۲۳ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ الَّذِی یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی أَذَاهُمْ، خَیْرٌ مِنَ الَّذِی لَایُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی أَذَاهُمْ)). [الصحیحة: ۹۳۹]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے' وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۳۹- الادب المفرد (۳۸۸)' ترمذی (۲۵۰۷)' ابن ماجه (۴۰۳۲)' احمد (۲/ ۴۳)

فوائد: تقدم

۴۲۴ـعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ، وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَایَأْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ)). [الصحیحة: ۴۲۵]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن تو وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے' وہ آدمی خیر و بھلائی سے محروم ہے جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۵- احمد (۵/ ۳۳۵)' خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۳۷۶)' طبرانی فی الکبیر (۵۷۴۴)' بیهقی فی الشعب (۸۱۲۰)

فوائد: اس کا مطلب بھی پچھلی حدیث کی مانند ہی ہے کہ مل جل کر رہنے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے سے ہی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ مومن کو اللہ تعالیٰ نے ایک حساس دل دیا ہوتا ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی دنیا میں مگن رہے اور اردگرد کو بھول جائے اور انسانیت سے اپنا ناتا ہی توڑ لے جیسا کہ بعض جاہل اور گمراہ صوفی یہ روش اپناتے ہیں وہ دنیا سے کٹ کے اپنے من کی بستی کو آباد کر لیتے ہیں اور انسانوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ایسے شخص کو آپؐ نے بے فیضا قرار دیا جبکہ بہترین بندہ وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھے اور فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ بلکہ جو انسانیت کو جتنا نفع پہنچائے گا وہ اسی قدر اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتا جائے گا۔

٤٢٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ وَيُؤْلَفُ، وَلَاخَيْرَ فِيمَنْ لَّا يَأْلَفُ وَلَايُؤْلَفُ، وَخَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ)).

[الصحيحة:٤٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن (لوگوں سے) مانوس ہوتا ہے اور (لوگ اس سے) مانوس ہوتے ہیں۔ اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۶- طبرانی فی الاوسط (۵۷۸۳)' بیهقی فی الشعب (۷۶۵۸) والقضاعی فی مسند الشهاب (۱۲۹)

فضل المحافظة على نظافة الطرق

راستوں کو صاف رکھنے کی فضیلت

٤٢٦ ـ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ: ((نَحِّ الْأَذٰى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ)).

[الصحيحة:٢٣٧٣]

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں جس سے میں استفادہ کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۷۳- ابن ابی شیبة (۹/ ۲۸) و فی الادب ابویعلی (۷۴۲۷)' ابن حبان (۵۴۱)' مسلم (۲۶۱۸)' احمد (۴/ ۴۲۰)' بمعناه

فوائد: جس طرح مسلمان کے راستے میں تکلیف دہ چیز پھینکنا لعنت کا باعث ہے اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہے تو اسے دور کرنا بلندی درجات کا باعث ہے جیسا کہ صحابیؓ نے نفع مند چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے راستے کو صاف کرنے کا حکم دیا۔

انتصار الملك لمن صبر بالأذى

جس نے تکلیف پر صبر کیا فرشتے کا اس کی مدد کرنا

٤٢٧ ـ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوبَكْرٍ' فَآذَاهُ الثَّالِثَةَ' فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((نَزَلَ مَلَكٌ مِّنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ)). [الصحيحة:٢٣٧٦]

سعید بن مسیّب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طعن کیا اور انھیں تکلیف دی۔ ابوبکر صدیق خاموش رہے' اس نے دوسری دفعہ تکلیف دی' ابوبکر خاموش رہے' جب (وہ باز نہ آیا اور) اور تیسری دفعہ تکلیف دی' تو ابوبکر صدیق نے بھی انتقام لیا۔ لیکن آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے میری بات محسوس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا' جو اس کو جھٹلاتا رہا' جب تو نے انتقام لیا تو شیطان گھس آیا' اب میں ایسی مجلس میں تو نہیں بیٹھ سکتا جس میں شیطان دخل اندازی کر رہا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۶۔ ابوداود (۴۸۹۶، ۴۸۹۷) بغوی فی شرح السنة (۳۵۸۶) بیھقی فی الآداب (۱۷۰)

فوائد : گالی دینا انتہائی جاہلانہ اور قبیح حرکت ہے جو کہ معزز لوگوں کے شایان شان نہیں اور یہ فسق، نافرمانی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (سباب المسلم فسوق) مسلم کو گالی دینا فسق ہے۔ ہاں اگر آپ کو کوئی گالی دے تو یہ اسکی کمینگی کی علامت ہے آپ اس پر صبر کرلیں تو یہ آپ کیلئے بہتر ہے اور ایک فرشتہ آپکی طرف سے جواب دے گا لیکن اگر بدلے میں گالی دیں تو یہ صورت بھی جائز ہے آپ ایسا کرسکتے ہیں جب تک آپ زیادتی کے مرتکب نہ ہوں جیسا کہ قرآن میں (فاعبدوا علیه بمثل ماعتدی علیکم) تم ان پر اتنی زیادتی کرلو جتنی انہوں نے تم پر کی ہے۔ یعنی زیادتی کے بقدر جواب درست ہے اگر آپ مقررہ مقدار سے تجاوز کریں گے تو پھر آپ بھی گناہ گار ہونگے ورنہ پہلا بندہ ہی دونوں اطراف کے گناہ کا مستحق تھا۔ اسی لئے آپؐ جب تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہے تو فرشتہ موجود تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب دے رہا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ کے جواب کی وجہ سے فرشتے کی جگہ شیطان نے لے لی کیونکہ اب جھگڑے اور بات کے بڑھنے کا امکان پیدا ہوگیا تو شیطان ایسے موقع پر کوتاہی کیسے کرسکتا ہے۔

٤٢٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوعاً: ((نَهٰى أَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۵۔ ابوالحسن الحربی فی الثانی من الفوائد (۱۵۹/ ۲) بیھقی (۳/ ۲۳۲) ابو عبد الله بن منده فی الامالی (۴۰/ ۱)

فوائد : تقدم

النهي عن الجلوس بين الضح و الظل

دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

٤٢٩ـ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((نَهٰى أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ)).

صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ''اس طرح تو شیطان بیٹھتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۸، ۳۱۱۰۔ احمد (۳/ ۴۱۳، ۴۱۴) حاکم (۴/ ۲۷۱)

فوائد : تقدم

النهي عن وضع الرجل على الرجل

ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے کی ممانعت کا بیان

٤٣٠ـ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((نَهٰى أَنْ يَّضَعَ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَرْفَعَ) الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى. زَادَ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى. وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهِ)). [الصحيحة:٣٥٦٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چت (یعنی پیٹھ کے بل) لیٹنے والے آدمی کو ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۷۔ ابوداود (۴۸۶۵) مسلم (۲۰۹۹) احمد (۳/ ۳۴۹) ابن عبد البر فی التمهید (۹/ ۲۰۴)

فوائد : جب لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا اس سے آپؐ نے منع فرمایا لیکن یہ منع حرمت کیلئے نہیں بلکہ اولویت بتانے کیلئے ہے کیونکہ دوسری حدیث ایسے لیٹنا بھی ثابت ہے جیسا کہ پیچھے مفصلاً گزر چکا ہے۔

تحریم الصور فی البیت والصناعته

گھروں میں تصویریں رکھنے اور بنانے کی حرمت کا بیان

۴۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، يَزْعَمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((نَهٰى عَنِ الصُّوَرِ فِي الْبُيُتِ وَنَهٰى الرَّجُلَ أَنْ يَّصْنَعَ ذٰلِكَ)). [الصحیحة: ٤٢٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی تصویریں بنائے۔

تخریج: الصحیحة ۴۲۴۔ ترمذی (۱۷۴۹)، احمد (۳/ ۳۲۵، ۳۸۴، ۳۸۴)، ابن حبان (۵۸۴۴)

فوائد : جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والے قیامت کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونگے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے (اشد الناس یوم القیامة الذین یضاهون بخلق الله) (متفق علیہ) قیامت کو لوگوں میں سے سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی مشابہت کرتے ہوئے تصویریں بناتے ہیں۔ کس قدر سخت وعید ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے مصوروں کو کہا جائیگا (احیوا ماخلقتکم وقال ان البیت الذی فیه الصوره لا تدخله الملائکة) (متفق علیہ) جو تم نے بنایا ہے انہیں زندہ کرو اور فرمایا ایسا گھر جس میں تصویر ہو فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ نہ بندہ ان تصویروں میں زندگی پھونک سکے اور نہ ہی عذاب سے چھٹکارہ حاصل کر سکے اور کس قدر یہ بے برکت کام ہے کہ بندہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے ظاہر بات ہے جس گھر میں فرشتہ نہیں آئیگا تو رب کی رحمت کیسے آ سکتی ہے۔ اس لئے اس سے لازماً بچ جانا چاہیے ہاں اگر لازماً یہ کام کرنا ہو تو غیر جاندار اشیاء کی تصویریں بنالی جائیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اگر ضروری کرنا چاہتے ہو تو (فاصنع الشجر ومالا روح فیه) (متفق علیہ) تو درخت اور غیر جاندار اشیاء کی تصویر بنالو۔ یعنی درخت، پہاڑ، باغ غرض کوئی صورت منظر تخلیق کرلیا جائے رب کی کائنات حسین مناظر سے بھری پڑی ہے مگر صورت نہ تراشی جائے۔

باب: من أدب النوم والسفر

باب: سفر کرنے اور سونے کے آداب

۴۳۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((نَهٰى عَنِ الْوَحْدَةِ: أَنْ يَّبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ، أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ)) [الصحیحة: ٦٠]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہائی، یعنی آدمی کو اکیلا رات گزارنے اور اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۔ احمد (۲/ ۹۱)

استحباب القناعة

قناعت کے مستحب ہونے کا بیان

۴۳۳۔ عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: ((دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي عَلٰى سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

شقیق کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھوں نے (بطور میزبان) روٹی اور کوئی نمکین چیز پیش

فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزاً وَمِلْحاً، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ((نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ)) لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ. فَقَالَ صَاحِبِي:لَوْكَانَ فِي مِلْحِنَا سَعْتَرٌ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهِ إِلَى الْبَقَّالِ، فَرَهَنَهَا، فَجَاءَ بِسَعْتَرٍ، فَأَلْقَاهُ فِيْهِ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا. فَقَالَ سَلْمَانُ:لَوْقَنِعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِي مَرْهُوْنَةً عِنْدَالْبَقَّالِ)).[الصحيحة: ٢٣٩٢]

کی اور کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمھاری خاطر تکلف کرتا۔ میرے دوست نے کہا: اگر نمکین ڈش میں پہاڑی پودینہ ڈال دیا جاتا (تو بہت اچھا ہوتا)۔ انھوں نے کوئی لوٹا نما برتن بطور گروی سبزی فروش کی طرف بھیجا اور پودینہ منگوایا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس رزق پر قناعت کرنے کی توفیق بخشی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے اپنے رزق پر قناعت کی ہوتی تو میرا برتن سبزی فروش کے پاس گروی نہ پڑا ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۲۔ حاکم (۴/ ۱۲۳)، ابن عدی (۳/ ۱۱۰۶)، احمد (۵/ ۴۴۱)، بیهقی فی الشعب (۹۵۹۸)

فضل رحمة الدابة

جانور پر شفقت کی فضیلت کا بیان

٤٣٤۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحَمُهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٢٦]

سیدنا معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس کے ساتھ شفقت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو نے بکری کے ساتھ شفقت کی ہے تو اللہ تعالی تجھ پر رحم کرے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۔ الادب المفرد (۳۷۳)، احمد (۳/ ۴۳۶)، حاکم (۳/ ۵۸۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۳)

باب: من هو الرحيم؟

باب: مہربان کہلانے کا مستحق کون؟

٤٣٥۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً : ((وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَايَضَعُ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ إِلَّا عَلَى رَحِيْمٍ. قَالُوْا: كُلُّنَا يَرْحَمُ قَالَ: لَيْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِكُمْ صَاحِبَهُ، يَرْحَمُ النَّاسَ كَافَّةً)).

[الصحيحة:١٦٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالی اپنی رحمت کا مستحق صرف رحمدل بندے کو بناتا ہے۔“ اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمدل بن جاؤ، بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۷۔ حافظ عراقی فی المجلس (۸۶) فی المالی (۷۷/ ۲)، بیهقی فی الآداب (۴۴، ۴۵)، ابویعلی (۴۲۵۸)

تحريم دخول البيت بغير اذن

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی حرمت کا بیان

٤٣٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكُنْتُ أُدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَجِئْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَرَاءَكَ]يَا بُنَيَّ! إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَلَا تَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا بِإِذْنٍ)). [الصحيحة: ٢٩٥٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور بلا اجازت آپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ ایک دن میں آیا اور سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا! پیچھے چلو۔ نیا حکم نافذ ہو چکا ہے (آئندہ) اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہونا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٩٥٧ـ الادب المفرد (٨٠٧)' طحاوى (٢/ ٣٩٣)' احمد (٣/ ١١٩' ٢٠٩)

ومن أمور المكروهة

ناپسندیدہ امور کا بیان

٤٣٧ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَأْكُلْ مُتَّكِئاً وَلَا عَلَى غِرْبَالٍ، وَلَاتَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مُصَلًّى لَا تُصَلِّي إِلَّا فِيْهِ، وَلَا تَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلَكَ اللّٰهُ لَهُمْ جِسْراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة:٣١٢٢]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹیک لگا کر نہیں کھانا' چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانا' مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہیں کرنا کہ اسی جگہ ہی نماز پڑھی جائے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا' وگرنہ اللہ تعالی روز قیامت تجھے ان کے لئے پل بنا دے گا۔''

تخريج: الصحيحة ٣١٢٢ـ ابن عساكر فى تاريخ دمشق (١٣/ ٣٩١)' ابن حبان فى الضعفاء (١/ ٣٠١)' طبرانى كما فى المجمع (٢/ ١٧٩)

النهي عن الاذن لمن لم يبدا بالسلام

جو سلام سے ابتدا نہ کرے اس کو اجازت دینے کی ممانعت

٤٣٨ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ)). [الصحيحة:٨١٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اجازت نہ دو' جو سلام سے ابتدا نہیں کرتا۔''

تخريج: الصحيحة ٨١٧ـ ابونعيم فى اخبار اصبهان (١/ ٣٥٧)' ابويعلى (١٨٠٩)

النهي عن بدء السلام باليهود

یہود کو پہلے سلام کرنے کی ممانعت

٤٣٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيْقٍ، فَاضْطَرُّوْهُمْ إِلَى أَضْيَقِهِ)). [الصحيحة:٧٠٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو' اگر راستے میں کسی (یہودی یا عیسائی) کو ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

تخریج: الصحیحة ۷۰۴۔ مسلم (۲۱۶۶)' الادب المفرد (۱۱۰۳)' ابو داود (۵۲۰۵)' ترمذی (۱۶۰۲)' احمد (۲/ ۲۶۳)

النهي عن الجمع بين اسمه و كنية

۴۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((لَاتَجْمَعُوْا بَيْنَ اسْمِي وَكُنْيَتِي، [أَنَا أَبُوْ الْقَاسِمِ، وَاللّٰهُ يُعْطِي وَأَنَا أُقَسِّمُ])) [الصحيحة:٢٩٤٦]

آپ کا نام اور کنیت اکٹھے رکھنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام (محمد) اور میری کنیت کو جمع نہ کرو' میں ابو القاسم ہوں' اللہ تعالی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۶۔ الادب المفرد (۸۳۶)' ترمذی (۲۸۴۳)' احمد (۲/ ۴۳۳)' ابن حبان (۵۸۱۴)

جواز تغيير الاسم

۴۴۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ اسْمِ أُخْتٍ لَّهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: اسْمُهَا بَرَّةُ۔ قَالَتْ: غَيِّرِ اسْمَهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَغَيَّرَ اسْمَهَا إِلَى زَيْنَبَ، فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا وَاسْمِي بَرَّةُ، فَسَمِعَهَا تَدْعُوْنِي بَرَّةَ، قَالَ: ((لَاتُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْبَرَّةِ مِنْكُنَّ وَالْفَاجِرَةِ، سَمِّيْهَا زَيْنَبَ)) فَقَالَتْ (أُمُّ سَلَمَةَ) فَهِيَ زَيْنَبُ فَقُلْتُ لَهَا: اسْمِي؟ فَقَالَتْ: غَيِّرْ إِلَى مَاغَيَّرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّهَا زَيْنَبَ۔

[الصحيحة:٢١٠]

ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں: میں سیدہ زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا پاس گیا' انھوں نے مجھ سے میری بہن کا نام پوچھا۔ میں نے کہا: اس کا نام ''برّہ'' ہے۔ انھوں نے کہا: یہ نام تبدیل کر دو' کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ نے جب سیدہ زینب بنت جحش سے شادی کی' تو ان کا نام ''برّہ'' تھا' آپ ﷺ نے اسے تبدیل کر کے اس کا نام زینب رکھا۔ (واقعہ یوں ہے' جیسا کہ سیدہ زینب نے بیان کیا:) آپ ﷺ نے جب سیدہ ام سلمہ سے شادی کی تو آپ ان کے پاس گئے' میرا نام ''برّہ'' تھا' جب انھوں نے مجھے برہ کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کا تزکیہ مت کرو' اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون صالحہ ہے اور کون فاجرہ' اس کا نام زینب رکھو۔'' سیدہ ام سلمہ نے کہا: اب یہ زینب ہے (نہ کہ برّہ)۔ میں نے اسے کہا: میرا نام؟ اس نے کہا: تو بھی اسی طرح تبدیل کر دے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا' یعنی اس کا نام زینب رکھ دے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۔ الادب المفرد (۸۲۱)' ابو داود (۴۹۵۳)' مسلم (۲۱۴۲)

☆ ''برّہ'' کے معنی ''نیک خاتون'' کے ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا چاہتی ہے' اسی بنا پر اس نام کو تبدیل کر دیا گیا۔

الفرق بين سلام الحياة و المماة

۴۴۲۔ عَنْ أَبِي جری جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَايَقُوْلُ شَيْئًا،

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

سیدنا ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ وہ

إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ((لَاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ وَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ، قُلْتُ: اعْهَدْلِي، قَالَ: ((لَاتَسُبَّنَّ أَحَداً، وَلَاتُحَقِّرَنَّ شَيْئاً مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَاتَسُبَّنَّ أَحَداً: قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْداً وَلَابَعِيْراً وَلَاشَاةً۔

[الصحيحة: ۱۱۰۹]

جو کچھ بھی کہتا' وہ اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے دو دفعہ کہا: اے اللہ کے رسول! عليك السلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عليك السلام مت کہہ' یہ تو مُردوں کا سلام ہے' (زندوں کو سلام دینے کے لئے) السلام عليك کہا کر۔'' میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسے اللہ کا رسول ہوں کہ جب تجھے تکلیف ہو اور تو اسے پکارے تو وہ تجھ سے تکلیف دور کر دے اور اگر تمہیں قحط سالی آ لے تو تیرے مانگنے سے وہ تیرے لیے (انگوریاں) اگائے' اور جب بے آب و گیاہ صحراء میں تیری اونٹنی گم ہو جائے تو تیرے مانگنے سے وہ تجھے لوٹا دے۔'' میں نے کہا: مجھے کوئی وصیت ہی فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہیں دینا' کسی نیکی کو حقیر و معمولی نہیں سمجھنا' اگرچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں ہو' اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا' اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا' ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا' کیونکہ ایسا کرنا غرور و تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آدمی تیرے کسی برے فعل' جسے وہ جانتا ہے' پر تجھے عار دلائے' تو تو اس عیب' جسے تو جانتا ہے' کی بنا پر اسے طعنہ نہ دینا' کیونکہ اس چیز کا وبال اس پر ہو گا۔'' ایک روایت میں ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا'' تو ابو جری نے کہا: میں نے اس وصیت کے بعد کسی آزاد یا غلام بلکہ اونٹ یا بکری تک کو برا بھلا نہیں کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۹۔ ابو داود (۴۰۸۴)' ترمذی (۲۷۲۲)' دولابی فی الکنی (۲/ ۷۹)

باب: من آداب الرؤيا

باب: خواب کے آداب

۴۴۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَاتَقُصُّوْا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرف کسی عالم یا خیر خواہ کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔''

نَاصِحٍ))۔ [الصحیحة:۱۱۹]

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۔ ترمذی (۲۲۸۰)' مطولاً دارمی (۲۱۵۳)' طبرانی فی الصغیر (۲/ ۴۹)

الوزغ فویسق

چھپکلی معمولی نقصان دینے والا جانور ہے

٤٤٤۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوَزْغُ فُوَيْسِقٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔ [الصحیحة: ۳۵۷۲]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی معمولی قسم کا فاسق (موذی) جانور ہے۔'' یہ حدیث سیدہ عائشہ اور سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۲۔ عائشة: بخاری (۱۸۳۱' ۳۳۰۶)' مسلم (۲۲۳۹)' نسائی (۲۸۸۹)' ابن ماجه (۳۲۳۰)' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مسلم (۲۲۳۸)' ابوداود (۵۲۶۲)

تحريم التكريم لمن ليس بأهله

جو شخص عزت کا اہل نہیں اس کی تکریم کی حرمت کا بیان

٤٤٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدُنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يَّكُ سَيِّدُكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ. عَزَّوَجَلَّ.))۔ [الصحیحة:۳۷۱]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کو سردار مت کہو' اس لئے کہ اگر یہ شخص سردار بھی ہوا تو یقیناً تم نے اپنے ربّ عزوجل کو ناراض کر لیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۱۔ ابوداود (۴۹۷۷)' الادب المفرد (۷۶۰)' احمد (۵/ ۳۴۶' ۳۴۷)' ابن السنی (۳۸۵)

النهي عن لعنة الله

اللہ کی لعنت کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٤٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ:بِجَهَنَّمِ))۔[الصحیحة:۸۹۳]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۳۔ ابوداود (۴۹۰۶)' ترمذی (۱۹۷۶)' احمد (۵/ ۱۵)' حاکم (۱/ ۴۸)

٤٤٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ : ((لَاتَلْعَنِ الرِّيْحَ فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئاً لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ))۔ [الصحیحة:۵۲۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ایک آدمی کی چادر ہوا سے اڑنے لگی' اس نے ہوا کو لعن طعن کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو ملعون مت ٹھہرا' یہ تو (اللہ کے حکم کی) پابند ہے' (یاد رہے کہ) جس آدمی نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جو اس کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت پلٹ کر اسی پر پڑتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۸۔ ابوداود (۴۹۰۸)' ترمذی (۱۹۷۸)' ابن حبان (۵۷۴۵)

النهي عن النزول الطرق الجواد

۴۴۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا تَنْزِلُوْا عَلَى جَوَادِ الطُّرُقِ، وَلَاتَقْضُوْا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ)). [الصحيحة: ۲۴۳۳]

عمدہ راستوں پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمدہ راستوں (اہم شاہراہوں) پر پڑاؤ مت ڈالو اور نہ ہی ان پر اپنی ضرورتیں پوری کرنا شروع کر دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۳۔ ابن ابی شیبۃ فی الادب (۱/ ۱۵۰/ ۱)' ابن ماجہ (۳۷۲)' احمد (۳/ ۳۰۵)

تحريم ايذاء الجار

۴۴۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاخَيْرَ فِيْهَا هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) قَالَ: وَفُلَانَةُ تُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ وَتَصَدَّقُ بِأَثْوَارٍ [مِنَ الْأَقِطِ] وَلَا تُؤْذِي أَحَداً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۱۹۰]

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے' دن کو روزہ رکھتی ہے' صدقہ و خیرات کرتی ہے اور دیگر امورِ خیر کرتی ہے' لیکن ہمسائیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے' (ایسی عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی عورت میں تو کوئی خیر نہیں' یہ تو جہنمی ہے۔'' اس کے بعد اس نے کہا: فلاں عورت صرف فرض نمازیں ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے' لیکن کسی کو تکلیف نہیں دیتی' (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو جنتی عورت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۰۔ الادب المفرد (۱۱۹)' احمد (۲/ ۴۴۰)' ابن حبان (۵۷۶۴)' حاکم (۴/ ۱۶۶)

باب: من يجوز له السمر

۴۵۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((لَاسَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ))

باب: کس کے لیے رات کو جاگنا جائز ہے

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعد از نمازِ عشاء صرف نمازی اور مسافر ہی باتیں کر سکتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۵۔ ابو داود الطیالسی (۲۹۴)' احمد (۱/ ۴۱۲' ۴۶۳)' زوائد مسند الحارث (۸۶۴)' عبد الرزاق (۲۱۳۰)

باب: النهي عن التكلف للضيف

۴۵۱۔عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَتَكَلَّفَنَّ أَحَدٌ لِضَيْفِهِ مَالَايَقْدِرُ عَلَيْهِ)).

باب: مہمان کے لیے زیادہ تکلف کی ممانعت

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی مہمان کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۰۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۵۶)' خطیب فی تاریخہ (۱۰/ ۲۰۵)' حاکم (۴/ ۱۲۳)

ومن آداب المجلس

مجلس کے آداب کا بیان

٤٥٢ـعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لَایَجْلِسُ الرَّجُلُ بَیْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهٖ فِی الْمَجْلِسِ)).

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی مجلس میں کسی آدمی اور اس کے بیٹے کے درمیان نہ بیٹھے''۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۶۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۲۶)' بغوی فی الجعدیات (۲۹۴۷)

تحريم الهجرة بأخيه المسلم فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی کی حرمت کا بیان

٤٥٣ـ عَنْ هِشَّامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَایَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ یَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاکِبَانِ عَلَی الْحَقِّ مَا دَامَا عَلٰی حَرَامِهِمَا، فَأَوَّلُهُمَا فَیْئًا سَبْقُهُ بِالْفَیِّ کَفَّارَةٌ، فَإِنْ سَلَّمَ وَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ، وَرَدَّ عَلَی الْآخَرِ الشَّیْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلٰی صِرَامِهِمَا لَمْ یَجْتَمِعَا فِی الْجَنَّةِ أَبَدًا)). [الصحیحة:١٢٤٦]

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین ایام سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ جب تک وہ اس حرام کام کے مرتکب رہیں گے راہِ حق سے منحرف رہیں گے۔ جو (اپنے جرم سے) باز آنے میں سبقت کرے گا تو اس کا سبقت کرنا اس کے جرم کا کفارہ بن جائے گا۔ اگر اس نے سلام کیا لیکن دوسرے نے جواب نہ دیا تو اسے فرشتے جواب دیں گے اور دوسرے پر شیطان جواب دیں گے' اگر وہ اسی قطع تعلقی کی صورت میں مر گئے تو کبھی بھی جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۶۔ الادب المفرد (۴۰۲)' احمد (۴/ ۲۰)' بیہقی فی الشعب (۶۶۲۱)' ابویعلی (۱۵۵۷)

لا يدخل الجنة قتات

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

٤٥٤ـ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ مَرْفُوْعاً: ((لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). [الصحیحة:١٠٣٤]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۴۔ بخاری (۶۰۵۶)' مسلم (۱۰۵)' ابوداود (۴۸۷۱)' ترمذی (۲۰۲۶)' احمد (۵/ ۳۸۲)

اهمية شكر الناس

لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی اہمیت کا بیان

٤٥٥ـ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ مَرْفُوْعاً: ((لَایَشْکُرُ اللّٰهَ مَنْ لَایَشْکُرُ النَّاسَ)).

[الصحیحة:٤١٦]

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا شکر ادا نہ کر سکنے والا اللہ تعالی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۶۔ احمد (۵/ ۲۱۱' ۲۱۲)' خرائطی فی فضیلۃ الشکر (۷۹)' ضیاء فی المختارۃ (۱۴۹۳)

باب: تحريم البهتان والكذب

٤٥٦۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعاً: ((لَا يَعْضَهُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا)). [الصحيحة:٢٤٤٣]

باب: بہتان بازی اور جھوٹ کی حرمت

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی پر تہمت نہ لگائے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۴۴۳۔ طيالسی (۵۸۰)، احمد (۵/ ۳۱۳، ۳۲۰)، مسلم (۴۳/ ۱۷۰۹)

كراهية ان يقول زرعت

٤٥٧۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: زَرَعْتُ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: حَرَثْتُ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: ((أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَاتَحْرُثُونَ. أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾.)) [الصحيحة:٢٨٠١]

یہ کہنے کی کراہت کہ میں نے زراعت کی ہے

محمد بن سیرین، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر کوئی آدمی عربی زبان میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں نے فصل کاشت کی تو) وہ ''زَرَعْتُ'' نہ کہے ''حَرَثْتُ'' کہے۔'' پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟﴾ (سورۂ واقعہ: ۶۳، ۶۴)

تخريج: الصحيحة ۲۸۰۱۔ ترمذی ۲۸۰۱۔ طبرانی (۲۵۴۷)، طبرانی (۴۰۷۵)، ابونعيم فی صفة الجنة (۴۲۳)

☆ یعنی اللہ تعالیٰ نے آیت میں بندوں کے لیے لفظ ''حَرَثَ'' اور اپنے لئے ''زَرَعَ'' استعمال کیا۔

كراهية أن يقول عبدى

٤٥٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عَبِيدُاللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: فَتَايَ، وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّي وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: سَيِّدِي)). [الصحيحة:٨٠٣]

یہ کہنے کی کراہت کہ یہ میرا بندہ ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اپنے غلام کو ''عَبْدِیْ'' (میرا بندہ) نہ کہے بلکہ ''فَتَایَ'' (میرا خادم) کہے، کیونکہ تم سارے اللہ کے بندے ہو۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو ''رَبِّیْ'' (میرا رب) نہ کہے بلکہ ''سَیِّدِیْ'' (میرا سردار) کہے۔''

تخريج: الصحيحة ۸۰۳۔ مسلم (۲۲۴۹)، احمد (۲/ ۴۶)، والحديث عند البخاری (۲۵۵۳)

كراهية اقامة الرجل عن المجلس

٤٥٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: ((لَا يَقُومُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلٰكِنْ اِفْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ)). [الصحيحة:٢٢٨]

کسی شخص کو اس کی مجلس سے اٹھانے کی کراہت کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی کے لئے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو، بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت پیدا کر دے گا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۲۸۔ احمد (۲/ ۳۸۳)، بخاری فی التاريخ (۱/ ۴۲۰)

٤٦٠ ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفَ إِلٰى مَقْعَدِهٖ فَيَقْعُدَ فِيْهِ، وَلٰكِنْ يَقُوْلُ: اِفْسَحُوْا)). [الصحيحة:١٣٠٢]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی جمعہ والے دن اپنے بھائی کو کھڑا کر کے اس کی نشست پر خود نہ بیٹھ جائے، اسے کہنا چاہئے: مجلس میں وسعت پیدا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۲۔ مسلم (۲۱۷۸)، احمد (۳/ ۳۴۲)، بیہقی (۳/ ۲۳۳)

اهمية افشاء السلام و اطعام الطعام

سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان

٤٦١ ـ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ وَقِيْلَ: وَقَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ثَلَاثاً) فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ اَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). [الصحيحة:٥٦٩]

زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف امڈ آئے اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب میں نے غور سے آپ کا چہرہ دیکھا تو تاڑ لیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ پہلی چیز، جو آپ ﷺ نے فرمائی اور میں نے سنی یہ تھی: ''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رحموں کو ملاؤ (یعنی رشتہ داریوں کے حقوق ادا کرو) اور اس وقت اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۹۔ ترمذی (۲۴۸۵)، ابن ماجہ (۱۳۳۴، ۳۲۵۱)، احمد (۵/ ۴۵۱)، حاکم (۳/ ۱۳)

كراهية طرق النساء ليلا والإغتراءهن

عورتوں کے پاس اچانک اور رات کو آنے کی کراہت کا بیان

٤٦٢ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ غَزْوَةٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَطْرُقُوْا النِّسَاءَ لَيْلًا وَلَا تَغْتَرُّوْهُنَّ)). [الصحيحة:٣٠٨٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور فرمایا: ''لوگو! (جب سفر سے واپس آ رہے ہو تو) عورتوں کے پاس بوقتِ شب نہ آیا کرو اور انھیں مطلع کئے بغیر (اچانک) نہ آ جایا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۵۔ البزار (الکشف: ۱۴۸۵)، والبحر الزخار (۵۸۵۱)، مختصراً بیہقی (۹/ ۱۷۴)، ابو عوانۃ (۵/ ۱۱۷)

ومن شر الناس من تركه الناس اتقاء

بدترین انسان وہ ہے کہ جس کو لوگ اس کی بدگوئی کی

فحشہ

وجہ سے چھوڑ دیں

٤٦٣ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيْرَةِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ؟ فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شَرِ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ، اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). [الصحيحة:١٠٤٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی' آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: ''یہ آدمی اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔'' پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا' پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا' (اس کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں' کہ دوسرے لوگ جن کے شرّ سے بچنے کے لئے ان سے لاتعلق ہو جائیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۴۹۔ بخاری (۶۰۳۲)' مسلم (۲۵۹۱)' ابو داود (۴۷۹۱)' ترمذی (۱۹۹۶)' احمد (۶/ ۳۸)

٤٦٤ ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((يَاعَائِشَةُ! إِيَّاكِ وَالْفُحْشَ! إِيَّاكِ وَالْفُحْشَ! فَإِنَّ الْفُحْشَ لَوْ كَانَ رَجُلاً لَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ)). [الصحيحة:٥٣٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بدزبانی سے بچو' بدزبانی سے بچو۔ اگر ''بدزبانی'' کو مرد کا وجود دے دیا جاتا تو وہ برا مرد ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۷۔ عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۸۵)

الحض جزاء السيئة بالحسنة

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی ترغیب

٤٦٥ ـ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدِ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اِمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ)) ثُمَّ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَراً مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ؟

فروہ بن مجاہد لخمی' سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے ملا' آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عقبہ بن عامر! اس آدمی سے صلہ رحمی سے پیش آیا کر جو تجھ سے قطع رحمی کرے' اس آدمی کو دیا کر جو تجھے محروم رکھے اور اس کو معاف کر دیا کر جو تجھ پر ظلم کرے۔'' (میں چلا گیا) اور جب بعد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھو' تمھارا گھر تمھیں اپنے اندر سما لے (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔'' (میں چلا گیا اور) جب تیسری دفعہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھاؤں' جن کی مثل نہ تورات

لَايَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)) قَالَ عُقْبَةُ: فَمَا أَتَتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتُهُنَّ فِيهَا، وَحَقٌّ لِي أَنْ لَا أَدَعَهُنَّ وَقَدْ أَمَرَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فَرْوَةُ بْنُ مُجَاهِدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ: أَلَا فَرُبَّ مَنْ لَا يَمْلِكُ لِسَانَهُ، أَوْلَا يَبْكِي عَلَى خَطِيئَتِهِ وَلَا يَسَعُهُ بَيْتُهُ۔

میں نازل ہوئی' نہ زبور میں' نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں؟ ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کیا کر: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس﴾۔" سیدنا عقبہ کہتے ہیں کہ میں ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کرتا ہوں اور حق بھی یہی ہے کہ میں انھیں ترک نہ کروں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے۔ فروہ بن مجاہد جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: کتنے ہی لوگ ہیں جو نہ اپنی زبانوں پر کنٹرول کرتے ہیں' نہ اپنی خطاؤں پر روتے ہیں اور نہ ان کے گھر ان کو سموئے رکھتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۱۔ احمد (۴/ ۱۵۸۔ ۱۵۹)

اهمية النظر إلى خطيئته

اپنے گناہوں کو دیکھنے کی اہمیت کا بیان

٤٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا: ((يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى الْجِذْعَ. أَوِ الْجِذْلَ. فِي عينه معترضا)) [الصحيحة:٣٣]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: ہر آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑا ہوا تنکا بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر بھی اسے نظر نہیں آتا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۔ زوائد الزھد لابن المبارک (۲۱۲)' ابن حبان (۵۷۶۱)' قضاعی فی مسند الشھاب (۶۱۰)

اثم المصورين والمشرك والجبار العنيد

تصویر بنانے والے' مشرک اور متکبر سرکش کے گناہ کا بیان

٤٦٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ)). [الصحيحة:٥١٢]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزِ قیامت آگ کی ایک گردن نکلے گی' اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی' اس کے دو کان ہوں جن کے ذریعے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے وہ بولے گی۔ وہ کہے گی: تین قسم کے آدمی میرے سپرد کر دیئے گئے ہیں: (۱) سرکش اور متکبر (۲) جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو بھی پکارا اور (۳) تصویر بنانے والا۔"

تخریج: الصحیحة ۵۱۲۔ ترمذی (۲۵۷۴)' احمد (۲/ ۳۳۶)' بیھقی فی الشعب (۶۳۱۷)

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب

٤٦٨ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ)).

[الصحيحة:١١٤٨]

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے گا اور جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا سب کو کفایت کر جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۸۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۵۹)، التمهيد (۵/ ۲۸۷)

٤٦٩ ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَالرَّاجِلُ عَلَى الْجَالِسِ، وَالْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ، فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ كَانَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ)). [الصحيحة: ١١٤٧]

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں گے۔ جس نے سلام کا جواب دیا اسے اجر ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا اسے اجر نہیں ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۷۔ الادب المفرد (۹۹۲)، احمد (۳/ ۴۴۴)

٤٧٠ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)).

[الصحيحة:١١٤٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۵۔ بخاری (۶۲۳۳)، الادب المفرد (۹۹۳)، مسلم (۲۱۶۰)، ابو داود (۵۱۹۹)، احمد (۲/ ۳۲۵، ۵۱۰)

٤٧١ ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْمَاشِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ)).

[الصحيحة:١١٤٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سوار پیدل چلنے والے پر، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے گا اور دو چلنے والوں میں سے جو سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ افضل ہو گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۶۔ الادب المفرد (۹۸۳)، موقوفًا علی جابر رضی اللہ عنہ ابن حبان (۴۹۸)، والبزار (۲۰۰۶)، مرفوعاً

٤٧٢ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [الصحيحة:١١٤٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۹۔ بخاری (۶۲۳۱)، ابو داود (۵۱۹۸)، ترمذی (۲۷۰۴)، احمد (۲/ ۳۱۴)

٤٧٣ ـ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوعاً: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [الصحيحة: ١١٥٠]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدال چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۰۔ الادب المفرد (۹۹۹)، ترمذی (۲۷۰۵)، احمد (٦/ ۱۹)، نسائی فی العمل (۳۳۸)

ضحك الله على رجلين

اللہ تعالیٰ کا دو افراد پر ہنسنے کا بیان

٤٧٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ كِلَاهُمَا فِي الْجَنَّةِ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَيُسْتَشْهِدُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ، فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَيُسْتَشْهِدُ)). [الصحيحة: ١٠٨٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں، جن میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے، اور وہ دونوں جنتی ہوتے ہیں۔ (اس کی صورت یوں ہے کہ) ایک آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۸٤۔ مالك فی الموطا (۲/ ٤٦٠)، بخاری (۲۸۲٦)، مسلم (۱۸۹۰)، نسائی (۳۱٦۸)

❀❀❀❀

كتاب الأذان والصلاة

اذان اور نماز

فرضية الصلاة

نماز کی فرضیت کا بیان

٤٧٥ ـ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُبْسُطْ يَدَكَ حَتّٰى أُبَايِعَكَ، وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ، أَعْلَمُ، قَالَ: ((أُبَايِعُكَ عَلٰى أَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتُنَاصِحُ الْمُسْلِمِيْنَ، وَتُفَارِقُ الْمُشْرِكَ)). [الصحيحة: ٦٣٦]

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' اس حال میں کہ آپ ﷺ بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں اور آپ مجھ پر شرط لگائیں' کیونکہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالی کی عبادت کرے گا' نماز قائم کرے گا' زکاۃ ادا کرے گا' مسلمانوں سے ہمدردی کرے گا اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۶۳۶۔ نسائی (۴۱۸۲)' احمد (۴/ ۳۶۵)' بیہقی (۹/ ۱۳)

فوائد: نماز اسلام کا بنیادی اور انتہائی اہم رکن ہے' یہ خام خیالی ہے کہ نماز کے بغیر اسلام کی عمارت قائم رہ سکے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَأَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ٥﴾ (سورۂ روم: 31) یعنی: ''نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔'' ارشادِ نبوی ہے: (بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ۔) [صحیح مسلم] یعنی: ''(مسلمان) آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دینا شروع کر دو اور اگر وہ دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اس (جرم) پر اسے سزا دو۔ (ابوداود) مذکورہ بالا حدیث میں جہاں نبی کریم ﷺ نے بیعت لیتے وقت اللہ تعالی کی عبادت کی شرط لگائی' وہاں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی دیا' یعنی بیعت برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے' ان میں نماز کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ توحید و نماز کے ضمن میں زکوۃ' مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط لگانے سے ان تین امورِ اسلام کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔

فضيلة الصلاة

نماز کی فضیلت کا بیان

٤٧٦ ـ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ،

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ قَالَ:((لَا أُقْسِمُ، لَا أُقْسِمُ، لَا أُقْسِمُ)). ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا، أَبْشِرُوْا، إِنَّه مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَاجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ، دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ)). قَالَ الْمُطَّلِبُ: سَمِعْتُ رَجُلاً يَسْأَلُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو: أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهُنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ: ((عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَأَكْلُ الرِّبَا)) [الصحيحة: ٣٤٥١]

بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”میں قسم اٹھاتا ہوں' میں قسم اٹھاتا ہوں' میں قسم اٹھاتا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ' خوش ہو جاؤ' جس آدمی نے پانچ نمازیں ادا کیں اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا' وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔“ مطلب نے کہا: ایک آدمی نے عبد اللہ بن عمرو سے سوال کیا کہ کیا تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا: ہاں ”(کبیرہ گناہ یہ ہیں:) والدین کی نافرمانی کرنا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا' کسی جان کو (بلا وجہ) قتل کرنا' پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا' یتیم کا مال کھا جانا' میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرنا اور سود کھانا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳)

فوائد: آدمی نماز ترک کرنے کی وجہ سے جہاں کئی دنیوی و اخروی وعیدوں کا مستحق ٹھہرتا ہے' وہاں اس فریضہ کی ادائیگی پر اسے کئی بشارتوں کا مژدہ سننے کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے نماز کی ادائیگی اور چند کبیرہ گناہوں سے باز رہنے کی وجہ سے جنت کی عظیم بشارت سنائی ہے۔ نیز سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی البردین دخل الجنة) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی نمازِ عصر اور نمازِ فجر) ادا کرے گا' وہ جنت میں داخل ہو گا۔ معلوم ہوا کہ نماز جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی جیسے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔

فضيلة انتظار الصلاة

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

٤٧٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْرِعاً قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَاباً مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا إِلٰى عِبَادِي، قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی' لوٹنے والے لوٹ گئے اور بیٹھنے والے بیٹھے رہے۔ آپ ﷺ جلدی میں تشریف لائے' آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ' تمھارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا اور فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے فرمایا: میرے بندوں کی طرف دیکھو' ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کے

أُخْرٰی)). [الصحيحة:٦٦١] انتظار میں بیٹھے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۱۔ ابن ماجہ (۸۰۱)' احمد (۲/ ۱۸۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے' جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(يعجب ربك من راعي غنم في راس شظية بجبل يؤذن للصلاة ويصلي' فيقول الله عز وجل: انظروا الى عبدي هذا يؤذن ويقيم للصلاة' يخاف مني' قد غفرت لعبدي وادخلته الجنة.)** [ابوداود' نسائی] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے' جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو' اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ شریعتِ مطہرہ نے اس وقت کو بھی نماز کے وقت میں شامل کر دیا ہے' جس میں آدمی نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(لايزال احدكم في صلاة ما دامت الصلاة تحبسه' لا يمنعه ان ينقلب الى اهله الا الصلاة۔)** [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جب تک آدمی نماز (کا انتظار کرنے) کی وجہ سے رکا رہتا ہے' تو وہ نماز (کے حکم) میں ہی ہوتا ہے' جب اسے اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹنے سے روکنے والی چیز نماز ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اسی فضیلت وعظمت کا ذکر ہے کہ جو لوگ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی اس صفت کی بناء پر فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں ان کا یوں تذکرۂ حسنہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ میرا فریضہ تو ادا کر چکے ہیں' لیکن دوسرے فریضے' جس کا ابھی تک وقت نہیں ہوا' کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اهمية المسجد

مسجد بنانے کی اہمیت

٤٧٨۔ قَالَ ﷺ ((اِبْنُوْهُ عَرِيْشاً كَعَرِيْشِ مُوْسٰی)) يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ۔ رُوِيَ مُرْسَلاً عَنْ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَسَالِمِ بْنِ عَطِيَّةَ وَالزُّهْرِيِّ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ وَمَوْصُوْلاً عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ [الصحيحة:٦١٦]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ کے چھپر کی طرح مسجد ہو۔" یہ حدیث حسن بصری' سالم بن عطیہ' زہری اور راشد بن سعد سے مرسلاً اور سیدنا ابو درداء اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۶۔ ابن ابی الدنیا فی قصر الامل (۳/ ۲۵/ ۲)' ابن ابی شیبہ (۱/ ۳۰۹)' بیہقی (۲/ ۴۳۹)

فوائد: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ ہے' اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اپنے گھروں کی پرشکوہ اور پرجلال عمارتوں سے اللہ تعالیٰ کے گھروں کا کوئی تقابل اور موازنہ نہ کیا جائے۔ چونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے' اس لئے اس کے ڈیزائن اور بناوٹ کی ترتیب کا تعین بھی وہی کرے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(ما امرت بتشييد المسجد)** [ابوداود] یعنی: میں (محمد ﷺ) کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کروں۔ پھر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: تم مساجد کو اس طرح مزین کرو گے' جیسے یہود و نصاری نے (اپنی عبادت گاہوں کو) کیا تھا۔ [ابوداود] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مساجد کی تزئین و آرائش کر کے انھیں فخر و ریا کاری کا باعث نہ بنائیں' بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سادگی کو ترجیح دیں۔ اگر خیر و بھلائی اور تقوی و طہارت کا مرکز مسجد نبوی کو چھپر کی مانند پیش کیا جا رہا ہے تو ہمیں بھی غور و خوض کر کے مساجد کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہئے' نہ کہ ان کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی۔

ومن فرائض الله خمس صلوات

۴۷۹۔ عَنْ أَبِي أُدْرِيسِ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَذَكَرُوا الْوِتْرَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاجِبٌ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: سُنَّةٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتُ: أَمَا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. مِنْ عِنْدِاللّٰهِ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَالَ لَكَ: إِنِّي قَدْ فَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، مَنْ وَافَاهُنَّ عَلٰى وُضُوئِهِنَّ، وَمَوَاقِيتِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، فَإِنَّهُ لَهُ عِنْدِي بِهِنَّ عَهْداً أَنْ أُدْخِلَهُ بِهِنَّ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَنِي قَدْ أَنْقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئاً. أَوْ كَلِمَةً تَشْبَهُهَا. فَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ، إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ رَحِمْتُهُ)). [الصحيحة: ۸٤۲]

اللہ کے فرائض میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں

ابو ادریس خولانی کہتے ہیں: میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھا تھا' ان میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انھوں نے نماز وتر (کے حکم پر) بحث کی' بعض نے کہا: وتر واجب ہے' جبکہ بعض نے اسے سنت قرار دیا۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (اپنی رائے پیش کرتے ہوئے) کہا: میں تو گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس اللہ تعالی کی طرف سے جبریل آئے اور کہا: اے محمد! اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا ہے کہ: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' جو آدمی وضو' اوقات اور سجود (وغیرہ) سمیت ان کا پورا حق ادا کرے گا' اس سے میرا عہد ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا' اور جو آدمی ان کی ادائیگی میں کمی کر کے مجھے ملے گا تو اس کے لئے میرے ہاں کوئی عہد نہیں ہے' چاہوں تو عذاب دوں اور چاہوں تو رحم کر دوں۔''

تخریج: الصحیحة ۸۴۲۔ ابوداود طیالسی (۵۷۳)' ابونعیم فی الحلیة (۵/ ۱۲۶' ۱۲۷)' ابوداود (۱۴۲۰)' نسائی (۴۶۰)' ابن ماجه (۱۴۰۱)' بمعناه

فوائد: غور فرمائیں کہ جو آدمی ارکان اور شروط کو مدنظر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے' اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کرنے کا اس سے عہد و پیمان کرتے ہیں' لیکن جو نماز کی ادائیگی میں کم و کاست سے کام لیتا ہے' تو اس سے اللہ تعالی کا کوئی معاہدہ نہیں رہتا ہے' وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ اب جو لوگ باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھتے یا سرے سے نہیں پڑھتے' وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔ نیز اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز وتر سنت اور نفل ہے' نہ کہ واجب اور فرض۔ امام احمد' امام شافعی' امام مالک اور جمہور علماء کا بھی یہی مسلک ہے کہ وتر کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرض نمازوں کی طرح وتر حتمی و لازمی نہیں ہے' بلکہ یہ سنت ہے' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔ [ابوداود' نسائی' ابن ماجه] نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کان رسول الله ﷺ

سبح علی الراحلة قِبَل ای وجه توجه ویوتر علیها غیر انه لا یصلی علیها المکتوبة۔ [صحیح مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھتے تھے' جس جہت کی طرف وہ متوجہ ہوتی (آپ ﷺ اس چیز کی کوئی پروانہ کرتے تھے) اور آپ ﷺ نماز وتر بھی سواری پر ادا کر لیتے تھے' لیکن فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر فرض یا واجب نہیں ہے۔

ومن تخفیف الصلاۃ

نماز ہلکی پڑھنے کا بیان

۴۸۰۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: صَلّٰی مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِأَصْحَابِهٖ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا [فَصَلّٰی] فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّهٗ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهٗ بِمَا قَالَ مُعَاذٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟! إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ و ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾ و ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰی﴾ و ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾)) هُوَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا۔ وَرَوَاهُ عَنْهُ جَمْعٌ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ، مِنْهُمُ الْمُطَوَّلُ، وَمِنْهُمُ الْمُخْتَصَرُ، وَهٰذَا لَفْظُ أَبِي زُبَيْرٍ، يَرْوِيْهِ عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ۔ [الصحیحة: ۳۱۷۱]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشا کی نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا۔ ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا' علیحدہ نماز پڑھ لی (اور چلا گیا)۔ جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا کرنے والا منافق ہوسکتا ہے۔ جب اُس آدمی کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو بتایا کہ معاذ نے میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ آپ ﷺ نے معاذ کو فرمایا: ''معاذ! کیا تو فتنہ باز بننا چاہتا ہے؟ جب تو لوگوں کو امامت کرائے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾' ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾' ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰی﴾ اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ جیسی سورتیں پڑھا کر۔'' یہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے' ان سے روایت کرنے مختلف راویوں کے مختلف الفاظ ہیں' جو طویل اور مختصر روایات پر مشتمل ہیں۔ یہ الفاظ ابو زبیر کے ہیں' جو ان سے لیث بن سعد نے روایت کئے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۱۔ مسلم (۴۶۵)' بخاری (۷۰۱' ۷۰۵)' نسائی (۹۹۹)' ابن ماجه (۹۸۶)' ابو عوانة (۲/ ۱۷۳)

فوائد: نماز باجماعت امتِ مسلمہ کا شعار اور کارِ ثواب ہے' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل علی صلاة الفذ بسبع و عشرین درجة.) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے۔ لیکن اس ضمن میں امام کو مقتدیوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عدمِ حکمت اور عدمِ مصلحت کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے یا لوگ اس کو موردِ طعن سمجھنا شروع کر دیں۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا ام احدکم الناس فلیخفف فان فیهم الصغیر والکبیر والضعیف وذاالحاجة، فاذا صلی وحده فلیصل کیف شاء.) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراءت میں تخفیف کرنی چاہئے' اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے' بوڑھے' کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں' ہاں جب تنہا نماز

پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نماز عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطور مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو اور مکمل بھی یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

الامر بصلاة الخمس

پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم

٤٨١ ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة:٨٦٧]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران فرما رہے تھے: ”اپنے ربّ سے ڈر جاؤ، پانچ نمازیں ادا کرو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو، تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۷۔ ترمذی (۶۱۶)، احمد (۵/ ۲۵۱، ۲۶۲)، ابن حبان (۴۵۶۳)، حاکم (۱/ ۹، ۳۸۹)

فوائد: نماز جنت کی کنجی ہے، اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جنت میں داخلے کا سبب بننے والے جن پانچ امور کا تذکرہ کیا ہے، ان میں نماز بھی شامل ہے، مزید وضاحت حدیث نمبر (۴۷۵) اور (۴۷۶) میں گزر چکی ہے۔

ومن إتمام الصفوف ولاستواء

صفوں کو سیدھا اور مکمل کرنے کا بیان

٤٨٢ ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، فَقَالَ: ((أَتِمُّوْا الصُّفُوْفَ (وَفِي رِوَايَةٍ: اسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا) [وَتَرَاصُّوْا] فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي [كَمَا أَرَاكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ].)) [الصحيحة:٣٩٥٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”صفوں کو مکمل کرو (اور ایک روایت میں ہے: سیدھے ہو جاؤ، سیدھے ہو جاؤ) اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو، میں تمھیں اپنی پیٹھ پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۵۔ مسلم (۴۳۴)، ابو عوانۃ (۲/ ۴۳)، احمد (۳/ ۱۸۳، ۲۶۳، ۲۶۸)

فوائد: نماز باجماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا اور مل کر کھڑے ہونا ضروری ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سووا صفوفکم، فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة.) [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز قائم کرنے کا حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی کے بغیر نماز میں نقصان لازم آئے گا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف و حاذوا بين المناكب و سدوا الخلل

ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصله الله و من قطع صفا قطعه الله.)[ابوداود]
یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالی اسے کاٹے۔ اتنی زیادہ تاکیدات کے باوجود اکثر مساجد میں صف بندی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی، شاید یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام فرقوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں، جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (عباد الله، لتسون صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم.)[صحیح مسلم] یعنی: اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو برابر کرو گے یا پھر اللہ تعالی تمہارے چہروں کے درمیان مخالفت ڈال دیں گے۔) نیز اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ نماز کے دوران مقتدیوں کی کیفیت آپ ﷺ کو نظر آتی تھی۔

ومن الذین لا تقبل صلا تهم

ان لوگوں کا بیان کہ جن کی نماز قبول نہیں کی جاتی

٤٨٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((اثْنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُؤُوسَهُمَا: عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ)). [الصحيحة:٢٨٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے تجاوز نہیں کرتی: اپنے آقاؤں سے بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اور اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت یہاں تک کہ وہ باز آ جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۔ طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۷۲)، والاوسط (۲۰۷۲)، حاکم (۴/ ۱۷۳)

فوائد: قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا، (۲) اللہ تعالی کی اطاعت کا ثواب ملنا۔ اس حدیث میں دوسرا معنی مراد ہے، یعنی ایسا غلام اور بیوی نماز کے ثواب سے محروم رہتے ہیں، اگرچہ فریضۂ نماز ادا ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر وہ نماز ظہر ادا کرنے سے اس فرض سے بری ء الذمہ ہو جائیں گے اور انھیں نماز ترک کرنے کا گناہ نہیں ملے گا، لیکن اس کے اجر وثواب سے محروم رہیں گے۔ عصرِ حاضر میں غلاموں کا تو کوئی وجود نہیں، البتہ بیویوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کیا کریں، کیونکہ خاوند کی نافرمانی جہاں اس کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے، وہاں ایسی بیوی اللہ تعالی کے ہاں بھی عتاب کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ جرم کی سنگینی کا اندازہ کیجئے کہ نماز جیسے عظیم عمل کے ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔

کم بین الاذان و الاقامة

اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟

٤٨٤۔ قَالَ ﷺ: ((اجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ نَفَساً قَدْرَمَا يَقْضِي الْمُعْتَصِرُ حَاجَتَهُ فِي مَهْلٍ، وَقَدْرَمَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهِ فِي مَهْلٍ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ))۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کرو کہ قضائے حاجت کرنے والا آرام سے اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے اور کھانا کھانے والا اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے۔'' یہ حدیث سیدنا ابی بن کعب، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا سلمان فارسی ﷺ سے روایت کی گئی

ہے۔ [الصحيحة:٨٨٧]

تخریج: الصحيحة ٨٨٧۔ (ا) ابی بن کعب: عبد الله بن احمد فی زيادات المسند (۵/ ۱۴۳)' (۲) جابر: ترمذی (۱۹۵)' بيهقی (۱/ ۴۲۸) (۳) بيهقی (۱/ ۴۲۸)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت کو ضروری قرار دیا' وہاں اپنے بندوں کا خیال رکھتے ہوئے اذان کے ذریعے نماز کے وقت کا اعلان کروایا اور پھر لوگوں کی فطرتی ضروریات اور حاجات کو مدنظر رکھا' تا کہ تمام لوگ نماز باجماعت کا شرف حاصل کر لیں۔اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذان اور جماعت کے درمیان تقریباً پندرہ بیس منٹ کا وقفہ ہونا چاہیے۔

ذم البيت الذی لا تصل فيها

اس گھر کی مذمت کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی

٤٨٥۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ، وَلَا تَجْعَلُوْهَا عَلَيْكُمْ قُبُوْراً، كَمَا اتَّخَذَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي بُيُوْتِهِمْ قُبُوْراً، وَإِنَّ الْبَيْتَ لَيُتْلٰى فِيْهِ الْقُرْآنُ، فَيَتَرَاءَ ى لِأَهْلِ السَّمَاءِ كَمَا تَتَرَاءَ ى النُّجُوْمُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٣١١٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی ادا کیا کرو' ان کو قبرستان نہ بناؤ' جیسا کہ یہودیوں اور نصاریٰ نے اپنے گھروں کو قبرستان بنا دیا تھا' بیشک جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہلِ آسمان کو ایسے نظر آتا ہے جیسے اہلِ زمین کو ستارے نظر آتے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ٣١١٢۔ الذهبی فی السير (٨/ ٢٦۔ ٢٧)' احمد (٦/ ٦٥)' ابويعلی (٤٨٦٧)

فوائد: نمازی حضرات کو چاہیے کہ وہ نفل نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے گھروں کا انتخاب کریں' سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً۔ قَالَ: حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ: مِنْ حَصِيْرٍ۔ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ' فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ' فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ' فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ ﷺ: ﴿قَدْ عَرَفْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ' فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ' فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ' اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ﴾ (صحیح بخاری) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان میں چٹائی لگا کر حجرہ سا بنا لیا اور اس میں چند راتیں قیام کرتے رہے' جب صحابہ کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کر دی' جب آپ ﷺ کو صحابہ کے اس عمل کا علم ہوا تو آپ ﷺ غائب ہو گئے' (صحابہ' آپ ﷺ کو آگاہ کرنے کے لئے کھانسنے اور آواز بلند کرنے لگے) بالآخر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے تمہاری ساری کاروائی کا علم ہو گیا ہے' لوگو! اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو' کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں' تہجد اور دوسری عام نفل نماز گھر میں ادا کرنا اور فرض نمازیں مسجد میں ادا کرنا افضل ہے' آجکل بعض لوگ مکمل نماز مسجد میں اور بعض مکمل نماز اپنے اپنے گھروں میں ادا کر لیتے ہیں' نبوی منہج کو اپناتے ہوئے اول الذکر لوگوں کو چاہیے کہ سنتیں اور نوافل گھروں میں ادا کریں اور مؤخر الذکر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مساجد کی تعمیر فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے کی گئی ہے' نبی کریم ﷺ نے بغیر عذر کے گھر میں فرضی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی' گھروں میں فرائض کی ادائیگی عورتوں کا کام ہے' مردوں کا نہیں۔سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا اَفْضَلُ؟ اَلصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ

ﷺ: ﴿أَلَا تَرَى إِلَى بَيْتِي؟ مَا أَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ! فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ۔ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً﴾ (ابن ماجہ) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میرا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے گھر کو نہیں دیکھتے؟ وہ مسجد کے بہت زیادہ قریب ہے، لیکن پھر بھی مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ محبوب ہے، سوائے فرض نماز کے (وہ مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے)۔ معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے علاوہ باقی تمام نمازوں کا گھروں میں اہتمام کرنا چاہئے، یہ عمل گھروں میں رحمت و برکت کے نزول کا سبب ہوگا۔ جن گھروں میں نفلی نماز یا تلاوتِ قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا ان کو قبور سے تشبیہ دینے کی وجہ سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ جو لوگ تمام قسم کی نمازیں مساجد میں ہی ادا کرتے ہیں، وہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرتے ہیں، لہٰذا ایسا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس اہل خانہ کی فضیلت و عظمت کا اندازہ کریں کہ جن کا گھر نفلی نماز اور تلاوتِ قرآن کی وجہ سے آسمان والوں کو ستاروں کی طرح چمکتا نظر آتا ہے۔ نماز اور تلاوت کے معدوم ہونے کی وجہ سے گھر کو قبر کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ (۱) مُردوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے یا (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھتا، وہ یوں سمجھے کہ وہ مردہ ہے اور اس کا گھر قبر ہے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ قبرستان میں تلاوت قرآن اور نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔

اهمية الفصل بين الصلاتين

دو نمازوں میں وقفہ کی اہمیت کا بیان

٤٨٦۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَرَآهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ))

[الصحيحة:٢٥٤٩]

ایک صحابیٔ رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، (سلام کے بعد) ایک آدمی نے فوراً نماز پڑھنا شروع کر دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٤٩۔ احمد (٥/ ٣٦٨)، ابويعلى (٧١٦٦)، عبد الرزاق (٣٩٧٣)، من طريق عبد الله بن رباح بهذا الاسناد، ابوداود (١٠٠٧)، حاكم (١/ ٢٧٠)، من طريق الازرق عن ابى رمثة فذكره

فوائد: اگلی حدیث کی شرح میں دیکھیں۔

٤٨٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي [بَعْدَهَا] فَرَآهُ عُمَرُ [فَأَخَذَ بِرِدَائِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ] فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ (وَفِي

عبداللہ بن رباح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، ایک آدمی نماز کے بعد فوراً مزید نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا۔ اس کی چادر یا کپڑے کو پکڑا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے ٹھیک کیا ہے۔'' اور ایک روایت میں

رِوَايَةٍ: صَدَقَ) ابْنُ الْخَطَّابِ)). [الصحيحة:٣١٧٣]

ہے: ''(ابن خطاب) سچے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۳۔ انظر تخریج الحدیث السابق

فوائد: معلوم ہوا کہ فرض نماز اور اس کے بعد ادا کی جانے والی نفلی نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیئے۔ نیز یہ حدیث نماز عصر کے بعد نفلی نماز پر بھی دلالت کرتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے' جو بیان کرتی ہیں: **ما ترك رسول الله ﷺ ركعتين بعد العصر عندي قط** (صحیح بخاری' صحیح مسلم) **وفي رواية البخاري قالت: والذي ذهب به ما تركهما حتى لقي الله۔** یعنی: رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی بھی ترک نہیں کیں اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے: اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو فوت کیا' آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں کو ترک نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالی کو جا ملے۔ اعتراض: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے' مسئلہ کی وضاحت ہونی چاہیئے۔ جواب: آپ ﷺ نے جہاں نمازِ عصر کے بعد نفلی نماز سے علی الاطلاق منع کیا ہے' وہاں درج ذیل فرمان کے ساتھ قید لگا کر نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **نهى رسول الله ﷺ عن الصلاة بعد العصر الا ان تكون الشمس بيضاء نقية مرتفعةً۔** ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا' ہاں (عصر کے بعد) جب تک سورج سفید' صاف اور بلند ہو (تو نماز پڑھی جا سکتی ہے)۔ آپ ﷺ کے قول اور فعل سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد جب تک سورج سفید اور بلند ہو' اس وقت تک نماز پڑھنا درست ہے۔ اللہ تعالی ہمیں تمام سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باب: من آداب خطبة الجمعة

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

٤٨٨۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((احْضُرُوا الذِّكْرَ، وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا)). [الصحيحة:٣٦٥]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خطبہ جمعہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو' بلا شبہ آدمی (بے رغبتی کرتے ہوئے) دور ہوتا رہتا ہے' حتی کہ اللہ تعالی بھی اسے جنت میں مؤخر کر دیتے ہیں' اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۵۔ ابو داود (۱۱۰۸)' احمد (۵/ ۱۱)' حاکم (۱/ ۲۸۹)' بیہقی (۳/ ۲۳۸)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے اور جو لوگ خیر و بھلائی کے کاموں سے غفلت کرتے ہیں' ان کے لئے وعید ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن امت مسلمہ کا امتیاز ہے' حدیث نبوی کے مطابق جب اہل کتاب پر یہ دن فرض کیا گیا تو وہ اختلاف میں پڑ گئے' یہودیوں نے سنیچر وار کا انتخاب کر لیا جبکہ عیسائیوں نے اتوار کا' اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر خاص احسان کرتے ہوئے انہیں جمعہ کے دن کو منتخب کرنے کی توفیق دی۔ یاد رہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں پہلا جمعہ کا دن ہے' دوسرا سنیچر وار کا اور تیسرا اتوار کا' مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کیلنڈروں میں جمعہ کے روز کو اولیت و فوقیت دیں نہ کہ ہفتہ یا اتوار کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس شخص کو فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے گا جو جمعہ کی رات یا دن کو فوت ہو گا۔'' (مسند احمد: ۲/ ۱۶۹، ترمذی: ۱۰۷۴) سبحان اللہ! جمعہ کے روز مرنا

انسان کے اختیار یا بس کی بات تو نہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکتوں کی وجہ سے ایسے انسان کی قدر کی ہے۔ نماز جمعہ، جمعہ کے دن کی مخصوص عبادتوں میں سے ہے، جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز نہیں آتے، اللہ تعالیٰ (اس جرم کی وجہ سے) ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، جس کی بناء پر وہ غافل ہو جائیں گے۔'' (صحیح مسلم: ۸۶۵) اور جو شخص اس عظیم عبادت کو کما حقہ ادا کرتا ہے، اس کو ملنے والے ثواب کا اندازہ متن میں مذکورہ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے، نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح غسل کرتا ہے یعنی سر اور بدن کو احسن انداز میں دھوتا ہے، اول وقت میں پہنچ کر شروع سے خطبہ سنتا ہے، (مسجد کی طرف) پیدل جاتا ہے نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھتا ہے، غور سے خطبہ سنتا ہے، کوئی لغو اور فضول کام نہیں کرتا، تو ایک ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔'' (ابوداود: ۳۴۵، ترمذی: ۴۹۶، ابن ماجہ: ۱۰۸۷، نسائی: ۱۳۸۲) اس حدیث کو مد نظر رکھ کر اپنے معمولات کا جائزہ لیں، کیا آپ نے اپنی سابقہ زندگی میں اس بشارت کا حقدار بننے کے لئے اپنے آپ کو موقع دیا ہے؟ میں قارئین سے عاجزانہ التماس کروں گا کہ جمعہ کی جماعت کے انتظار میں گھر بیٹھے رہنے کو یا اپنے کام کاج میں مصروف رہنے کو اپنے حق میں سکون تصور نہ کریں، بلکہ یہ کارروائی محض اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احسانات سے محرومی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خطباء کو بھی چاہئے کہ وہ چند اختلافی مسائل کو اپنی گفتگو کا محور و مرکز نہ بنائیں بلکہ عوام کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیں اور حدیث کے مطابق اپنے خطبے کو مختصر کریں۔ حدیث کے متن پر غور کریں کہ جہاں جمعہ کی نماز کی ادائیگی اور خطبہ سننے کے لئے وقت پر آنا باعث ثواب و برکت ہے، وہاں اس کے سلسلے میں معمولی غفلت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بن سکتی ہے اور اگر ایسے آدمی کے حق میں جنت کا فیصلہ ہو جاتا ہے، تو اس کاہلی کی وجہ سے داخلے کی اجازت میں تاخیر ہوگی۔

الأمر بحضرة النساء للعيدين

۴۸۹ - عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَسَأَلْنَا أُمَّ عَطِيَّةَ: هَلْ سَمِعْتِ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ بِأَبَا۔ وَكَانَتْ إِذَا حَدَّثَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَتْ: بِأَبَا۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَخْرِجُوْا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، فَلْيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحِيَضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِيْنَ)). [الصحيحة: ٦٠٠]

عیدین کے لیے عورتوں کو حاضر ہونے کا حکم

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ وہ جب بھی حدیث بیان کرتیں تو کہتی تھیں کہ میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''۔جواں عمر اور پردہ نشیں عورتوں کو نکالو، انہیں چاہئے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔''

تخریج: الصحيحة ٦٠٠۔ حميدى (٣٦٢)، بخارى (٩٨٠)، مسلم (٨٩٠)

معلوم نہیں کہ بعض لوگ قرآن و سنت کی واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عید گاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟

باب: تكسير البيع وتحويلها

باب: کلیساؤں کی بربادی اور وہاں

مساجد

مسجدوں کی آبادی

٤٩٠۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا وَفْداً إِلَى النَّبِيِّ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيعَةً لَنَا، فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طُهُوْرِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ فِي إِدَاوَةٍ، وَأَمَرَنَا، فَقَالَ: ((**اُخْرُجُوْا فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ، وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ، وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِداً. قَالُوْا: إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ، وَالْحَرُّ شَدِيْدٌ، وَالْمَاءُ يَنْشَفُ؟ فَقَالَ: مُدُّوْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنَّهُ لَايَزِيْدُهُ إِلَّا طِيْباً**)) فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيعَتَنَا، ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِداً، فَنَادَيْنَا فِيْهِ بِالْأَذَانِ، قَالَ: وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَيِّءٍ فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ قَالَ: دَعْوَةُ حَقٍّ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهُ بَعْدُ۔ [الصحيحة:٢٥٨٢]

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم وفد کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ہماری زمین میں ہمارا ایک گرجا گھر ہے (ہم وہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں اس لئے) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا، کلی کی اور اسے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''چلے جاؤ، جب اپنی زمین میں پہنچو تو گرجا گھر کو مسمار کر دینا، وہاں یہ پانی چھڑکنا اور اسے مسجد بنا لینا۔'' انھوں نے کہا: ہمارا علاقہ بہت دور ہے اور شدید گرمی پڑ رہی ہے، یہ پانی تو خشک ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(راستے میں) اس میں مزید پانی ملاتے جانا، وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔'' ہم نکل پڑے، حتی کہ اپنے علاقے میں پہنچ گئے، ہم نے گرجا گھر گرا دیا، وہاں پانی چھڑکا اور اسے مسجد کا روپ دے دیا۔ پھر ہم نے وہاں اذان دی۔ قبیلہ بنو طے کے ایک پادری نے اذان سن کر کہا: یہ تو دعوتِ حق ہے۔ پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف نکل گیا اور اس واقعہ کے بعد ہم اسے نہ دیکھ پائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۸۲۔ نسائی (۷۰۲)، ابن حبان (۱۱۲۰)، احمد (۴/ ۲۳)، طبرانی (۸۲۴۱)

الاتيان الصلاة بوقار و سكينة

نماز کے لیے وقار وسکون کے ساتھ آنے کا بیان

٤٩١۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**إِذَا أَتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأْتِهَا بِوَقَارٍ وَسَكِيْنَةٍ، فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ، وَاقْضِ مَافَاتَكَ**)). [الصحيحة:١١٩٨]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکینت کے ساتھ آؤ، جو نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۸۔ طبرانی فی الاوسط (۱۳۵۷)

فوائد: جب نمازی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جا رہا ہو تو اسے اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ چل کر جانا چاہئے اور جلدی اور عجلت نہیں کرنی چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے: (فان احدکم اذا کان

یعمد الی الصلاۃ فھو فی الصلاۃ.) [صحیح مسلم] یعنی: جب کوئی آدمی نماز کی طرف قصد کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

باب: لا تدرك صلاة الفجر والعصر الا بادراك السجدة الاولى

باب: جس نے فجر اور عصر کی پہلی رکعت پالی (قبل از طلوع وغروب آفتاب) تو اس نے نماز پالی

٤٩٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة:٦٦]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی سورج غروب ہونے سے پہلے نمازِ عصر کی پہلی رکعت پڑھ لے تو وہ اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) مکمل کر لے (اسی طرح) جو آدمی سورج طلوع ہونے سے پہلے نمازِ فجر کی پہلی رکعت ادا کر لے تو وہ بھی اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) اسے مکمل کر لے۔'' یعنی ان صورتوں میں نماز ادا ہوگی' نہ کہ قضا۔

تخريج: الصحيحة ٦٦- بخاری (٥٥٦)' نسائی (٥١٧)' بیهقی (١/ ٣٦٨)' بغوی فی شرح السنة (٤٠٢)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پڑھ لی جائے' تو نمازی کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز جاری رکھے' ایسی نماز ادا ہوگی' نہ کہ قضا اور اسے کفایت کرے گی۔ یاد رہے کہ عصر کی نماز کو لیٹ کرنا ناپسندیدہ عمل ہے' جیسا کہ سیدنا انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تلك صلاة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا اصفرت وكانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعا لا يذكر الله فيها الا قليلا۔) [مسلم] یعنی: یہ تو منافق کی نماز ہوئی کہ وہ (نمازی) سورج کا انتظار کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ زرد ہونے لگے اور شیطان کے دو سینگوں کے بیچ میں آگیا اور ادھر وہ اٹھا اور چار ٹھونگیں ماریں اور اللہ تعالی کا قلیل ذکر کیا۔ ہاں اگر کسی سے کسی عذر کی بنا پر اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ وہ اب بقیہ وقت میں صرف ایک رکعت ہی پڑھ سکتا ہے تو وہ مکمل نماز پڑھ لے' اس کی نماز درست ہوگی۔ یہی حال باقی تمام نمازوں کا ہے۔

باب: صحة صلاة الصبح بادراك الركعة الاولى

باب: طلوعِ شمس سے پہلے پہلی رکعت پانے پر نماز فجر کا درست ہونا

٤٩٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَدْرَكْتَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة:٢٤٧٥]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے طلوع آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت مل جائے (اور اس کے بعد سورج طلوع ہو جائے) تو اس کے ساتھ دوسری رکعت بھی ادا کر لے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٤٧٥- طحاوی (١/٢٣٢)' احمد (٢/ ٢٣٦'٢٨٩)' بیہقی (١/ ٣٧٩)

فوائد: سابقہ حدیث میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: التعجيل باذان المغرب

باب: مغرب کی اذان کہنے میں جلدی کرنا'

٤٩٤ـ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَذَّنْتَ الْمَغْرِبَ فَاحْدُرْهَا مَعَ الشَّمْسِ حَدْرًا)) [الصحيحة:٢٢٤٥]

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو مغرب کی اذان دے تو سورج کے غروب ہوتے ہی جلدی جلدی دے دے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۵۔ طبرانی فی الکبیر (۶۷۴۴)

فوائد: نمازِ مغرب کے وقت کا آغاز غروبِ آفتاب سے ہوتا ہے' جیسا کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَن رسول الله ﷺ کان یصلی المغرب اذا غربت الشمس. [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نمازِ مغرب اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہوتا تھا۔ احادیث کے ساتھ ساتھ پوری امت کا اس حقیقت پر اجماع ہو چکا ہے کہ غروبِ آفتاب سے نمازِ مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ عصر حاضر میں غروبِ آفتاب کے بعد اذان اور افطاری کے لیے مزید انتظار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

كيف اذن المرء و المرأة اذا صليا

عورت اور مرد کیسے اجازت دیں گے' جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں

٤٩٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتُؤْذِنَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذْنُهُ التَّسْبِيحُ، وَإِذَا اسْتُؤْذِنَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَهِيَ تُصَلِّي، فَإِذْنُهَا التَّصْفِيقُ)). [الصحيحة:٤٩٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہہ کر اجازت دے دے اور جب عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ تالی بجا کر اجازت دے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۹۷۔ بیھقی (۲/ ۲۴۷)' احمد (۲/ ۲۹۰)' والحدیث متفق علیه بلفظ آخر: بخاری (۱۲۰۳)' مسلم (۴۲۲)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اس حقیقت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ دانستہ طور پر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے' وہاں اللہ تعالی نے نماز میں صبر وتحمل' خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کو برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی اجازت دی ہے' ان میں ایک کا بیان اس حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ نماز میں مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورت تالی بجا کر اجازت لینے والے آدمی پر اپنی کیفیت واضح کر سکتے ہیں۔ اس حدیث میں نمازی اور اجازت لینے والے دونوں کی مصلحت کا خیال رکھا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ نمازی دورانِ نماز سبحان اللہ کہہ کر اجازت طلب کرنے والے کو اجازت دے کر اپنی نماز کو سکون کے ساتھ جاری رکھے اور اجازت لینے والے کو بھی انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

استحباب بدء الطعام قبل الصلاة

نماز سے پہلے کھانا کھانے کا مستحب ہونا

٤٩٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ، فَلْيَبْدَأْ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ)). [الصحيحة:٣٩٦٤]

فرمایا: "جب (مغرب کی) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے اور تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو وہ نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھا لے۔ (ایسی صورت میں) کھانا کھانے سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۴۔ ابن حبان (۲۰۶۸)، طبرانی فی الاوسط (۵۰۷۵)، بخاری (۶۷۲)، مسلم (۵۵۷)، بالفاظ متقاربة

فوائد: نماز مکمل توجہ اور انہماک کی متقاضی ہے اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب انسان طبعی ضروریات، جو اس وقت پوری ہو سکتی ہوں، پوری کر کے نماز پڑھے، یہی وجہ ہے کہ روزے دار کو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھانے کی تعلیم دی گئی ہے، تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے نفس کا میلان کھانے پینے کی طرف ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا صلاة بحضرة طعام، ولا هو يدافعه الاخبثان** [صحیح مسلم] یعنی: "اس وقت نماز نہیں ہوتی جب کھانا حاضر ہو اور جب دو خبیث چیزیں (یعنی پیشاب اور پاخانہ) مدافعت کر رہی ہوں۔" لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے تمام اسباب مہیا کریں۔

الأمر بتخفيف الصلاة للامام
امام کو نماز ہلکی پڑھانے کا حکم

٤٩٧۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: آخِرُ مَا عَهِدَ بِهِ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا، فَأَخِفَّ بِهَا الصَّلَاةَ)). [الصحيحة:٣٩٦٥]

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری بات یہ ارشاد فرمائی کہ: "جب تو کسی قوم کی امامت کرائے تو نماز میں تخفیف کرنا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۵۔ مسلم (۴۶۸)، ابو عوانة (۲/ ۹۶)، ابن ماجه (۹۸۸)، احمد (۴/ ۲۲)

فوائد: امام کو چاہیے کہ وہ حکمت و مصلحت سے کام لیتے ہوئے اپنے مقتدیوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر نماز میں اختصار کرے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا ام احدكم الناس فليخفف فان فيهم الصغير والكبير والضعيف وذاالحاجة، فاذا صلى وحده فليصل كيف شاء**) [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراءت میں تخفیف کرنی چاہیے، اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں، ہاں جب تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، جن کی حدیث پہلے گزر چکی ہے، نمازِ عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطورِ مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے، اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو، لیکن مکمل بھی، یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

من فضل التأمين
آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

٤٩٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ:((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [الصحيحة:١٢٦٣]

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو' کیونکہ (اس وقت) فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرے گی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۳۔ بخاری (۱۴۰۲)' نسائی (۹۲۶)' ابن ماجہ (۸۵۱)' مسلم (۲۷/ ۴۱۰)

فوائد: نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد''آمین'' کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے' نیز اس حدیث سے امام کا بآواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے' درج ذیل اور دیگر احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہیے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ' فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ۔ (ابن ماجہ' صحیح ابن خزیمہ)''جس قدر یہودی' آمین سے چڑتے ہیں' اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے' لہذا تم کثرت سے آمین کہنا۔'' سیدنا وائل بن حجر ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد بلند آواز سے''آمین'' کہتے تھے۔ (ابوداود' ترمذی) امام ابو حنیفہؒ کے استاد امام عطا بن ابو رباحؒ کہتے ہیں: میں نے دوسو (200) صحابہ ﷺ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے''آمین'' کہتے۔ (بیہقی) نعیم مجرؒ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ﷺ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے' انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

الإمسال عن الصلاة عند طلوع الشمس و غروبها

سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھنے کا بیان

٤٩٩ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا بَدَا (وَفِي لَفْظٍ طَلَعَ) حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيبَ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو اس کے مکمل نمایاں ہونے تک نماز نہ پڑھو' اسی طرح جب سورج کا کنارہ غروب ہونا شروع ہو جائے تو اس کے مکمل غروب ہونے تک نماز نہ پڑھو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۲۶۔ بخاری (۵۸۳' ۳۲۷۲)' مسلم (۸۲۹)' نسائی (۵۷۲)' ابو عوانۃ (۱/ ۳۸۳)

فوائد: دن کے دورانیے میں کل پانچ اوقات ایسے ہیں' جن میں نماز پڑھنا منع ہے: (۱) نماز فجر کے بعد (۲) طلوع آفتاب کے وقت (۳) زوال کے وقت (۴) عصر کے بعد (۵) غروب آفتاب کے وقت۔ عصر کے بعد کچھ وقت تک نفلی نماز ادا کرنا جائز ہے' جیسا کہ حدیث نمبر ۴۸۷ کے فوائد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع آفتاب کی تکمیل کے بعد کراہت کا وقت ختم ہو جاتا ہے' لیکن اس مسئلے میں درج ذیل تفصیل کو سامنے رکھا جائے: سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا' (ان میں ایک گھڑی یہ ہے:)''حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع۔'' [مسلم] یعنی: جب سورج طلوع ہو رہا ہو' یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ جبکہ سیدنا عمرو بن عبسہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''...... ثم اقصر حتى تطلُع الشمس فترتفع قِيس رُمْح او رُمحين......'' [ابوداود] یعنی: ...... پھر نماز ادا کرنے سے رک جا' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایک دو نیزے بلند ہو جائے۔ تو ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ

نفلی نماز کا آغاز طلوع آفتاب کے فوراً بعد نہیں کرنا چاہئے' بلکہ مذکورہ بالا حد کا انتظار کیا جائے۔

كفارة التنخم في المسجد
مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

٥٠٠ـعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ:((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُغَيِّبْهَا، لَا تُصِبْ جِلْدَةَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ فَتُؤْذِيَهُ)). [الصحيحة: ١٢٦٥]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں تھوکے تو اس کو وہاں ڈھانک دے تاکہ وہ کسی مسلمان کے جسم یا کپڑے پر لگ کر اسے تکلیف نہ پہنچائے۔''

تخریج: الصحيحة ١٢٦٥ـ احمد (١/ ١٧٩)' ابن ابى شيبة (٢/ ٣٦٧)' ابن خزيمة (١٣١١)' ابويعلى (٨٢٤)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: **امر رسول الله ﷺ ببناء المساجد في الدور ان تنظف و تطيب۔** [ابوداود' ترمذی] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد کی تعمیر اور انہیں پاکیزہ وخوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**البصاق في المسجد خطيئة و كفارتها دفنها.**) [بخاری' مسلم] یعنی: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کرنا ہے۔ لیکن صفائی کے لئے تھوک کو دفن کرنے کے حکم کا تعلق کچی زمین والی مسجد سے ہے' عصرِ حاضر میں کپڑے وغیرہ سے تھوک کو صاف کیا جائے گا یا پھر پانی سے دھویا جائے گا۔ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ آدمی کو کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے مسجد کی صفائی متاثر ہوتی ہو۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مومن کو کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.**) [بخاری' مسلم] یعنی: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں مسجد سے تھوک کے اثرات کو ختم کرنے کی وجہ مسلمان کے جسم اور اس کے لباس کی حفاظت ہے' اس سے مسلمان کی حرمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جواز الصلاة مرتين
نماز کو دو مرتبہ پڑھنے کا جواز

٥٠١ـعَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ، عَنْ أَبِيْهِ مِحْجَنٍ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى، ثُمَّ رَجَعَ، وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلٰكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ)). [الصحيحة:١٣٣٧]

بسر بن محجن اپنے باپ محجن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں شریک تھے' نماز کے لئے اذان دی گئی' آپ ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ محجن وہیں بیٹھا ہے' اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکے رکھا؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں' (میں مسلمان ہوں' دراصل بات یہ ہے کہ) میں نے اپنے گھر میں نماز ادا کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو

آئے (اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں) تو ان کے ساتھ نماز ادا کر لیا کر' اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۷۔ مالك فی الموطا (۱/ ۱۳۲)' نسائی (۸۵۸)' احمد (۴/ ۳۴)' حاکم (۱/ ۲۴۴)

فوائد: غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کو جس آدمی کے بارے میں یہ شبہ ہوا کہ اس نے نماز نہیں پڑھی' اس کے اسلام کی نفی کر دی۔ معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی الاسلام علی خمس: شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلاة ایتاء الزكوة والحج و صوم رمضان۔) [بخاری' مسلم] یعنی: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس حدیث میں جو مسئلہ سمجھانا مطلوب ہے کہ نظم کا خیال رکھتے ہوئے جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہئے' جیسا کہ گھر میں نماز پڑھ لینے والے دو آدمیوں سے فرمایا: (**اذا صليتما فی رحالكما ثم ادركتما الامام ولم يصل فصليا معه فانها لكم نافلة**) [ابوداود' ترمذی' نسائی] یعنی: اگر گھروں میں نماز پڑھ چکنے کے بعد امام کو اس حال میں پالو کہ اس نے ابھی تک نماز نہ پڑھائی ہو تو اس کے ساتھ تم بھی نماز پڑھ لو یہ (دوسری دفعہ والی نماز) تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

باب: جمع المقيم بين الصلاة للحاجة

باب: مقیم کا مجبوری کے تحت دو نمازوں کو جمع کرنا

۵۰۲۔ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَارُوْنَ، قَالَ: سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيْهِ فِي السَّفَرِ؟ فَأَخْبَرَ، عَنْ أَبِيْهِ[ابن عمر] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْأَمْرُ يَخْشٰى فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ [يَعْنِي: الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ])). [الصحيحة:۱۳۷۰]

کثیر بن قارون کہتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبد اللہ سے ان کے باپ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سفری نماز کے بارے میں سوال کیا' انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ اس طریقے سے نماز پڑھ لیا کرے (یعنی دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۷۰۔ نسائی (۵۸۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۴۳)

فوائد: جہاں اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر و عصر کو اور مغرب و عشا کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی بھی رخصت دی ہے' معلوم ہوا کہ سفر کے دوران ظہر اور عصر کو زوالِ آفتاب کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک اور مغرب اور عشاء کو غروبِ آفتاب سے نصف رات تک ادا کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب زوالِ آفتاب سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نمازِ ظہر کو مؤخر کرتے' یہاں تک نمازِ عصر کا وقت ہو جاتا۔ پھر سواری سے نیچے تشریف لاتے اور ظہر و عصر دونوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے اور اگر سفر کی ابتدا سے پہلے سورج زوال پذیر ہو جاتا تو نمازِ ظہر ادا کر کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ [بخاری' مسلم] جبکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ زوالِ آفتاب کے

بعد سفر کا ارادہ فرماتے تو ظہر وعصر کو اکٹھا ادا فرما لیتے تھے۔ [ابوداود' ترمذی] جب سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی' تو مغرب وعشاء کو شفق (سرخی) کے غائب ہونے (یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد) ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تھی تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ [بخاری' مسلم]

فضل الخروج إلى المسجد

مسجد کی طرف نکلنے کی فضیلت کا بیان

٥٠٣۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَ الْمُسْلِمُ إِلَى الْمَسْجِدِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا حَسَنَةً، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، حَتّٰى يَأْتِيَ مَقَامَهُ)).

[الصحيحة:١٠٦٣]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اللہ تعالی ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک برائی معاف کرتے ہیں' یہاں تک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۳۔ ابن نصر المروزی فی الصلاۃ (۱۰۲) ابو عبید فی الطھور (۱۲)

فوائد: انسان کا وجود محض اللہ تعالی کا عطیہ اور احسان ہے' لیکن جب آدمی اپنے وجود کو اللہ تعالی کی اطاعت میں استعمال کرتا ہے تو اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے' اس سلسلے کی ایک کڑی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جانا ہے۔ سیدنا بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**بشروا المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔**) [ابوداود' ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**من تطھر فی بیتہ' ثم مضی الی بیت من بیوت اللہ' لیقضی فریضۃ من فرائض اللہ' کانت خُطُواتُہ' احداھا تحُط خطِیئۃ والاخری ترفع درَجۃ**) [مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالی کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالی کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابوہریرہ ﷺ کی دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**من غدا الی المسجد او راح' اعد اللہ لہ فی الجنۃ نزُلًا کلما غد او راح.**) [بخاری' مسلم] یعنی: جو مسجد کی طرف جاتا ہے اور واپس آتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے میزبانی کا سامان تیار کرتے ہیں' جب بھی وہ جاتا اور واپس آتا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں' جو معمولی کوشش سے ہمارا مقدر بن سکتی ہیں۔

تحريم الطيب للنساء عند الخروج إلى المسجد

مسجد کی طرف نکلتے وقت عورتوں کو خوشبو لگانا حرام ہے

٥٠٤۔عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيْبًا)). [الصحيحة:١٠٩٤]

سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت مسجد کی طرف جائے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۹۴۔ احمد (۶/ ۳۶۳)' نسائی (۵۱۳۶)' ابن سعد (۸/ ۲۹۶)' مسلم (۴۴۳)

فوائد: بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا استأذنکم نسائکم باللیل الی المساجد فاذنوا لھن.) [بخاری، مسلم] یعنی: اگر تمہاری عورتیں رات کو مساجد میں جانے کے لئے تم سے اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔ نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ.) [ابوداود] یعنی: اللہ تعالی کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو۔ جبکہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک شرط کی قید لگاتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا شھدت احداکن المسجد فلا تمس طیبا) [مسلم] یعنی: جب تم میں کوئی عورت مسجد میں حاضر ہونا چاہے تو وہ خوشبو مت لگائے۔ مزید برآں نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک میں خواتین مساجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ بسا اوقات عورتوں کو اس قسم کی رخصت پر عمل پیرا ہونے کا موقع دیں اور ان پر مکمل اور سخت پابندی نہ کریں، اگرچہ گھروں میں ان کا نماز پڑھنا افضل ہے۔

۵۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيْبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)). [الصحيحة: ۱۰۳۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت مسجد کی طرف جائے تو خوشبو (کا اثر ختم کرنے کے لئے) جنابت کے غسل کی طرح نہائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۱۔ نسائی (۵۱۳۰)، ابوداود (۴۱۷۴)، (بیہقی (۳/ ۱۳۳)، ابن ماجہ (۴۰۰۲)

فوائد: سابقہ حدیث میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ عورت خوشبو لگا کر مسجد میں نہیں جا سکتی اور اگر اس نے خوشبو لگائی ہوئی ہو تو اس کا اثر ختم کرنے کے لئے اِس حدیث پر عمل کرے۔ اگر جسم یا کپڑے کے ایسے حصے پر لگائی ہوئی ہو جس کے اثرات کو غسل کئے بغیر مکمل طور پر زائل کیا جا سکتا ہو تو (ان شاء اللہ العزیز) اتنا ہی کافی ہوگا، نہانا ضروری نہیں ہوگا۔

باب: حديث الشفاعة وانها تشمل تاركي الصلاة من المسلمين

باب: حدیث شفاعت کا بیان اور یہ تارکین صلاۃ کی بھی ہوگی

۵۰۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوْا[وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ!] مَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدَّ مِنْ مُجَادَلَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ أُدْخِلُوا النَّارَ. قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَيَصُوْمُوْنَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے اور مطمئن ہو جائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والے اپنے مومن بھائیوں کے بارے میں اپنے ربّ سے خوب زور شور سے بحث و مباحثہ کریں گے، جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کے دنیوی حق کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ!

مَعَنَا، وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا، [وَيُجَاهِدُوْنَ مَعَنَا] فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ. قَالَ: فَيَقُوْلُ: اذْهَبُوْا فَأَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، فَيَأْتُوْنَهُمْ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، لَا تَأْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ [لَمْ تَغْشَ الْوَجْهَ] فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلٰى كَعْبَيْهِ [فَيُخْرِجُوْنَ مِنْهَا بَشَرًا كَثِيْرًا] فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا. قَالَ: ثُمَّ [يَعُوْدُوْنَ فَيَتَكَلَّمُوْنَ] يَقُوْلُ: أَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنَ الْإِيْمَانِ. [فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا] ثُمَّ [يَقُوْلُوْنَ : رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيْهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا. ثُمَّ يَقُوْلُ: ارْجِعُوْا] مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ [فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيْهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا......] حَتّٰى يَقُوْلَ: أَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. [فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا] قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء:٤٠] قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ أَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ. قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَتِ الْأَنْبِيَاءُ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَبَقِيَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. قَالَ: فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ. أَوْ قَالَ: قَبْضَتَيْنِ. نَاسًا لَمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا

ہمارے بھائی، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے، روزے رکھتے، حج ادا کرتے اور جہاد کرتے تھے، تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے: جاؤ، جن کو پہچانتے ہو انھیں باہر نکال لاؤ۔ وہ ان کے پاس جائیں گے، انھیں ان کی صورتوں سے پہچانیں گے، کیونکہ آگ ان کی شکلوں یعنی چہروں کو نہیں جلائے گی، کسی پر آگ کا اثر نصف پنڈلی تک ہوگا اور کسی پر گھٹنوں تک، وہ وہاں سے بہت سے انسانوں کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا ہم ان کو نکال لائے ہیں۔ وہ پھر وہی بات کریں گے (کہ ہمارے بھائی جہنم میں ہیں) جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور بہت ساری خلقت کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے جن کو نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سہ بارہ چلو اور جس کے دل میں نصف دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے، اسے جہنم سے باہر نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال کر کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تو نے جن کا حکم دیا، ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا...... حتی کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہ کرے وہ یہ آیت پڑھے: ﴿اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اپنی جناب سے اجر عظیم عطا کرے گا۔﴾ ''پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تیرے حکم کے مطابق ہم (ذرہ برابر ایمان والے) لوگوں کو بھی جہنم سے نکال لائے ہیں، اب وہاں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کے دل میں کوئی خیر ہو۔ اس وقت

قَطُّ،قَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰی صَارُوْا حَمَماً. قَالَ: فَيُؤْتٰی بِهِمْ إِلٰی مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ: (الْحَيَاةُ) فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ [قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلٰی جَانِبِ الصَّخْرَةِ، وَإِلٰی جَانِبِ الشَّجَرَةِ،فَمَا كَانَ إِلَی الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَاكَانَ مِنْهَا إِلَی الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ] قَالَ: فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ اَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ، وَفِيْ اَعْنَاقِهِمُ الْخَاتَمَ عُتَقَاءُ اللّٰهِ فَيُقَالَ لَهُمْ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا تَمَنَّيْتُمْ وَرَأَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ فَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْهُ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: رِضَائِيْ عَنْكُمْ، فَلَا اَسْخُطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا.

اللہ تعالی فرمائیں گے: فرشتے سفارش کر چکے انبیاء سفارش کر چکے اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی۔ اب صرف اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن باقی ہیں۔ پھر اللہ تعالی خود جہنم سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھرے گا جنھوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا۔ وہ جل جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو ''حیاۃ'' نامی پانی کے پاس لا کر ان پر یہ پانی بہایا جائے گا' ان کا جسم سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا۔ تم لوگوں نے کسی چٹان یا درخت کے پاس ایسا دانہ اگتا ہوا دیکھا ہوگا' سورج کی سمت میں اگنے والے بوٹے سبز اور سائے میں اگنے والے سفید ہوتے ہیں۔ اس پانی کے بہانے سے ان کے جسم موتی کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی گردنوں میں ''عُتَقَاءُ اللّٰه'' یعنی اللہ تعالی کے آزاد شدہ کی مہر ہوگی۔ انھیں کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ' جو کچھ تمنا کرو گے اور جو کچھ دیکھو گے' وہ اور مزید اس کی مثل تمھیں دیا جائے گا۔ اہلِ جنت کہیں گے: یہ لوگ رحمن کے آزاد شدہ ہیں' اللہ تعالی نے ان کو بغیر کسی عمل اور بغیر کسی خیر و بھلائی کے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالی فرمائیں گے: میرے پاس تمھارے لئے اس سے بھی افضل چیز ہے۔ وہ پوچھیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ افضل چیز کون سی ہے؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں تم سے راضی ہو گیا ہوں' اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰۵۴۔ عبد الرزاق (۲۰۸۵۷)' ومن طريقه احمد (۳/ ۹۴)' نسائی (۵۰۱۳)' ترمذی (۲۵۰۸)' ابن ماجه (۶۰)' بخاری (۷۴۳۹)' و مسلم (۱۸۳)' من طريق زيد بن اسلم: الروايات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے' لیکن اس میں باب سے مطابقت رکھنے والی بہت سخت یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ نمازی' روزے دار' حاجی اور مجاہد لوگ بھی اپنے جرائم کی بنا پر جہنم میں داخل ہوں گے' پھر اللہ تعالی انھیں محض اپنی رحمت کی بناء پر یا کسی نبی یا مومن کی سفارش' جو اس کی رحمت کا ہی ایک انداز ہوگا' کا بہانہ بنا کر جہنم سے نکال کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔ اللہ تعالی برائیوں سے بچنے والا نیکوکار بنا دیں۔ آمین!

باب من جاز الدب إلى الركوع

اس شخص کا بیان کہ جس نے رکوع کی طرف آہستہ آہستہ چل کر آنے کو جائز قرار دیا

۵۰۷۔ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدِبُّ رَاكِعاً حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ السُّنَّةُ)). [الصحيحة:۲۲۹]

عطا کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صف میں داخل ہو جائے۔ ایسا کرنا سنت ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۱۲)، حاکم (۱/ ۲۱۴)، بیہقی (۳/ ۱۰۶)

فوائد: جبکہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں تھے، میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کر دیا اور پھر چل کر صف میں مل گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: (زادك الله حرصا، ولا تعد۔) [بخاری] یعنی: اللہ تیری حرص میں اضافہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بظاہر تعارض ہے، ابن زبیر کی حدیث میں جس عمل کو سنت کہا جا رہا ہے، ابوبکرہ کی حدیث سے اس سے روکا جا رہا ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے [صحیحہ: ۱/ ۴۵۷ حدیث: ۲۳۰ میں] طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مختلف احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا ابوبکرہ کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا، نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ کے جوتوں کی آواز سنی، وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟ ...... لہٰذا سیدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکرہ کی حدیث میں اس سے منع نہیں گیا، بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھئے: صحیحہ: ایضا)

استحباب غسل الجمعة

جمعہ کے دن غسل کے استحباب کا بیان

۵۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: عُثْمَانُ) فَقَالَ عُمَرُ: لِمَ تَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟! فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ تَوَضَّأْتُ! فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ)). [الصحيحة:۳۹۷۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، ایک آدمی (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) مسجد میں داخل ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم لوگ نماز کے معاملے میں تاخیر کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے جونہی اذان سنی وضو کر کے آ گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں سنی کہ: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو غسل کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۱۔ بخاری (۸۸۳)، مسلم (۴/ ۸۴۵)، ابن ابی شیبة (۲/ ۹۴)، احمد (۱/ ۴۶)

فوائد: اِس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعۂ مبارک کے روز غسل کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے آنا چاہئے' سیدنا ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم۔) [بخاری' مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعثِ اجرِ عظیم ہے' جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا (یعنی اپنے سر کو بھی دھویا) اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا' نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا' خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداود] لیکن جمعہ کے دن غسل کرنا درج ذیل حدیث کی بنا پر واجب اور فرض نہیں' افضل و مستحب ہے: سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من توضا یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی) یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

باب: وجوب صلاة الجماعة حتی علی الضریر

باب: اندھے پر بھی باجماعت نماز ضروری ہے

٥٠٩۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ أَعْمٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْمَعُ النِّدَاءَ وَلَعَلِّي لَا أَجِدُ قَائِدًا؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ، فَأَجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ)).

[الصحيحة: ١٣٥٤]

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اذان تو سنتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی ایسا رہنما نہیں (جو مجھے مسجد میں لے آئے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اذان سنے تو اللہ تعالی کے داعی (کی پکار پر) لبیک کہہ۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۴۔ دار قطنی (۱/ ۸۷)، ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۲۲)، بیهقی (۳/ ۵۷۔ ۵۸)

فوائد: جہاں نماز باجماعت عظیم کارِ ثواب ہے' وہاں اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے' جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿واذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلاة فلتقم طائفة منهم معك ولیاخذوا اسلحتهم﴾ [سورۂ نساء: ۱۰۲] یعنی: ''(اے محمد!) جب آپ ان میں ہوں اور ان کی نماز کھڑی کرو تو چاہئے ان (مجاہدین صحابہ) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو۔'' ذرا سوچئے کہ دشمنانِ اسلام سے خوف کی حالت میں بھی نماز باجماعت کا حکم دیا جا رہا ہے' اس سے امن کی حالت میں جماعت کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والذی نفسی بیده! لقد هممت ان آمر بحطب فیحطب، ثم آمر بالصلاة ......) [بخاری' مسلم] یعنی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں' پھر کسی کو کہوں کہ وہ نماز پڑھائے' پھر میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (من سمع النداء فلم یأت فلا صلاة له الا من عذر.) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو

اس کی کوئی نماز نہیں الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ نیز نماز با جماعت سے جو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے' اکیلے نماز پڑھنے والا آدمی اس سے کوسوں دور ہے' جماعت کے بہانے مسلمان کا زیادہ وقت اللہ تعالی کے ذکر میں گزر جاتا ہے' فجر کی نماز کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ باوضو ہو کر گھر میں یا مسجد میں سنتیں ادا کر کے جماعت کے انتظار میں ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں' پھر جماعت میں تقریباً چالیس' پچاس آیات یا اس سے بھی زیادہ تلاوت کی جاتی ہے' سلام پھرنے کے بعد آدمی دوسروں کو دیکھ کر پھر کچھ ذکر کرنے لگتا ہے' اس طرح تقریباً گھنٹہ' پون گھنٹہ اللہ تعالی کے ذکر میں گزرتا ہے اور دن کی حسین انداز میں ابتدا ہو جاتی ہے' اس کے برعکس منفرد آدمی کیسے نماز پڑھتا ہے' اس کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے' اس کو کتنی تسکین نصیب ہوتی ہے؟ ان سوالات کے جوابات آپ پر قرض ہیں۔

۵۱۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِي يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ)). ﷺ

سہل بن معاذ اپنے باپ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو نماز کے لئے اذان دیتے سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہو۔''

[الصحيحة:١٣٢٨]

تخریج: الصحيحة ١٣٢٨- احمد (٣/ ٤٣٨)' طبرانی فی الكبير (٢٠/ ١٩٤' ١٩٥)' ابن عدی (٣/ ١٠١١)

فوائد: اذان اہل اسلام کا عظیم شعار ہے اور کسی بستی میں مسلمانوں کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی علامت ہے۔ اذان دینا بہت بڑا کار ثواب ہے' بہر حال ایک مسجد میں ایک آدمی' جو خوش الحان ہو' وہی اذان دے سکتا ہے' لیکن اذان سننے والوں کے لئے اذان کے الفاظ دوہرانا ہر مسلمان کے لئے ممکن اور فضیلت والا عمل ہے' جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا قال المؤذن: الله اكبر الله اكبر' فقال احدكم: الله اكبر الله اكبر .... من قلبه دخل الجنة.) [مسلم] یعنی: (مفہومی ترجمہ) جو شخص مؤذن کے تمام کلمات کا جواب صدقِ دل سے دے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یاد رہے کہ ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' (یعنی: برائی بچنے کی طاقت نہیں ہے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے' مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کہنا چاہئے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ مؤذن کے کلمات سنیں اور ان کا صدقِ دل سے جواب دیں۔

باب: وجوب البناء على الأقل في السهو وغيره

باب: جب کوئی سہو وغیرہ ہو جائے تو کم تعداد پر یقین کیا جائے

۵۱۱۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلّٰى أَوِ اثْنَتَيْنِ، فَلْيَبْنِ عَلٰى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلّٰى أَوْ ثَلَاثًا؟ فَلْيَبْنِ عَلٰى ثِنْتَيْنِ، وَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى أَوْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَبْنِ عَلٰى ثَلَاثٍ، وَلْيَسْجُدْ

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز میں بھول جائے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو ایک پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور جب اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دو پڑھی ہیں یا تین؟ تو دو پر بنیاد رکھے اور اسی طرح جب تین اور چار میں شک ہو جائے تو تین کو یقینی سمجھے اور (اس حساب سے نماز مکمل کر کے) سلام سے

سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ)). [الصحيحة:١٣٥٦] پہلے دو سجدے کر لے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۶۔ ترمذی (۳۹۸)' ابن ماجه (۱۲۰۹)' احمد (۱/ ۱۹۰)' حاکم (۱/ ۳۲۴۔ ۳۲۵)

فوائد: نماز میں بھول جانا ایک ایسا فطری عمل ہے کہ کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا' بہر حال اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے بھول چوک کی مختلف صورتوں اور ان کے ازالے کی وضاحت کر دی' سہو کے بارے میں مختلف احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے' ذہن نشین کر لیں۔ (۱) اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو اس کا اعادہ کئے بغیر سہو کے سجدے قبل از سلام [بخاری' مسلم] یا بعد از سلام [ترمذی] ہوں گے۔ (۲) اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکے تو کم تعداد پر یقین کر کے نماز مکمل کی جائے اور قبل از سلام کئے جائیں۔ [ترمذی' ابوداود' ابن ماجہ] (۳) کسی رکن کی ادائیگی کے بغیر سلام پھیر دیا' تو سابقہ نماز کو بنیاد بنا کر اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیر کر سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ [مسلم] (۴) نماز میں شک پڑ جائے اور مختلف قرائن کی مدد سے ایک صورت پر ظن غالب ہو جائے تو بعد از سلام سجدے کئے جائیں گے۔ [بخاری' مسلم] (۵) اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا' تو اسی وقت سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے۔ [بخاری' مسلم]

تنبیه: معمولی بھول چوک پر سجدے کرنے کی ضرورت نہیں' جیسے کوئی درمیانہ تشہد بھول تیسری رکعت کے لئے اٹھنے لگے اور سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ جائے اور سجدے نہ کرے۔ [ابوداود' ابن ماجہ] علی ہذا القیاس۔

تنبیه: نسیان کی مذکورہ بالا اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں مندرجہ بالا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر کسی کا نسیان مذکورہ بالا صورتوں سے مختلف ہو تو اس حدیث پر عمل کریں: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لكل سهو سجدتان بعد ما يسلم۔) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: ہر سہو میں دو سجدے بعد از سلام کئے جائیں گے۔

الإستحباب من دنو السترة

سترہ کے قریب ہونے کا استحباب

٥١٢۔عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ، فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَايَمُرُّ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا)). [الصحيحة:١٣٨٦]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو تاکہ نمازی اور سترے کے درمیان سے شیطان نہ گزرنے پائے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۵۸۸)' بیهقی (۲/ ۲۷۲)' نسائی (۷۴۹)' فی حدیث سهل بن ابی حثمة رضی اللہ عنہ

فوائد: نماز کے لئے سترے کا اہتمام کرنا ایسی نبوی سنت ہے' جس سے تقریباً غفلت اور بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے' جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا' تو صحابۂ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا صلى احدكم فليصل الى سترة' وليدن منها**) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سیدنا سھل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا صلى احدكم الى سترة فليَدنُ منها' لايقطعِ الشيطان عليه**

صلاته۔) [ابوداود' نسائی] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو' تا کہ ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کی نماز کاٹ ڈالے۔معلوم ہوا کہ اگر نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو تو شیطان کی وجہ سے اس کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔سترہ کے بارے میں مزید احکام یہ ہیں: سترے کی لمبائی پالان کی پچھلی لکڑی جتنی ہونی چاہئے۔ (مسلم) امام عبیداللہ مبارکپوری نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی کی لمبائی کے بارے علماء کے مختلف اقوال ہیں' کسی نے کہا کہ وہ ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) لمبی ہوتی ہے اور کسی نے کہا کہ وہ دو تہائی ہاتھ (ایک فٹ) لمبی ہوتی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۲/۴۸۹) معلوم ہوا کہ سترہ کی اونچائی کم از کم ایک فٹ ہونی چاہئے۔نمازی اور سترے کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (بخاری) جس حدیث میں کوئی چیز نہ ملنے کی صورت میں لکیر کھینچنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔ (ابوداود' ابن ماجہ)

استحباب التكلم او الخروج بعد الصلاة

نماز فرض کے بعد کلام یا نکلنے کے استحباب کا بیان

٥١٣۔ عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ الْخَطْمِيِّ مَرْفُوعاً: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلَا يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئاً حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ)). [الصحيحة:١٣٢٩]

سیدنا عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد اس وقت تک کوئی نماز ادا نہ کرے جب تک کسی سے کلام نہ کرلے یا آگے پیچھے نہ ہو جائے۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٢٩۔ ديلمی (١/ ١/ ٦٣)' والطبرانی فی الكبير (١٧/ ١٨١)

فوائد: یہ حکم صرف جمعہ کی نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ايعجز احدكم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله فی الصلاة) [ابوداود] یعنی: کیا تم ایسا کرنے سے عاجز آ گئے ہو کہ (فرض) نماز ادا کرنے کے بعد (نفلی نماز پڑھنے کے لئے) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم فرض نماز کے بعد جگہ بدلنے یا کسی سے ہم کلام ہونے کے بعد سنتیں یا نفلی نماز ادا کیا کریں۔

باب: وجوب سجدتی السهو للشك

باب: نماز میں شک کی بنا پر سجدۂ سہو کا وجوب

٥١٤۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَايَدْرِيْ كَيْفَ صَلَّى؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). [الصحيحة:١٣٦٢]

عیاض بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید سے پوچھا: ایک آدمی نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ (بھول چوک کی وجہ سے) یہ نہیں جانتا کہ کتنی پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے اور اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کتنی پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٦٢۔ ابوداود' (١٠٢٩)' ترمذی (٣٩٦)' ابن ماجه (١٢٠٤)' احمد (٣/ ١٢)' ومسلم (٥٧١)' من طريق آخر عن ابی سعيد رضی اللہ عنہ

فوائد: سابقہ دو احادیث سے پہلے والی حدیث میں اس موضوع پر بحث گزر چکی ہے۔

باب: التزيين للصلاة

باب: نماز کے لیے تزئین کرنا' مزین ہونا

٥١٥ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ ثَوْبَيْهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ أَنْ تُزَيَّنَ لَهُ)). [الصحيحة:١٣٦٩]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ دو کپڑے پہن لیا کرے' کیونکہ اللہ تعالی اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے زیب و زینت اختیار کی جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۶۹ـ طحاوی' (۱/ ۲۲۱)' طبرانی فی الاوسط (۹۳۶۴)' بیہقی (۲/ ۲۳۶)

فوائد: حدیث میں دو کپڑوں سے مراد دو چادریں یا قمیص اور تہبند یا قمیص اور شلوار ہیں۔ دراصل اہل عرب قلتِ مال کی وجہ سے مخصوص انداز میں ایک چادر لپیٹ کر نماز پڑھ لیتے تھے' تو انھیں دو کپڑے پہننے کی ترغیب دلائی گئی۔ عام طور پر ہم لوگ اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا خیال رکھے بغیر مسجد میں گھس جاتے ہیں' عام کام کاج کے میلے کچیلے کپڑوں میں ہی مسجد میں چلے جانا ہمارا معمول ہے' درج بالا اور مندرجہ ذیل فرمودات پر غور و خوض فرمائیں کہ اللہ تعالی نے مرد کے لئے زیب و زینت کا جتنا سامان پیدا کیا ہے' خود اللہ تعالی اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے لئے ہی یہ سامان زینت استعمال کیا جائے' انہی فرمودات کی روشنی میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے' لیکن مساجد میں مروجہ پلاسٹک وغیرہ کی بدنما ٹوپیوں سے گریز کرنا چاہئے' کیونکہ وہ زینت نہیں ہوتیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰبني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ (سورۂ اعراف:۳۱) یعنی: اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت کا اہتمام کیا کرو (یعنی لباس پہن لیا کرو)۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كِبر۔) یعنی: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا' جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی کبر (تکبر) ہو گا۔ ایک آدمی نے سوال کیا: آدمی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا بنے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ان الله جميل يحب الجمال' الكبر بَطَر الحق وغمط الناس۔) [مسلم] یعنی: یقیناً اللہ تعالی خوبصورت ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے' کبر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کا حسن و جمال اختیار کرنا' اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پہننا اللہ تعالی کو پسند ہے' بشرطیکہ وہ اپنے مال و دولت' حسن و جمال' جاہ و منصب' علم و فضل اور حسب و نسب کی وجہ سے اپنے کو برتر اور دوسروں کو کمتر اور حقیر نہ سمجھے۔

باب: وجوب متابعة الامام اذا صلى جالسا

باب: بیٹھ کر نماز پڑھانے کی صورت میں امام کی پیروی کا لازم ہونا

٥١٦ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِساً فَصَلُّوْا جُلُوْساً)). [الصحيحة: ١٣٦٣]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۶۳ـ ابن ابی شیبة (۲/ ۳۲۷)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۳۲ـ ۳۳۳)

فوائد: اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے دو احادیث، جو بظاہر متناقض ہیں، روایت کی گئی ہیں: (۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انما جعل الامام ليؤتم به ...... واذا صلى قاعدا فصلوا قعودا اجمعين۔) [بخاری، مسلم] یعنی: امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے ...... جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدتِ تکلیف کی بنا پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ دو صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے، ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی اور لوگ ابو بکر صدیق کی اقتدا کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ [بخاری، مسلم] (روایت کا مفہوم پیش کیا گیا) ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو احادیث میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے، مختلف ائمۂ اسلام نے جمع و تطبیق کی مختلف صورتیں پیش کی ہیں، چند ایک اہم صورتیں کا تذکرہ کر کے راجح مسلک کی نشاندہی کی جائے گی۔ (۱) پہلی یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث منسوخ ہو گئی ہے، لہٰذا اب صرف وہی صورت باقی ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ (۲) بیٹھ کر نماز پڑھانا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی امام بھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ (۳) اگر مقتدی نماز کا آغاز ایسے امام کی اقتداء میں کریں جو شروع سے بیٹھا ہو تو سارے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر مقتدی کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کی ابتدا کریں لیکن بعد میں کسی عذر کی بناء پر امام کی کیفیت بدل جائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تقاضا ہے۔ (۴) دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، افضل یہی ہے کہ امام کی اقتدا میں مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح حکم دیا ہے۔ چوتھی صورت ہی راجح ہے (ان شاء اللہ تعالیٰ) کیونکہ اس طرح دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

باب: اثر الشهادة للميت بالخير

باب: میت کے بارے میں کلماتِ خیر کہنے کی تاثیر

۵۱۷۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّوْا عَلَى الْجَنَازَةِ وَأَثْنَوْا خَيْراً، يَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَجَزْتُ شَهَادَتَهُمْ فِيْمَا يَعْلَمُوْنَ، وَأَغْفِرُ لَهُ مَالَا يَعْلَمُوْنَ)).

[الصحيحة: ١٣٦٤]

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگ میت کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ان نیکیوں کی بنا پر اپنے بندوں کی شہادت کو نافذ کر دیا جن کو وہ جانتے ہیں اور ان برائیوں کو معاف کر دیا جن کو وہ نہیں جانتے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۴۔ بخاری فی التاريخ الكبير (۳/ ۱۶۸)، عقیلی فی الضعفاء (۲/ ۱۱۔۱۲)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے امتیوں کو یہ شرف بخشا ہے کہ لوگوں کے اچھا یا برا ہونے کے بارے میں ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک میت کا جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کا تذکرۂ خیر کیا، یہ سن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے۔ اتنے میں لوگ ایک اور میت کا جنازہ لے کر گزرے، لوگوں نے اس تذکرۂ شر کیا (یعنی اس کے قبیح اوصاف بیان

کئے)۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا واجب ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس (پہلے) آدمی کا تذکرۂ خیر کیا' اس لئے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اس (دوسرے) کا تذکرۂ شر کیا ہے' اس کے حق میں جہنم واجب ہو گئی ہے۔ (دراصل) تم لوگ زمین میں اللہ تعالی کے شاہد اور گواہ ہو۔ (بخاری' مسلم) معلوم ہوا کہ لوگوں کی شہادت اللہ تعالی کے ہاں معتبر ہے' بشرطیکہ وہ گواہی شریعت کی روشنی میں نیک اوصاف کی بنا پر ہو اور شہادت دینے والے دیندار لوگ ہوں۔

باب: الاوقات المنهي عن الصلاة فيها

باب: نماز کے ممنوعہ اوقات کون کون سے ہیں

۵۱۸۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ: يَانَبِيَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَّا أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ، وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، [فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ] فَإِذَا طَلَعَتْ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ وَمُتَقَبَّلَةٌ، حَتّٰى تَعْتَدِلَ عَلٰى رَأْسِكَ مِثْلَ الرُّمْحِ، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ عَلٰى رَأْسِكَ، فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيهَا جَهَنَّمُ، وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا حَتّٰى تَزُوْلَ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ، فَإِذَا زَالَتْ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تُصَلِّي الْعَصْرَ[ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ])) [الصحيحة:۱۳۷۱]

سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں جسے آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا' کیا دن اور رات میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں آپ نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مزید نماز کی ادائیگی سے طلوع آفتاب تک رکا رہ' کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں میں طلوع ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو تو نماز' جس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور جو قبول بھی ہوتی ہے' پڑھ سکتا ہے' یہاں تک کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے (یعنی زوال کا وقت شروع ہو جائے)' یہ ایسی گھڑی ہے جس میں جہنم کو گرم کیا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو تو عصر تک نماز پڑھ سکتا ہے' اس نماز میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ بھی قبول کی جاتی ہے۔ پھر عصر سے غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھ۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۷۱۔ احمد (۵/ ۳۱۲)' حاكم (۳/ ۵۱۸)' و ابن ماجه (۱۲۵۲)' من حديث ابى هريرة رضی اللہ عنہ قال: سائل صفوان تذكره

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں تین معینہ اوقات کے علاوہ دن اور رات کی ہر گھڑی میں نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہاں علی الاطلاق بعد از نمازِ عصر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے' لیکن اس سے پہلے اسی باب میں دو مقامات پر اس کی تفصیل

گزر چکی ہے۔

این یبصق المصلی بالضرورۃ؟

ضرورت کے تحت نماز پڑھنے والا کہاں تھوکے

۵۱۹۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِيْنِكَ، وَلٰكِنْ ابْصُقْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغاً وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَادْلُكْهُ)).

[الصحيحة:۱۲۲۳]

طارق بن عبداللہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو اپنے سامنے تھوک، نہ ہی دائیں طرف تھوک بلکہ اگر بائیں جانب خالی ہے تو اُدھر تھوک وگرنہ اپنے قدموں تلے تھوک کر اُس کو مل دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۳۔ نسائی (۷۲۷)' ترمذی (۵۷۱)' احمد (۶/ ۳۹۶)' حاکم (۱/ ۲۵۶)' بیہقی (۲/ ۲۹۲)

۵۲۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكاً، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا)). [الصحيحة:۳۹۷٤]

ابو ہریرہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھوکے کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۴۔ بخاری (۴۱۶)' احمد (۲/ ۳۱۸)' ابن حبان (۱۷۸۳)' عبد الرزاق (۱۶۸۶)

فوائد: مذکورہ بالا دونوں احادیث میں مسئلہ کی پوری وضاحت اور وجوہات بیان کی گئی ہیں' لیکن موجودہ دور میں مساجد کا ماحول اور صورتحال دورِ نبوی سے مختلف ہے' کیونکہ قالین یا فرش وغیرہ میں تھوک کو دفن کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا جہاں مسجد پکی نہ ہو' وہاں سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرنا چاہئے جس میں نبی کریم ﷺ نے کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینے کی تعلیم دی ہے' تاکہ تھوک روکنے کی تکلیف بھی نہ ہو اور مسجد کی طہارت میں بھی خلل نہ آئے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جب آپ ﷺ کپڑے میں تھوک کر اسے مَل رہے تھے۔ (مسلم)

۵۲۱۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ أَوْ قَالَ الرَّجُلُ. فِي صَلَاتِهِ يُقْبِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ فِي قِبْلَتِهِ، وَلَا يَبْزُقَنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ فَإِنَّ كَاتِبَ الْحَسَنَاتِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ لِيَبْزُقَنَّ عَنْ يَسَارِهِ)). [الصحيحة:۱۰٦۲]

سیدنا حذیفہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے چہرے کے ساتھ اس پر متوجہ ہوتے ہیں' اس لئے نمازی اپنے سامنے نہ تھوکے اور دائیں جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے۔ اسے بائیں جانب تھوک لینا چاہئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۲۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاۃ (۱۲۲)

فوائد: پچھلی حدیث میں مسئلہ کی وضاحت کی جا چکی ہے' نمازی کو اپنے مقام و مرتبہ پر غور کرنا چاہیے کہ جب وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالی سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وہ مکمل انہماک اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔

ومن نس الامام فی رکعتین

۵۲۲۔ عَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ الإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَن يَّسْتَوِيَ قَائِماً، فَلَا يَجْلِسَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ)).

[الصحيحة:۳۲۱]

امام کا دو رکعت میں (تشہد) بھول جانے کا بیان

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام (بھول جائے اور تشہد کے لئے بیٹھنے کے بجائے) دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہونا شروع ہو جائے' اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو (تیسری رکعت جاری رکھے اور تشہد کے لئے) نہ بیٹھے اور (درمیانہ تشہد رہ جانے کی وجہ سے سلام سے پہلے) دو سجدے کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۔ ابو داود (۱۰۳۶)' ابن ماجه (۱۲۰۸)' احمد (۴/ ۲۵۳' ۲۵۴)' بیهقی (۲/ ۳۴)

فوائد: اسی حدیث کے بعض طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جاتا ہے اور وہ بیٹھ جاتا ہے تو سہو کے سجدے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ معمولی بھول چوک پر سہو کے سجدے نہیں کیے جاتے۔ اس موضوع پر تفصیلی بحث پہلے ہو چکی ہے۔

أهمية القيام لصاحب القرآن

۵۲۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِن لَّمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ)).

[الصحيحة:۵۹۷]

صاحب قرآن کے لیے قیام کی اہمیت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب صاحب قرآن رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کر کے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اسے قرآن یاد رہتا ہے' وگرنہ قیام نہ کرنے کی صورت میں بھول جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۹۷۔ ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (ص: ۷۳)' و مسلم (۷۸۹/۲۲۷)' نسائی فی الکبری (۸۰۴۳)' مطولا

فوائد: روئے زمین پر قرآن مجید واحد کتاب ہے جو ضخیم ہونے کے باوجود لفظ بلفظ حفظ کر لی جاتی ہے' لیکن اس نعمت عظمی سے متصف رہنے کے لئے حافظ قرآن کو کچھ پابندیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے' سب سے مشکل پابندی یہ ہے کہ وہ رات کی نماز میں قرآن مجید کا دور کیا کرے یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کے بعد تقریباً تمام حفاظ کرام کو قرآن مجید یاد ہوتا ہے' کیونکہ وہ قیام اللیل میں دور کر چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا حفاظ قرآن کو چاہئے کہ جہاں انھوں نے محنت و مشقت کر کے قرآن مجید حفظ کیا ہے' وہاں' اپنے حفظ کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکنہ تدبیر کیا کریں' بالخصوص اپنے آپ کو نیک ماحول میں ڈھال کر اور تہجد کی نماز ادا کر کے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حافظِ قرآن کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے، جس کے گھٹنے کو رسی سے باندھ دیا گیا ہو، اب اگر مالک نے اس رسی کا خیال رکھا تو اونٹ اس کے قابو میں رہے گا اور اگر رسی کو کھول دیا تو وہ بھاگ جائے گا۔ [بخاری، مسلم]

فضل التأمين مع الامام

امام ساتھ آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

٥٢٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَأَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلَى دُعَائِهِ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ الْمَلَائِكَةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[الصحيحة: ٢٥٣٤]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھ کر آمین کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی امام کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٥٣٤۔ ابویعلی (٥٨٧٤)، و بخاری (٦٤٠٢)، و ابن ماجه (٨٥١)، من طريق سفيان بمعناه

فوائد: نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''آمین'' کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے، نیز اس حدیث سے امام کا باآواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے، درج ذیل احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہیے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِيْنَ، فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ۔ (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) ''یہودی جس قدر آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے، لہٰذا تم کثرت سے آمین کہنا۔'' سیدنا وائل بن حجر ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کے بعد بلند آواز سے ''آمین'' کہتے تھے۔ (ابوداود، ترمذی) امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطا بن ابو رباحؒ کہتے ہیں: میں نے دو سو صحابہ ﷺ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ''آمین'' کہتے۔ (بیہقی) نعیم مجمرؒ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ ﷺ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

فضل الصلاة التطوع في البيت

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

٥٢٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا)). [الصحيحة: ١٣٩٢]

سیدنا ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہیے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١٣٩٢۔ مسلم (٧٧٨)، ابن ماجه (١٣٧٦)، احمد (٣/ ٥٩، ٣١٦)

فوائد: گھر میں نفلی نماز کی ادائیگی اور تلاوتِ قرآن سے رحمت و برکت میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ حدیث کی روشنی میں جس گھر میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اسے قبر سے تشبیہ دی گئی ہے، مزید وضاحت اس باب کی گیارہویں حدیث میں گزر چکی ہے۔

التشهد فی کل رکعتین

٥٢٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا لَانَدْرِیْ مَانَقُوْلُ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ، وَنُكَبِّرَ، وَنَحْمَدَرَبَّنَا، وَإِنَّ مُحَمَّداً عَلَّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ، فَقَالَ: ((إِذَا قَعَدتُّمْ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِیُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ)). [الصحيحة:٨٧٨]

ہر دو رکعت میں تشہد ہے

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ (نماز میں جب) دو رکعتوں (کے بعد بیٹھیں تو) کیا کہیں، اتنا ضرور ہے کہ ہم اللہ تعالی کی تسبیح، تکبیر اور تحمید بیان کرتے رہتے تھے۔ (بے شک) محمد رسول اللہ ﷺ نے خیر و بھلائی کی ابتدا و انتہا کی تعلیم دی۔ چنانچہ (ایک دن) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو کہو: تمام، قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ماسوائے اللہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (یہ تشہد پڑھنے کے بعد) ایسی دعاؤں کا انتخاب کرے جو اسے پسند ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ٨٧٨۔ نسائی (١١٦٣)، احمد (١/ ٤٣٧)، طبرانی فی الكبير (٩٦١٢)، ابن خزيمة (٧٢٠)

فوائد: تشہد یعنی ''التحیات للہ ......'' کے جو الفاظ اب ہم ادا کرتے ہیں، یہ ابتداءِ اسلام میں مشروع نہیں تھے، بعد میں فرض ہوئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کے بعد والے درمیانے تشہد میں بھی نمازی اپنی پسندیدہ اور مختار دعائیں کر سکتا ہے۔ نیز پہلے تشہد میں درود پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ (نسائی) ہمیں معلوم نہیں کہ بعض احباب نے سختی سے اِس تشہد میں دعا اور درود پڑھنے سے کیوں روک دیا ہے؟

من وصايا رسول اللہ ﷺ

٥٢٧۔ عَنْ أَبِیْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِیْ وَأَوْجِزْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فِیْ صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَداً وَاجْمِعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِیْ أَيْدِی النَّاسِ)).

[الصحيحة:٤٠١]

رسول اللہ ﷺ کی قیمتی وصیتیں

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز ادا کرے تو الوداعی نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر جس سے تجھے کل معذرت کرنا پڑے، نیز جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید (اور غنی) ہو جا۔''

تخریج: الصحيحة ٤٠١۔ ابن ماجه (٤١٧١)، احمد (٥/ ٤١٢)، ابو نعيم فی الحلية (١/ ٣٦٢)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔ کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے، اس لئے

اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے' کہ اس نماز کے بعد اس کو موت آ جائے تو وہی نماز اس کی نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع ﷺ نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے' تا کہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے۔ اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے' کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے' جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے' لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا' وہ جلد ہو یا بدیر۔ [ابوداود' ترمذی]

تحرم السبق من الإمام

امام سے آگے بڑھنے کی حرمت کا بیان

۵۲۸۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا تَسْبِقُوْا قَارِئَكُمْ بِالرُّكُوْعِ وَ السُّجُوْدِ، وَلٰكِنْ هُوَ يَسْبِقُكُمْ)). [الصحيحة: ۱۳۹۳]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ادائیگی' نماز کے لئے (کسی امام کی اقتدا میں) کھڑے ہو جاؤ تو رکوع و سجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو بلکہ وہ تم سے پہل کرے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۳۹۳۔ البزار (الكشف : ۴۷۳)' (والبحر الزخار: ۴۶۱۵)' طبرانی فی الكبير (۷۰۳۶)

فوائد: کسی کو امام تسلیم کرنے کا اولین تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس کی مکمل پیروی کی جائے' نبی کریم ﷺ نے متنبہ فرمایا: **(اما يخشى الذى يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار)** [بخاری' مسلم] یعنی: ''جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے' کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر بنا دے؟'' مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع و سجود کے جھکنے یا سر اٹھانے میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں' بلکہ امام کی اقتدا میں اس کے پیچھے پیچھے چلیں' جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے' جب آپ ﷺ "سمع الله لمن حمده" کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا' جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری' مسلم]

باب: وقت صلاة العشاء

باب: نماز عشاء کا وقت

۵۲۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَتٰى أُصَلِّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ؟ قَالَ: ((إِذَا مَلَأَ اللَّيْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ فَصَلِّ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [الصحيحة: ۱۵۲۰]

جہینہ قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں عشا کی نماز کب پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ عشا اس وقت ادا کر جب رات ہر وادی کے پیٹ کو بھر دے (یعنی جب رات پوری وادی پر چھا جائے)۔''

تخریج: الصحيحة ۱۵۲۰۔ احمد (۵/ ۳۵۶)' ابن ابی شيبة (۱/ ۳۳۱)' بخاری فی التاريخ (۶/ ۲۳)

فوائد: نمازِ عشاء کا وقت شفق (سرخی) کے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات تک جاری رہتا ہے' نہ کہ طلوعِ فجر تک۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اندھیرا چھا جائے اور ایسا غروبِ شفق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا نمازِ عشاء کی ابتدا کا اصل کلیہ غروبِ شفق ہے۔

باب: من ادب خطبة الجمعة

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

۵۳۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهِ)). [الصحيحة: ٤٦٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اگر جمعہ کے روز کسی کو مسجد میں اونگھ آنے لگے تو وہ اپنی جگہ بدل لے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۶۸۔ ابوداود (۱۱۱۹)' ترمذی (۵۲۶)' احمد (۲/ ۲۲)' حاکم (۱/ ۲۹۱)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ خطبہ کے دوران آدمی کو سستی اور کاہلی سے گریز کرنا چاہئے تاکہ خطبہ کے سننے میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

۵۳۱۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَاءُ)). [الصحيحة:١٤١٣]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۳۔ ابوداود طیالسی (۲۱۰۶)' ابویعلی (۴۱۰۹)' خطیب فی التاریخ (۸/ ۲۰۴)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۳۰۸)

فوائد: شعارِ اسلام اذان کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے' ہمیں چاہیے کہ مکمل توجہ' انہماک اور صدقِ دل سے اذان کے کلمات کا جواب دیں اور ان کے بیچ اگر موقع ملے تو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی پر مشتمل دعائیں بھی کریں۔

۵۳۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ رِيْحاً فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ)). [الصحيحة: ١٤١٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نماز میں کسی کی ہوا نکل جائے تو وہ چلا جائے اور وضو کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۲۱۵۱' ۳۵۱۵)' والصغیر (۱/ ۱۳۲)

فوائد: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے مکمل نماز دوبارہ ادا کرنا چاہئے' کیونکہ وضو نماز کے لئے شرط ہے۔

باب: ادراك الركعة بادراك الركوع

باب: رکوع میں ملنے سے رکعت کا ملنا

۵۳۳۔ عن ابن مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا وَجَدْتُمُ الْإِمَامَ سَاجِداً

سیدنا ابن مغفل مزنی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم امام کو سجدہ کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ سجدہ کرو' اگر رکوع

فَاسْجُدُوْا أَوْ رَاكِعاً فَارْكَعُوْا، أَوْ قَائِماً فَقُوْمُوْا، وَلَاتَعْتَدُّوْا بِالسُّجُوْدِ إِذَا لَمْ تُدْرِكُوْا الرَّكْعَةَ)). [الصحيحة:١١٨٨]

کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ رکوع کرو اور اگر قیام کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ قیام شروع کر دو' لیکن جب تک رکوع نہ ملے اس وقت تک سجدوں کا کوئی اعتبار نہ کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۸۔ اسحاق المروزی فی مسائل احمد و اسحاق (۱/ ۱۲۷/ ۱)' بیهقی (۲/ ۸۹)

فوائد: ہر نمازی' وہ امام ہو یا مقتدی' یا منفرد' اس کے لیے سورۂ فاتحہ کا ہر نماز میں تلاوت کرنا فرض ہے' جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔) [بخاری' مسلم] یعنی: "جس شخص نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی' اس کی نماز نہیں۔" سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ کہتے ہیں: (كنا خلف النبی ﷺ فی صلوة الفجر فقرء رسول الله ﷺ فثقلت عليه القراء ة۔ فلما فرغ قال: (لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟) قُلْنَا: نَعَمْ' هٰذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ﷺ: (لَاتَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا) [ابوداود' ترمذی] یعنی: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کر رہے تھے' جب آپ ﷺ نے نماز میں قراءت کی تو آپ ﷺ پر قراءت بھاری ہوگئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: شاید تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو' ہاں سورۂ فاتحہ پڑھنی ہے' کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے قائل اور فاعل تھے۔ [كتاب القراء ة للبيهقی] اور فقہ حنفی میں یہ قانون مسلّم ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے لکھا: **الصحابی الراوی اعلم بالمقصود۔** یعنی حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ [عمدة القاری] نیز سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ' ثَلَاثًا' غَيْرُ تَمَامٍ ......) [مسلم] "جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہ کی تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے' مکمل نہیں ہے۔" سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیسے پڑھیں؟) انھوں نے کہا: دل میں تلاوت کر لیا کرو۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ ﷛ فاتحہ خلف الامام کا فتوی دیتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷛' اہل ظاہر' امام ابن خزیمہ اور امام بخاری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ جب تک قیام اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں ہوگی' رکعت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ امام البانی " جو رکوع ملنے پر رکعت کے معتبر ہونے کے قائل ہیں' نے سیدنا ابن مغفل ﷛ کی حدیث کو صحیحہ میں ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے' لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ اور جن مرفوع احادیث کو بطورِ شواہد پیش کیا ہے وہ بھی ضعیف ہیں یا غیر واضح ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

٥٣٤۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْنَا سِتَّةً وَفْداً إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَةٌ مِّنْ بَنِي حَنِيْفَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبِيْعَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيْعَةً لَنَا، وَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ

قیس بن طلق اپنے باپ طلق ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چھ افراد وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے' پانچ کا تعلق قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اور ایک کا بنو ضبیعہ بن ربیعہ سے تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے' آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ایک گرجا

فَضْلِ طُهُوْرِه، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، وَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَبَّ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهٰذَا الْمَاءِ، فَإِذَا قَدِمْتُمْ بَلَدَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا مِنْ هٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْا مَكَانَهَا مَسْجِداً)) فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الْبَلَدُ بَعِيْدٌ، وَالْمَاءُ يَنْشُفُ، قَالَ: فَأَمِدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَايَزِيْدُهُ إِلَّا طِيباً۔ فَخَرَجْنَا فَتَشَاحَنَّا عَلٰى حَمْلِ الْإِدَاوَةِ، أَيُّنَا يَحْمِلُهَا فَجَعَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُوَباً بَيْنَنَا،لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا يَوْماً وَلَيْلَةً، فَخَرَجْنَا بِهَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا، فَعَمِلْنَا الَّذِيْ أَمَرَنَا، وَرَاهِبُ الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ طَيِّئٍ فَنَادَيْنَا بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ الرَّاهِبُ: دَعْوَةُ حَقٍّ ثُمَّ هَرَبَ فَلَمْ يُرَبَعْدُ۔ [الصحيحة: ۱٤۳۰]

ہے(ہم اسے مسجد بنانا چاہتے ہیں' اسی لئے) ہم نے آپ ﷺ سے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا' وضو کیا اور کلی کی' پھر وہ پانی ایک برتن میں انڈیلا اور ہمیں دے دیا' پھر فرمایا: ''یہ پانی لے کر چلے جاؤ' جب تم اپنے ملک میں پہنچو تو گرجا گھر کو گرا دو' وہاں یہ پانی چھڑکو اور اسی جگہ پر مسجد بنا لو۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ملک بہت دور ہے' اس لئے پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں دوسرا عام پانی ملاتے جانا وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔'' ہم نکل پڑے' لیکن پانی والے برتن کو اٹھانے کے بارے میں جھگڑنے لگے (یعنی کوئی دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں تھا) آپ ﷺ نے باریاں مقرر کر دیں کہ ہر آدمی ایک رات اور دن اٹھائے گا۔ (بالآخر) ہم نکل پڑے' حتی کہ اپنے ملک میں پہنچ گئے' ہم نے وہاں وہی کیا جو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ طی قبیلے کا ایک پادری تھا' جب ہم نے اذان دی تو اس نے کہا: یہ دعوتِ حق ہے۔ (اس اقرار کے بعد) وہ کہیں بھاگ گیا اور اس کے بعد نظر نہ آیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۰۔ نسائی (۷۰۲)' احمد (۴/ ۲۳)' ابن حبان (۱۶۰۲)' وقد تقدم برقم (۴۹۰)' من ھذا الکتاب

فوائد: یہ حدیث اس باب کی سولہویں حدیث ہی ہے۔

باب: تكفير الصلوات الخمس للذنوب كلها

باب: نماز پنجگانہ تمام گناہوں کے کفارے کا باعث ہے

۵۳۵۔ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِيْ، يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَاكَانَ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِه؟ قَالُوْا: لَاشَيْءَ، قَالَ: إِنَّ الصَّلَوَاتِ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ)). [الصحيحة: ۱٦۱٤]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے صحن کے پاس سے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو' تو کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟'' صحابہ نے کہا: ذرا برابر (میل باقی) نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازیں' گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں' جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۱۴۔ احمد (۱/ ۷۱۔۷۲)' ابن ماجہ (۱۳۹۷)' ابن نصر فی الصلاۃ (۸۵۸۴)' والضیاء فی المختارۃ (۳۱۶' ۳۱۷)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز کی فضیلت وعظمت سمجھانے کے لئے محسوس چیز کی مثال دے کر امتیوں کے ذہن کو غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کرنا چاہا ہے، یعنی نہانے سے میل کچیل کے صاف ہو جانے کو ہر کوئی محسوس کرتا ہے، یہ معاملہ نماز کا ہے کہ اس کی وجہ سے نمازی کی روح سے گناہوں کی نجاست دور ہو جاتی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات الْخَمسُ، وَالْجُمُعَة اِلَی الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تَغْشِ الْكَبَائِرَ۔) [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ہر جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ ذہن نشین رہے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہے کہ جو انسان سات آٹھ دنوں تک، یا تیس اکتیس دنوں تک، یا کئی مہینوں تک غسل نہیں کرتا، اس کی ظاہری کیفیت کیا ہوتی ہے؟ ہر کوئی بخوبی سمجھتا ہے کہ نجاست اور میل کچیل سے اس قدر لتھڑا ہوا ہوگا کہ اس سے کراہت آئے گی، اسی طرح جو آدمی کچھ دنوں تک یا کئی مہینوں تک نماز کی ادائیگی سے غافل رہتا ہے، وہ روحانی طور پر اتنا نجس اور گندا ہو جاتا ہے کہ اس کے چہرے سے نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے۔

فضل اربع رکعات قبل الظهر

ظہر سے پہلے چار رکعات کی فضیلت کا بیان

٥٣٦۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَرْفُوعاً مُرْسَلاً: ((أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ يَعْدِلْنَ بِصَلَاةِ السَّحَرِ)).

[الصحيحة: ١٤٣١]

ابو صالح مرفوعاً اور مرسلاً دونوں طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ ظہر سے قبل چار سنتیں، سحری کے وقت کی نماز کے برابر ہو جاتی ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۳۱۔ ابن ابی شیبة (۲/ ۱۹۹)، مرسلاً، ابو احمد العدل فی الفوائد (ق ۲۷۷/ ۱)، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً، ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (ص: ۷۸)، والترمذی، من حدیث عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: ظہر سے قبل چار رکعت نفل (جنہیں عام طور پر سنتیں کہا جاتا ہے) پڑھنا مسنون ہیں، اس حدیث میں ان کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے سحری کے وقت کی نمازِ تہجد سے تشبیہ دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ سحری کے وقت کی نماز انتہائی افضل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّ عُيُوْنٍO ...... كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَO وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَO﴾ (سورۂ ذاریات: ۱۵، ۱۷، ۱۸) ترجمہ: ''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' ارشادِ نبوی ہے: لوگو! سلام کو عام کرو، (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، جب لوگ رات کو سو رہے ہوں تو نمازِ (تہجد) پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [ترمذی] سحری کے وقت کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگائیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے، تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے، تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے، تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' (بخاری، مسلم) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اَلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔) [مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ (12) رکعت نفلی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو، ظہر سے پہلے چار اور اس کے

بعد دو' مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ان بارہ رکعات میں ظہر سے پہلے والی چار سنتیں بھی داخل ہیں۔سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجه] ترجمہ:''جو شخص باقاعدگی سے ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں ادا کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اسے آتشِ جہنم کے لئے حرام کردے گا۔''لہٰذا ہمیں چاہئے کہ پہلی فرصت میں فرض نمازوں کا اہتمام کریں اور اس کے بعد ان سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا۔

باب: الامر بالتحية في خطبة الجمعة

۵۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغِطْفَانِيُّ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلَا تَعُوْدَنَّ لِمِثْلِ هٰذَا)). يَعْنِيَ التَّأْخِيْرَ فِي الْمَجِيْءِ إِلَى الْجُمُعَةِ. قَالَ: فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ جَلَسَ.))

[الصحيحة: ٤٦٦، ٢٨٩٣]

باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد کی تاکید

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا' آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ لے اور دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔'' یعنی نماز جمعہ کے لیے آنے میں تاخیر نہیں کرنی۔ (جابر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر بیٹھ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۶' ۲۸۹۳۔ ابن حبان (۲۵۰۴)' دار قطنی (۲/ ۱۶)

فوائد: نمازِ ظہر سے پہلے چار سنتیں مسنون ہیں' جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے' لیکن نمازِ جمعہ سے پہلے کوئی معین سنتیں نہیں ہیں' البتہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے نمازی کو اس کی مرضی کے مطابق نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔[بخاری] اور جمعہ کے بعد دو [بخاری' مسلم] یا چار [مسلم] سنتیں ادا کرنا مسنون ہیں۔اس حدیث میں سلیک غطفانی کو جن دو رکعتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے' وہ تحیۃ المسجد ہیں۔دو رکعتوں کا حکم دینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے خطبۂ جمعہ میں تاخیر سے آنے سے منع فرمایا ہے' سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خطبہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو' (خواہ مخواہ تاخیر کرنے سے بچو) کیونکہ آدمی (اپنی غفلت کی بنا پر) اس قسم کی تاخیر کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اسے جنت سے مؤخر کر دیا جاتا ہے' اگرچہ اس نے داخل بھی ہونا ہو۔[صحیحہ: ۳۶۵] اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے' معلوم نہیں کہ بعض افراد خطبہ کے دوران اس سنت پر عمل کرنے سے کیوں روکتے ہیں۔

اهمية السترة

۵۳۸۔عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ الرُّبَيِّعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَتِرُوْا فِي صَلَاتِكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: لِيَسْتَتِرْ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ) وَلَوْ بِسَهْمٍ)).

سترہ کی اہمیت کا بیان

عبدالملک بن ربیع بن سبرہ بن معبد اپنے باپ ربیع اور وہ ان کے دادا سبرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں سترہ رکھا کرو'' اور ایک روایت میں ہے کہ:''تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ نماز میں سترہ رکھے۔'' اگرچہ وہ تیر ہی

ہو۔ [الصحيحة:٢٧٨٣]

تخریج: الصحيحة ٢٧٨٣- ابن خزيمة (٨٠١)' احمد (٣/ ٤٠٤)' ابويعلى (٩٤١)' حاكم (١/ ٥٥٢)

فوائد: آدمی کا نماز میں اپنے سامنے سترہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ تھا' لیکن اب اس سنتِ مبارکہ سے انتہائی غفلت برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے' جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا' تو صحابۂ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ اِلٰى سُتْرَةٍ' وَلْيَدْنُ مِنْهَا) [ابوداود' ابن ماجه] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سترہ کے مزید احکام پہلے گزر چکے ہیں۔

باب شفع الاذان و ايتار الاقامة
اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنے کا بیان

٥٣٩- عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْفَعِ الْاَذَانَ، وَأَوْتِرِ الْإِقَامَةَ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان دوہری اور اقامت اکہری کہا کر۔''

[الصحيحة:١٢٧٦]

تخریج: الصحيحة ١٢٧٦- دارقطنى فى الافراد (رقم ٥٠ ج ٢)' وله شاهد عند الخطيب (٤/ ٣٣٤)

فوائد: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔) [بخاری' مسلم] یعنی: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ) حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہیں (یعنی اذان دوہری ہو اور اقامت اکہری)۔ اذان اور اقامت کا یہی انداز سیدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا۔ [ابوداود' ابن ماجه] ترجیع والی اذان کہنا بھی سنت ہے' جس میں شہادتین کا چار چار دفعہ ذکر ہوتا ہے۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو ترجیع والی اذان سکھائی تو اس کے ساتھ اقامت کے دو دو کلمات کی تعلیم دی۔ (ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) یاد رہے کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات یعنی ۵۹ھ تک مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر رہے اور ترجیع والی اذان دیتے رہے' اس سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو ترجیع والی اذان کو تسلیم نہ کرنے کیلئے یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابو محذورہ کو تعلیم دینے کی خاطر شہادتین کا دوبارہ تذکرہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

كراهية الصلاة عند الاقامة
اقامت کے وقت نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

٥٤٠- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي، وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَصَلَاتَانِ مَعًا؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُدھر مؤذن اقامت کہہ رہا تھا' آپ ﷺ نے اس نمازی کو کہا: ''کیا دو نمازیں اکٹھی (پڑھی جا سکتی ہیں)؟''

تخریج: الصحيحة ٢٥٨٨- ابويعلى (٥٩٨٥)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اقامت کے بعد صرف فرضی نماز ہوتی ہے' اگر کوئی آدمی' جس نے اس نماز میں شریک ہونا

ہے کوئی اور نفلی نماز یا سنتیں پڑھ رہا ہے تو گویا وہ دو فرضی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا ڈانٹنے کا ایک انداز تھا۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَة۔) [مسلم] یعنی: جب (فرض) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو اس فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نفل نماز نہیں ہوتی، جو لوگ سنتیں وغیرہ پڑھ رہے ہوں، انھیں چاہئے وہ فوراً جماعت میں شریک ہوں اور اپنی نماز ترک کر دیں۔

من إجابة الدعاء عندالاقامة

اقامت کے وقت دعا کے قبول ہونے کا بیان

۵٤۱۔ عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((اُطْلُبُوْا إِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْتِقَاءِ الْجُيُوْشِ وَإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَنُزُوْلِ الْمَطَرِ)).

[الصحيحة:۱٤٦۹]

مکحول کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت قبولیتِ دعا چاہو جب (میدانِ جنگ میں اسلام اور کفر کے) لشکر آپس میں ٹکرا رہے ہوں، نماز کے لئے اقامت کہی جا رہی ہو اور بارش کا نزول ہو رہا ہو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۶۹۔ شافعی فی الام (۱/ ۲۲۳۔ ۲۲۴)، عن مكحول مرسلاً، ابوداود (۲۵۴۰)، عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ ان تین اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

فضل السجدة

سجدہ کی فضیلت کا بیان

۵٤۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرٍ أَنْقَطِعُ بِهِ قَالَ: ((اِعْلَمْ أَنَّكَ لَاتَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيْئَةً)).

[الصحيحة:۱٤۸۸]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس (سجدے) کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۸۸۔ احمد (۵/ ۲۴۸۔ ۲۴۹)، ابن نصر فی الصلاة (۳۰۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنا انتہائی عاجزی و انکساری کا اظہار ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کو اس طریقۂ بندگی سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم کا (مسلمان) بیٹا سجدۂ تلاوت والی آیت کی تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے، اس حال میں کہ وہ رو رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا، (اس نے اس حکم کو تسلیم کرتے ہوئے) سجدہ کیا، اسے جنت ملے گی اور جب مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے مجھے آتشِ دوزخ ملے گی۔ [مسلم] نبی کریم ﷺ نے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنی مرافقت کے حصول کیلئے کثرت سے سجدے کرنے کا حکم دیا۔ [مسلم] لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت سے نفلی نماز پڑھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ سجدے کرنے کا شرف حاصل ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ سجدۂ تلاوت والی آیات پڑھنے اور پھر

سجدے کرنے کا موقع ملے۔ یاد رہے کہ سجدۂ تلاوت والی آیت کے بعد فوراً سجدہ کرنا چاہئے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے معلوم ہوتا ہے۔

ومن استحباب غسل الجمعة

جمعہ کے دن غسل کے مستحب ہونے کا بیان

٥٤٣۔ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: زَعَمُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوْا رُؤُوْسَكُمْ، وَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا جُنُباً وَمَسُّوْا مِنَ الطِّيْبِ))؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا الطِّيْبُ، فَلَا أَدْرِيْ، وَأَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ۔ [الصحيحة: ٣٥١٠]

طاؤس یمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگ اس قسم کی بات کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور سروں کو بھی (اچھی طرح) دھویا کرو' اگرچہ تم جنابت کی حالت میں نہ ہو اور خوشبو بھی لگایا کرو۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: خوشبو کا تو مجھے علم نہیں' البتہ غسل کے بارے میں یہی بات ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۰۔ ابن خزیمۃ (۱۷۵۹)' ابن حبان (۲۷۸۲)' احمد (۱/ ۲۶۵)' بخاری (۸۸۴' ۸۸۵)' مسلم (۸۴۸)' بمعناہ

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن خوشبو لگانے کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں' جبکہ سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا سلمان اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی احادیث میں جمعۂ مبارکہ کے روز خوشبو لگانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لہذا خوشبو لگانا مسنون عمل ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا انتہائی اہم عمل ہے' جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔) [بخاری' مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعث اجر عظیم ہے' جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا' نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا' خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداود] درج ذیل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ غسل کرنا فرض نہیں' افضل و مستحب ہے۔ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی] یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

افترض الله على عباده صلوات خمسا

اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں

٥٤٤۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمِ افْتَرَضَ اللّٰهُ۔ عَزَّ وَجَلَّ۔ عَلٰى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ، قَالَ: ((افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْساً)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْءٌ؟ قَالَ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا ان سے پہلے یا بعد میں بھی کوئی نماز فرض

((اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰی عِبَادِهٖ صَلَوَاتٍ خَمْسًا)) [قَالَهَا ثَلَاثًا] فَحَلَفَ الرَّجُلُ [بِاللّٰهِ] لَایَزِیْدُ عَلَیْهِ شَیْئًا وَلَایَنْقُصُ مِنْهُ شَیْئًا۔ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ صِدْقَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ)). [الصحیحة:٢٧٩٤]

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی۔ اس آدمی نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں ان (پانچ نمازوں) میں زیادتی کروں گا نہ کمی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر (اپنے دعوے میں) سچا ہے تو جنت میں ضرور داخل ہو گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۴۔ نسائی (۴۶۰)، احمد (۳/ ۲۶۷)، ابن حبان (۱۴۴۷)

فوائد: حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں، نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو آدمی پانچ نمازوں کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالی اسے جنت میں داخلہ نصیب فرمائے گا۔ نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں فرض نہیں ہیں، لیکن ان کی ادائیگی پر بے حد اجر و ثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں، جیسا کہ سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ لِلّٰهِ کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ رَکْعَةً تَطَوُّعًا غَیْرَ فَرِیْضَةٍ اِلَّا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔) [صحیح مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالی کے لئے بارہ رکعت نفلی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو، ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ اسی نفلی نماز کو ہمارے معاشرے میں سنتِ مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ علمائے حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ نمازِ وتر فرض نہیں ہے، بلکہ وہ نفلی نماز ہے اور ان شاء اللہ یہ استدلال درست ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: فضل صلاة الصبح جماعة يوم الجمعة

باب: جمعہ کے دن نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

٥٤٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: لِحُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ: مَامَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةِ الصُّبْحِ، قَالَ: أَوَمَابَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عِنْدَاللّٰهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ)). [الصحيحة:١٥٦٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے حمران بن ابان سے کہا: تم نے نماز باجماعت ادا کیوں نہیں کی؟ انھوں نے کہا: میں نے جمعہ کے دن نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا کی ہے۔ سیدنا ابن عمر ؓ نے کہا: کیا تجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن والی فجر ہے، جسے باجماعت ادا کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۶۶۔ ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۲۰۷)، ابن الجوزی فی العلل (۱/ ۴۶۱، ۴۶۲)، تعلیقا

فوائد: نمازِ فجر کی ادائیگی عظیم اجر و ثواب پر مشتمل عمل ہے، جیسا کہ سیدنا ابوموسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى البردين دخل لجنة۔) [بخاری، مسلم] یعنی: جس نے ٹھنڈے کے وقت کی دو نمازیں (یعنی نمازِ فجر اور نمازِ عصر) ادا کیں، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ جبکہ سیدنا جندب بن سفیان ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى الصبح فهو فى ذمة الله۔) [مسلم] یعنی: جو آدمی نمازِ صبح ادا کر لیتا ہے، وہ اللہ تعالی کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا

ہے کہ نمازِ فجر کے جتنے فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہ ہر روز کی اِس نماز کو شامل ہیں، لیکن جمعہ کے روز نمازِ فجر کا اجر وثواب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

استحباب قرأة المعوذتين في دبر كل صلاة

ہر نماز کے بعد معوذتین کے پڑھنے کا مستحب ہونا

٥٤٦۔ عَنْ عُقْبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوْا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)). [الصحيحة: ٦٤٥]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد معوذات سورتیں (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو۔''

تخریج: الصحيحة ٦٤٥۔ نسائی (١٣٣٧)، ابن خزيمة (٧٥٥)، حاكم (١/ ٢٥٣)، ابن حبان (٢٠٠٤)، واللفظ لهم الا النسائی

فوائد: عام طور پر فرض نمازوں کے بعد ''آية الكرسي'' کی تلاوت کی جاتی ہے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''سورة الفلق'' اور ''سورة الناس'' کی تلاوت بھی کرنی چاہئے۔

اقامة الصف من حسن الصلاة

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے

٥٤٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَقِيْمُوْا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٣٩٩٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفوں کو سیدھا کیا کرو، بلاشبہ صفوں کا سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٩٩٤۔ بخاری (٧٢٢)، مسلم (٤٣٥)، احمد (٢/ ٣١٤)، ابن حبان (٢١٧٧)

فوائد: نماز باجماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا، ایک صف میں کھڑے لوگوں کا بالکل سیدھے کھڑا ہونا اور آپس میں مل کر کھڑے ہونا نماز باجماعت کا اہم عنصر ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة۔) [بخاری، مسلم] یعنی: اپنی صفیں برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر کرنا اقامتِ نماز میں سے ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیرِ تحریمہ سے قبل ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: (تراصوا واعتدلوا۔) [مسلم] یعنی: آپس میں مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بايدي اخوانكم ولا تذروا فرجات للشيطان ومن وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله۔) [ابوداود] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو، اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالی اسے کاٹے۔ مذکورہ چار اور دیگر احادیثِ مبارکہ میں صفوں کو برابر کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کی تعلیم دی گئی ہے اللہ تعالی ہمیں عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین) ان واضح فرامین نبوی ﷺ کے باوجود بعض لوگ صفوں کو سیدھا کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ اگر کوئی ملنا چاہے تو وہ پرے ہٹ جاتے ہیں۔ اس کو سوائے ان کی

بدنصیبی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ دوسرے نمازی سے پرے نہیں ہٹتے بلکہ فرمان رسول ﷺ سے پرے ہٹتے ہیں۔

اهمية سد الخلل الصف

صف کے شگافوں کو بند کرنے کی اہمیت کا بیان

۵٤٨۔ عَنْ أَبِي شَجَرَةٍ مَرْفُوعاً: ((أَقِيمُوا الصُّفُوْفَ، فَإِنَّمَا تَصُفُّوْنَ كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ، وَلَاتَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفاً وَصَلَهُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:٧٤٣]

سیدنا ابو شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو، تم نے تو فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بنانی ہیں، مونڈھوں کو برابر (ایک لائن میں) رکھو، صف کے شگافوں کو پر کرو اور شیطان کے لئے کوئی خلا نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا، اللہ تعالی اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۷۴۳۔ دولابی فی الکنی (۱/ ۳۹)، بیہقی (۳/ ۱۰۱)، عن ابی شجرة مرسلاً، ابوداود (۶۶۶)، من طریق ابی شجرة کثیر: مرة عن ابی عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً

فوائد: گزشتہ حدیث میں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اس مسئلہ کہ وضاحت ہو چکی ہے، سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون کما تصف الملائکة عند ربها) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے، جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالی کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یتمون الصوف الاولی ویتراصون فی الصف) [مسلم] یعنی: وہ ”پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ خوشخبری سنایئے ان لوگوں کو جو اللہ تعالی کے حضور بندگی کے وقت فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بناتے ہیں۔

من فضل صلاة الفجر والضحى

فجر اور ضحیٰ کی نماز کی فضیلت کا بیان

۵٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثاً، فَأَعْظَمُوا الْغَنِيْمَةَ، وَأَسْرَعُوا الْكَرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَارَأَيْنَا بَعْثَ قَوْمٍ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ تَحَمَّلَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيْهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَّبَ بِصَلَاةِ الضُّحٰى، فَقَدْ أَسْرَعَ الْكَرَّةَ، وَأَعْظَمَ الْغَنِيْمَةَ)).

[الصحيحة:٢٥٣١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا (جہادی) لشکر روانہ کیا، جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھارے لئے (ایسے لشکر کی) نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف جاتا ہے، نمازِ فجر ادا کرتا ہے، پھر نمازِ ضحیٰ کے لئے وہیں بیٹھا رہتا ہے (یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لیتا ہے)، ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا

اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۱۔ ابویعلی (۶۵۵۹)' ابن حبان (۲۵۳۵)' ابن عدی (۲/ ۶۹۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ حکیم اور دانا شخصیت کے حامل تھے' جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ ؓ ایک محسوس چیز' جس کا تعلق دنیوی فائدے سے ہے' پر تعجب کر رہے ہیں' تو انھیں غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کیا۔ یعنی جو آدمی نماز فجر کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے اور نمازِ چاشت ادا کر کے واپس آتا ہے تو ایسے آدمی کو روحانی طور پر اور اخروی اعتبار سے جتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے' وہ دنیوی اعتبار سے جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ غنیمت حاصل کرنے والے کو نہیں ہوتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی الغداۃ فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلعَ الشمس' ثم صلی رکعتین' کانت لہ کاجر حجۃ و عمرۃ تامّۃ تامۃ تامۃ۔) [ترمذی] یعنی: جو آدمی نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اللہ تعالی کے ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھا رہتا ہے' پھر دو رکعت (نمازِ اشراق) پڑھتا ہے تو مکمل ایک حج اور مکمل ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

ومن فضل التحمید والتسبیح والتکبیر بعد الصلاۃ

نماز کے بعد سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت کا بیان

۵۵۰۔ عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ: قِیْلَ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیَانُ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ أَھْلُ الْأَمْوَالِ وَ الدُّثُوْرِ بِالْأَجْرِ، یَقُوْلُوْنَ کَمَا نَقُوْلُ، وَیُنْفِقُوْنَ وَلَا نُنْفِقُ، قَالَ لِی: ((أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْہُ أَدْرَکْتُمْ مِنْ قَبْلِکُمْ، وَفُتُّمْ مِنْ بَعْدِکُمْ؟ تَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ، وَتُسَبِّحُوْنَہُ، وَتُکَبِّرُوْنَہُ، ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِیْنَ))۔

[الصحیحۃ: ۱۱۲۵]

سیدنا ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ کسی نے کہا اور سفیان راوی کئی مرتبہ کہتے کہ ابوذر نے کہا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب تو مال دار لوگ لے گئے ہیں' (اور وہ اس طرح کہ جو نماز وغیرہ) وہ پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں' لیکن وہ خرچ کرتے ہیں اور ہم خرچ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے انجام دو گے تو اپنے پہلوں کو پالو گے اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے۔ (اس طرح کیا کرو کہ) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہ"، تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہا کرو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۵۔ ابن ماجہ (۹۲۷)' احمد (۵/ ۱۵۸)' البزار (۴۰۵۴)' ابن المبارک فی الزھد (۱۱۵۷)

فوائد: اگرچہ اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرنا عظیم عمل ہے' لیکن جو لوگ اپنی کمزور مالی حالت کی بنا پر صدقہ و خیرات جیسی حسنات سے ہمکنار نہیں ہو سکتے تو انھیں ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالی کا ذکر ایسا نسخۂ کیمیا ہے کہ جس کا کوئی مقابل اور متبادل نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالی کی رحمتوں سے استفادہ کریں اور توشۂ آخرت میں اضافہ کریں۔

باب: صلاۃ المنافق

باب: منافق کی نماز کا بیان

۵۵۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَیْجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے

اللہ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ الْمُنَافِقِ؟ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعَصْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ كَثَرْبِ الْبَقَرَةِ صَلَّاهَا)).[الصحيحة:۱۷٤٥]

فرمایا: ”کیا میں تمھیں منافق کی نماز کے بارے میں بتلاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۴۵۔ دارقطنی (۱/ ۲۵۲۔ ۲۵۳)' حاکم (۱/ ۱۹۵)

فوائد: اگر چہ نمازِ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے' لیکن بلاوجہ کی مصروفیت' غفلت اور سستی کی وجہ سے نماز مؤخر کر دینا مومنانہ صفت نہیں ہے' ہاں اگر کوئی مجبوری بن جاتی ہے تو شریعت نے اس قدر رخصت دی ہے کہ اگر کسی کو غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت بھی مل جائے تو وہ بقیہ نماز پڑھ لے' اس کی نماز ادا ہو جائے گی' پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ شریعتِ مطہرہ کی رخصتوں کی وجہ سے ہم اس قدر کاہل اور غافل ہو جائیں کہ ہمیں منافق کے لقب سے پکارا جائے۔

أخذ البيعت للصلوات الخمس

پانچ نمازوں کے لیے بیعت لینے کا بیان

۵۵۲۔عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟)) وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟!)) فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟!)) قَالَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: عَلٰى أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئاً، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيْعُوْا۔ وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً۔ وَلَاتَسْأَلُوْا النَّاسَ شَيْئاً)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَداً يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ۔ [الصحيحة: ۳٦۰۰]

سیدنا عوف بن مالک ﷺ کہتے ہیں: ہم ۹' ۸ یا ۷ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ ہم نے کہا: ہم نے تھوڑا عرصہ قبل ہی آپ کی بیعت کی تھی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی بیعت تو کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے (تیسری دفعہ) فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ سو ہم نے (بیعت کے لئے) اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی بیعت تو کر چکے ہیں' پس اب آپ سے کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بات پر کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے' پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اللہ تعالی کی اطاعت کرو گے۔“ اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ ”لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔“ میں نے دیکھا کہ ان (بیعت کنندگان) میں سے بعض افراد کا کوڑا بھی اگر زمین پر گر جاتا تو وہ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے کہ وہ اسے اٹھا کر انھیں پکڑا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۰۔ مسلم (۱۰۴۳)، نسائی (۴۶۱)، واللفظ لہ۔ ابو داود (۱۶۴۲)، ابن ماجہ (۲۸۶۷)

فوائد: سبحان اللہ! صحابہ کرام ﷺ نبی کریم ﷺ کی بیعت کر کے مشرّف باسلام ہو چکے ہیں، لیکن انتہائی اہم امور کی نشاندہی کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دوبارہ بیعت لینے کا اعلان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے ساتھ شرک نہ کرنا، نماز ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور لوگوں سے کسی قسم کا سوال نہ کرنا۔ پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جذبۂ اطاعتِ رسول دیکھیں کہ آپ ﷺ کے اس اعلان کی اس قدر فرماں برداری کی کہ اگر کوئی سواری پر سوار ہوتا اور اس کا کوڑا یا لاٹھی گر جاتی تو فرمودۂ رسول کے احترام میں سواری سے اتر کر اٹھا لیتا، لیکن کسی سے یہ مطالبہ کرنا اسے گوارہ نہ تھا کہ وہ اسے اٹھا کر دے دے۔

فضل المصلی علی المجاهد الذی مات بعد المجاهد

اس نمازی کی فضیلت کا بیان جو کہ مجاہد کے بعد فوت ہوا ہے

۵۵۳۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ۔ وَهُوَ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ۔ قُتِلَ أَحَدُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأُخِّرَ الآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ الْجَنَّةَ فُتِحَتْ، فَرَأَيْتُ الآخَرَ مِنَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّلِ، فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ، فَبَلَغَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلّٰى بَعْدَهُ سِتَّةَ آلَافَ رَكْعَةٍ، وَكَذَا وَكَذَا رَكْعَةً لِصَلَاةِ السَّنَةِ؟))**. [الصحيحة: ۲۵۹۱]

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ قضاعہ کے بلی قبیلے کے دو آدمی تھے، ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ اس کے بعد سال کی چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی رکعتیں نہیں پڑھیں؟“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۱۔ بیہقی فی الزھد (۶۳۲)، ابن ماجہ (۳۹۲۵)، ابن حبان، (۲۹۸۲)، احمد (۱/ ۱۶۱۔ ۱۶۳)

فوائد: غور فرمائیں کہ ایک آدمی شہید ہوا اور دوسرا اس کی شہادت سے ایک سال بعد فوت ہو کر جنت میں پہلے اس لئے پہنچ گیا کہ اس نے شہید ہونے والے کی نسبت ایک رمضان کے روزے اور ایک سال کی فرضی اور نفلی نمازیں زائد پڑھیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس میں جس قدر ممکن ہو سکے روزوں اور نمازوں وغیرہ جیسے اعمالِ صالحہ سرانجام دیئے جائیں۔ اسلامی مہینہ کبھی (29) دن کا ہوتا ہے اور کبھی (30) دن کا، اگر سال کے چھ ماہ (29) دن کے اور چھ ماہ (30) دن کے تسلیم کئے جائیں تو سال کے کل (354) دن بنتے ہیں اور ایک دن میں پانچ فرض نمازوں کی (17) رکعتیں ہیں، اس اعتبار سے ایک سال میں فرض نمازوں کی کل (6018) رکعتیں بنتی ہیں، لیکن مہینوں کے دنوں میں (29) یا (30) کی وجہ سے فرق آ سکتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے (6000) رکعتیں بیان کی ہیں۔

ذم الذی من صلی صلاۃ بغیر وضوء

٥٥٤۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:((أُمِرَ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِاللهِ أَنْ يُّضْرَبَ فِي قَبْرِهٖ مِئَةَ جَلْدَةٍ، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى صَارَتْ جَلْدَةٌ وَّاحِدَةٌ، فَجُلِدَ جَلْدَةً وَّاحِدَةً، فَامْتَلَأَ قَبْرُهٗ عَلَيْهِ نَارًا، فَلَمَّا ارْتَفَعَ وَأَفَاقَ قَالَ: عَلٰى مَا جَلَدْتُّمُوْنِيْ؟ قَالُوْا:إِنَّكَ صَلَّيْتَ صَلَاةً وَّاحِدَةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، وَمَرَرْتَ عَلٰى مَظْلُوْمٍ فَلَمْ تَنْصُرْهُ)). [الصحيحة:٢٧٧٤]

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کوئی نماز بغیر وضوء پڑھی

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بندۂ خدا کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں، وہ (تخفیف کا) سوال کرتا اور دعا کرتا رہا، یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا (باقی معاف کر دیئے گئے)، جب یہ کوڑا اسے لگایا گیا تو اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب اس (سزا کا اثر) زائل ہوا اور اسے افاقہ ہوا تو اس نے پوچھا کہ (فرشتو!) تم نے کس بنا پر مجھے کوڑا لگایا؟ انھوں نے کہا کہ تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس کی مدد نہیں کی تھی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۴۔ طحاوی فی شرح مشکل الآثار (۴/ ۲۳۱)

فوائد: وضو نماز کے لئے بنیادی شرط ہے، وضو کے بغیر نماز پڑھنا سنگین جرم ہے، جس کی نوعیت و کیفیت کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے۔ جہاں مظلوم لوگوں کی معاونت اور کفالت عظیم عمل ہے، وہاں ان سے بے رخی کبیرہ گناہ ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان، سیدنا صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جیسے نادار اور بے کس صحابہ کے گروہ کو معمولی زجر و توبیخ کی۔ جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید وہ غریب صحابہ تجھ پر ناراض ہو گئے ہوں اور اگر ایسے ہوا تو تیرے ربّ کو تجھ پر غصہ آ جائے گا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور پوچھا: بھائیو! کیا تم لوگ مجھ پر غصے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ہمارے بھائی! نہیں۔ اللہ تعالی تجھے معاف کرے۔ [مسلم] سوچنا چاہیے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مال و دولت، حسب ونسب، قیادت و سیادت، وغیرہ کے نشے میں آ کر کسی مظلوم کا دل دکھا بیٹھیں۔ جہاں تک ہو سکے ہمیں غرباء وفقراء سے اخلاقی تعاون اور مالی معاونت کرنی چاہئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت کرنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، اس قیام کرنے والے بندے کی طرح ہے جو قیام کر کر کے نہ اکتاتا ہو اور اس روزے دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ ترک نہ کرتا ہو۔) [بخاری، مسلم]

جواز صلاۃ الوتر فی اول اللیل واخرہ

٥٥٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِأَبِيْ بَكْرٍ: أَيَّ حِيْنٍ تُوْتِرُ؟ قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ، فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟ فَقَالَ آخِرَ

وتر کی نماز رات کے پہلے اور آخری حصہ میں پڑھنے کا جواز

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم کس وقت نمازِ وتر ادا کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: عشا کے بعد رات کے اول حصے میں۔ پھر آپ ﷺ

اللَّيلِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَابَكْرٍ فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقَى، وَأَمَّا أَنْتَ يَاعُمَرُ فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ)). [الصحيحة:۲۰۹٦]

نے (سیدنا عمر ﷺ) سے پوچھا: ''اور عمر تم کب (پڑھتے ہو)؟ انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر تم نے تو محتاط عمل اختیار کیا ہے اور عمر تم نے قوی (یعنی مشکل) عمل اپنایا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۲۔ ابن ماجہ (۱۲۰۲)' احمد (۲/ ۳۰۹' ۳۳۰)' ابویعلی (۱۸۲۱)' طیالسی (۱۶۷۱)

فوائد: بالاتفاق نمازِ وتر کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے' رات کے آخری حصے میں نماز وتر کی ادائیگی افضل عمل ہے' لیکن بہر حال مشکل ہونے کی وجہ سے قوی الاعضا ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ کہیں بیدار نہ ہونے کی وجہ سے یہ نماز اپنے وقت سے لیٹ نہ ہو جائے اور جو ابتدائے رات میں ہی یہ نماز پڑھ لیتا ہے' تو اس سے یہ نماز رہ جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اسی چیز کی طرف حدیثِ مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فضل المشي إلى المسجد

مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

٥٥٦۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو سَلَمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، فَأَرَادُوا النَّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِيُ وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ آثَارَكُمْ تُكْتَبُ)) قَالَ: فَلَمْ يَنْتَقِلُوا۔ [الصحيحة:۳۵۰۰]

سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ بنو سلمہ کے لوگ مدینہ کے ایک کونے میں (مسجد سے دور) فروکش تھے' انھوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا' وہ اور ان کے نشانات ہم لکھ رہے ہیں۔﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمھارے نشاناتِ قدم لکھے جا رہے ہیں۔'' پھر وہ منتقل نہ ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۰۔ ترمذی (۳۲۲۶)' حاکم (۲/ ۴۲۸)' طبری فی التفسیر (۱۰/ ۱۰۰)

فوائد: نیکیوں اور حسنات کے لئے صحابۂ کرام ﷺ کی رغبت کا اندازہ لگائیں کہ وہ یہ پسند بھی کرتے تھے کہ ان کی رہائش گاہیں مسجد سے دور ہوں اور وہ محض مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہیں تاکہ مسجد کے تقاضے بآسانی پورے ہوتے رہیں' دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کو دیکھیں کہ وہ مسجد کے قریب اس لئے منتقل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے کہ میرے صحابہ اس ثواب سے محروم ہو جائیں جو انھیں دور سے چل کر آنے میں نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بشروا المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة۔)[ابوداود' ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من تطهر في بيته' ثم مضى الى بيت من بيوت الله' ليقضي فريضة من فرائض الله' كانت خُطُواتُهُ' احداها تحُط خطيئة والاخرى ترفع درجة۔)[مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالی کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالی کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کی

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من غدا الی المسجد او راح' اعد اللہ لہ فی الجنۃ نزلا کلما غدا او راح.) [بخاری' مسلم] یعنی: لہذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں' جو معمولی کوشش سے ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

باب: النهي عن رفع الصوت في المسجد بالقراءة

باب: مسجد میں بلند آواز سے قرآت کی ممانعت

٥٥٧۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ مِنْ رَمَضَانَ وَقَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتُؤْذُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ)). [الصحيحة:١٥٩٧]

قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے ایک عشرے کا اعتکاف کیا اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے (نماز میں) باآواز بلند قرآن مجید نہ پڑھا کرو (کیونکہ اس طرح دوسرے مومنوں کو تکلیف ہوتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٩٧۔ بغوی فی الجعديات (١٥٧٥)' من هذا الطريق' ابوداود (١٣٣٢)' احمد (٣/ ٩٤)' من حديث ابی سعيد رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیثِ مبارکہ نے اپنے متن میں کئی پہلوؤں کو سمویا ہوا ہے' اندازہ کیجیے کہ نمازی اللہ تعالی سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے' پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نمازی کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں' اس شرف کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتا ہے' جس کے مطابق جب نمازی سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ایک ایک آیت کا جواب دیتے ہیں [مسلم] اور اس طرح سرگوشیوں کا سلسلہ دونوں طرف سے شروع ہو جاتا ہے۔ مومن کی حرمت وعظمت کا اندازہ کیجیے کہ شریعت نے کسی طرح بھی گوارہ نہیں کیا کہ کوئی آدمی کسی مومن کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ آج کل ظاہری طور پر اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ' جو اپنے آپ کو مساجد کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں' دوسرے نمازیوں کی رو رعایت رکھے بغیر ایسے انداز میں اندھا دھند گفتگو شروع کر دیتے ہیں' گویا کہ انھوں نے کسی ملک کا نظم ونسق چلانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرنی ہیں۔ اگر ان سے ان کے شور وغل کی وجہ دریافت کی جائے تو سنائی دے گا کہ خادم نے پانچ منٹ اذان لیٹ کر دی' مولوی صاحب نے ہم سے مشورہ کئے بغیر نماز کا وقت مقدم یا مؤخر کر دیا...... ......۔ ان لوگوں کو چاہئے کہ مساجد کی خدمت کو اپنا شرف سمجھیں اور عاجزی وانکساری کے ساتھ بنی آدم کی خدمت کریں۔

باب: تاكيد سنية صلاة الوتر

باب: نماز وتر کے سنت ہونے کی تاکید

٥٥٨۔ عَنْ أَبِي تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْ بَيْنَ صَلَاةِ

ابو تمیم جیشانی سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ابو بصرہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے' جو کہ وتر ہے' اسے نمازِ عشا اور نمازِ فجر کے درمیانے وقفے

الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ)) قَالَ أَبُو تَمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ، فَسَارَ إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔[الصحيحة:۱۰۸]

میں پڑھ لیا کرو۔'' ابوتمیم نے کہا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ابوبصرہ کی طرف چل دیئے (اس کے پاس پہنچے اور) پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث سنی ہے جو عمرو نے بیان کی ہے؟ ابوبصرہ نے کہا: (جی ہاں) میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی۔

تخریج: الصحيحة ۱۰۸۔ احمد (۲/ ۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۱۶۸)' طحاوی فی شرح المشکل (۴۴۹۲)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے اور امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشاء سے شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

فضيلة ركعتين قبل الفجر

فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھنے کی فضیلت

۵۵۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. زَادَكُمْ صَلَاةً إِلَى صَلَاتِكُمْ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ أَلَا وَهِيَ رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ)). [الصحيحة:۱۱٤۱]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک اور نماز عطا کی ہے' وہ تمھارے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ نماز' فجر کی نماز سے پہلے والی دو سنتیں ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۱۱۴۱۔ بیہقی (۲/ ۴۶۹)' طبرانی فی الشامیین (۲۸۴۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ نفلی نماز کو مشروع کرنا اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ اس نے نیک کام کی نشاندہی کی اور پھر اسے سرانجام دینے کی نہ صرف توفیق دی بلکہ اجر وثواب کے دریا بہا دیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ركعتا الفجر خير من الدنيا و ما فيها.)[مسلم] یعنی: نمازِ فجر سے پہلے والی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

فضل الجماعة

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

۵٦۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ)). [الصحيحة:۱٦۵۲]

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نمازِ باجماعت سے تعجب کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۱۶۵۲۔ احمد (۲/ ۵۰)' والخطیب فی الموضح (۲/ ۴)

فوائد: نماز باجماعت سے روح کو جلا ملتی ہے' جماعت کے بہانے نمازی کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے' نماز کی ادائیگی کے لئے جماعت کی پروانہ کرنا انتہاء درجے کی غفلت' سستی اور کاہلی ہے' بلکہ یوں کہیں کہ وہ آدمی شیطان کے نرغے میں ہے' ممکن ہے کہ وہ جلد ہی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے' جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من

ثلاثة فی قریة ولا بدو لاتقام فیهم الصلوة الا قد استحوذ علیهم الشیطان فعلیك بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة) [ابوداود' نسائی] یعنی: جس گاؤں یا بستی میں تین آدمی ہوں اور وہاں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان پر غالب آ چکا ہے۔ آپ جماعت کا التزام کریں' (وگرنہ ذہن نشین کر لیں کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلے جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: نماز باجماعت' اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔ نماز باجماعت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے' جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یعجب ربك من راعی غنم فی راس شظیة بجبل یؤذن للصلاة ویصلی' فیقول اللہ عز وجل: انظروا الی عبدی هذا یؤذن ویقیم للصلاة' یخاف منی' قد غفرت لعبدی وادخلته الجنة۔) [ابوداود' نسائی] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے' جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو' اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

فضيلة عمار المساجد
مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

٥٦١۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُنَادِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ جِيْرَانِيْ، أَيْنَ جِيْرَانِيْ؟ قَالَ: فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: رَبَّنَا! وَمَنْ يَنْبَغِي أَنْ يُّجَاوِرَكَ؟ فَيَقُوْلُ: أَيْنَ عُمَّارُ الْمَسَاجِدِ؟)). [الصحيحة:٢٧٢٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان کریں گے: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے: اے ہمارے رب! کسے زیب دیتا ہے کہ وہ تیرے پڑوس میں آئے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مساجد کو آباد کرنے والے کہاں ہیں؟''

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۸۔ الحارث فی مسنده (بغیة الباحث: ۱۲۶)

فوائد: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کو پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مساجد میں نمازیں باجماعت ادا کرنا ان کی آبادی کا سب سے بڑا سبب ہے' علاوہ ازیں لوگوں کو مساجد میں نماز پڑھنے کی تلقین کرنا' مساجد کی صفائی کرنا' ان کی عمارت کی مرمت کرتے رہنا' امامت' خطابت اور مسجد کی صفائی وغیرہ کے لیے نیک سیرت لوگوں کا انتخاب کرنا' پھر انھیں معقول تنخواہیں دے کر اور انھیں عظیم منصب کا مالک سمجھ کر ان کا ادب و احترام کرنا ایسے امور ہیں جو مساجد کی رونق کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے وجود اور اس کے دیئے ہوئے رزق کے ذریعے اس کے گھروں کو آباد کریں۔

فضل بصلة الصف و سد الفرج
صف ملانے اور خلاء پر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

٥٦٢۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ)). [الصحيحة:٢٢٣٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (نماز میں) صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۴۔ ابن وھب فی الجامع (۵۸/ ۲)' (لم اجدہ فی المطبوع)

☆ فرشتوں کے رحمت بھیجنے سے مراد نزولِ رحمت کی دعا کرنا ہے۔

فوائد: صف بندی کرنا جماعت کی روح اور نماز کی تکمیل کا جزء ہے' جو لوگ صف بندی کا اہتمام کرتے ہیں' اللہ تعالی ان پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں رحمت' بخشش اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله۔) [ابوداود] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو' کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو' اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ' شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو' جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالی اسے کاٹے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون کما تصف الملائکة عند ربها) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے' جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالی کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یتمون الصوف الاولی ویتراصون فی الصف) [مسلم] یعنی: وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

٥٦٣ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ فِي الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفِ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحيحة: ٢٥٣٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ جو (صف) کے خلا کو پر کرتا ہے' اللہ تعالی اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۲۔ احمد (۶/ ۸۹)' ابن ماجه (۹۹۵)

فوائد: سابقہ حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: الاعتماد علی قوس او عصا فی خطبة العید

باب: عید کے خطبے میں لاٹھی یا کمان پر سہارا لینا

٥٦٤ـ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْساً نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ [فِي الْمُصَلّٰى] يَوْمَ الْأَضْحٰى، فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْسَكِ (وَفِي رِوَايَةٍ: نُسُكِ) يَوْمِكُمْ هٰذَا الصَّلَاةُ)) فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقَوْمُ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ أُعْطِيَ قَوْساً أَوْ

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں بیٹھے نبیٔ کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے' لوگوں کو سلام کہا اور فرمایا: ''آج کے دن کی پہلی (مخصوص) عبادت یہ نماز ہے۔'' پھر آپ ﷺ آگے بڑھے' لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی' سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ کو ٹیک لگانے کے لئے ایک کمان یا لاٹھی دی گئی۔ پھر

عَصاً فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا، فَحَمِدَاللّٰهَ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ۔ [الصحيحة:١٦٧٨]

آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور لوگوں کو کچھ امور کا حکم دیا اور کچھ چیزوں سے منع کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۸۔ احمد (۴/ ۲۸۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۹)' ابن ابی عاصم فی الاوائل (۱۴۰)' مختصراً

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبۂ عید سے پہلے نمازِ عید ادا کرتے تھے۔ [بخاری' مسلم] یہ اور دیگر احادیثِ مبارکہ سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب اموی خلیفہ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تھا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ [مسلم] لیکن آج تک بعض احباب مروان کی طریقے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت دے۔ (آمین)

فضل المؤذن المحتسب

مخلص مؤذن کی فضیلت کا بیان

٥٦٠۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ الْأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى هَيْئَتِهَا، وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً، أَهْلُهَا يَحُفُّوْنَ بِهَا كَالْعَرُوْسِ تَهْدِي إِلٰى كَرِيْمِهَا، تُضِيْئُ لَهُمْ، يَمْشُوْنَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضاً وَرِيْحُهُمْ تَسْطَعُ كَالْمِسْكِ، يَخُوْضُوْنَ فِي جِبَالِ الْكَافُوْرِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ، مَايُطْرِقُوْنَ تَعَجُّباً حَتّٰى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، لَا يُخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ)).

[الصحيحة:٧٠٦]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت کے روز (ہفتہ کے) دنوں کو ان کی (مخصوص) شکل میں اٹھائے گا' جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہو گا' اہلِ جمعہ (یعنی جمعہ ادا کرنے والے) اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے (سہیلیاں) دلہن کو دولہا کی طرف رخصت کرتے وقت گھیر لیتی ہیں' جمعہ کا دن اپنے اہل کے لئے روشنی کرے گا اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے' ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے' ان کی بو کستوری کی طرح مہک رہی ہو گی' وہ کافور خوشبو کے پہاڑوں میں گھسے ہوئے ہوں گے' جن و انس انھیں دیکھ رہے ہوں گے اور وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کریں گے کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی ان کے اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۶۔ ابن خزیمۃ (۱۷۳۰)' حاکم (۱/ ۲۷۷)' طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۲/ ۱۶۴' ۱۶۵)

فوائد: اہتمام کے ساتھ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کرنے والوں کا مقام و مرتبہ بیان کیا جا رہا ہے۔ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا اور (اپنے سر کو بھی) دھویا اور جلدی آیا اور سوار ہو کر نہیں بلکہ پیدل آیا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کی ثواب ملے گا۔ [ابوداود]

باب: خير المساجد التي يسافر اليها

باب: بہترین مساجد جن کی طرف رخت سفر باندھا جائے

۵۶۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ مَارُكِبَتْ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْبَيْتُ الْعَتِيْقُ)).

[الصحيحة:١٦٤٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین (دو) مقامات‘ جن کی طرف سفر کیا جانا چاہیے‘ میری یہ مسجد اور بیتِ عتیق (یعنی بیت اللہ) ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۸۔ احمد (۳/ ۳۵۰)‘ ابویعلی (۲۲۶۶)‘ طبرانی فی الاوسط (۷۴۴)‘ عبد بن حمید (۱۰۴۹)

اقبال الله على المصلي بوجهه

اللہ تعالیٰ کی نماز کی طرف اپنے چہرہ کے ساتھ متوجہ ہونے کا بیان

۵۶۷۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَبَثَ بْنَ رِبْعِيِّ يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَبَثُ لَا تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتّٰى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ سَوْءً)).

[الصحيحة:١٥٩٦]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شبث بن ربعی کو (نماز میں) اپنے سامنے تھوکتے دیکھا تو کہا: شبث! اپنے سامنے نہ تھوکا کر‘ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف (اس وقت تک) متوجہ رہتا ہے جب تک وہ سلام نہیں پھیرتا یا کوئی برا فعل نہیں کرتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۶۔ ابن ماجہ (۱۰۲۳)‘ ابن خزیمۃ (۹۲۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نمازی کی قدردانی کرتے ہوئے اور اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں‘ وہاں وہ بے توجہی اور برائی سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ نمازی کو ضرورت کے مطابق تھوکنے کی گنجائش ہے‘ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا قام احدکم الی الصلاۃ فلا یبصق أمامه‘ فانما یناجی الله ما دام فی الصلاۃ ولا عن یمینه فان عن یمینه ملکا‘ ولیبصق عن یساره او تحت قدمه فیدفنها۔) [صحیحہ:۳۹۷۴] یعنی: ابوہریرہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھوکے کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

اهمية اتمام الركوع والسجود

رکوع اور سجود کو مکمل کرنے کی اہمیت کا بیان

۵۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ الرَّجُلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيُصَلِّي سِتِّيْنَ سَنَةً، وَمَا تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ، وَلَعَلَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُوْدَ، وَيُتِمُّ السُّجُوْدَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ))۔ [الصحيحة:۲۵۳۵]

''ایک آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے' لیکن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ رکوع تو پورا کرتا ہو لیکن سجدے مکمل نہ کرتا ہو یا سجدے تو پورے کرتا ہو لیکن رکوع پورا نہ کرتا ہو۔''

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۵۔ الاصبهاني في الترغيب (۱۸۹۵)' ابن عدي في الكامل (۷/ ۲۷۱۱)

فوائد: نماز میں رکوع و سجود کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لاتجزیء صلوة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ] یعنی: آدمی کی نماز اس وقت تک اسے کفایت ہی نہیں کرتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ اور سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لاينظر الله عزوجل الى صلوة عبد لايقيم فيها صلبه بين خشوعها و سجودها۔) [مسند احمد] یعنی: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف دیکھتے تک نہیں جو اس نماز کے رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔ غور فرمائیں کہ اس حدیث میں ''رکوع'' کو ''خشوع'' کہا گیا ہے' یعنی رکوع کو خشوع و خضوع سے انتہائی گہرا تعلق ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ روایتی عجلت اور مصروفیت کا بہانہ پیش کرنے سے باز آ کر سکون و آرام اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی جلدی جلدی میں نماز پڑھنے کی وجہ سے مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ کا مصداق نہ ٹھہرا دیا جائے۔

استحباب التخفيف بالصلاة للامام

امام کے لیے نماز کو ہلکا کرنا مستحب ہے

٥٦٩۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ سُرْجُسٍ: ((أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَأَدْوَمَهُ عَلٰى نَفْسِهِ [وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ]))۔ [الصحيحة:۲۰۵۶]

نافع بن سرجس کہتے ہیں کہ میں صحابیٔ رسول ابو واقد لیثی کے پاس اس وقت گیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے' انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حق میں نماز میں سب سے زیادہ تخفیف کرتے تھے' لیکن اپنی انفرادی نماز سب سے زیادہ لمبی پڑھنے والے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۵٦۔ احمد (٦/ ۳۱' ۱۴۷)' نسائي في الكبرى (۱۰۸۳۳)' وهو في العمل (۹۹۵)' ترمذي (۲۸۴۸)' والشمائل (۲۰٦)' الادب المفرد (۸٦۸)

فوائد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے تخفیف کرتے تھے' لیکن اکیلی نماز میں بہت زیادہ طوالت اختیار کرتے تھے' لیکن لوگوں کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں' اتنا ہی کر لیا جائے' دیکھنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے' تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس' سورۂ اعلیٰ' سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی' یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)' (۱۹)' (۲۱)' اور (۱۹) آیات پر مشتمل ہیں۔ نماز

میں تلاوت کے سلسلے میں نبیٔ کریم ﷺ سے منقول عمل یہ ہے: نماز فجر میں سورۂ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھنا' ساٹھ سے سو آیات اور کبھی سورۂ تکویر کی تلاوت کرنا اور جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر کی تلاوت کرنا۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس تیس اور آخری دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ پندرہ آیات کی تلاوت کرنا اور نماز عصر کی تلاوت اس سے نصف کرنا' اسی طرح ظہر و عصر میں سورۂ لیل' سورۂ اعلیٰ' سورۂ بروج اور سورۂ طارق جیسی سورتوں کی تلاوت کرنا۔ نماز مغرب میں تین رکوعات پر مشتمل سورۂ طور کی اور کبھی دو رکوعات پر مشتمل سورۂ مرسلات کی اور کبھی سورۂ اعراف کی تلاوت کرنا۔ نمازِ عشاء میں سورۂ تین کی تلاوت کرنا اور سورۂ شمس اور سورۂ لیل جیسی سورتوں کی تلاوت کرنے کی تعلیم دینا۔ معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں اس قدر قرآن مجید پڑھا' لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی نماز کو خفیف کہا گیا۔ یعنی اس موضوع پر ''خفیف'' کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق استعمال نہیں ہوگا' بلکہ یہ نسبتی لفظ ہے' یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہٰذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رو رعایت کرے اور مقتدیوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو ہم لمبا سمجھ رہے ہیں' نبیٔ کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انھیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

التكبير عند الخروج من البيت للفطر

عید الفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیرات کہنے کا بیان

٥٧٠- عَنِ الزُّهْرِيِّ (مُرْسلاً) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى وَحَتّٰى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَطَعَ التَّكْبِيْرَ)).

[الصحيحة : ١٧١]

امام زہری مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلتے اور تکبیرات کہتے رہتے' یہاں تک کہ عید گاہ میں پہنچ کر نماز ادا کر لیتے' نماز کی تکمیل کے بعد تکبیرات کہنا بند کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ١٧١- ابن ابی شيبة (٢/ ١٦٤)' المحامل فی صلاة العيدين (٢/ ١٤٢/ ٢)' عن الزهری مرسلاً

فوائد: معلوم ہوا کہ عید الفطر کے موقع پر تکبیرات کا وقت گھر سے خروج کے وقت شروع ہو کر عید گاہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ سے تکبیرات کے کوئی معینہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''الله اكبر كبيرا' الله اكبر كبيرا' الله اكبر و اجل' الله اكبر ولله الحمد'' اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے ''الله اكبر' الله اكبر' الله اكبر كبيرا'' کے الفاظ منقول ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مدعا یہ ہے کہ یوم عید کو مخصوص وقت میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی ہونی چاہئے' وہ کسی انداز میں بھی کی جا سکتی ہے۔

جواز الاعتماد على شيءٍ في الصلاة

نماز میں کسی چیز پر ٹیک لگانے کے جواز کا بیان

٥٧١- عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي

ہلال بن یساف کہتے ہیں: میں رقہ میں گیا' میرے ساتھیوں نے مجھے کہا: کیا تجھے کسی صحابی سے ملاقات کرنے کی رغبت ہے؟ میں

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ: غَنِيْمَةٌ فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِيْ: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتَ أُذُنَيْنِ، وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ، وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا [لَهُ] بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا؟ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عُمُوْداً فِي مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٣١٩]

نے کہا: یہ تو غنیمت ہے۔ ہم سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ہم پہلے اس کی ظاہری وضع قطع کو دیکھیں گے۔ (ہم کیا دیکھتے ہیں کہ) ان کے سر پر دو پھندنوں یا کونوں والی دو پلی ٹوپی تھی اور خاکی رنگ کا اونی اور آستین دار کرتا پہنا ہوا تھا اور وہ اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے سلام کہا اور (نماز میں لاٹھی کا سہارا لینے کے بارے میں) پوچھا۔ انھوں نے کہا: مجھے سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہوئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو ایک ستون کے سہارے نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۔ ابو داود (۹۴۸)' حاکم (۱/ ۲۶۴' ۲۶۵)' بیہقی (۲/ ۲۸۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے نماز میں کسی چیز کے سہارے کھڑا ہوا جا سکتا ہے۔

فرار الشيطان من سمع النداء

اذان کو سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان

۵۷۲۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ، ذَهَبَ حَتَّى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ)). [الصحيحة:٣٥٠٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب شیطان اذان سنتا ہے تو (بھاگ کر) چلا جاتا ہے یہاں تک کہ روحا مقام تک پہنچ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۶۔ مسلم (۳۸۸)' ابو عوانة (۱/ ۳۳۳)' احمد (۳/ ۳۱۶)

فوائد: اذان' اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی' وحدانیت و یکتائیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادتوں اور لوگوں کے لئے خیر و فلاح کی دعوتوں پر مشتمل ہے' جب یہ اثر انگیز الفاظ شیطان کے کان سے ٹکراتے ہیں تو وہ دل برداشتہ ہو کر بھاگ پڑتا ہے اور ایسے مقام تک پہنچ کر سکون کی سانس لیتا ہے' جہاں اسلام کے عظیم شعار کے عظیم کلمات سنائی نہیں دیتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا نودی للصلوة ادبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اس کے سننے سے بچنے کے لئے بھاگ نکلتا ہے' اس حال میں وہ گوز مار رہا ہوتا ہے۔

جواز الخروج إلى الصلاة بالليل المظلمة والممطرة

اندھیری اور بارش والی رات میں نماز کے لیے نکلنے کا جواز

۵۷۳۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ،

عاصم بن عمر بن قتادہ اپنے باپ سے' اور وہ ان کے دادا قتادہ بن

عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: كَانَتْ لَيْلَةً شَدِيْدَةُ الظُّلْمَةِ وَالْمَطَرِ، فَقُلْتُ: لَوْ أَنِّي اغْتَنَمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ شُهُوْدَ الْعَتَمَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ! فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْصَرَنِي وَمَعَهُ عُرْجُوْنٌ يَمْشِي عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((**مَالَكَ يَاقَتَادَةُ! هٰهُنَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟**)) قُلْتُ: اغْتَنَمْتُ شُهُوْدَ الصَّلَاةِ مَعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَعْطَانِي الْعُرْجُوْنَ، فَقَالَ: ((**إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَلَفَكَ فِي أَهْلِكَ فَاذْهَبْ بِهٰذَا الْعُرْجُوْنِ، فَأَمْسِكْ بِهِ حَتّٰى تَأْتِيَ بَيْتَكَ فَخُذْهُ مِنْ وَرَاءِ الْبَيْتِ فَاضْرِبْهُ بِالْعُرْجُوْنِ**)) فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَضَاءَ الْعُرْجُوْنُ مِثْلَ الشَّمْعَةِ نُوْرًا، فَاسْتَضَأْتُ بِهِ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي فَوَجَدْتُهُمْ رُقُوْدًا، فَنَظَرْتُ فِي الزَّاوِيَةِ فَإِذَا فِيْهَا قُنْفُذٌ فَلَمْ أَزَلْ أَضْرِبُهُ بِالْعُرْجُوْنِ حَتّٰى خَرَجَ۔
[الصحيحة:٣٠٣٦]

نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: سخت اندھیری رات تھی، بارش ہو رہی تھی، میں نے کہا: مجھے اس رات سے استفادہ کرتے ہوئے نمازِ عشا نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ (نماز پڑھا کر) واپس پلٹے اور کھجور کی شاخ پر ٹیک لگا کر چل رہے تھے، جب مجھے دیکھا تو پوچھا: ''قتادہ! تجھے کیا ہوا! اس گھڑی میں یہاں (کیا وجہ ہے)؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی غرض سے آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے وہ شاخ دی اور فرمایا: ''تیرے آنے کے بعد شیطان تیرے گھر میں گھسا ہے، اس شاخ کو لے جا، گھر پہنچنے تک اس شاخ کو تھامے رکھنا، (جب تو گھر پہنچے تو شیطان کو) گھر کے پیچھے سے پکڑ لینا اور اس شاخ کے ساتھ اسے مارنا۔'' میں مسجد سے نکل پڑا، وہ شاخ شمع کی طرح مجھے روشنی مہیا کرتی رہی، میں اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ گیا، وہ سارے سو چکے تھے، میں نے گھر کے ایک کونے میں ایک سیہی (ایک جانور جس کے جسم پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں) دیکھی، میں اسے شاخ کے ساتھ مارتا رہا یہاں تک کہ وہ نکل گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۶- طبرانی فی الکبیر (۹/ ۵-۶)، من حدیث قتادۃ رضی اللہ عنہ، احمد (۳/ ۶۵)، من حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد: سبحان اللہ! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خیر و بھلائی کے امور میں کس قدر حریص اور سبقت لے جانے والے تھے کہ سخت اندھیری اور بارش والی رات میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کو ترجیح دیتے تھے۔

فضل صلاة الليل

رات کی نماز کی فضیلت کا بیان

٥٧٤۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ الرَّسُوْلِ ﷺ فَكُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ مَنْ رَأَى مِنَّا رُؤْيَا، يَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَأَرِنِي رُؤْيَا يُعَبِّرُهَا لِي النَّبِيُّ ﷺ! فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي،

سالم، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں کنوارا نوجوان تھا، نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد میں رات گزارتا تھا، ہم میں جو آدمی جو خواب دیکھتا اسے آپ ﷺ سے بیان کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ! اگر میرے لئے تیرے پاس خیر و بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا، تاکہ نبی کریم ﷺ اس کی تعبیر کریں۔ میں سو گیا، میں نے دیکھا کہ دو فرشتے میرے

فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ، فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ، فَأَخَذُوا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ! فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ)). قَالَ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔ [الصحيحة:۳۵۳۳]

پاس آئے اور مجھے لے کر چل دیئے' انھیں ایک تیسرا فرشتہ ملا' اس نے مجھے کہا: گھبرایئے مت' سو وہ مجھے آگ کی طرف لے گئے' وہ کنویں کی منڈیر کی طرح لپٹی ہوئی تھی' اس میں کچھ لوگ تھے' میں بعض کو پہچانتا بھی تھا' پھر وہ مجھے دائیں طرف لے گئے (اتنے میں مجھے جاگ آ گئی)۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عبداللہ نیک آدمی ہے' کاش کہ وہ رات کو کثرت سے نماز پڑھے۔'' سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ رات کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۳۔ ابن ماجه (۳۹۱۹)' بهذا السیاق بخاری (۳۷۳۸)' مسلم (۲۴۷۹)

فوائد: رات کی نماز مومن کی جلیل القدر صفت ہے اور پارسا لوگوں کا شیوہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ○ ...... كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ○ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ○﴾ (سورۂ ذاریات: ۱۷) ترجمہ: ''بیشک پرہیز گار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' سحری کے وقت کی فضیلت وعظمت کا اندازہ لگائیں کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے' تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' (بخاری' مسلم) سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی رات کو اپنی اہلیہ کو جگاتا ہے اور پھر دونوں دو رکعت نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو انھیں ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا۔ [ابوداود] مذکورہ بالا اور کئی دوسرے فضائل کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کو مخصوص انداز میں رات کی نماز پڑھنے کی تلقین کی۔

الصلاة مكفرة للذنوب

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

۵۷۵۔ عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ،قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ فَتًى قَدْ أَطَالَ الصَّلَاةَ، وَأَطْنَبَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَعْرِفُ هٰذَا، فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَوْ عَرَفْتُهُ لَأَمَرْتُهُ بِكَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا

ابو منیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے ایک نوجوان کو مبالغے کی حد تک لمبی نماز پڑھتے دیکھا اور پوچھا: تم میں کون اس نوجوان کو جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ نے کہا: اگر میں اسے جانتا ہوتا تو اسے (بہت زیادہ طوالت کی بجائے) زیادہ رکوع و سجود کرنے کا حکم دیتا' کیونکہ میں

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أُتِيَ بِذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَوُضِعَتْ عَلَى عَاتِقَيْهِ، فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ)). [الصحیحۃ:۱۳۹۸]

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب بندہ نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے جاتے ہیں' جب وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۸۔ المروزی فی الصلاۃ (۲۹۳)' وفی قیام اللیل (ص : ۵۲)' ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۹۹' ۱۰۰)

فوائد: نمازوں کا بندے کے گناہوں کے جھڑنے کے ساتھ گہرا تعلق ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینھن' ما لم تغش الکبائر۔) [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں' جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

فضیلۃ قرأۃ القرآن فی الصلاۃ

نماز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۵۷۶۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَمَرَنَا ﷺ بِالسِّوَاكِ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَتَاهُ الْمَلَكُ فَقَامَ خَلْفَهُ يَسْتَمِعُ الْقُرْآنَ وَيَدْنُو فَلَا يَزَالُ يَسْتَمِعُ وَيَدْنُو حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ فَلَا يَقْرَأُ آيَةً إِلَّا كَانَتْ فِي جَوْفِ الْمَلَكِ)). [الصحیحۃ:۱۲۱۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن مجید سنتا اور قریب ہوتا رہتا ہے' وہ قرآن مجید سنتے سنتے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور نمازی جو آیت بھی پڑھتا ہے فرشتہ اسے اپنے اندر سما لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۳۔ بیہقی (۱/ ۳۸)' الضیاء فی المختارۃ (۵۸۰)' البزار (البحر:۶۰۳)

فوائد: قرآن مجید' اللہ تعالیٰ کا ترتیب شدہ کلام ہے اور اس کا ذکر کرنے کی سب سے عظیم صورت ہے اور نوری مخلوق کا ذکرِ الٰہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے' فرشتے خود بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور ذکر کرنے والے انسانوں سے محبت بھی کرتے ہیں' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان للہ تعالی ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر' فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ عز وجل' تنادوا: ھَلُمّوا الی حاجتکم' فیحفونھم باجنحتھم الی السماء الدنیا ......۔) [بخاری' مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں' جب وہ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوتے تو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آ جاؤ۔ پھر انھیں آسمانِ دنیا تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں ......۔ تو نمازی میں اس امر کی رغبت ہونی چاہئے کہ وہ نماز میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے' حدیثِ مبارکہ کا سیاق بھی اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ سعادت اس آدمی کو نصیب ہوتی ہے جو نماز میں طویل قراءت کرے۔

باب: اوائل اوقات الصلوات

باب: نماز پنجگانہ کے

الخمس واواخرها

ابتدائی وآخری اوقات

۵۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ، وَآخِرُ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرُ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ الْوَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرُ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:١٦٩٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں نماز کے شروع ہونے کا وقت ہے وہاں اس کے ختم ہونے کا بھی وقت ہے۔ ظہر کے وقت کا آغاز سورج کے ڈھلنے سے ہوتا ہے اور جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے، نمازِ عصر کا پہلا وقت وہی ہے جو ہے (یعنی ایک مثل سایہ) اور جب سورج زرد ہو جاتا تو اس کا (مختار) آخری وقت ختم ہو جاتا ہے، مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور افق (یعنی سرخی) کے غائب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے، عشا کا وقت افق (یعنی سرخی) کے غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات کو ختم ہو جاتا ہے اور فجر کا پہلا وقت طلوعِ فجر سے شروع ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۹۶۔ ترمذی (۱۵۱)، احمد (۲/ ۲۳۲)، طحاوی (۱/ ۸۹)، بیہقی (۱/ ۳۷۵، ۳۷۶)

فوائد: حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے، البتہ دو چیزیں اس امر کی محتاج ہیں کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ (۱) معلوم ہوا کہ جونہی نمازِ ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے، نمازِ عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نمازِ ظہر کا وقت ایک مثل سائے پر ختم ہو جاتا ہے، نیز اس مسئلہ کی وضاحت دوسری احادیث میں بھی کر دی گئی ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے، جسے ایک مثل کہتے ہیں، تو نمازِ عصر کا افضل وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر۔) [مسلم] یعنی: ظہر کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جب تک آدمی کا سایہ کے اس قد کے برابر نہ ہو جائے، اس وقت تک جاری رہتا ہے، یعنی نمازِ عصر کا وقت شروع ہونے تک۔ اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے کہ نمازِ عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امني جبرئيل عند البيت ...... وصلى بي العصر حين صار ظل كل شيء مثله ......۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: جبریل امین نے مجھے امامت کروائی ...... اور (پہلے دن) مجھے نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تھا۔ ان نصوص کے باوجود بعض احباب اس بات کے قائل ہیں کہ نمازِ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نمازِ عصر کا آخری وقت سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے۔ یاد رہے کہ یہ افضل یا مختار وقت کی انتہاء بتائی گئی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرمائی کی نمازِ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے اور

اس حقیقت پر امتِ مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے' لیکن ذہن نشین رہنا چاہئے کہ دانستہ طور پر عصر کو تاخیر سے پڑھنا مستحسن عمل نہیں ہے۔ نیز حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کا وقت نصف رات تک جاری رہتا ہے' بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ اس نماز کا وقت طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے' لیکن یہ بات بے دلیل ہے۔

فضل جلوس المسجد

مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کا بیان

۵۷۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا، اَلْمَلَائِكَةُ جُلَسَاؤُهُمْ، إِنْ غَابُوْا يَفْتَقِدُوْنَهُمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ، وَإِنْ كَانُوْا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوْهُمْ، وَقَالَ: جَلِيْسُ الْمَسْجِدِ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: أَخٌ مُسْتَفَادٌ، أَوْ كَلِمَةٌ حِكْمَةٍ، أَوْ رَحْمَةٌ مُنْتَظَرَةٌ)).

[الصحيحة: ۳٤٠١]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض لوگ مسجد نشیں ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں' اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انھیں تلاش کرتے ہیں' اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمار داری کرتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۱۔ احمد (۲/ ۴۱۸)' عن ابی هریرة ؓ' حاکم (۲/ ۳۹۸)' عن عبد الله بن سلام ؓ موقوفا علیه مختصراً۔

فوائد: سبحان اللہ! جو ربّ سے لو لگاتا ہے' نوری مخلوق اس کی خادم بن جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہا جائے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے' مومنوں کی سجدہ گاہ ہے' وہ کتنی مبارک و مقدس جگہ ہوگی' جہاں برس ہا برس سے اللہ تعالیٰ کی تہلیلات' تسبیحات' تحمیدات اور تکبیرات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے' جہاں سالہا سال سے اس کے کلام کی کثرت سے تلاوت کی جا رہی ہے' شیطانوں سے بچنے کے لئے مضبوط قلعہ مسجد ہے۔ جو مسجد سے محبت کرے گا' جو مسجد کو آباد کرنے میں حصہ ڈالے گا' جس کو وہاں سکون نصیب ہوگا' وہ کتنا سعادت مند اور خوش نصیب ہوگا۔ لیکن صد افسوس! امتِ مسلمہ کی کثرت اس منصب سے کوسوں دور ہے اور نمازیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دو چار روپے جمع کر کے روایتی ڈیوٹی سر انجام دینے والے بطورِ ملازم ایک امام اور ایک خادم کا اہتمام کر لیتے ہیں' مسجد کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ ایسا کرنے کے بعد کسی نمازی میں یہ رغبت نہیں رہتی کہ وہ مسجد میں جھاڑو پھیر دے' پہلے پہنچ کر اذان دے دے' نمازیوں کے لیے صفیں بچھا دے' وضو کے لئے پانی بھر دے .... اس کے خام دماغ نے فیصلہ کیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ ماہوار پچاس روپے مسجد فنڈ دینے سے وہ بری ءالذمہ ہو گیا ہے۔ قارئینِ کرام! اپنی روزمرہ مصروفیات کا جائزہ لیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ مساجد کے ساتھ آپ کا رویہ کس حد تک درست ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله ...... ورجل قلبه معلق بالمسجد اذا خرج منه حتى يعود اليه ......) [بخاری' مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا' جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: (ان میں سے ایک قسم یہ ہے:) وہ آدمی جو مسجد سے نکلتا ہے تو اس کا دل مسجد کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ واپس مسجد میں آ جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گھروں میں نفلی نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اہتمام کریں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھروں کے بھی کچھ تقاضے ہیں' جب ہم کسی قریبی رشتہ دار کے گھر جانے سے گریز کرنے لگتے ہیں تو وہ مخصوص انداز میں شکوہ کناں ہوتا ہے' شاید یہ مساجد بھی اپنی بے رونقی

اور ویرانی کی وجہ سے ہماری بے اعتنائی کا شکوہ کر رہی ہوں۔

الصلاة مكفرة للذنوب

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

٥٧٩۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ الْمُسْلِمَ يُصَلِّي وَخَطَايَاهُ مَرْفُوْعَةٌ عَلٰى رَأْسِهِ، كُلَّمَا سَجَدَ تَحَاتَتْ عَنْهُ، فَيَفْرِغُ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ تَحَاتَتْ خَطَايَاهُ)). [الصحيحة: ٣٤٠٢]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں، جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ گر جاتے ہیں، جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ چکے ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۲۔ طبرانی فی الکبیر (۶۱۲۵)، والصغیر (۲/ ۱۳۶)، الاصبھانی فی الترغیب (۱۹۵۷)

فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر احادیث گزر چکی ہیں، نماز کا بندے کی مغفرت اور اس کے گناہوں کی معافی سے گہرا تعلق ہے۔

باب: النهي عن التشويش على المصلى

باب: نمازی کو پریشان کرنے کی ممانعت

٥٨٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ عَائِشَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ اِطَّلَعَ مِنْ بَيْتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ يَجْهَرُوْنَ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيْهِ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ)). [الصحيحة: ١٦٠٣]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں سے جھانکے اور دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور بآواز بلند قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''بیشک نمازی اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ سرگوشی کر رہا ہے، (لہٰذا نماز میں) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ایک دوسرے پر آواز کو بلند نہیں کرنا چاہئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۰۳۔ طبرانی فی الاوسط (۴۶۱۷)، حاکم (۱/ ۲۳۵۔ ۲۳۶)، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

فوائد: اس موضوع پر پہلے گفتگو ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ سے باتیں اور سرگوشیاں کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے، جب مختلف نمازی ایک جگہ پر نماز پڑھ رہے ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ نماز کے اذکار بآواز بلند نہ کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب کوئی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے قریب گفتگو کرنا تو در کنار، اس کے پاس بلند آواز سے تلاوت بھی نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں اگر لوگ کسی جگہ پر کسی موقع کی مناسبت سے یا ویسے جائز گپ شپ لگانے کے لئے جمع ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ وہ ذرا دور ہو کر نماز شروع کرے۔

فضل ركعتين بعد الوتر

وتر کے بعد دو رکعات کی فضیلت کا بیان

٥٨١۔ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں

فِي سَفَرٍ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جُهْدٌ وَثِقْلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ)). [الصحيحة:١٩٩٣]

تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے' اس لئے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے' اگر (قیام کرنے کے لئے) جاگ آ گئی تو ٹھیک' وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحة ١٩٩٣- دارمی (١٦٠٢)' ابن خزیمة (١١٠٣)' ابن حبان (٢٥٨٧)

فوائد: ثابت ہوا کہ سفر کے دوران حسبِ استطاعت نمازِ تہجد پڑھنی چاہئے' نیز یہ حقیقت بھی عیاں ہو رہی ہے کہ نمازِ وتر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔)

ومن أجر الصلاة

نماز کے اجر کا بیان

٥٨٢- عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَخْمَصِ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) الشَّاهِدُ: النَّجْمُ۔ [الصَّحِيْحَة: ٣٥٤٩]

سیدنا ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخمص مقام پر نمازِ عصر پڑھائی اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے سابقہ امتوں پر بھی فرض کی گئی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا' لہٰذا جو اس کی ادائیگی پر محافظت کرے گا' اسے دوگنا اجر ملے گا اور اس کے بعد ستارہ طلوع ہونے (یعنی سورج غروب ہونے) تک کوئی نماز نہیں۔'' حدیث میں لفظ ''شاہد'' کے معانی ''ستارے'' ہیں۔

تخریج: الصحیحة ٣٥٤٩- مسلم (٨٣٠)' ابو عوانة (١/ ٣٥٩)' نسائی (٥٢٢)' احمد (٦/ ٣٩٦' ٣٩٧)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حافظوا على الصلاة والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين٥﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٣٨) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو' بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ عصر کو قائم رکھنے کی خصوصی تلقین فرمائی ہے۔ راجح قول کے مطابق اس آیت میں ''الصلاة الوسطى'' سے مراد نمازِ عصر ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله۔) [بخاری] یعنی: جس نے نمازِ عصر ترک کر دی' اس کے (نیک) عمل ضائع ہو جائیں گے۔ نیز سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى البردين دخل الجنة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جو آدمی ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کرے گا' وہ جنت میں داخل ہو گا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم نمازِ عصر کی حفاظت کریں اور پہلی امتوں کی طرح اس کے معاملے میں غفلت نہ برتیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر ہم سابقہ امتوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس نماز کے پابند بن جاتے ہیں تو وہ اس اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے ہمیں ایک کی بجائے دوگنا اجر سے نوازے گا۔ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نمازِ عصر کے بعد ستارے کے طلوع ہونے یعنی غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں' پہلے اس مسئلہ کی تفصیل گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد اس وقت تک نفلی نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے جب تک سورج سفید اور بلند رہتا ہے۔

حسد اليهود بالسلام و التامين

سلام اور آمین کہنے سے یہود کے حسد کرنے کا بیان

۵۸۳۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُوْدَ لَيَحْسُدُوْنَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ)). [الصحيحة: ٦٩٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی لوگ تمہاری (دو خصلتوں:) سلام کہنے اور آمین کہنے پر تم سے حسد کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۶۹۲۔ ابونعیم فی احادیث مشائخ ابی القاسم الاصم (۳۵/ ۱)، خطیب فی تاریخه (۱۱/ ۴۳)، الضیاء فی المختارة (۱۷۳۰)

فوائد: یہ اسلام ہی ہے جس نے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دینے اور سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا دینے کی تعلیم دی ہے۔ جب تک سلام اور آمین باآواز بلند نہ کہے جائیں اس وقت تک یہودیوں کا حسد کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ سلام کو بھی عام کریں اور سلام کی طرح آمین بھی جہراً کہیں۔ آمین کے مسئلہ پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

باب: سنية رد المصلي السلام اشارةً ونسخه لفظًا

باب: نمازی کا اشارے سے سلام کا جواب دینا مسنون ہے اور زبان سے جواب منسوخ ہے

۵۸۴۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ بِإِشَارَةٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِي صَلَاتِنَا، فَنُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٢٩١٧]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم ﷺ کو سلام کہا اور آپ ﷺ نماز میں تھے۔ آپ ﷺ نے اشارۃً اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''ہم نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے، لیکن اب ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۱۷۔ طحاوی (۱/ ۲۶۳)، البزار (الکشف: ۵۵۴)، طبرانی فی الاوسط (۸۶۲۶)

فوائد: ابتداءِ اسلام میں نماز کے دوران کسی سے ہم کلام ہونا جائز تھا، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حافظوا على الصلاة والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين۝﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ تو نماز میں کلام کرنا حرام ہو گیا۔ لیکن نماز کے دوران بعض امور کو اشاروں کے ذریعے سرانجام دینے کی رخصت دی گئی، ان میں سے ایک سلام کا جواب دینا ہے، جس کا اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے، اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: يقول هكذا و بسط كفه۔ اس طرح کرتے تھے، پھر (کیفیت بیان کرنے کے لیے) اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ [ابوداود، ترمذی] امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ [موطا

امام مالک] لہذا ثابت ہوا کہ نمازی لوگوں کو سلام کہنا چاہئے اور نمازیوں کو چاہئے کہ اشارہ کر کے جواب دے دیا کریں۔

الصلاة قرة عيني

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

٥٨٥۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، وَامْرَأَةٌ تُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَحَسَّ الْتَفَتَ إِلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: اضْطَجِعِي إِنْ شِئْتِ قَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ نَشَاطاً، قَالَ: ((**إِنَّكِ لَسْتِ مِثْلِي، إِنَّمَا جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ**)). [الصحيحة:٧ ١١٠، ٣٣٢٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھ رہے تھے' ایک عورت بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہی تھی' جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا تو اسے فرمایا: ''اگر تو چاہتی ہے تو لیٹ جا۔'' اس نے کہا: میں ابھی ہشاش بشاش ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میری طرح کی تو نہیں ہے نا' میری تو آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۷' ۳۳۲۹' ابن نصر فی الصلاۃ (۳۲۱)' عقیلی فی الضعفاء (۴/ ۴۲۰)' خطیب فی التاریخ (۱۴/ ۱۹۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو نمازِ تہجد پڑھنے کی بہت زیادہ تلقین کی ہے' اس نماز کے بعض فضائل اسی باب میں قلم بند کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ ایک عورت کو منع فرما رہے ہیں۔ بلاشبہ اس کی تطبیق یہ ہوگی کہ آپ ﷺ رات کے وقت انتہائی طوالت کے ساتھ رات کا قیام کرتے تھے' جو اس خاتون کے بس کی بات نہیں تھی' اس لئے آپ ﷺ نے اسے منع فرما دیا' اس کا یہ مطلب نہیں کہ علی الاطلاق قیام اللیل سے منع کر دیا گیا ہے۔

باب: شد الرحال في القبور

باب: قبروں کی جانب سفر کی حیثیت

٥٨٦۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ: أَنَّ أَبَا بَصْرَةَ جَمِيلَ بْنَ بَصْرَةَ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنَ (الطُّورِ) فَقَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((**إِنَّمَا تُضْرَبُ أَكْبَادُ الْمَطِيِّ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى**)). [الصحيحة:٩٩٧]

سعید بن ابوسعید مقبری کہتے ہیں کہ ابو بصرہ جمیل بن بصرہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور ابو ہریرہ طور سے ہو کر آئے تھے، سیدنا اور کہا: اگر وہاں جانے سے پہلے میری تیرے ساتھ ملاقات ہو جاتی تو تو وہاں نہ جاتا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سواریوں کو نہیں بھگایا جاتا (یعنی سفر کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا) مگر تین مساجد: مسجد حرام' میری مسجد یعنی مسجد نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کی طرف۔''

تخریج: الصحیحة ۹۹۷۔ ابویعلی (۶۵۵۸)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۲۳۔ ۱۲۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۱۵۷)' احمد (۶/ ۷)

ومن فضل التهجير إلى الصلاة

نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت کا بیان

٥٨٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((**إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَجِّرِ إِلَى الصَّلَاةِ: كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبُدْنَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ: كَالَّذِي يُهْدِي**

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی طرف جلدی آنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے والے کی مثال اس

الْبُقَرَةَ، ثُمَّ الَّذِی عَلٰی إِثْرِہٖ: کَالَّذِی یُهْدِی الْکَبْشَ، ثُمَّ الَّذِی عَلٰی إِثْرِہٖ: کَالَّذِی یُهْدِی الدَّجَاجَةَ، ثُمَّ الَّذِیْ عَلٰی إِثْرِہٖ: کَالَّذِی یُهْدِیْ الْبَیْضَةَ)). [الصحیحة:۳۵۷٦]

کی طرح ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو دنبے کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو مرغی کی قربانی پیش کرتا ہے اور اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو انڈے کی قربانی پیش کرتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۵۷٦۔ بخاری (۹۲۹)' مسلم (۸۵۰)' نسائی (۸٦۵)' واللفظ له' احمد (۲/ ۲۵۹)

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث بخاری اور مسلم میں ہے' اس میں مذکورہ حدیث کو جمعہ کی نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے' لہٰذا اس حدیث میں لفظ "الصلاۃ" کو نمازِ جمعہ پر ہی محمول کریں گے۔

الوتر صلاة الليل

وتر رات کی نماز ہے

۵۸۸۔ عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِی: أَنَّ رَجُلًا أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ إِنِّی أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّیْلِ)) قَالَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ إِنِّی أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ قَالَ: ((فَأَوْتِرْ)).

[الصحیحة:۱۷۱۲]

سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی: صبح ہوگئی اور میں نے نمازِ وتر نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وتر تو رات کی نماز ہے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! صبح ہوگئی اور میں نے وتر کی نماز نہیں پڑھی (اب کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "نمازِ وتر پڑھ لے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۲۔ طبرانی فی الکبیر (۸۹۱)' ابونعیم فی المعرفة (۱۰۴۸)

فوائد: بالاتفاق نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشاء سے شروع ہو کر نمازِ فجر تک جاری رہتا ہے' اگر آدمی نیند یا بھول چوک کی وجہ سے وتر ادا نہیں کر سکتا ہے تو شریعت نے اس کے لئے یہ گنجائش رکھی ہے کہ جب وہ بیدار ہو یا جب اسے یاد آئے وہ نماز وتر اداء کر لے' جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من نام عن الوتر او نسیه فلیصل اذا ذکر واذا استیقظ۔) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: جو شخص وتر کے وقت سویا رہ جائے یا اسے وتر پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو اسی وقت پڑھ لے۔

الصلاة تنهى عن المنكر

نماز برے کاموں سے روکتی ہے

۵۸۹۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا یُصَلِّی بِاللَّیْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ؟ قَالَ: ((إِنَّهٗ سینهاه مَایَقُوْلُ)).

[الصحیحة:۳٤۸۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں آدمی رات کو نماز تو پڑھتا ہے لیکن صبح کے وقت چوریاں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب اس کا (یہ نیک) عمل اسے ایسا کرنے سے روک دے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۲۔ احمد (۲/ ۴۴۷)' بیهقی فی الشعب (۳۲٦۱)' ابن حبان (۲۵٦۰)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واقم الصلاة ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر﴾ (سورۃ) یعنی: ''اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔'' اسی قانون کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے رات کو نماز ادا کر کے دن کو چوری کرنے والے کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار کیا کہ عنقریب اس کی نیکی اس کو اس برائی سے روک دے گی۔

استحباب قراءة الخفي في الصلاة

نماز میں آہستہ قرأت کرنے کا استحباب

۵۹۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْماً فَوَعَظَ النَّاسَ وَحَذَّرَهُمْ وَرَغَّبَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُصَلٍّ إِلَّا وَهُوَ يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٠٠]

عطا بن یسار، بنو بیاضہ کے ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن مسجد میں اعتکاف کی حالت میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی، انھیں ڈرایا اور رغبت دلائی، اور پھر فرمایا: ''ہر نمازی اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر باآواز بلند قراءت نہ کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۰۔ نسائی فی الکبری (۳۳۶۰)، ابن عبد البر فی التمهید (۲۳/ ۳۱۷، ۳۱۸)، احمد (۴/ ۳۴۴)

فوائد: پہلے کئی دفعہ اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں، لہٰذا ایک مقام پر ایک سے زائد نماز پڑھنے والوں کو چاہئے کہ وہ نماز میں مخفی اور سرّی انداز میں تلاوت و ذکر کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بجا ہے کہ نمازی کے قریب گپ شپ لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے، ہاں اگر لوگ ایک جگہ پر کسی مناسبت سے گفت و شنید کر رہے ہیں تو نماز ادا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان سے دور ہو کر نماز پڑھے۔

كراهية الصلاة على الثوب المنقش

نقش و نگار والے کپڑے پر نماز پڑھنے کی کراہت

۵۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيصَةٌ، فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ، فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذِهِ الْخَمِيصَةُ خَيْرٌ مِنَ الْإِنْبِجَانِيَةِ. فَقَالَ: ((إِنَّهَا تُلْهِينِي عَنْ صَلَاتِي أَوْقَالَ: تَشْغَلُنِي)). [الصحيحة: ٢٧١٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پھول بوٹیوں والی قمیص تھی، جو آپ ﷺ نے ابو جہم کو دی، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ قمیص، انجانیہ قمیص سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو مجھے نماز سے غافل یا مشغول کرنے لگی تھی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۱۷۔ ابن راھویه فی المسند ۲۲۳۔ احمد (۶/ ۴۶)، بخاری (۳۷۳)، مسلم (۵۵۶)

فوائد: مسئلہ انتہائی واضح ہے کہ نقش و نگار والے مصلّوں اور قالینوں پر اور ایسے پردوں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ فرد کے لئے خلل کا باعث بن سکتے ہیں، جب نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھا تو کوئی کس باغ کی مولی بن سکتا ہے

سیدنا عثمان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ينبغي ان يكون في قبلة البيت شيء يلهي المصلي) [ابوداود] یعنی: بلاشبہ یہ مناسب و جائز نہیں ہے کہ گھر کے قبلہ کی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ معلوم ہوا کہ عصرِ حاضر میں مساجد کی دیواروں میں جو نقش و نگار کیا جاتا ہے یا انتہائی مزین قالین بچھائے جاتے ہیں یہ نمازیوں کے حق میں درست نہیں ہے۔

باب: دعاؤه صلى الله عليه وسلم لامته وما استجيب له منه

۵۹۲۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا صَلَاةً، فَأَطَالَ فِيْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلْتَ الْيَوْمَ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةً رَغْبَةً وَرَهْبَةً، سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِأُمَّتِي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَرَدَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَن لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَعْطَانِيْهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّايُهْلِكَهُمْ غَرَقًا، فَأَعْطَانِيْهَا، وَسَأَلْتُهُ أَن لَّايَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَرَدَّهَا عَلَيَّ)).

[الصحيحة: ۱۷۲٤]

باب: نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے دعاء اور ان میں جو مقبول ہوئیں

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لمبی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے بہت لمبی نماز پڑھائی ہے (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج ترہیب و ترغیب والی نماز پڑھی ہے، میں نے اللہ تعالی سے اپنی امت کے لئے تین چیزوں کا سوال کیا ہے، اس نے دو چیزیں مجھے عطا کر دیں اور ایک دعا قبول نہیں کی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میری امت پر غیروں کو بطورِ دشمن مسلط نہ کرے، اس نے مجھے یہ چیز عطا کر دی۔ (دوسرے نمبر پر) میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو غرق نہ کرے، اس نے یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے (تیسرے نمبر پر) یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو آپس میں لڑنے سے بچائے، لیکن اس نے یہ دعا قبول نہ کی۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۲۴- ابن ماجه (۳۹۵۱)، ابن خزيمة (۱۲۱۸)، احمد (۵/ ۲۴۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے حق میں تین دعائیں کیں، لیکن اللہ تعالی نے ایک دعا قبول نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی اپنی دعائیں اور التجائیں منوانے پر قادر نہیں تھے، صرف اللہ تعالی ہی ہے جس کی مشیئت اور ارادہ چلتا ہے۔ پھر بھی بعض لوگ آپ ﷺ کو مختارِ کل سمجھتے ہیں۔

باب: وجوب متابعة الامام والنهي عن مسابقته

۵۹۳۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب: امام کی اقتداء کا وجوب اور اس سے سبقت کی ممانعت

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کمزور

ﷺ: ((إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا سَجَدْتُّ فَاسْجُدُوْا، وَلَا أُلْفِيَنَّ رَجُلًا يَسْبِقُنِي إِلَى الرُّكُوْعِ وَلَا إِلَى السُّجُوْدِ)).

اور عمر رسیدہ ہوگیا ہوں، سو تم اس وقت رکوع کیا کرو جب میں رکوع کروں اور اس وقت سجدہ کیا کرو جب میں سجدہ کروں اور اس طرح ہرگز نہ ہونے پائے کہ کوئی رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت لے جائے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۲۵۔ ابن ماجہ (۹۶۲)، والمزی فی التھذیب (۶/ ۳)

فوائد: مقتدی کا امام سے سبقت لے جانا حرام ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار) [بخاری، مسلم] یعنی: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالی اس کا سر گدھے کا سر نہ بنا دے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع وسجود میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں، بلکہ امام کی اقتدا کریں یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلیں، جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا، جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری، مسلم]

باب من الوتر

وتر کا بیان

۵۹۴۔ عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَأَوْتَرَ بِسَبْعٍ)). [الصحیحۃ: ۲۹۶۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (کبھی) پانچ اور (کبھی) سات وتر پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۱۔ المروزی فی قیام اللیل (ص: ۱۲۱)، ابن حبان (۲۴۳۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ سے وتر کی ایک سے نو رکعات ثابت ہیں۔ ایک، تین اور پانچ رکعت وتر میں کوئی درمیانی تشہد نہیں ہے، یہ رکعتیں لگاتار ادا کی جائیں گی، ہاں جب آدمی سات یا نو رکعت وتر ادا کرے گا تو سات میں چھ کے بعد اور نو میں آٹھ کے بعد درمیانے تشہد کے لئے بیٹھے گا، پھر ساتویں یا نویں رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ یہ تمام مسائل کتب احادیث میں انتہائی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ معلوم نہیں کہ شریعت میں اتنی گنجائش کے باوجود بعض احباب نے اپنے آپ کو صرف تین پر ہی کیوں پابند کر دیا ہے۔

الصلاة آخر فقدًا من الدين

نماز دین میں سے سب سے آخر میں ختم ہوگی

۵۹۵۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((أَوَّلُ مَاتَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمُ الْأَمَانَةُ، وَآخِرُهُ الصَّلَاةُ)). [الصحیحۃ: ۱۷۳۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ سب سے پہلے اپنے دین سے امانت کو اور سب سے آخر میں نماز کو مفقود پاؤ گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۹۔ خرائطی فی المکارم (۱۶۵)، تمام الرازی فی الفوائد (۱۹۱)، الضیاء فی المختارۃ (۱۵۸۳)

فوائد: امانت، ایمان کی علامت ہے۔ امانت کی حفاظت وضمانت انسانی معاشرے میں جنت نظیر ماحول پیش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ مسلمان کی جان، عزت اور مال دوسرے مسلمان کے لئے امانت ہیں۔ ایک مسلمان کو جس قدر اپنی عزت وحرمت کا

اِس و لحاظ ہوتا ہے' اس سے بڑھ کر اسے چاہئے کہ وہ بحیثیت امین دوسرے کی عزتوں کا بھی تحفظ کرے۔ جو انسان اس عظیم صفت سے محروم ہے' اسے منافق سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنی امانتوں کی حفاظت کریں' کیونکہ دین کا بگاڑ خیانت کرنے کی صورت میں شروع ہوگا' اور پھر بڑھتا ہی چلا جائے گا' حتی کہ بات ترکِ نماز تک جا پہنچے گی اور بندہ آخر کار صفِ کفر میں کھڑا ہو جائے گا۔ نماز کی اہمیت پہلے کئی مقامات پر بیان ہو چکی ہے' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے دین کے معاملے میں نماز سے بھی غافل ہو جاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ مکمل کا مکمل دین اس سے روٹھ چکا ہے' کیونکہ نماز کے بعد بظاہر دین کی کوئی رمق باقی نہیں رہتی' معلوم ہوا کہ ترکِ نماز کے بعد آدمی کا اپنے آپ کو دیندار یا دین والا سمجھنا اس کی خام خیالی ہوگی۔

باب: فرضت الصلاة في مكة ركعتين ركعتين والرد على المخالف

باب: مکہ مکرمہ میں دو دو رکعات نماز کا فرض ہونا اور مخالف و متضاد رائے کی تردید

۵۹۶۔عَنْ عائشة، قَالَتْ: ((أَوَّلُ مَافُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى إِلٰى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا غَيْرَ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّهَا، وِتْرُالنَّهَارِ، وَصَلَاةُ الصُّبْحِ لِطُوْلِ قِرَاءَتِهَا، وَكَانَ إِذَا سَافَرَ عَادَ إِلٰى صَلَاتِهِ الْأُوْلٰى)). [الصحيحة:٢٨١٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: شروع شروع میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھی' جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر نماز میں اس کی مثل اضافہ کر دیا گیا' سوائے نمازِ مغرب کے کہ وہ دن کی نماز کو وتر (یعنی طاق) کرنے والی ہے اور سوائے نمازِ فجر کے کہ اس میں لمبی قراءت کی جاتی ہے اور جب آپ ﷺ سفر کرتے تو شروع والی (دو رکعتی) نمازوں کی کیفیت کے مطابق ادائیگی کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۱۴۔ طحاوی (۱/ ۲۴۱)' السراج فی مسند' (۱۳۹۸)' ابن خزیمة (۳۰۵)' ابن حبان (۲۷۳۸)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے لیے سہولت پیدا کرتے ہوئے سفر کے دوران مغرب کے علاوہ آدھی نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۵۹۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ)). [الصحيحة:١٧٤٨]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن (حقوق اللہ میں سے) لوگوں کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۴۸۔ نسائی (۳۹۹۲)' ابن نصر فی الصلاة (۱۷۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۲۵)

باب: صلاح العمل وفساده بصلاح الصلاة وفسادها

باب: عمل کی درستی و بگاڑ نماز کی درستی و بگاڑ سے ہے

۵۹۸۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ)). [الصحيحة:۱۳۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے بندے کا نماز کے بارے میں محاسبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اس کے بقیہ اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر اس میں خرابی آ گئی تو بقیہ اعمال میں بھی بگاڑ آ جائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۳۵۸- طبراني في الاوسط (۱۸۸۰)' الضياء في المختارة (۲۵۷۸)

فوائد: نماز میں کامیابی' مکمل کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور نماز میں ناکامی' مستقل نامرادی کا اعلان ہے' ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کریں اور سنت کے مطابق ان کی ادائیگی بھی کریں۔

إياى والفرج
صفوں میں خلل سے بچو

۵۹۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّايَ وَالْفُرَجَ)) يَعْنِي:فِي الصَّلَاةِ)) [الصحيحة: ۱۷۵۷]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفوں میں خلل سے بچو یعنی دور دور کھڑے نہ ہوا کرو۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۵۷- طبراني في الكبير (۱۱۴۵۲)' وابن ابي حاتم في العلل (۱/ ۱۴۱)

كراهية البخور للمرأة
عورت کے لیے خوشبو کی کراہت کا بیان

۶۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُوراً، فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [الصحيحة:۳۶۰۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت (خوشبو والی) دھونی لگائے وہ ہمارے ساتھ نمازِ عشا پڑھنے کے لئے نہ آئے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۶۰۵- مسلم (۴۴۴)' ابوداود (۴۱۷۵)' نسائي (۵۱۳۱)' وفي الكبير (۹۴۲۴)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ عورتوں کا گھر کے مخفی مقام میں نماز ادا کرنا افضل ہے' لیکن شریعت نے بہرحال ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور یہ پابندی بھی لگائی ہے کہ اگر کوئی عورت اس رخصت پر عمل کرتی ہے تو وہ خوشبو لگانے سے گریز کرے' اگر وہ خوشبو لگا چکنے بعد مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو خوشبو کے آثار زائل کرے یا پھر گھر میں ہی نماز ادا کر لے۔ اس حدیث میں ان عورتوں کے لیے سخت وعید ہے جو بناؤ سنگھار کر کے ''شاپنگ'' کا ڈھونگ رچا کر بازاروں میں گھس جاتی ہیں' کون بتلائے کہ وہ کس کس کے سامنے اپنی زینت و آرائش کا اظہار کرنا چاہتی ہیں' اللہ تعالی نے عورت کو جائز دائرے میں رہ کر انتہائی زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تو صرف خاوند کے سامنے' تاکہ خاوند کی محبت میں اضافہ ہو۔

الامام ضامن
امام ذمہ دار ہے

۶۰۱۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ

ابو حازم کہتے ہیں کہ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے

السَّاعِدِيَّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهِ يُصَلُّوْنَ بِهِمْ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلُ وَلَكَ مِنَ الْقِدَمِ مَالَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**الإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ. يَعْنِي. فَعَلَيْهِ وَلَهُمْ**)). [الصحيحة: ١٧٦٧]

کے لئے اپنی قوم کے نوجوانوں کو مقدم کرتے تھے۔ انھیں کہا گیا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ مقام و مرتبہ کے حامل ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''امام ذمہ دار ہے' اگر اس نے اچھے انداز میں نماز پڑھائی تو اسے بھی ثواب ملے گا اور نمازیوں کو بھی اور اگر اس نے بری طرح پڑھائی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا' نمازیوں کو ثواب ہی ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۶۷۔ ابن ماجہ (۹۸۱)

فوائد: نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے' اس کی قبولیت اور عدم قبولیت یا اجر و ثواب میں کمی بیشی کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے' یہی وجہ ہے کہ شریعت نے محبوبِ عوام آدمی کو امامت کے لئے منتخب کرنے کی تلقین کی ہے' یاد رہے کہ امامت و خطابت بنیادی طور پر کمائی کے ذرائع نہیں' بلکہ لوگوں کی خیر و فلاح کے اسباب ہیں' معاشرے میں بگاڑ اس وقت پیدا ہوگا جب مسجد کے وڈیرے امام کو اپنا ملازم اور امام اپنے آپ کو تنخواہ دار مولوی سمجھنے لگ جائے گا۔ معاشرے کے افراد اس نکتے سے غفلت مت برتیں کہ ان کی نمازوں کا تعلق مسجد کے امام سے ہے اور امام اپنے اس عظیم منصب سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے کہ مسجد والوں کے لئے حق و باطل کا معیار اور ان کا ہادی و رہبر ہے۔ نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرنا' مقتدیوں کی صورتحال کو سامنے رکھنا' امام کا اپنے آپ کو عوام کی محبوب شخصیت ثابت کرنا' وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں' جن کی کفالت صرف اور صرف امام کے ذمے ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ عصبیت اور بے جا طرفداری میں آ کر تفرقہ بازی کا درس نہ دے' بلکہ تمام نمازی بھائیوں کی خوشی غمی میں شریک ہو اور اہل مسجد کے مابین کوئی جھگڑا رونما ہوتا ہے' تو وہ مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے' نہ کہ کسی ایک جتھے کے ساتھ مل کر جھگڑے کو ہوا دینے لگے۔

ومن امور البركة الجماعة

برکت والے امور میں سے جماعت بھی ہے

٦٠٢ـ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَرْفُوْعاً: ((**الْبَرَكَةُ فِي ثَلَاثٍ: الْجَمَاعَاتِ، وَالثَّرِيْدِ، وَ السَّحُوْرِ**)). [الصحيحة:١٠٤٥]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعتوں میں' ثرید (ایک قسم کا کھانا) میں اور سحری کے کھانے میں۔''

تخریج: الصحیحۃ ابو طاھر الانباری فی المشیخۃ (۱۵۶/ ۱۔۲۰)' بیہقی فی الشعب (۷۵۴۰)' طبرانی فی (۶۱۲۷)

فوائد: نماز کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملنا' روح کو جلا ملنا' شوقِ نماز میں اضافہ ہونا اور اللہ تعالی کے ذکر میں زیادہ وقت گزرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی بنا پر جماعت کا مبارک ہونا بجا طور پر ثابت ہوتا ہے۔ روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ثرید کہتے ہیں' یہ زود ہضم ہوتا ہے اور کھانے کی زیادہ مقدار سے کفایت کرتا ہے' مثلاً ایک انسان دو روٹیوں کی بھوک محسوس کر رہا ہے' لیکن ایک روٹی کی بنی ہوئی ثرید اسے سیر کر سکتی ہے۔

افضل صلاة المرء فى بيته تطوعًا

بندے کی نفل نماز گھر میں افضل ہے

٦٠٣ـ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ:

حضرت محمد ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی سے روایت ہے کہ

((تَطَوُّعُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ يَزِيْدُ عَلٰى تَطَوُّعِهِ عِنْدَ النَّاسِ، كَفَضْلِ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ)) [الصحيحة:٣١٤٩]

آدمی کا گھر میں نفلی نماز پڑھنے کا ثواب لوگوں کے پاس پڑھنے کی بہ نسبت اتنا زیادہ ہے جتنا کہ اکیلی (فرضی) نماز کے مقابلے میں باجماعت نماز کا اجر و ثواب ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۹۔ عبد الرزاق (۴۸۳۵)' ابن ابی شیبة (۲/ ۲۵۶)' موقوفا' طبرانی فی الکبیر (۷۳۲۲)' عن صهیب بن النعمان ﷺ مرفوعا

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر گفتگو ہو چکی ہے' لیکن یہ فضیلت بیان نہیں کی گئی تھی۔ عصر حاضر میں لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں' کچھ جدت پرستوں کی مساجد سے لاتعلقی اور بیزاری یوں لگتی ہے کہ شاید وہ مسجد کو نعوذ باللہ گرجا گھر سمجھ بیٹھے ہیں اور بعض لوگ فرض و نفل تمام نمازوں کے لیے مسجد کا ہی تعین کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ راہِ اعتدال سے منحرف ہو کر افراط و تفریط کا شکار ہیں' چاہئے یہ کہ فرض نمازوں کے لئے بہر صورت اللہ تعالیٰ کی مساجد کا اہتمام کیا جائے اور نفلی نمازوں کے لیے گھروں کو اور مخفی مقامات' جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو' کو ترجیح دی جائے۔

٦٠٤۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الْحِمَارِ، وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ)) قُلْتُ: عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ: مَا بَالُ الْأَسْوَدَ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي؟ فَقَالَ: ((الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ)). [الصحيحة:٣٣٢٣]

سیدنا ابوذر ﷺ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(نمازی کے سامنے سے) گدھے' عورت اور کالے کتے کے گزرنے سے نماز دوبارہ پڑھی جائے۔'' میں (عبداللہ بن صامت) نے کہا: زرد اور سرخ رنگ کے کتوں کے علاوہ کالے کتے (کی تخصیص) کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جو آپ نے مجھ سے کیا ہے' آپ ﷺ نے جواب دیا تھا کہ: ''کالا کتا شیطان ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۳۔ ابن خزیمة (۸۳۱)' ابن حبان (۲۳۹۱)' بهذا اللفظ' مسلم (۵۱۰)' ترمذی (۳۳۸)' بالفاظ متقاربة

فوائد: امام عبد الرحمن مبارکپوریؒ کہتے ہیں: جمہور سلف و خلف کا یہی خیال ہے کہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی اور انھوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز کے ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) اس حدیث کی یہی تاویل درست معلوم ہوتی ہے' کیونکہ سیدنا سہل بن ابو حثمہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا صلی احدکم الی سترۃ فلیدن منها لایقطع الشیطان علیه صلاته۔" [ابوداود] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو جائے' تاکہ شیطان اس کی نماز کو منقطع نہ کر سکے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں شیطان نمازی کے سامنے سے گزرتا رہتا ہے' لیکن یہ بات مسلّم ہے کہ سترہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے' جب شیطان کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی تو کالے کتے' جسے شیطان کہا گیا ہے' وغیرہ کے گزرنے سے نماز منقطع کیسے ہو سکتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا علی اور سیدنا عثمان ﷺ نے کہا: لایقطع صلاۃ المسلم شیء۔ [طحاوی] یعنی: کوئی چیز مسلمان کی نماز کو منقطع نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ کا سترہ کے بغیر بھی نماز پڑھنا بعض احادیث سے ثابت ہے۔

فضل صلاة الجميع

۶۰۵۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْئًا وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ)). [الصحيحة:۳۶۱۸]

جماعت کی نماز کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز باجماعت' اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔ رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر میں جمع ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۸۔ بخاری (۶۴۸' ۶۴۸' ۴۷۱۷)' مسلم (۶۴۹)' نسائی (۴۸۷)' احمد (۲/ ۲۳۳)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ نماز باجماعت پر پچیس گنا زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔ انسان کی نیکیوں اور برائیوں کو نوٹ کرنے والے دو فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں اپنی باریاں تبدیل کرتے ہیں' یعنی دن کو اپنا فریضہ سرانجام دینے والے فرشتے نمازِ فجر کی ادائیگی سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ عصر کے بعد واپس جاتے ہیں اور رات والے نمازِ عصر سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد واپس جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اس کے سوال کرنے پر بتلاتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی جب ہم آئے ہیں تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے۔

باب: اتمام المسافر وراء المقيم

۶۰۶۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ)): يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدَى بِالْمُقِيمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ۔[الصحيحة:۲۶۷۶]

باب: مسافر کا مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ کہتے ہیں: یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا' وگرنہ قصر کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۶۔ احمد (۱/ ۲۱۶)' مسلم (۶۸۸)' نسائی (۱۴۴۳)' ابو عوانۃ (۲/ ۳۴۰)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ مسافر کے لئے یہی طریقہ مسنون ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے' ہاں اگر وہ کسی مقیم امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پوری نماز ادا کرلے۔

ومن امور المستحبة

۶۰۷۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا:((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنْ طِيبٍ إِنْ وَجَدَ)).

[الصحيحة:۱۷۹۶]

مستحب امور کا بیان

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے روز غسل کرنا' مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر دستیاب ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۹۶۔ احمد (۴/ ۳۴)' ابن شیبۃ (۲/ ۹۴)' ابو یعلی (۷۱۶۸)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں روزِ جمعہ کی تین خصوصیات بیان کی گئی ہیں' لیکن سب کا تعلق افضلیت سے ہے' نہ کہ وجوب سے'

کیونکہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جس نے وضوء کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل تو افضل و بہترین ہے۔" [ابوداود، ترمذی، نسائی] اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواك مَعَ کل وضوء." [بخاری معلقاً، نسائی] یعنی: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔

باب: من الواجبات الاجتماعية

باب: اجتماعی واجبات

۶۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَاللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ))

[الصحيحة: ۱۸۰۰]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ تین (حقوق) ہر مسلمان پر واجب ہیں: مریض کی تیمارداری کرنا، جنازوں میں حاضر ہونا اور جب چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے تو اسے "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہنا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۰۔ الادب المفرد (۵۱۹)، احمد (۲/ ۳۵۶)، طیالسی (۲۳۴۲)، ابویعلی (۵۹۰۴)

فوائد: تیمار داری کرنا، جنازہ ادا کرنا اور چھینک کر "الحمد للہ" کہنے والے کو "یرحمك اللہ" کہنا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حق ہیں، جن کی ادائیگی ضروری ہے، ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے، ہر آدمی کے لئے فرض نہیں۔ اس ضمن میں اس حقیقت کو ملحوظِ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے کہ ہم تیمارداری اور نمازِ جنازہ کے لئے بنیاد رشتے اور تعلق کو بناتے ہیں، نہ کہ اسلام کو۔ یاد رہے کہ نماز جنازہ ادا کرنے کا تعلق اہل میت سے نہیں ہوتا، میت سے ہوتا ہے اور تیمار داری کا تعلق دوست اور رشتہ دار سے نہیں، مسلمان سے ہے۔ ہم بظاہر نیکیاں کرتے بھی ہیں، لیکن بیچ میں اللہ تعالی اور اسلام کا نام کم پایا جاتا ہے، زیادہ تر ظاہر پرستی کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔ رہا مسئلہ چھینک کے احکام و مسائل کا تو امتِ مسلمہ کی اکثریت ان سے غافل ہے۔ چاہئے کہ چھینکنے والا "الحمدللہ" کہے، سننے والا "یرحمك اللہ" کہے اور پھر چھینکنے والا "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہے۔ اللہ تعالی ہمیں شریعت کی تمام جزئیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ثلاثة في ضمان الله

تین افراد اللہ کی حفاظت میں ہیں

۶۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ فِي ضَمَانِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. رَجُلٌ خَرَجَ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَرَجُلٌ خَرَجَ غَازِياً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ خَرَجَ حَاجًّا)). [الصحيحة: ۵۹۸]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگ اللہ تعالی کی حفاظت و ضمانت میں ہوتے ہیں: اللہ تعالی کی کسی مسجد کی طرف نکلنے والا آدمی، اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلنے والا آدمی اور حج کی ادائیگی کے لئے نکلنے والا آدمی۔"

تخریج: الصحیحة ۵۹۸۔ حمیدی (۱۱۹۰)، ابونعیم فی الحلیة (۹/ ۲۵۱)

ثلاثة لا يقبل منهم صلاة

تین افراد کی نماز قبول نہیں کی جاتی

۶۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاةٌ، وَلَا تَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ، وَلَا تُجَاوِزُ رُؤُوسَهُمْ: رَجُلٌ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، وَرَجُلٌ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يُؤْمَرْ، وَامْرَأَةٌ دَعَاهَا زَوْجُهَا مِنَ اللَّيْلِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۶۵۰]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز قبول ہوتی ہے نہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور نہ ان کے سروں سے اوپر اٹھتی ہے: وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کروائے اور وہ (کسی شرعی عذر کی بنا پر) اسے ناپسند کرنے والے ہوں، وہ آدمی جو حکم کے بغیر نماز جنازہ پڑھائے اور وہ عورت جسے خاوند رات کو بلائے اور وہ انکار کر دے۔''

تخريج: الصحيحة ۶۵۰۔ ابن خزيمة (۱۵۱۸)

فوائد: حقائق واضح ہیں۔ شرعی اعتبار سے امام کو چاہیئے کہ وہ محبوب شخصیت کا حامل ہو۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت کے ساتھ امام کا گہرا تعلق ہے، اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے تشریف لائیں، وہ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کرتی رہیں، جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ باب مسجد تک ان کے ساتھ آئے، وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور (چل دیئے)، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا ٹھیرو، یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بڑا تعجب ہے) اور یہ بات ان پر بڑی گراں گزری۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ابن آدم کے خون کے مقامات تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، مجھے یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی خیال ڈال نہ دے۔'' [بخاری، مسلم] یہ نبی کریم ﷺ تھے، جو صحابہ کرام کے حسن ظن کو برقرار رکھنے کے لئے اصل صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ جب لوگ ہمارے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا ہوں تو ان پر فوراً حقیقت حال واضح کر دی جائے۔ کسی قوم کا امام ہر ممکنہ صورت میں معصیت و نافرمانی سے باز رہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک امام کو صرف اس وجہ سے معزول کر دیا تھا کہ اس نے قبلہ رخ ہو کر تھوک کر اللہ تعالی اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔ [ابوداود] انتہائی ضروری تنبیہ یہ ہے کہ قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا اور (۲) اطاعت کا اجر و ثواب ملنا۔ آپ یوں سمجھیں کہ ایک آدمی جان بوجھ کر وضو کے بغیر نماز ظہر ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور ایسی نماز سرے سے اسے کفایت نہیں کرے گی اور اس کے حق میں ابھی تک شریعت کا حکم باقی ہے کہ وہ نماز ادا کرے، ابھی تک وہ بے نمازی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں قبول کا دوسرا معنی مراد ہے، یعنی ایسے نمازی کا فریضہ تو ادا ہو جاتا ہے، لیکن اسے اس کا اجر و ثواب نہیں ملتا ہے، یعنی وہ نمازی تو متصور ہوتا ہے، لیکن وہ نمازوں کے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔

ومن الصلاة في النعلين

جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان

٦١١۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ هَلْ أَدْرَكْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((جَاءَ نَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا (قُبَاءَ) فَجِئْتُ وَأَنَا غُلَامٌ [حَدِثٌ] حَتّٰى جَلَسْتُ عَنْ يَمِينِهِ [وَجَلَسَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ] ثُمَّ دَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَانِيهِ، وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ)). [الصحيحة: ٢٩٤١]

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ کسی نے سیدنا عبد اللہ ابو حبیبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات یاد کی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے میں اس وقت نوعمر لڑکا تھا۔ میں آیا اور آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گیا اور ابو بکر آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مشروب منگوایا' کچھ پیا اور باقی مجھے دے دیا' کیونکہ میں دائیں جانب بیٹھا تھا' میں نے وہ مشروب پی لیا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے' میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھ رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۱۔ احمد (۴/ ۲۲۱)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۲۱۴۸)' ابن سعد (۱/ ۴۸۰)

فوائد: دو اہم مسائل کا استدلال ہو رہا ہے: (۱) کسی چیز کی تقسیم کی ابتدا دائیں جانب سے ہونی چاہئے' جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا' نیز سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا' آپ کی دائیں جانب ایک بدو اور بائیں جانب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور پھر بدو کو تھماتے ہوئے فرمایا: ''دائیں طرف والے کو مقدم کرو' دائیں طرف والے کو مقدم کرو۔'' (صحیحہ: 1771)

الصلاۃ قرۃ عین

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

٦١٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ١٨٠٩]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۹۔ عقیلی فی الضعفاء (۴/ ۳۲۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۲۶۸)' ابو محمد المخلدی فی الفوائد (ق ۲۹۰/ ۱)' نسائی (۳۳۹۲' ۳۳۹۱)' من طریق آخر

فوائد: کائنات کی سب سے عظیم و جلیل' حمید و مجید اور علیم و کریم ہستی خالق کائنات اللہ تعالی کی ہے اور نماز اللہ تعالی کے ساتھ سرگوشیاں کرنے اور ہم کلام ہونے کا افضل و اعلی ذریعہ ہے' یہی وجہ ہے کہ عقل و دانش اور حکمت و دانائی والوں کو نماز میں تسکین نصیب ہوتی ہے اور سب سے بڑے حکیم و دانا محمد رسول اللہ ﷺ تھے' آپ ﷺ ایک ایک رکعت میں سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی تلاوت کر لیتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہمیں نماز میں تسکین نصیب ہو' ہماری نماز ہمارے دکھوں کے لئے رحمت کا پیغام بن کر آئے۔

٦١٣۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)).

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۴۲۰)

فضل الجمعة

جمعہ کی فضیلت کا بیان

٦١٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا، مَالَمْ تَغْشَ الْكَبَائِرَ)). [الصحيحة:٣٦٢٣]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۲۳۔ مسلم (۲۳۳)' ترمذی (۲۱۴)' ابن ماجہ (۱۰۸۶)' واللفظ لہ' احمد (۲/ ۴۸۴)

فوائد: جمعۃ المبارک کی فضیلت بیان کی جا رہی ہے کہ ایک جمعہ کی ادائیگی سے سات دنوں کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں تمام شروط و قیود کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و من لمحافظة على الصلوات الخمس و خصوصًا العصرين

پانچوں نمازوں کی محافظت اور خصوصاً فجر اور عصر کی محافظت کا بیان

٦١٥۔ عَنْ فُضَالَةَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي أَنْ قَالَ لِي: ((حَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ)) فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ، فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي، قَالَ: ((حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِهَا)). [الصحيحة:١٨١٣]

سیدنا فضالہ لیثی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی۔ ایک یہ بھی تھا کہ: ''پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔'' میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں' آپ مجھے کوئی ایسا جامع و مانع حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازوں یعنی طلوعِ آفتاب سے پہلے والی اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۳۔ ابوداود (۴۲۸)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۴۰)' ابن حبان (۱۷۴۲)' حاکم (۱/ ۲۰)

فوائد: کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے' علمائے حق کے نزدیک اس حدیث کے دو معانی مراد لئے جا سکتے ہیں: (۱) اس آدمی کو جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی' نہ کہ ترکِ نماز کی (۲) وہ کوئی نومسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے' جب ایمان میں رسوخ پیدا ہو جائے گا تو اس کے لئے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

النهي عن ضرب اهل الصلاة

نمازیوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان

٦١٦۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ، وَمَعَهُ غُلَامَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ

سیدنا ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے آ رہے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے۔ سیدنا علی ؓ نے آ

عَنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْدِمْنَا فَقَالَ: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَقَالَ: خِرْلِي: قَالَ: ((خُذْ هٰذَا وَلَا تَضْرِبْهُ، فَنُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ)) وَأَعْطَى أَبَا ذَرٍّ الْغُلَامَ الْآخَرَ، فَقَالَ اسْتَوْصِيْ بِهِ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا فَعَلَ الْغُلَامُ الَّذِيْ أَعْطَيْتُكَ؟ قَالَ: أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا فَأَعْتَقْتُهُ۔ [الصحيحة:١٤٢٨]

ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی ایک غلام دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتے ہو لے لو۔'' انھوں نے کہا: آپ میرے لئے پسند کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لے لو' اس کو مارنا نہیں کیونکہ میں نے خیبر سے واپس آتے ہوئے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے دوسرا غلام سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور اور اس کے ساتھ خیر و بھلائی اور حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک دن پوچھا: ''ابوذر! میں نے تجھ کو جو غلام دیا تھا' اس کا کیا حال ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ نے مجھے اس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کا حکم دیا تھا' اس لئے میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۸۔ احمد (۵/ ۲۵۰' ۲۵۸)' الادب المفرد (۱۶۳)' طبرانی فی الکبیر (۷۵۰۷)

فوائد: سبحان اللہ! یہ مقام ہے اللہ تعالی کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا' معلوم ہوا کہ عزت و احترام کا معیار اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اگرچہ غلام کی تربیت کرنے کے لئے اس کو سزا دینا جائز ہے' لیکن چونکہ وہ نماز پڑھتا تھا' اس لئے اسے سزا دینے سے منع کر دیا گیا۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں نمازی کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

من رد السلام في الصلاة

نماز میں سلام کا جواب دینے کا بیان

٦١٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيْهِ، فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ، فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُ هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ، وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلٰى فَوْقٍ)). [الصحيحة:١٨٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجدِ) قبا میں تشریف لائے' آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ انصاری آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا۔ میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب وہ سلام کرتے تھے تو آپ ﷺ نماز کی حالت میں ان کے سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے کہا: اس طرح کرتے تھے۔ پھر اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔ (یہ کیفیت بیان کرتے ہوئے) جعفر بن عون نے اپنی ہتھیلی پھیلائی اور اس کا اندرونی حصہ نیچے کو رکھا اور بیرونی اوپر کو۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۔ ابوداود (۹۲۷)' ترمذی (۳۶۸)' احمد (۲/ ۳۰)

الأجر من ست خصال الجنة

چھ خصلتوں کا ثواب جنت ہے

٦١٨۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((خِصَالٌ سِتٌّ مَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فِي وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ، إِلَّا كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ:(۱) رَجُلٌ خَرَجَ مُجَاهِداً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ (۲) وَرَجُلٌ تَبِعَ جَنَازَةً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۳) وَرَجُلٌ عَادَ مَرِيضاً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ.(۴) وَرَجُلٌ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لِصَلَاتِهِ ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۵) وَرَجُلٌ أَتَى إِمَاماً لَا يَأْتِيهِ إِلَّا لِيُعَزِّرَهُ وَيُوَقِّرَهُ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ ذٰلِكَ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۶) وَرَجُلٌ فِي بَيْتِهِ، لَا يَغْتَابُ مُسْلِماً، وَلَا يَجُرُّ إِلَيْهِمْ سَخَطاً وَلَا نَقْمَةً، فَإِنْ مَاتَ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٣٣٨٤]

چھ خصائل ایسے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایک سے متصف ہو کر فوت ہو جائے تو اللہ تعالی کی اس کے بارے میں ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا: (۱) وہ آدمی جو جہاد کرنے کے لئے نکلا اور اسی سمت میں فوت (شہید) ہو گیا' اللہ تعالی ایسے آدمی (کی جنت) کا ضامن ہے' (۲) ایسا آدمی جو کسی جنازہ کے پیچھے چلا' اگر اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اس کا ذمہ دار بھی اللہ تعالی ہو گا' (۳) وہ آدمی جو کسی مریض کی تیمار داری کرنے کے لئے گیا' اگر اسی طرف ہی فوت ہو گیا تو اس کا ذمہ دار اللہ تعالی ہو گا' (۴) وہ آدمی جس نے وضو کیا پھر ادائیگی نماز کے لئے مسجد کی طرف نکلا' اگر اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالی اس کا ضامن ہو گا' (۵) وہ آدمی جو کسی (اسلامی) خلیفہ کے پاس آیا تاکہ اس کی پشت پناہی اور تعظیم و تکریم کرے' اگر وہ اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالی اس کا ضامن ہو گا اور (۶) وہ آدمی جو گھر میں رہتا ہے، نہ وہ کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہے اور نہ کسی کے لئے غصے یا سزا کا باعث بنتا ہے' اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا تو اس (کی جنت) کا ضامن بھی اللہ تعالی ہو گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۸- طبرانی فی الاوسط (۳۸۳۴)

فوائد: چھ قسم کی نیکیوں کی اور ان کو سرانجام دینے والوں کی فضیلت و منقبت بیان کی گئی ہے' عمل کرنے کی کوشش کریں۔

فضيلة الركعتين من الدنيا و ما فيها

دو رکعت نماز کی فضیلت دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ ہے

٦١٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ دُفِنَ حَدِيثًا فَقَالَ: ((رَكْعَتَانِ خَفِيفَتَانِ مِمَّا تُحَقِّرُوْنَ وَتَنْفِلُوْنَ يَزِيدُهُمَا هٰذَا فِي عَمَلِهِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ بَقِيَّةِ دُنْيَاكُمْ)).

[الصحيحة:١٣٨٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے' حال ہی میں اس میں میت کو دفن کیا گیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: "دو رکعتیں خفیف سی ہوتی ہیں اور تم لوگ انہیں حقیر اور زائد بھی سمجھتے ہو' لیکن وہ دو رکعتیں اگر یہ صاحب قبر اپنے عمل میں زیادہ کر لیتا تو اس کی نظر میں تمہاری دنیائے باقی سے بھی زیادہ محبوب ہوتیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۸- ابن صاعد فی زوائد الزھد (۱۵۹/ ۱)' ابونعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۲۵)' طبرانی فی

الاوسط (۶۲۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد اصل سرمایہ انسان کے نیک اعمال ہیں۔کون ہے جو دو رکعتوں کو اپنے کاروبار‘ اپنی جائداد‘ اپنے مال و دولت یا اپنے اہل وعیال پر ترجیح دے۔لیکن مرنے کے بعد انہی دو رکعتوں کو پوری دنیا پر ترجیح دے گا۔یعنی اگر کسی میت کے سامنے دنیا کے بیش قیمت خزانے اور دو رکعتوں کا اجر وثواب رکھ کر اسے انتخاب کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ دو رکعتوں کے اجر و ثواب کو اختیار کرے گا۔لہذا ہمیں یہی زیب دیتا ہے کہ جہاں ہم دنیا میں ترقی کرنے کے لئے دنیوی اسباب و سائل استعمال کرنے پر اپنی صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں‘ وہاں عالم برزخ کی طرف بھی توجہ دے کر توشۂ آخرت کی تیاری کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

النهي من الركوع دون الصف

۶۲۰۔أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ، قَالَ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ))؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ: أَنَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصاً وَلَا تَعُدْ)). [الصحيحة : ۲۳۰]

صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرنے کی ممانعت

سیدنا ابوبکرہ ؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے‘ انھوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور چل کر صف میں داخل ہو گئے‘ جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ”تم میں سے کس نے صف سے پہلے رکوع کیا اور پھر چل کر صف میں داخل ہو گیا؟“ ابوبکرہ نے کہا: میں نے ایسا کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:”اللہ تیرے شوق میں اضافہ کرے‘ دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۰۔ ابوداود (۶۸۳)‘ احمد (۵/ ۴۲‘ ۵۰)‘ واصله في صحيح البخاري (۷۸۳)

سجدتا السهو تجزي في الصلاة

۶۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَجْدَتَا السَّهْوِ تُجْزِئُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ)). [الصحيحة:۱۸۸۹]

سجدہ سہو نماز میں (کمی وبیشی کو) کفایت کرتے ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھول چوک کی وجہ سے کئے جانے والے دو سجدے نماز میں ہونے والی ہر قسم کی کمی وبیشی سے کفایت کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۸۸۹۔ ابویعلی (۴۵۹۲)‘ البزار (۵۷۴‘ الكشف) طبرانی فی الاوسط (۱۵۰۔)

فوائد: سجدۂ سہو کی مختلف صورتیں پہلے گزر چکی ہیں‘ مذکورہ بالا حدیث کی تفصیل کو یوں سمجھا جائے کہ اگر نادانستہ طور پر کوئی رکن رہ جائے تو پہلے اس کی ادائیگی کی جائے گی‘ پھر سجدۂ سہو کر کے بھول چوک کی تلافی کی جائے گی‘ ہاں اگر کوئی فرض (واجب) رہ جاتا ہے‘ تو اسے ادا کئے بغیر سجدۂ سہو کر لئے جائیں‘ وہ اس فرض سے کفایت کریں گے‘ جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے چار رکعت کے درمیان والا تشہد رہ گیا تھا‘ آپ ﷺ نے اسے دوہرائے بغیر سہو کے سجدے کر لئے تھے۔

صلاة الليل شرف المؤمن

۶۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَمَّا

رات کی نماز مومن کا اعزاز ہے

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا اعزاز رات کی نماز (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت و

فِي أَيْدِي النَّاسِ)). [الصحيحة:١٩٠٣]

آبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۳- عقیل فی الضعفا (۲/ ۳۷- ۳۸)' ابو محمد الضراب فی ذم الریاء (۲۹۲' ۲۹۳)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۱۰۴)

فوائد: رات کو نماز ادا کرنا اور لالچی وحریص نہ ہونا' دو ایسی صفات جمیلہ ہیں کہ انسان کی عزت واحترام کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔ اس کے دل ودماغ کو تسکین اور زندگی کا لطف نصیب ہوتا ہے اور چہرے پر نورانی کرنوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ جو انسان ان دو صفات سے محروم ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو مطمئن اور معزز سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خام خیالی ہے اور یہ بات بجا طور پر درست ہوگی کہ اسے سکون اور عدم سکون کی تمیز ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری گزارشات سے اتفاق نہیں تو وہ چند دن تجربہ کر کے دیکھ لے۔

جواز جمع الصلاة من غير حرج

بغیر کسی حرج کے نماز جمع کرنے کا جواز

٦٢٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((صَلَّى بِنَا بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيَةً، وَسَبْعاً اَلظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ)). [الصحيحة:٢٧٩٥]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اکٹھی آٹھ اور سات رکعتیں ادا کی ہیں' یعنی ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۵- بخاری (۱۱۷۴)' مسلم (۷۰۵)' ابو عوانة (۲/ ۳۵۴)' ابو داود (۱۲۱۴)' نسائی (۶۰۴)

فوائد: بسا اوقات ایسا کرنا جائز ہے کہ نمازوں کو جمع کر لیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایسے کیوں کیا تو فرمایا: ((صنعت هذا لكی لا تحرج أمتی))۔ [صحیحہ:۲۸۳۷] یعنی: میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑے۔

ماذا يفعل من نسي التشهد الاول

تشہد اول بھول جانے والا کیا کرے؟

٦٢٤- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ: ((صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَلَاةَ الظُّهْرِ) فَقَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ [وَلَمْ يَجْلِسْ] فَسُبِّحَ بِهِ [فَلَمَّا اعْتَدَلَ مَضَى وَلَمْ يَرْجِعْ]، [فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ] فَمَضَى حَتّٰى [إِذَا]فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّاالسَّلَامُ، [وَانْتَظَرَالنَّاسُ تَسْلِيْمَهُ]سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ [يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ، وَهُوَ جَالِسٌ] قَبْلَ أَنْ

سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی نماز...... اور ایک روایت میں ہے ظہر...... پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے' (آگاہ کرنے کے لئے) سبحان اللہ تو کہا گیا' لیکن جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی اور واپس نہ لوٹے' لوگ بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے نماز کو جاری رکھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہونے لگے' صرف سلام باقی تھا اور لوگ بھی سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے

يُسَلِّمَ]، [وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، مَكَانَ مَانَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ])) [الصحيحة: ٢٤٥٧]

آپ ﷺ نے قبل از سلام بھولنے کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے اور ہر سجدے کیلئے "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہا' پھر سلام پھیر دیا' لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کیے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۷۔ بخاری (۸۲۹' ۸۳۰' ۱۲۲۴)' مسلم (۵۷۵)' ابوداود (۱۰۳۴)' نسائی (۱۱۷۸)' ترمذی (۳۹۱)' ابن ماجہ (۱۲۰۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرنے سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ ایسی صورت میں اگر امام کو سیدھا کھڑے ہونے سے قبل یاد آ جائے کہ تشہد رہ گیا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آئے تو مت بیٹھے' اپنی نماز جاری رکھے اور سجودِ سہو سے اس کی کمی کو پورا کر لے۔ سہو کی مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

باب: من المواعظ الجامعة

باب: چند جامع نصیحتیں

٦٢٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي حَدِيْثاً وَاجْعَلْهُ مُوْجَزاً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ وَأْيَسْ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ تَعِشْ غَنِياً، وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ١٩١٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ لیکن مختصر سی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی طرح نماز پڑھا کر' جسے الوداع کہا جا رہا ہو (اور اس طرح نماز پڑھو کہ) گویا کہ تم اس (اللہ) کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے تو (یہ جان لو کہ) وہ تم کو دیکھ رہا ہے' جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اس سے ناامید ہو جاؤ' غنی کی زندگی گزارو گے اور جن چیزوں سے معذرت کی جاتی ہے' ان سے بچو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۲۴)' قضاعی فی مسند الشہاب ۹۵۲۰)' بیہقی فی الزھد (۵۲۸)

فوائد: حدیث مبارکہ میں بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا گیا ہے' خصوصاً ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی احسن انداز میں ادا کرنا' کیونکہ کسی نہ کسی نماز کے بعد موت تو آئے گی' یہ نصیحت نماز کو اچھے انداز میں ادا کرنے پر اکساتی ہے اور آدمی اپنی اور بالخصوص اپنی زبان کی حفاظت کرے' تا کہ نامناسب جملوں یا نامناسب رویوں کے بعد اسے معذرت نہ کرنا پڑے۔ انسان کا کمال یہی ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ سنجیدگی و وقار کے ساتھ پیش آئے اور اکھڑ پن' کھردرے یا زیادہ مذاق کرنے سے بچے۔

وقت صلاة الاوابين

اوابین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز کا وقت

٦٢٦۔ عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ

قاسم شیبانی کہتے ہیں کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو

رَأَى قَوْماً يُصَلُّوْنَ فِي الضُّحٰى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)). [الصحيحة:١١٦٤]

چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' تو انہوں نے کہا: خبردار! یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں (مؤخر کر کے) اس نماز کو پڑھنا افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اوّابین (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے لوگوں) کی نماز اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی کی شدت سے جلنے لگیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۴۔ مسلم (۷۴۸)' احمد (۴/ ۳۶۶' ۳۶۷' ۳۶۱۷)' ابن خزیمة (۱۱۲۷)

فوائد: نمازِ ضحیٰ کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے شروع ہو کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک جاری رہتا ہے' جب اس نماز کو مؤخر کر کے ادا کیا جائے تو اسے ''صلاۃ الاوّابین'' کہتے ہیں اور یہی عمل افضل ہے۔ اس نماز کی دو' چار اور آٹھ رکعات ثابت ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ''صلاۃ الاوابین'' نماز مغرب کے بعد ادا کی جاتی ہے' لیکن نماز مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کے بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف اور ناقابلِ حجت ہیں۔

صلاة الليل مثنى مثنى

رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

٦٢٧۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَجَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَجْوَبُهُ دَعْوَةً)) قَالَ: قُلْتُ: أَوْجَبُهُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَجْوَبُهُ، يَعْنِي بِذٰلِكَ الْإِجَابَةَ۔ [الصحيحة:١٩١٩]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور سب سے زیادہ رات کے آخری حصے میں دعا قبول ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: کیا اس حصے میں دعا کرنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' نہیں' (میں کہہ رہا ہوں کہ) دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۹۔ احمد (۴/ ۳۸۷)' ابونعیم فی الحلیة (۵/ ۱۵۴)' یعقوب الفسوی فی المعرفة (۲/ ۳۳۹' ۳۴۰)

فوائد: دن رات کی ہر ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے' ہر لمحہ اور ہر آن میں اسے پکارا بھی جا سکتا ہے اور وہ سنتا اور قبول بھی کرتا ہے' لیکن اس نے خود بعض اوقات کو بعض پر فضیلت دی ہے' شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بندے خاص چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' نہ کہ عام چیزوں کی طرف۔ رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز میں' رات کی آخری ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اس سے دعا کرنا امت مسلمہ میں مفقود ہو چکا ہے' جو بہت بڑی غفلت اور کاہلی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مفقود امور کی ادائیگی کی پابندی کریں تا کہ امت میں نیکی کا رجحان بڑھے۔

فضل صلاة الجماعة بخمس و عشرين درجة

جماعت کی نماز پچیس گناہ زیادہ افضل ہے

٦٢٨۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَحْدَهُ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَإِنْ صَلَّاهَا بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَأَتَمَّ وُضُوْءَ هَا وَرُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ صَلَاتُهُ خَمْسِيْنَ دَرَجَةً)). [الصحيحة:٣٤٧٥]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ ہے اور اگر وہ ویران جنگل میں ہو اور وضو اور رکوع و سجود مکمل انداز میں ادا کرتا ہے تو اس کی نماز پچاس درجوں تک پہنچ جاتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۵۔ ابن ابی شیبة (۲/ ۴۷۹، ۴۸۰)، ابویعلی (۱۰۱۱)، ابن حبان (۱۷۴۹)، ابوداود (۵۶۰)

فوائد: یہ للّٰہیت اور خلوص کی برکتیں ہیں، آدمی جتنا ریاکاری سے دور ہوگا، اتنا ہی زیادہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال کے ساتھ نماز پڑھنا، رکوع و سجود مکمل کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے، اگر مسلمان کسی آبادی میں فروکش ہو تو مسجد میں نماز ادا کرنا ضروری ہے، لیکن اگر وہ کسی بے آباد علاقے میں ہو یا سفر میں ہو یا کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تو ایسے حالات میں نماز کی اہمیت و فرضیت میں اضافہ ہو سکتا ہے، کیونکہ جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بشر دیکھنے والا نہ ہو، وہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مزہ کوئی اور ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی میں بکریاں چراتا ہو، لیکن (جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے) وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور (اقامت کہہ کر) نماز پڑھتا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو، وہ اذان دیتا ہے، اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ [ابوداود، نسائی]

باب: الترغيب في تكثير جماعة المصلين

باب: جماعت میں نمازیوں کی کثرت کی ترغیب

٦٢٩۔ عَنْ قُبَاثِ بْنِ أَشْيَمِ اللَّيْثِيِّ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ رَجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرٰى، وَصَلَاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ مِئَةٍ تَتْرٰى)). [الصحيحة:١٩١٢]

سیدنا قباث بن اشیم لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو آدمیوں کی نماز، جس میں ایک دوسرے کی امامت کرائے، پے در پے پڑھی جانے والی آٹھ نمازوں سے بہتر ہے اور چار اشخاص کی نماز، جس میں ایک دوسروں کو جماعت کرائے، لگا تار پڑھی جانے والی سو نمازوں سے بہتر ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۲۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۳۲، ۱۹۳)، البزار (الکشف: ۴۶۱)، ابن سعد (۷/ ۴۱۱)

فوائد: یہ جماعت کی برکتیں ہیں، دراصل جماعت ایک ایسا شعار اسلام ہے کہ اس میں نماز پڑھنے سے مسلمان کی روح کو جلا، تازگی اور سکون نصیب ہوتا ہے، آپ غور فرمائیں کہ آپ نمازِ ظہر باجماعت ادا کرنا چاہتے ہیں، اذان کے بعد وضو کریں گے، سنتیں ادا کر کے مسجد میں جماعت کے انتظار میں ذکر کی حالت میں بیٹھ جائیں گے، پھر جماعت کے بعد اذکار کرنا آپ کے لئے آسان ہوگا، پھر آپ

سنتیں ادا کریں گے۔ نتیجتاً آپ کے تقریباً تیں پینتیس منٹ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جائیں گے اور اگر اسی نماز کو علیحدہ ادا کرنا پڑ جائے تو دس بارہ منٹ کا کام ہے' نیز نماز باجماعت کی وجہ سے جو دلی اطمینان اور فرحت نصیب ہو گی اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اگر کوئی آدمی منفرد یا باجماعت نماز میں فرق محسوس نہیں کرتا یا جماعت فوت ہو جانے کی صورت میں اسے کوئی افسوس اور پچھتاوا نہیں ہوتا' تو ایسے انسان کو ضرور اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی کی زبان ایسی بے ذوق اور بے ذائقہ ہو کہ اسے کم اور زیادہ نمک کا کوئی احساس نہ ہو۔

صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ہے

٦٣٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)). [الصحيحة:٣٠٣٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کا اجر کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت نصف ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۳۔ عبد الرزاق (۴۱۲)' ابن ابی شیبة (۲/ ۵۲)' البزار (الکشف : ۵۶۷)' طبرانی فی (۱۳۱۲۲)' بخاری (۱۱۱۵)' عن عمران رضی اللہ عنہ' مسلم (۷۳۵)' عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ

فوائد: جہاں تک ہو سکے کھڑے ہو کر ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

صلاة المدينة خير من الف صلاة بغيرها

مدینہ کی نماز دوسرے شہروں کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا بہتر ہے

٦٣١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنَ الْأَرْقَمِ [عَنْ جَدِّهِ الْأَرْقَمِ] أَنَّهُ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((أَيْنَ تُرِيْدُ؟)) فَقُلْتُ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ، فَقَالَ: ((إِلَى تِجَارَةٍ))؟ فَقُلْتُ: لَا وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ: ((صَلَاةٌ هَا هُنَا. يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ. خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ هَاهُنَا. يُرِيْدُ: إِيْلِيَاءَ)). [الصحيحة:٢٩٠٢]

عبد اللہ بن عثمان بن ارقم اپنے دادا سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: بیت المقدس کا۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''تجارت کی غرض سے؟'' میں نے کہا: نہیں' میرا ارادہ تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں (یعنی مدینہ میں) نماز پڑھنا وہاں (یعنی ایلیا میں) نماز پڑھنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۲۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۴۷)' حاکم (۳/ ۵۰۴)' طبرانی فی (۹۰۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ہزار گنا ثواب ملتا ہے ﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾ اللہ تعالیٰ موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب: المبادر الی صلاۃ المغرب اول الوقت

باب: نماز مغرب اول وقت ادا کرنے میں جلدی کرنا

٦٣٢۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعاً: ((صَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوْطِ الشَّمْسِ بَادِرُوْا بِهَا طُلُوْعَ النَّجْمِ)). [الصحيحة:١٩١٥]

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سورج غروب ہوتے ہی اور ستاروں کے ظہور سے قبل مغرب کی نماز پڑھ لیا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۵۔ طبرانی فی (۴۰۵۸، ۴۰۵۹)، احمد (۵/ ۴۱۵)، دار قطنی (۱/ ۲۶۰)

فوائد: اگرچہ نماز مغرب کا وقت شفق (سرخی) کے غروب ہونے تک رہتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ اس نماز کو غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھ لیا جائے۔ بعض احباب کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا محلِ نظر ہے کہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل نہیں پڑھنے چاہئیں، کیونکہ جس ہستی نے نمازِ مغرب کو جلدی ادا کرنے کی تعلیم دی، اسی نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کی بھی تعلیم دی اور ان کے سامنے صحابہ کرام نے عمل بھی کیا۔ لہٰذا ایک حدیث کو دوسری احادیث کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہیے، احادیث کو آپس میں ٹکرانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

الحض من الصلاۃ النوافل فی البیت

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی ترغیب کا بیان

٦٣٣۔ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتْرُكُوْا النَّوَافِلَ فِيْهَا)). [الصحيحة:١٩١٠]

سیدنا انس اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان میں نوافل کی ادائیگی ترک نہ کر دو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۰۔ دارقطنی فی الافراد وعنه الدیلمی فی المسند (۳۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گھروں میں برکت ہوتی ہے اور نماز، ذکر الٰہی کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کے لیے بہر صورت مساجد کا انتخاب کریں، لیکن پہلے والی اور بعد والی سنتیں اور دوسرے نوافل گھروں میں ادا کیا کریں، جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہیے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔“ (صحیحہ: ۱۳۹۲)

باب: جواز الصلاۃ فی مبارك الغنم

باب: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا جواز

٦٣٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((صَلُّوْا فِي مَرَاحِ الْغَنَمِ، وَامْسَحُوْا رُغَامَهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:١١٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرو اور ان کی مٹی جھاڑا کرو، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۸۔ ابن عدی (۶/ ۲۰۸۸)، بیهقی (۲/ ۴۴۹)، خطیب فی التاریخ (۷/ ۴۳۲)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے' شاید یہی وجہ ہے جانوروں میں بکری سے سب سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔

استحباب الركعتين قبل صلاة المغرب

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کرنے کا استحباب

٦٣٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْمَزَنِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ، خَافَ أَنْ يَحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً)). [الصحيحة:٢٣٣]

سیدنا عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو' (مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو)۔'' پھر تیسری دفعہ فرمایا: ''جو چاہے پڑھ لے۔'' آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس کو (لازمی) سنت وطریقہ نہ سمجھ لیں۔

تخريج: الصحيحة ٢٣٣- ابن نصر فى قيام الليل (٢٨)' ابن حبان (١٥٨٨)' ابن خزيمة (١٢٨٩)' بخارى (١١٨٣)' ابوداود (١٢٨١)' بمعناه

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون عمل ہے' سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی ﷛ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بين كل اذانين صلاة) یعنی: ہر اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے' تیسری دفعہ فرمایا: جو چاہے یہ نماز پڑھے۔ [بخاری' مسلم]

باب: رفع الحرج عن الامة بالجمع الحقيقي لا الصوري ففيه الحرج

باب: جمع حقیقی سے امت سے تنگی اٹھانا نہ کہ جمع صدری سے کہ اس میں تنگی ہے

٦٣٦۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِي)). [الصحيحة:٢٨٣٧]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷛ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پہلی (یعنی نمازِ ظہر) اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لئے پڑھی ہیں تا کہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٨٣٧- طبرانى فى الكبير (١٠٥٢٥)' الاوسط (٤١٣٠)

فوائد: یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے' بسا اوقات ایسے کر لینا چاہئے' لیکن شریعت کے مزاج کا تقاضا ہے کہ ایسا کرنا جماعت کے نظم کے مطابق ہونا چاہئے' نہ کہ انفرادی طور پر۔

العجين فى الصلاة

آٹا گوندھنے کی کیفیت پر (ہاتھوں کا سہارا لینا) نماز میں اٹھتے وقت

٦٣٧۔ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ

ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷛ کو

بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ، يَعْتَمِدُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ: مَاهٰذَا يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟! قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٢٦٧٤]

دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑے ہونے کے لئے ہاتھوں پر سہارا لیتے۔ میں نے کہا: ابو عبد الرحمٰن! یہ انداز کیسا؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بھی نماز میں (کھڑے ہونے کے لئے) ہاتھوں کا سہارا لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۴۔ طبرانی فی الاوسط (۴۰۱۹)' ابراھیم الحربی فی غریب الحدیث (۶۱۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جب نمازی دوسری' تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگا تو وہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر ان پر سہارا لے کر کھڑا ہوگا۔

كم يخفف الإمام الصلاة

امام نماز کو کتنا ہلکا کرے؟

٦٣٨۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: آخِرُ كَلَامٍ كَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَ اسْتَعْمَلَنِي عَلَى الطَّائِفِ قَالَ: ((خَفِّفِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّاسِ، حَتّٰى وَقَّتَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وَأَشْبَاهَهَا مِنَ الْقُرْآنِ)). [الصحيحة: ٢٩١٩]

سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل بنا کر بھیجا تو آخری بات' جو مجھ سے فرمائی' یہ تھی: "لوگوں کو خفیف نماز پڑھانا۔" بلکہ سورۂ اعلی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾' اور سورۂ علق ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ اور اس کی قسم کی سورتوں کی تلاوت کرنے کا تعین کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۹۔ احمد (۴/ ۲۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۸۳۵۳)

فوائد: یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے' امام کو چاہیے کہ وہ مقتدیوں کی مصلحتوں کا خیال رکھے' لیکن مقتدیوں کو بھی خواہ مخواہ واویلا کرنے سے بچنا چاہیے' اگر انھیں امام پر یہ شکوہ ہے کہ یہ طویل نماز پڑھاتے ہیں تو وہ سب سے پہلے احادیث کی روشنی میں امام کی طوالت کو سمجھیں' اگر نبی کریم ﷺ نے امام کو اتنی طوالت اختیار کرنے کی اجازت دی ہو تو مقتدیوں کا اعتراض بے جا ہوگا۔ بہر حال امام صاحب بصیرت ہو اور وہ درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرتے ہوئے انھیں اعلی قول و کردار کا مالک بنا دے۔

لا توضع شيئ للسجود

سجدہ کرنے کے لیے کوئی بھی چیز نہیں رکھی جائے گی

٦٣٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَرِيْضاً وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى عُوْدٍ، فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْعُوْدِ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَطَرَحَ الْعُوْدَ وَأَخَذَ وِسَادَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهَا عَنْكَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى الْأَرْضِ وَإِلَّا فَأَوْمِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے ایک صحابی' جو بیمار تھے' کی تیمار داری کرنے کے لئے تشریف لے گئے' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا' جب اس کے پاس پہنچے تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) وہ ایک لکڑی پر نماز پڑھ رہا ہے اور (سجدہ کرتے وقت) اپنی پیشانی اس پر ٹیکتا ہے' آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور لکڑی کو پھینک دیا' اس نے تکیہ پکڑ لیا' آپ ﷺ نے

إِيْمَاءً، وَاجْعَلْ سُجُوْدَكَ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِكَ)). [الصحيحة:۳۲۳]

فرمایا: ”اس کو ہٹا دے، اگر تجھے زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت ہے تو ٹھیک، وگرنہ اشارے سے نماز پڑھ اور سجدوں کے لئے رکوع کی نسبت زیادہ جھک۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۳- طبرانی فی الکبیر (۱۳۰۸۲)، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بیہقی (۲/ ۳۰۶) عن جابر رضی اللہ عنہ

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کوئی مریض سجدے کی ادائیگی اس کی اصل حالت میں زمین پر نہیں کر سکتا تو وہ تکیہ یا ٹیبل وغیرہ کا استعمال نہ کرے، کیونکہ سجدہ کرنے کے صرف دو طریقے ہیں: (۱) زمین، جو کہ اصل طریقہ ہے اور (۲) اشارے سے، جو کہ مجبوری کی وجہ سے ہے۔

باب: النهي عن التقبيل عن اللقاء

باب: ملاقات کے وقت بوسہ لینے کی ممانعت

٦٤٠- ((لَا وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا، يَعْنِي: لَايَنْحَنِيْ لِصَدِيْقِهِ وَلَا يُقَبِّلُهُ حِيْنَ يَلْقَاهُ)) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدُنَا يَلْقَى صَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنْ شَاءَ)) هٰذَا السِّيَاقُ لِأَحْمَدَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيِّ، لٰكِنْ لَيْسَ عِنْدَهُ ((إِنْ شَاءَ)). [الصحيحة: ١٦٠]

”نہیں، البتہ مصافحہ کر لیا کرو، یعنی کوئی آدمی بوقتِ ملاقات اپنے دوست کے لئے نہ جھکے اور نہ اس کا بوسہ لے۔“ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا اسے اس کے لئے جھکنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے پھر پوچھا: کیا اس کا معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے سہ بارہ پوچھا: کیا اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، اگر چاہے تو۔“ یہ سیاقِ حدیث امام احمد کا روایت کردہ ہے، امام ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے، البتہ اس کی روایت میں "إِنْ شَاءَ" (اگر چاہے تو) کے الفاظ نہیں ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۰- ترمذی (۲۷۲۸)، ابن ماجه (۳۷۰۲)، احمد (۳/ ۱۹۸)، بیہقی (۷/ ۱۰۰)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں دو امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) ملاقات کے وقت جھکنا (۲) معانقہ، جس کے ساتھ بوسہ بھی لیا جائے۔ یاد رہے کہ ملاقات کے وقت معانقہ، جس کے ساتھ بوسہ نہ لیا جائے، درست ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم (عام) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے۔ (الاوسط للطبرانی بحوالہ صحیحہ: ۱/ ۳۰۱) اور مختصر الشمائل میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ابن تیہان کے باغ میں گئے تو اس نے آپ ﷺ سے معانقہ کیا تھا۔ (صحیحہ: ۱/ ۳۰۲) امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بلاشبہ اولاد اور بیویوں کو بوسہ دینا درست ہے............ اسی طرح کسی کے ہاتھ پر بھی بوسہ دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ احادیث و آثار میں ثابت ہے، لیکن اس معاملے میں تین امور کا خیال رکھنا چاہئے: (۱) اس کو عادت ہی نہ بنا لیا جائے۔ (۲) جس کے ہاتھ کا بوسہ لیا جائے وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے (۳) کہیں ایسا نہ ہو اس کی وجہ سے مصافحہ جیسی سنت مفقود ہو جائے۔ (صحیحہ: ۱/ ۳۰۰ اور ۳۰۲)

فضل وصل الصف

صف کو ملانے کی فضیلت کا بیان

٦٤١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ خُطْوَةٍ مَشَاهَا رَجُلٌ إِلَى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا)). [الصحيحة:٢٥٣٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷜ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو نماز میں (صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے معاملے میں) نرم کندھوں والے ہوتے ہیں۔ اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شگاف کو پر کرنے کے لئے چلا جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۵۲۱۳)' البزار (الکشف : ۵۱۲)' مختصراً

فوائد: دو احکام ثابت ہوئے: (۱) نماز میں صف بندی کے وقت مل کر کھڑے ہونا (۲) صف کو پر کرنے کی خاطر چلنے والے قدم کی فضیلت۔ سیدنا انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے: (تراصوا واعتدلوا۔) [مسلم] یعنی: ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷜ ایک فیصلہ کن حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو' کندھوں کو برابر کرو' خلا پر کرو' اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ' شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو' جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملا لے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔ [ابوداود] مذکورہ بالا اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث کے باوجود بعض لوگ مساجد میں نہ صرف صف بندی سے پرہیز کرتے ہیں' بلکہ اگر ایسے کیا جائے تو چڑتے ہیں اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

٦٤٢۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ بُيُوتُهُنَّ)). [الصحيحة:١٣٩٦]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھر ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۶۔ احمد (۶/ ۳۰۱)' ابن خزیمة (۱۶۸۴)' حاکم (۱/ ۲۰۹)

فوائد: یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے کہ عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے' لیکن شریعت نے انھیں مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔

الصلاة ثلاثة اثلاث

نماز تین حصوں پر مشتمل ہے

٦٤٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷜، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: الطُّهُوْرُ ثُلُثٌ، وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ، فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ)).

سیدنا ابوہریرہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز تین حصوں پر مشتمل ہے: ایک تہائی طہارت ہے' ایک تہائی رکوع ہے اور ایک تہائی سجدے ہیں۔ جس نے نماز کو کما حقہ ادا کیا اس کے بقیہ اعمال بھی مقبول ہوں گے اور جس کی نماز مردود ہو گئی' اس کے بقیہ اعمال بھی رائیگاں جائیں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۷۔ البزار (الکشف : ۳۴۹)

فوائد: اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے کہ طہارت، رکوع اور سجود نماز کے اہم ترین ارکان ہیں اور ان کے بغیر کسی صورت میں نماز مقبول نہیں ہوگی، یاد رہے کہ اس حدیث سے تکبیرِ تحریمہ، قیام، تشہد اور سلام وغیرہ کی فرضیت و اہمیت میں کوئی کمی نہیں آ رہی، اس سے صرف تین ارکان کی اہمیت کو ثابت کیا جا رہا ہے کہ طہارت مکمل کر کے نماز میں رکوع و سجود جیسے ارکان اطمینان و اعتدال کے ساتھ ادا کیے جائیں، نہ کہ جلد بازی میں۔

ومن افضل الاعمال الصلاة لوقتها

نماز وقت پر پڑھنا افضل اعمال میں سے ہے

٦٤٤۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: ((اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ))

ایک صحابیٔ رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بروقت نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اور جہاد کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۸۹۔ احمد (۵/ ۳۶۸)، دارقطنی (۱/ ۲۴۶۔ ۲۴۷)، حاکم (۱/ ۱۸۹)، بخاری (۵۲۷) و مسلم (۸۵)، من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، اللہ تعالی ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الصلوات الخمس والجمعة كفارات

پانچ نمازیں اور جمعہ گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں

٦٤٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَااجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)).

[الصحیحة: ۱۹۲۰]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ، اگلے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جو ان کے درمیانے وقفوں میں سرزد ہوں، جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے اور (جمعہ) مزید تین دنوں میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بھی بنتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۰۔ ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۲۴۹، ۲۵۰)، البزار الکشف: ۳۴۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ نمازوں کی ادائیگی جہاں اللہ تعالی کے فریضہ کی تکمیل اور اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے، وہاں گناہوں کے جھڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔

٦٤٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ: مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، إِذَا اُجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ)).

[الصحیحة: ۳۳۲۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، جمعہ، جمعہ تک اور ماہِ رمضان، اگلے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جو ان کے درمیانی وقفوں میں سرزد ہوں، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۲۔ احمد (۲/ ۴۰۰)، مسلم (۲۳۳)، بیہقی فی الشعب (۳۶۱۹)

باب: وجوب وضع الانف في السجود

باب: سجدوں میں ناک نیچے لگانی واجب ہے

٦٤٧ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ يَسْجُدُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَلَا يَضَعُ أَنْفَهُ، قَالَ: ((ضَعْ أَنْفَكَ يَسْجُدْ مَعَكَ)).

[الصحيحة:١٦٤٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس آئے جو اپنے چہرے پر سجدہ تو کر رہا تھا لیکن اس کی ناک زمین پر نہیں لگ رہی تھا' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنی ناک کو بھی (زمین پر) رکھ دے' تا کہ وہ بھی تیرے ساتھ سجدہ کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۴۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۱۹۲۔ ۱۹۳)' بیھقی (۱۰۴۰۲)' معلقا

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امرت ان اسجد علی سبعة اعظم: الجبهة ۔ واشار بیده علی انفه ۔ والیدین والرکبتین واطراف القدمین۔) [بخاری' مسلم] یعنی: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی پر۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا۔ اور دو ہاتھوں پر اور دو گھٹنوں پر اور پاؤں (دو پنجوں) پر۔ (بخاری' مسلم) بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاصلاة لمن لایصیب انفه من الارض ما یصیب الجبین۔) [دارقطنی' طبرانی] یعنی: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں' جس کی ناک زمین کے اس حصے پر نہ لگے' جس پر پیشانی لگ رہی ہو۔

فضل تأخير العشاء

عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان

٦٤٨ـ عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِيَ فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ (بُطْحَانَ) وَالنَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ أَنَا وَأَصْحَابِي، وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهٖ، فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: ((عَلٰى رِسْلِكُمْ! أَبْشِرُوْا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ: أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرَكُمْ)) أَوْ قَالَ: ((مَا صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ)) لَايَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ؟!

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور کشتی میں میرے ساتھ آنے والے ساتھیوں نے وادی بقیع بطحان میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ مدینہ میں فروکش تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ باری باری ہر روز آپ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء ادا کرنے کے لئے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے۔ جس دن میں اور میرے ساتھی آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ کسی کام میں مصروف تھے' اس لئے نماز عشا کو موخر کرتے رہے' یہاں تک کہ (تقریباً) نصف رات گزر گئی۔ (بالآخر) نبی کریم ﷺ تشریف لائے' نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے فرمایا: ''ذرا ٹھیرو! خوش ہو جاؤ' اللہ تعالی نے تم پر انعام کیا ہے' تمھارے علاوہ کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھ رہا ہو۔'' یا فرمایا: ''تمھارے علاوہ کسی نے بھی یہ نماز (اس وقت میں) نہیں پڑھی۔'' راوی کو یاد نہیں رہا

قَالَ أَبُو مُوسٰى: فَرَجَعْنَا فَرِحِيْنَ بِمَا سَمِعْنَا مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْلُهُ: (ابْهَارَّ) أَيْ: انْتَصَفَ، وَبُهْرَةُ كُلِّ شَيْءٍ: وَسْطُهُ۔ وَقِيْلَ: (ابْهَارَّ اللَّيْلُ): إِذَا طَلَعَتْ نُجُوْمُهُ وَاسْتَنَارَتْ، وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ۔ [الصحيحة:٣٩٦٩]

کہ آپ ﷺ نے کون سا جملہ ارشاد فرمایا تھا۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ہم خوشی خوشی میں گھر لوٹے۔ حدیث میں لفظ "اِبْهَارَّ" کے معانی ''نصف ہونے'' کے ہیں، ہر چیز کے وسط کو "بُهْرَةٌ" کہتے ہیں۔ لیکن ایک قول کے مطابق "اِبْهَارَّ اللَّيْلُ" اس وقت کہا جاتا ہے جب ستارے طلوع ہو کر چمکنے لگ جائیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ مستعمل ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۹۔ بخاری (۵۶۷)، مسلم (۶۴۱)، ابوعوانة (۱/ ۳۶۳۔ ۳۶۴)

فوائد: عام نمازوں اور دوسری نیکیوں کے بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ ان کو پہلے وقت میں اور پہلی فرصت میں جلد از جلد ادا کیا جائے، لیکن عشاء کی نماز کے بارے میں شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا نہ صرف افضل ہے، بلکہ اس امت کا خاصہ بھی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیکیوں کی توفیق ہونا اور اس امت کو سابقہ امتوں کی نسبت مخصوص نیکیاں کرنے کا موقع ملنا اللہ تعالی کا احسانِ عظیم ہے، یعنی جو جتنا نیک ہوگا، اسی قدر وہ اللہ تعالی کا زیادہ سے زیادہ ممنون ہوگا۔

التشهد في كل ركعتين

ہر دو رکعت میں تشہد ہے

٦٤٩۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيْمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ)). [الصحيحة:٢٨٧٦]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھنا ہے اور پیغمبروں اور ان کے پیرو اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی کے نزول کی دعا کرنا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۶۷)

فوائد: تین یا چار رکعتی نماز میں ہر دو رکعتوں کے بعد درمیان تشہد پڑھنا اسی حدیث کا مصداق ہے، لیکن یہ قانون تین اور پانچ وتر کے بارے میں نہیں ہے، کیونکہ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں وتر کی تین اور پانچ رکعتیں درمیانے تشہد کا وقفہ کیے بغیر لگاتار ادا کی جائیں گی۔

الفجر فجران

فجر کی دو قسمیں ہیں

٦٥٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْفَجْرُ فَجْرَانِ: فَجْرٌ يَحْرُمُ فِيْهِ الطَّعَامُ، وَتَحِلُّ فِيْهِ الصَّلَاةُ، وَفَجْرٌ تَحْرُمُ فِيْهِ الصَّلَاةُ، وَيَحِلُّ فِيْهِ الطَّعَامُ)). [الصحيحة:٦٩٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم (جسے فجرِ صادق کہا جاتا ہے) اس میں (سحری کا کھانا) کھانا حرام ہوتا ہے اور نمازِ (فجر) پڑھنا درست ہوتا ہے اور ایک قسم (جسے فجرِ کاذب کہا جاتا ہے) میں نمازِ (فجر) کی ادائیگی حرام ہوتی ہے اور (سحری کا کھانا) کھانا

درست ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۶۹۳۔ ابن خزيمة (۳۵۶)' حاكم (۱/ ۴۲۵)

فوائد: فجر کی دو اقسام ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ نمازِ فجر اور روزہ کے وقت کی ابتدا فجرِ صادق سے ہوتی ہے' فجر کاذب تو رات کا ہی حصہ ہے' جس میں سحری کرنا جائز ہوتا ہے اور نماز فجر ادا کرنا حرام۔ اگلی حدیث میں ان دونوں کی اقسام کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

باب: صفة فجر الصادق الذی تحل به الصلاة

باب: صبح صادق کی نشانی (پہچان) جس کے بعد نماز فجر درست ہے

۶۵۱۔ عَنْ جَابِرٍ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْفَجْرُ فَجْرَانِ، فَجْرٌ يُقَالُ لَهُ: ذَنْبُ السَّرْحَانِ، وَهُوَ الْكَاذِبُ يَذْهَبُ طُوْلاً، وَلَا يَذْهَبُ عَرْضاً، وَالْفَجْرُ الآخَرُ يَذْهَبُ عَرْضاً وَلَا يَذْهَبُ طُوْلاً)). [الصحيحة: ۲۰۰۲]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک فجرِ کاذب ہے' جس میں روشنی بھیڑیے کی دم کی طرح اونچائی کو اٹھتی ہے' نہ کہ چوڑائی میں اور دوسری فجرِ (صادق) ہے جس میں روشنی عرضاً پھیلتی ہے' نہ کہ طولاً۔''

تخریج: الصحيحة ۲۰۰۲۔ حاكم (۱/ ۱۹۱)' بيهقى (۱/ ۳۷۷)

دخول الجنة بمحافظه صلوات الخمس

پانچوں نمازوں کی حفاظت سے جنت میں داخلہ ہوگا

۶۵۲۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. افْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدتُّ عِنْدِي عَهْداً: أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ، أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)). [الصحيحة: ۴۰۳۳]

سیدنا ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ جو آدمی ان کی ان کے وقت میں محافظت کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا اس کو (بخشنے کا) میرا کوئی معاہدہ نہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۴۰۳۳۔ ابن ماجه (۱۴۰۳)' ابو داود (۴۳۰)' ابن نصر فى قيام الليل (ص: ۱۱۳)

فوائد: بے نمازی تو کجا' جو آدمی نمازوں کی باقاعدگی سے محافظت نہیں کرتا' یعنی بسا اوقات ادا کر لیتا ہے اور بسا اوقات چھوڑ دیتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے عہد وضمانت سے خارج ہو جاتا ہے۔ پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی جنت میں داخلے کا بہت بڑا سبب ہے۔

ومن صفة السجدة

سجدہ کی حالت کا بیان

۶۵۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ((كَأَنِّي

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا میں (اب بھی) رسول اللہ

أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ كَشْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ)). [الصحيحة:٣١٩٥]

ﷺ کے پہلو کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں' اس حال میں کہ آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۵۔ احمد (۳/ ۱۵)' ابن سعد (۱/ ۴۲۱)

فوائد: مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ سجدہ کے دوران بازوؤں کو جسم سے دور اور زمین سے اٹھا کر رکھنا چاہئے' صحیح بخاری میں یہ مسئلہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

التكبير عند ارادة السجدة

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنے کا بیان

٦٥٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ كَبَّرَ ثُمَّ يَسْجُدُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْقَعْدَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَامَ)). [الصحيحة:٦٠٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے' پھر سجدہ کرتے اور جب درمیانی قعدہ بیٹھنے کے بعد اٹھنے (کا ارادہ کرتے) تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے' پھر اٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۴۔ ابویعلی (۶۰۲۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ تکبیرات الانتقال دوسری حالت میں منتقل ہونے کی ابتدا میں ہی کہی جاتی ہیں' بعض احباب کا خیال ہے کہ اماموں کو چاہئے کہ وہ دوسری حالت میں منتقل ہو چکنے کے بعد تکبیر یا سمع اللہ...... کہیں تاکہ مقتدی اپنے اماموں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ امتِ مسلمہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خیر خواہ نہیں ہیں' جب تک نبوی منہج کے مطابق تربیت نہیں کی جائے گی' اس وقت تک فلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مقتدیوں پر اصل مسئلہ کی وضاحت کر کے ان کو امام کی اقتدا کا پابند بنائیں' جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہوتے تھے تو وہ جہاں آپ ﷺ کی تکبیرات کا انتظار کرتے وہاں ممکنہ صورت میں آپ ﷺ کے وجود پر بھی نظر رکھتے تھے' یہی وجہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سجدے میں اپنے پیشانی رکھ دیتے تھے تو پھر ہم سجدہ کے لئے جھکنا شروع کرتے تھے۔ لہٰذا ائمہ حضرات لوگوں کی تربیت اس طرح کریں کہ تکبیرات الانتقال کے بعد وہ کتنا انتظار کر کے امام کی اتباع کریں۔

ومن دعاء الاستفتاح الصلاة

نماز شروع کرنے کی دعا کا بیان

٦٥٥۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ)). [الصحيحة:٢٩٩٦]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو پڑھتے: "اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' تیرا نام بابرکت ہے' تیرا مرتبہ بلند ہے اور ما سوائے تیرے کوئی معبودِ (برحق) نہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۶۔ طبرانی فی الدعاء (۵۰۶)' دار قطنی (۱/ ۳۰۰)' ابن ابی حاتم فی العلل (۳۷۴)' معلقا

فوائد: تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے۔

الصلاة أول فريضة بعد الإسلام

اسلام قبول کرنے کے بعد نماز سب سے پہلا فرض ہے

٦٥٦۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ [طَارِقِ بْنُ أَشْيَمَ] قَالَ: ((كَانَ إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ، كَانَ أَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلَاةَ، أَوْقَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ)). [الصحيحة: ٣٠٣٠]

ابو مالک اشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم سے بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۰۔ البزار (الکشف: ۳۳۸)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۸۶)

فوائد: چونکہ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے' اس لئے قبولیتِ اسلام کے بعد اسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

الأمر بالصلاة

نماز کا حکم کرنے کا بیان

٦٥٧۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَعْجَبَهُ نَحْوُ الرَّجُلِ أَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٢٩٥٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو کسی آدمی کا نیکی کا ارادہ پسند آتا تو اسے نماز کا حکم دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۳۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۸۰)' البزار (۷۱۲۔ الکشف)' ابونعیم فی الحلیة (۱/ ۳۴۳)

فوائد: چونکہ نماز خصائل حمیدہ اور صفاتِ حسنٰی کی بنیاد ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے' جس آدمی کی عادات و خصائل پہلے سے اچھے ہوں تو وہ نماز کی ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے' تاکہ اس کی یہ اچھی صفات محفوظ رہیں' وگرنہ سرے سے ان کے مفقود ہو جانے کا یا ان کے اجر و ثواب کے ضائع ہونے کا مکمل خطرہ ہوگا۔

ومن سؤال الرويا بعد صلاة الغداة

فجر کی نماز کے بعد خواب کے بارے میں سوال کرنا

٦٥٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ: هَلْ رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ وَيَقُولُ: لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)). [الصحيحة: ٤٧٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو پوچھتے: ''کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اور مزید فرماتے: ''نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے نیک خواب کے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۷۳۔ مالك فی الموطا (۲/ ۱۹۵۶۔ ۹۵۷)' ابوداود (۵۰۱۷)' احمد (۲/ ۳۲۵)' (۴/ ۳۹۰۔ ۳۹۱)

فوائد: جبکہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت سے صرف مبشرات ہی باقی رہ گئی ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب'' ابن التین نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی موت سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور وحی کے بعد صرف خواب ہی ہے جس کے ذریعے مستقبل میں ہونے والی کسی چیز کا علم ہو سکتا ہے۔ [فتح الباری: ۱۲/ ۴۶۵] دراصل نیک خواب کسی اچھی چیز کی پیشین گوئی ہوتی ہے اور پیشین گوئی کرنا نبوت کا خاصہ ہے' جو

وحی کے ذریعے ہوتا ہے' اس اعتبار سے نیک خواب اور نبوت میں مماثلت پائی جاتی ہے' جس کی بناء پر آپ ﷺ نے نیک خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا۔

باب: الاشارة بالاصبع فی التشهد

باب: انگلی سے اشارہ صرف تشہد میں ہی ہے

٦٥٩۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ((كَانَ ا إِذَا جَلَسَ فِي الثِّنْتَيْنِ أَوْفِي الْأَرْبَعِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ)).

[الصحيحة:٢٢٤٨]

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ دو یا چار رکعات کے بعد بیٹھتے تو اپنا ہاتھ گھٹنے پر رکھ دیتے اور (شہادت والی) انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۸۔ نسائی (۱۱۶۲)' بیہقی (۲/ ۱۳۲)' مسلم (۵۷۹)

فوائد: ثابت ہوا کہ دورانِ تشہد شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا جائے گا' لیکن ذہن نشین رہے کہ مکمل تشہد' وہ پہلا ہو یا دوسرا' کے دوران انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَدْعُوْ بِهَا)۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) ترپن کی گرہ بنا کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ ......۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تشہد کے لئے بیٹھ جاتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تنبیہ: تشہد میں صرف "اَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے کے وقت انگلی سے اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

القنوت فی صلاة الصبح بعد الركوع

فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا بیان

٦٦٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ قَنَتَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو دعائے قنوت کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۱۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۱۳۲)' مسلم (۶۷۵)' بخاری (۸۴)

فوائد: جب امتِ مسلمہ پر دشمنوں کی طرف سے کوئی اجتماعی مصیبت آپڑتی تھی تو آپ ﷺ فرض نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ کرتے تھے' آج بھی یہ برقرار ہے اور ضرورت کے وقت اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

إقامة الصلب فی الركوع

رکوع میں پیٹھ (کمر) کو سیدھا کرنے کا بیان

٦٦١۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا رَكَعَ

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اس

لَوْصُبَّ عَلٰى ظَهْرِهٖ مَاءٌ لَاسْتَقَرَّ)). [الصحيحة: ۳۳۳۱]

انداز میں) رکوع کرتے کہ اگر آپ ﷺ کی کمر پر پانی انڈیلا جاتا تو وہ بھی ٹھہرا رہتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۱۔ ابن ابی حاتم فی العلل (۱/ ۱۴۲)، بحشل فی تاریخ واسطه (۲۴۷)

فوائد: یہ صرف نبی کریم ﷺ کا فعل ہی نہیں، جو کہ مسلمان کے کافی وشافی ہی ہوتا ہے، بلکہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتجزیء صلاة الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود۔) [ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ] یعنی: ''ایسی نماز کفایت نہیں کرتی جس کے رکوع وسجدہ میں آدمی اپنی پیٹھ (بالکل) سیدھی نہ کرے۔ اس سنت لازمہ پر عمل کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب آدمی اعتدال اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

ومن مقدار الجلوس بعد السلام

سلام پھیرنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار کا بیان

۶۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)). [الصحيحة: ۲۰۷۴]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو اس دعا کے پڑھنے کے بقدر بیٹھتے تھے: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، اے جلال و اکرام والے! تو بابرکت ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۷۴۔ مسلم (۵۹۲)، ابویعلی (۴۷۲۰)، ابن منده فی التوحید (۲۰۹)

فوائد: بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے اس دعا کی مقدار سے زیادہ دیر بیٹھنا ثابت ہے، اس لئے اس حدیث کو اگر اس کے ظاہری معنی پر محمول کریں تو معنی یہ ہوگا کہ کبھی کبھار آپ ﷺ اتنے مختصر وقت کے لئے ہی بیٹھتے تھے اور اگر زیادہ دیر بیٹھنے پر دلالت کرنے والی احادیث کو دیکھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر ''اللهم انت السلام ......'' کہتے اور پھر دائیں یا بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ومن القول مثل بالقول المؤذن سوى الحيعلتين

جس طرح مؤذن کہتا ہے اس طرح کہنا سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے

۶۶۳۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: ((كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَايَقُوْلُ، حَتّٰى إِذَا بَلَغَ (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)). [الصحيحة: ۲۰۷۵]

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مؤذن (کی اذان کی آواز) سنتے تو اسی طرح کہتے جس طرح وہ کہتا، جب وہ ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاة'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاح'' کہتا تو آپ ﷺ ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه'' (برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کہتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۷۵۔ احمد (۶/ ۹)، بغوی فی الجعدیات (۲۲۶۷)، نسائی فی العمل (۴۱)

فوائد: آپ ﷺ نے مؤذن کے کلمات دوہرانے کی تعلیم دی ہے اور اس پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی نشاندہی بھی فرمائی

ہے' تمام کلمات مؤذن کے کہنے کی طرح ہی دوہرائے جائیں' سوائے "حي على الصلاة" اور "حي على الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوة الا بالله" کہا جائے گا۔ جہاں شیطان اذان کی آواز سن کر بے ہنگم سے انداز میں کسی ایسے مقام کی طرف بھاگنا شروع کر دیتا ہے' وہاں ہمیں عاجزی و انکساری' صدق و صفا اور ایمان و ایقان کے ساتھ وہی کلمات دوہرانے چاہئیں اور پھر ان کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

تطوع النبي ﷺ بالنهار

نبی ﷺ کی دن کی نفلی نماز کا بیان

٦٦٤۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَاتُطِيقُوْنَهُ، قَالَ: قُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذُ مِنْهُ مَا أَطَقْنَا قَالَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ أَمْهَلَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. مِقْدَارُهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا. مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. مِقْدَارُهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ. قَامَ فَصَلّٰى أَرْبَعاً، قَبْلَ الْعَصْرِ، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، [يَجْعَلُ التَّسْلِيمَ فِي آخِرِهِ])). [الصحيحة:٢٣٧]

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم کی نفلی نماز' جو وہ دن کو پڑھتے تھے' کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: بلاشبہ تم لوگوں میں وہ نماز ادا کرنے کی سکت نہیں۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں بتلا تو دیں' ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق عمل کر لے گا۔ انھوں نے کہا: جب آپ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو (مزید) نماز پڑھنے سے رک جاتے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا اور مشرق میں اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ نمازِ عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے' اس وقت میں آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے' پھر ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سورج مشرق کی جانب اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ مغرب کی طرف بوقتِ ظہر ہوتا ہے' آپ ﷺ اس وقت میں چار رکعتیں پڑھتے' پھر سورج ڈھلنے کے بعد قبل از ظہر چار' بعد از ظہر دو اور قبل از عصر چار رکعات پڑھتے' (چار رکعات نماز میں) ہر دو رکعتوں کے بعد مقرب فرشتوں' نبیوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں کے لئے سلامتی کی دعا کر کے فاصلہ کرتے اور آخری رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۔ احمد (۱/ ۸۵)' ترمذی (۴۲۴' ۴۲۹)' نسائی (۸۷۵)' ابن ماجه (۱۱۶۱)

فوائد: ظاہر یہی ہے کہ نماز اشراق ہی ہوگی' جس کو تاخیر سے گرمی میں پڑھا جائے تو "صلاة الاوابين" کہلاتی ہے۔

٦٦٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:٢٩٥٤]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو اسی جائے نماز میں طلوعِ آفتاب تک چار زانو ہو کر بیٹھے رہتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۴۔ ابو داود (۴۸۵۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۸۸۵)

فوائد: نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب تک جائے نماز میں بیٹھے رہنا بہت زیادہ اجر وثواب والا عمل ہے' علی الاطلاق جب فرض نماز کے بعد نمازی اسی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کی بخشش' اس کے لئے رحمت اور قبولیتِ توبہ کی دعا تو کرتے ہی ہیں' لیکن نمازِ فجر کے بعد بیٹھے رہنا انتہائی افضل عمل ہے' جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی' پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہا' پھر دو رکعت نماز (ضحیٰ) ادا کی تو اسے مکمل' مکمل اور مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ (صحیحہ: ۳۴۳۰)

القوة والتوفيق بيد الله

٦٦٦۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى هَمَسَ فَقَالَ: أَفَطِنْتُمْ لِذٰلِكَ؟ إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ جُنُوداً مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: مَنْ يُكَافِي هٰؤُلَاءِ أَوْ مَنْ يُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ؟ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنِ اخْتَرْ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ: أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ، أَوِ الْجُوعَ، أَوِ الْمَوْتَ فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالُوْا: نَكِلُ ذٰلِكَ إِلَيْكَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ. فَقَامَ فَصَلّٰى، وَكَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا، فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: يَارَبِّ أَمَّا الْجُوْعُ أَوِ الْعَدُوُّ، فَلَا وَلٰكِنَّ الْمَوْتَ فَسَلِّطْ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفاً فَهَمْسِي الَّذِي تَرَوْنَ أَنِّي أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ)).

[الصحيحة: ١٠٦١]

طاقت اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے اور (ہم سے) پوچھا: ''تمھیں کوئی سمجھ آئی ہے؟ دراصل میں نے سابقہ انبیاء میں سے ایک ایسے نبی کا ذکر کیا جسے اس کی قوم میں سے کئی لشکر دیئے گئے تھے' اس نبی نے کہا: کون ہے جو ان کے ہم پلہ ہوگا یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کرے گا؟ یا اس قسم کی بات کی۔ اللہ تعالی نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے اِن تین چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر: میں ان پر ان کا دشمن مسلط کر دوں یا بھوک کو یا موت کو؟ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے جواب دیا: آپ اللہ کے نبی ہیں' اس لئے ہم یہ معاملہ آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے کہا: اے میرے رب! نہ بھوک مسلط کر اور نہ دشمن' چلو موت سہی۔ اللہ تعالی نے ان پر تین دنوں کے لئے موت کو مسلط کر دیا۔ ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ چنانچہ چپکے چپکے یہ کلمات' جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے' کہتا ہوں: اے اللہ! میں تیری توفیق سے لڑتا ہوں' تیری توفیق سے کسی سے مقابلہ کرتا ہوں اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر تیری ہی توفیق سے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۱۔ ابن نصر فی الصلاۃ (۲۰۹)' احمد (۴/ ۳۳۳' ۶/ ۱۶)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ آدمی کو یہی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اس کی صلاحیتوں' لیاقتوں' اہلیتوں' قابلیتوں'

عزتوں اور مالوں کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' کسی کو کسی صفت کی بنا پر فخر و ناز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

باب: مشروعية القبض في القيام الذي قبل الركوع دون الذي بعده

باب: رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھنے کی مشروعیت کا بیان نہ کہ بعد از رکوع

۶۶۷۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ عَلَى شِمَالِهِ بِيَمِينِهِ)). [الصحيحة:٢٢٤٧]

علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۴۷- يعقوب الفسوى فى المعرفة (۳/ ۱۲۱)' بيهقى (۲/ ۲۸)' طبرانى فى الكبير (۲۲/ ۹)' نسائى (۸۸۸)

مشروعية الركعتين الخفيفتين قبل التهجد

نماز تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھنے کا بیان

۶۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَا إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَهَجَّدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)). [الصحيحة: ٣١٩٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو دو خفیف سی رکعتوں سے آغاز کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۹۹- ابو عوانة (۲/ ۳۳۱)' ابن ابى شيبة (۲/ ۲۷۳)' بيهقى (۳/ ۶)' ابو داود (۱۳۲۳) مرفوعا من قوله ﷺ

فوائد: رات کی نماز کی ابتدا دو خفیف سی رکعتوں سے کرنی چاہئے' پھر طویل قیام کرنا چاہئے۔

ومن دعاء الركوع والسجود

رکوع اور سجود کی دعا کا بیان

۶۶۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ: ((كَانَ إِذَا كَانَ رَاكِعاً أَوْ سَاجِداً، قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة:٢٠٨٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع یا سجدے کی حالت میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔"

تخریج: الصحيحة ۲۰۸۴- طبرانى فى الكبير (۱۰۳۰۲)' احمد (۱/ ۳۸۸)' ابو يعلى (۵۲۳۰)

فوائد: ہمارے ہاں تکبیر تحریمہ کے بعد' رکوع میں' رکوع کے بعد' سجدے میں اور سلام سے پہلے' ان مقامات پر معمول کے مطابق صرف اور صرف ایک ایک دعا پڑھی جاتی ہے' جبکہ آپ ﷺ سے ان تمام مقامات پر مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں' یاد رہے کہ مختلف دعائیں پڑھنے سے خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے' مثال کے طور پر سجدے کی مختلف دعاؤں میں سے چند ایک یہ ہیں: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (مسلم) میرا پروردگار پاک ہے' جو بلند و بالا ہے۔ کم از کم تین دفعہ کہنا مستحب ہے۔ (ابوداود' ابن ماجہ) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ. (مسلم) نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ

وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ. (مسلم) اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔

باب: السفر الذی یجیز القصر

۶۷۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيْدَ الْهُنَائِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ۔ وَكُنْتُ أَخْرُجُ إِلَى الْكُوفَةِ فَأُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أَرْجِعَ؟ فَقَالَ أَنَسٌ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ (شَكَّ شُعْبَةُ) قَصَرَ الصَّلَاةَ. وَفِي رِوَايَةٍ: (صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ)).

[الصحيحة:۱۶۳]

باب: مسافت سفر جس میں قصر کرنا جائز ہے

یحیی بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ میں جب کوفہ کی طرف سفر کرتا تو واپس آنے تک (ظہر، عصر اور عشا کی) دو دو رکعتیں پڑھتا۔ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ میل یا فرسخ کا شک شعبہ راوی کو ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۔ احمد (۳/ ۱۲۹)، بیہقی (۳/ ۱۴۶۰)، مسلم (۶۹۱)، ابو داود (۱۲۰۱)

فوائد: ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اور عربوں کا قدیم میل اڑھائی کلومیٹر کے برابر پڑتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تین فرسخ ۲۲، ۲۳ کلومیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔ قصر کی کم از کم حد کے بارے میں جتنے اقوال منقول ہیں، ان میں سب سے زیادہ قوی قول تین فرسخ والا ہے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، جو انتہائی واضح اور غیر مبہم ہے۔ یعنی جب کسی آدمی کا ارادہ ۲۲، ۲۳ کلومیٹر سفر کرنے کا ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی سے نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔ اس کے علاوہ سفر کے تعین کے جتنے اقوال پیش کئے جاتے ہیں، ان کی بنیاد مبہم دلائل، احتمالات اور غیر مرفوع روایات پر ہے۔ بعض احباب ہوائی جہاز اور موٹر کاروں جیسے سفر کے جدید اور سریع وسائل کی بنا پر اس مسافت کو کم سمجھ کر کہتے ہیں کہ آج کل قصر کی ضرورت نہیں، کیونکہ سفر میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے قوانین اٹل اور غیر متغیر ہیں، سائنسی ترقی کی کوئی آخری حد مقرر نہیں، نیز یہ یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی ہے کہ سائنسی وسائل کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا، کیونکہ بلاشک وشبہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ پھر آئے گا جس میں پرانے طرز کا انداز زندگی اپنایا جائے گا۔ لہٰذا زمانۂ حال کی ترقیوں کی وجہ سے شرعی مسائل پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

باب: من قصص الانبیاء

۶۷۱۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى هَمَسَ شَيْئًا لَا أَفْهَمُهُ، وَلَا يُخْبِرُنَا بِهِ قَالَ: أَفَطِنْتُمْ لِي؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْانبياءِ أُعْطِيَ جُنُوْدًا مِنْ قَوْمِهِ وفِي رِوَايَةٍ أُعْجِبَ بِأُمَّتِه فَقَالَ مَنْ

باب: ایک نبی کا قصہ (علیہ السلام)

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے، نہ میں سمجھ سکا اور نہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم سمجھ گئے ہو کہ میں کچھ کلمات کہتا ہوں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسے نبی کی یاد آئی جسے اپنی قوم میں سے کئی لشکر دیئے

يُكافي لِهٰؤُلاءِ؟ أَوْ مَن يَقُوْمُ لِهٰؤُلاءِ. أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْكَلَامِ (وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى: مَن يَّقُوْمُ لِهٰؤُلاءِ؟ وَلَمْ يَشُكَّ)) فَأَوْحٰى إِلَيْهِ أَن اخْتَرْ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ نُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوّاً مِنْ غَيْرِهِمْ، أَوِ الْجُوْعَ، أَوِ الْمَوْتَ، فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ،فَقَالُوا أَنتَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَكُلُّ ذٰلِكَ اِلَيْكَ خِرْ لَنَا فَقَامَ اِلَى الصَّلَاةِ وَكَانُوا اِذَا فَزِعُوْا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ، قَالَ:ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ!أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ، فَلَا أَوِ الْجُوْعُ، فَلَا، وَلٰكِنَ الْمَوْتَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، فَمَاتَ مِنْهُمْ [فِي يَوْمٍ] سَبْعُوْنَ أَلْفاً فَهَمَسِي الَّذِيْ تَرَوْنَ أَنِّي أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ أَحُوْلُ، وَبِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ)). [الصحيحة:٢٤٥٩]

گئے اس نے اپنی امت پر اتراتے ہوئے کہا: کون ہے جوان کے ہم پلہ ہوگا؟ یا کون ہے جوان کا مقابلہ کر سکے گا؟ یا اس قسم کی بات کی (ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں: کون ہے جوان کا مقابلہ کرے گا؟) اللہ تعالی نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے اِن تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر: ہم تیری امت پر ان کا دشمن مسلط کر دیں یا بھوک یا موت۔ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: تو اللہ کا نبی ہے معاملہ تیرے سپرد ہے تو خود اختیار کر لے۔ اس نے نماز شروع کر دی۔ جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالی کو منظور تھی پھر کہا: اے میرے ربّ: ان پر ان کے دشمن کو مسلط نہیں کرنا اور بھوک بھی نہیں چلو موت ہی سہی۔ اللہ تعالی نے ان پر موت مسلط کر دی ایک دن میں ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ یہ تھا میرا گنگنانا جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے میں نے کہا: اے اللہ! میں تو تیری توفیق سے حائل ہوتا ہوں تیری توفیق سے حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے لڑتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۵۹۔ احمد (۶/ ۱۶) ابن حبان (۱۹۷۵) و ترمذی (۳۳۴) مسلم (۳۰۰۵) موطلا دون الحدیث الاول و تقدیم برقم (٦٦٦)

فوائد: انسان کبھی اپنی اعلی سے اعلی صلاحیتوں کو اپنے کمال کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ قارون ایک باغی اور نافرمان انسان تھا لیکن اللہ تعالی نے اسے بے حد وحساب مال و دولت عطا کیا تھا جب اس نے یہ دعوی کیا کہ ﴿انما اوتیته علی علم عندی﴾ کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میری اپنی فہم و بصیرت اور علم و عقل کا نتیجہ ہے تو اللہ تعالی کو اس کا یہ دعوی اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے اس کو اور اس کے خزانوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ لہذا اگر کسی خاندان یا کسی فرد کو اس کی تعلیمی صلاحیتوں یا سماجی لیاقتوں وغیرہ کے ذریعے عزت ملی ہے تو وہ اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرے اور اس کے سامنے عام انسان کی نسبت زیادہ عاجزی و انکساری کا اظہار کرے۔

باب التامين برفع الصوت

بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان

٦٧٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ: رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: آمِيْنِ)) [الصحيحة:٤٦٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۴۔ ابن حبان (۱۸۰۶)' دارقطنی (۱/ ۳۳۵)' حاکم (۱/ ۲۲۳)' بیہقی (۲/ ۵۸)

فوائد: اس مسئلہ پر دلائل کی روشنی میں بحث ہو چکی ہے کہ جہری نمازوں میں امام اور مقتدی کو باآواز بلند آمین کہنا چاہیے۔

لا وضوء مما مست النار

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء نہیں ہے

٦٧٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيُصِيبُ مِنْهُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا تَوَضَّأَ وَلَا تَمَضْمَضَ)). [الصحيحة:٣٠٢٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہانڈی کے پاس سے گزرتے تو ہڈی' جس پر گوشت لگا ہوتا' نکال لیتے اور اس سے گوشت نوچتے' پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے' بلکہ پانی تک کو نہ چھوتے اور ایک روایت میں ہے: وضو کیا' نہ کلی کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۸۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۵۰)' احمد (۶/ ۱۶۱)' ابویعلی (۴۴۴۹)

فوائد: بلاشک وشبہ اگر کوئی کھانا وغیرہ کھا کر نماز ادا کرنی ہو تو کلی کر لینا افضل ہے' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا' پھر پانی منگوا کر کلی کی۔ فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ [بخاری' مسلم] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: (مضمضوا من اللبن) [ابن ماجہ] یعنی: دودھ پی کر کلی کیا کرو۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ کھانے کے بعد کلی کئے بغیر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

باب: جمع التقديم

باب: جمع تقدیم (دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع کرنا)

٦٧٤۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: ((كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعاً، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعاً، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ)). [الصحيحة:١٦٤]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک (کے سفر) میں تھے۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج کے ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ کر جاتے تو مغرب کو مؤخر کرتے' یہاں تک کہ اسے عشا کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروبِ آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشا کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۔ ابوداود (۱۲۲۰)' ترمذی (۵۵۳)' احمد (۵/ ۲۴۱' ۲۴۲)' بیہقی (۳/ ۱۶۳)

فوائد: سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے' بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا' ان کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں یعنی ظہر وعصر کو جمع کرنے کا

مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے' لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

ومن اداء الصلاة اذا ذكرها

نماز کو اس وقت ادا کرنا جب یاد آ جائے

٦٧٥۔ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ ﷺ فِي سَفَرِهِ الَّذِي نَامُوْا فِيهِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ)). [الصحيحة:٣٩٦]

عون بن ابو جحیفہ اپنے باپ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (صحابہ سمیت) سفر میں تھے' وہ سب کے سب (نمازِ فجر کے لئے بیدار نہ ہو سکے اور) طلوعِ آفتاب تک سوئے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو مُردوں (کی طرح) تھے' اللہ تعالی نے اب (وقت گزرنے کے بعد) تمھاری روحیں لوٹائی ہیں' (یاد رکھو کہ) جو آدمی نماز سے سو جائے تو جونہی وہ بیدار ہو پڑھ لے' اسی طرح جو آدمی نماز کو ادا کرنا بھول جائے تو جونہی اسے یاد آئے پڑھ لے۔''

تخريج: الصحيحة ٣٩٦۔ ابويعلى (٨٩٥)' ابن ابی شيبة (٢/ ٦٤)' والطبرانی فی الكبير كما فی المجمع (١/ ٣٢٢)

فوائد: جب آدمی بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود سویا رہ جاتا ہے تو جب اسے جاگ آئے وہ نماز پڑھے' اگرچہ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے' بھول جانا اور سو جانا شریعت کے ہاں مسلّم عذر ہیں۔ ہاں جو آدمی تاخیر سے بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد بھی نماز نہیں پڑھتا تو وہ اتنا ہی گنہگار ہو گا جتنا کہ وقت کے اندر جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کو ملتا ہے۔

ومن الركعتين قبل صلاة المغرب

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان

٦٧٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ ((كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَيَبْتَدِرُ لِبَابُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّوَارِيَ، يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، حَتَّى يَخْرُجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ [فَيَجِيْءُ الْغَرِيْبُ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهَا]، [وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيْرًا]))۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو برگزیدہ صحابہ کرام ستونوں کی طرف لپکتے اور (انھیں سترہ بنا کر) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے' جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ لوگ اتنی کثرت سے یہ دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی آدمی کو محسوس ہوتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد والی سنتیں ادا کر رہے ہیں)۔ اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔

تخريج: الصحيحة ٢٣٤۔ بخاری (٦٢٥)' احمد (٣/ ٢٨٠)' ابن نصر فی قيام الليل (ص: ٢٦)' مسلم (٨٣٧)' من طريق آخر عن انس رضی اللہ عنہ

ومن دعاء الركوع والسجود

رکوع وسجود کی دعا کا بیان

٦٧٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((كَانَ نَبِيُّكُمْ إِذَا كَانَ رَاكِعاً أَوْ سَاجِداً قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة:٣٠٣٢]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تمھارے نبی رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: ''تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰۳۲۔ البزار (۵۴۲۔ الكشف)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۰۲)' والاوسط (۳۹۶)' والدعاء (۵۹۳)' وتقديم برقم (٦٦٩)

فوائد: معلوم ہوا کہ رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: "سبحانك وبحمدك' استغفرك واتوب اليك۔"

باب: صلاة منسية ينبغي احياؤها

باب: چھوڑی ہوئی نماز جس پر عمل پیرا ہونا چاہیے

٦٧٨۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فَقَالَ: لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ مَسْرُوقاً يُصَلِّيهِمَا، لَكَانَ ثِقَةً، وَلٰكِنِّي سَأَلْتُ عَائِشَةَ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ ﷺ لَايَدَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)). [الصحيحة:٢٩٢٠، ٣١٧٤]

ابراہیم بن محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ انھیں کہا گیا (کہ یہ نماز کیوں پڑھتے ہو)؟ انھوں نے کہا: اگر میں یہ دو رکعتیں صرف اس لیے پڑھتا کہ میں نے مسروق کو انہیں پڑھتے دیکھا تو یہ بھی قابل اعتماد بات تھی۔ لیکن میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کی بابت سوال کیا؟ تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے دو اور عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا ترک نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۲۰' ۳۱۷۴' ابن ابی شیبة (۲/ ۳۵۲)' طحاوی (۱/ ۱۷۷)

فوائد: نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے' جب سورج بلند اور صاف رہتا ہے' پہلے تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔

كراهية الصلاة في اللحاف

چادر میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

٦٧٩۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِنَا)) [الصحيحة:٣٣٢١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری چادروں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

• **تخریج:** الصحيحة ۳۳۲۱۔ ابوداود (۶۴۵)' ترمذی (۶۰۰)' نسائی (۵۳۶۸)' حاکم (۱/ ۲۵۴)

باب من القنوت

قنوت نازلہ کا بیان

٦٨٠۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ لَايَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ، أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائے قنوت نہیں کرتے تھے مگر اس وقت جب کسی قوم کیلئے دعا یا بد دعا کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۶۳۹۔ ابن خزیمة (۶۲۰)، خطیب فی القنوت کما فی نصب الرایة (۲/ ۱۳۰)

فوائد: جب آپ ﷺ مظلوم مسلمانوں کے حق میں دعا اور دشمنانِ اسلام کے حق میں بد دعا کرنا چاہتے تو فرض نمازوں میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ کرتے تھے۔

الاستحباب بناء المساجد فی الدور

محلوں میں مسجدیں بنانے کا استحباب

۶۸۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصْنَعَ الْمَسَاجِدَ فِي دُوْرِنَا وَأَنْ نُصْلِحَ صُنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا)). [الصحيحة:٢٧٢٤]

عروہ بن زبیر، ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں اچھے انداز میں مساجد تعمیر کریں اور انھیں پاک صاف رکھیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۴۔ احمد (۵/ ۳۷۱)، ابوداود (۴۵۵، ۴۵۶)، عن عائشة و سمرة رضی اللہ عنہما

فوائد: اگر کسی محلے والوں کو اس علاقے کی مسجد دور پڑتی ہو تو انھیں چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے قریب مسجد تعمیر کر لیں اور اس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔ آج کل مسجد کا نظم چلانے کے لئے مسجد کی انتظامیہ خادمِ مسجد کے نام سے ایک ملازم رکھ لیتے ہیں اور پھر ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اب مسجد کی صفائی کا صرف اور صرف ایک آدمی سے تعلق ہے۔ یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ شریعت کے نزدیک ہر کوئی اس کے احکام کا مخاطب ہے، اگر لوگ اپنی آسانی کی خاطر ایسا کر لیتے ہیں تو درست تو ہے، لیکن اگر مسجد میں گندگی نظر آ رہی ہو اور خادمِ مسجد غیر حاضر ہو تو کیا وہ گندگی اسی طرح پڑی رہے گی۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا، ہونا یہ چاہئے کہ اللہ کے گھر کی صفائی کرنا ہر کوئی اپنی سعادت سمجھے۔

الجمع بین الصلاتین فی السفر

سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان

۶۸۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ: ((كَانَ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ)). [الصحيحة:٣٠٤٠]

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۰۔ البزار (الکشف: ۶۸۲)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۹۰)

فوائد: چند احادیث پہلے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو جمع حقیقی کر کے ادا کرنا درست ہے۔

لیلنی اولوا الاحلام و النھی

سمجھ دار اور عقل مند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں

۶۸۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ: ((كَانَ ﷺ يُحِبُّ أَن يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ لِيَحْفَظُوْا عَنْهُ)) [الصحيحة:١٤٠٩]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے کہ (نماز میں) مہاجر اور انصار لوگ آپ کے قریب کھڑے ہوں تاکہ وہ آپ کے ادا کردہ (احکامِ نماز کو) یاد کریں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۹۔ ابن ماجه (۹۷۷)، ابن حبان (۷۲۵۸)، حاکم (۱/ ۲۱۸)، احمد (۳/ ۱۰۰، ۲۰۵)

فوائد: آپ ﷺ نے عام حکم دیتے ہوئے فرمایا' جیسا کہ سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے: (**لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم**)[مسلم] یعنی: تم میں سے جو لوگ عقلمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب کھڑے ہوں' پھر وہ لوگ جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب ہوں' پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جم غفیر پر مشتمل تھے' لیکن ان میں مہاجرین و انصار کا مرتبہ ہر لحاظ سے مسلّم تھا۔ یعنی دین کی خدمت' دین کا فہم' دین کی تبلیغ اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ' غرضیکہ ہر امر میں وہ مقدم تھے' اس لئے آپ ﷺ نے بالخصوص ان کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا کریں' تا کہ آپ ﷺ کے افعال و اقوال کو سمجھیں اور پھر دوسری نسلوں کی طرف منتقل کریں۔

باب: جواز السھر فی العلم

باب: تعلیم و تعلّم کے لیے شب بیداری کا جواز

٦٨٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ، قَالَ: ((کَانَ یُحَدِّثُنَا عَامَّةَ لَیْلِهِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِیلَ لَا یَقُوْمُ إِلَّا لِعُظْمِ صَلَاةٍ)). [الصحیحة:٣٠٢٥]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کے بارے میں (روایات) بیان کرتے رہے کہ وہ صرف عظمتِ نماز کی خاطر کھڑے ہوتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣٠٢٥۔ حاکم (٢/ ٣٧٩)' احمد (٤/ ٤٣٧' ٤٤٤)' البزار (الکشف: ٢٢٣)' ابو داود (٣٦٦٣) بمعناه

فوائد: چونکہ بنی اسرائیل مذہبی تھے اور ان کے پاس ان کا مذہبی ادب مختلف ظنی اور غیر یقینی صورتوں میں موجود تھا' اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جو بات میری امت کو بنو اسرائیل کے حوالے سے بیان کی جائے وہ نہ اس کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب' کیونکہ جہاں اس کا سچ ہونا ممکن ہے' وہاں اس کا جھوٹ ہونا بھی ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سند کا سلسلہ' جو اللہ تعالی نے امتِ محمدیہ کو عطا کیا ہے' یہ ان کے پاس نہیں تھا۔ لیکن بنو اسرائیل کا جو واقعہ نبی کریم ﷺ بیان کریں گے وہ حق اور صداقت پر مبنی ہوگا' کیونکہ صادق اور امین کی مقدس زبان سے اس کی تصدیق ہو جائے گی۔

اقامة الصلاة بحضرة المصلین

نمازیوں کے آ جانے پر جماعت کا کھڑا کرنے کا بیان

٦٨٥۔ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((کَانَ یَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَی الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَأَی أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِیْلًا جَلَسَ حَتّٰی یَرٰی مِنْهُمْ جَمَاعَةً، ثُمَّ یُصَلِّی، وَکَانَ إِذَا خَرَجَ فَرَأٰی جَمَاعَةً، أَقَامَ الصَّلَاةَ)).

سیدنا سالم ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اذان کے بعد مسجد کی طرف جاتے تھے' جب آپ ﷺ دیکھتے کہ نمازی کم ہیں تو بیٹھ جاتے' حتی کہ پوری جماعت اکٹھی ہو جاتی تو نماز پڑھاتے اور جب آپ ﷺ گھر سے نکلتے اور دیکھتے کہ نمازیوں کی جماعت (پہلے ہی سے) جمع ہے تو نماز کھڑی کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣٢١٩۔ بیهقی (٢/ ١٩۔ ٢٠)' ابو داود (٥٤٥' ٥٤٦)

فوائد: یہ ہے لوگوں کی مصلحتوں کا خیال رکھنا' عصرِ حاضر کے مصائب میں سے ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ گھڑیوں کے مطابق نمازوں کے اوقات کے تعین نے امام اور مقتدی کے حقوق غصب کر لئے ہیں' لوگوں کی مصلحت کی خاطر وقت کا تعین کیا جا سکتا ہے' لیکن اتنا یاد رہے کہ کسی انسانی سہولت کی خاطر شریعت کو پامال نہیں کیا جا سکتا۔ جب سوئی معینہ وقت پر پہنچے گی تو انتظار کرنے والے مقتدی کھڑے

ہو جائیں گے، ابھی تک امام صاحب پہنچے ہیں یا نہیں، یا اگر پہنچ گئے ہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں یا فارغ بیٹھے ہیں، یا نمازیوں کی بھاری تعداد سنتیں پڑھ رہی ہے یا فارغ بیٹھی ہے، یا نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے یا چند لمحوں میں ہو جائے گی؟ ان امور کے ساتھ انتظار میں بیٹھے مقتدیوں کا کوئی تعلق نہیں، ایسے لگتا ہے کہ ان کا امام اور شریعت گھڑی ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ کوئی ایجاد شریعت کے مزاج کو نہ بدلنے پائے۔

اگر تین، چار، پانچ منٹ انتظار کر لیا جائے، تو کون سا نظامِ زندگی معطل ہوگا۔ ہر آدمی کے پاس دوست سے ملاقات کرنے اور اس کی ضیافت کرنے کا وقت ہے، قریبی اور دور کے تعلق داروں کی خوشی غمی میں شرکت کرنے کے لئے وافر وقت موجود ہے، نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد دو تین گھنٹوں تک ٹی وی دیکھنے کا وقت ہے، پر تکلف کھانے کی تیاری اور کھانے کے لئے گھنٹوں وقت صرف کرنے کے لئے موجود ہے، صرف چائے نوشی کے لئے بیس پچیس منٹ صرف کئے جا سکتے ہیں ....علی ہذا القیاس۔ لیکن امتِ مسلمہ کے عظیم قائد و رہبر ﷺ کی چند سنتوں کا لحاظ کرنے کے لئے تین چار منٹ کا انتظار کرنے کے لئے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ (اللہ تعالی کی پناہ) عوام کی سہولت کے لئے وقت کا تعین درست بات ہے، لیکن بہر حال سنتوں کا لحاظ کرنا اس سے بڑی مصلحت ہے اور معمولی انتظار سے عوام کی سہولت ان کی مشکل میں نہیں بدل سکتی۔ یاد رہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے انتہائی غیر محسوس انداز میں برکتیں نازل ہوتی ہیں، جن سے انسان کے دل و دماغ کو بھی سکون ملتا ہے اور اس کے مال و دولت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، لیکن برکاتِ ربانی کے حصول کا واحد ذریعہ شرعی احکام کی بجا آوری ہے۔

اول شئی یبدأ بیوم الفطر و الأضحی الصلاۃ

عید الفطر اور اضحیٰ کے دن سب سے پہلے نماز پڑھی جائے

۶۸۶۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ [قَائِماً] [عَلٰى رِجْلَيْهِ] فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ [بِوَجْهِهِ]وَهُمْ جُلُوْسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ ، أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ)). [الصحیحۃ:۲۹۶۸]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے روز نکلتے اور (عید گاہ میں) ابتدا نماز سے کرتے۔ جب نماز پڑھ لیتے اور سلام پھیر دیتے تھے تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگ اپنی اپنی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ اگر کسی وفد کو بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے یا اس کے علاوہ جو بھی حاجت ہوتی اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتے اور فرماتے: ''صدقہ کیا کرو، صدقہ کیا کرو، صدقہ کیا کرو۔'' زیادہ تر صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں، پھر آپ ﷺ (اپنے گھر) کو واپس چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۸۔ مسلم (۸۸۹)، نسائی (۱۵۷۷)، وفی الکبری (۱۷۸۵)، ابن ماجہ (۱۲۸۸)، ابن خزیمۃ (۱۴۴۹)، ابن حبان (۳۳۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ عیدین کے روز کثرت سے صدقہ کرنا چاہیے۔

استحباب المخضرة بالخطبة

خطبہ دیتے وقت ہاتھ میں چھڑی ہونا مستحب ہے

٦٨٧۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ :((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَخْطُبُ بِمِخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ)). [الصحيحة: ٣٠٣٧]

عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے باپ سیدنا زبیر ﷜ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر خطبہ دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣٠٣٧۔ ابن سعد (١/ ٣٧٧)' البزار (الكشف: ٦٣٩)' ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ١٢٨)

السجدة على اليتي الكف

ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرنے کا بیان

٦٨٨۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ ﷺ يَسْجُدُ عَلَى إِلْيَتَيِ الْكَفِّ)). [الصحيحة:٢٩٦٦]

سیدنا براء بن عازب ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٢٩٦٦۔ ابن خزيمة (٦٣٩)' ابن حبان (١٩١٥)' احمد (٤/ ٢٩٥)' حاكم (١/ ٢٢٧)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ سجدوں میں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کے بل رکھتے تھے' جو کہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

باب: الاقتصار على التسليمة الواحدة في الصلاة

باب: نماز میں ایک طرف سلام پر اکتفاء کرنا

٦٨٩۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً)). [الصحيحة:٣١٦]

سیدنا انس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صرف) ایک طرف (بھی) سلام پھیرا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣١٦۔ طبرانی فی الاوسط (٨٤٦٨)' بیهقی (٢/ ١٧٩)

فوائد: مسلم کی روایت کے مطابق بھی آپ ﷺ نے نماز وتر میں ایک سلام پر اکتفا کیا' لہٰذا ایک سلام پھیرنا بھی مسنون عمل ہوا' اگرچہ افضل دو سلام ہی ہیں۔

باب: احاديث في تحريك الاصبع في التشهد والرد على في انكره

باب: تشہد میں انگلی ہلانے والی احادیث اور انکار کرنے والے کی تردید کا بیان

٦٩٠۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّاحَةِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:٣١٨١]

سیدنا عبد الرحمٰن بن ابزی ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد کے دوران) شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣١٨١۔ احمد (٣/ ٤٠٧)' بخاری فی التاریخ (٣/ ٢٩٦)

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ مکمل تشہد' وہ درمیانہ ہو یا آخری' کے دوران شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا۔

باب من صلاة المسافر

مسافر کی نماز کا بیان

٦٩١ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ. يَعْنِي. الْفَرَائِضَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ أَرْبَعاً وَثَلَاثًا، صَلَّى وَتَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بِمَكَّةَ تَمَاماً لِلْمُسَافِرِ)) [الصحيحة: ٢٨١٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دو دو رکعت فرض نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو چار اور تین رکعتی نمازیں فرض ہو گئیں، آپ ﷺ نے (اس نئے حکم پر) عمل کیا اور مکہ میں پڑھی جانے والی دو دو رکعتوں کو مسافر کے لئے مکمل نماز قرار دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۵۔ الطیالسی (۱۵۳۵)، ابن عدی (۲/ ۸۰۸)، احمد (۶/ ۲۷۲)

باب: منع المراة ان تمر بين يدى المصلى بالاشارة اليها

باب: نمازی کے سامنے سے گزرنے والی عورت کو اشارے سے منع کرنا

٦٩٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِي بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ، فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ بِالْبَطْحَاءِ، فَأَشَارَ إِلَيْهَا أَنْ تَأَخَّرِي، فَرَجَعَتْ حَتَّى صَلَّى، ثُمَّ مَرَّتْ)). [الصحيحة:٣٠٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن زید اور سیدنا ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ایک دن وادیٔ بطحا میں نماز پڑھا رہے تھے' ایک عورت نے سامنے سے گزرنا چاہا' آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا' وہ پیچھے ہٹ گئی' یہاں تک آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی' پھر وہ سامنے سے گزر گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۲۔ احمد (۵/ ۲۱۶)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۲۹۴)، دولابی فی الکنی (۱/ ۱۸)

فوائد: نماز میں ایسا اشارہ کرنا' جس سے کوئی بات سمجھانا مطلوب ہو جائز ہے' جیسے آپ ﷺ نے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور دوسری اگلی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں ہی صحابہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین کو چھوڑ دیں۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی موجود ہیں۔

تفسير الآية فليدع ناديه......

وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے ......ان آیات کی تفسیر

٦٩٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْمَقَامِ، فَمَرَّبِهِ أَبُوْ جَهْلِ ابْنُ هِشَامٍ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟! وَتَوَعَّدَهُ، فَأَغْلَظَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَهَرَهُ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ بِأَيِّ شَيْءٍ تُهَدِّدُنِي؟ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَكْثَرُ هٰذَا الْوَادِي نَادِياً، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ. سَنَدْعُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے' آپ ﷺ کے پاس سے ابو جہل بن ہشام گزرا اور کہا: او محمد! میں نے تجھے یہاں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے آپ ﷺ سے سخت دھمکی آمیز باتیں کیں۔ آپ ﷺ نے اسے کڑا جواب دیا اور خوب جھڑکا۔ اس نے کہا: او محمد! تو کس چیز سے مجھے ڈراتا ہے؟ آگاہ ہو جا' اللہ کی

الزَّبَانِيَةَ [العلق ١٧، ١٨]﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ، أَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ الْعَذَابِ مِنْ سَاعَتِهِ)) [الصحيحة:٢٧٥]

قسم! اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایتی اور مجلس والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔ ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلا لیں گے۔﴾ (سورۃ علق: ۱۷، ۱۸) سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں: اگر وہ اپنے حمایتیوں کو بلاتا تو اسی وقت عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۵۔ ترمذی (۳۳۴۹)، ابن جریر فی التفسیر (۳۰/ ۱۶۴)، نسائی فی الکبری (۱۱۶۸۴)، بخاری (۴۹۵۸)، مختصراً

باب: جواز الاشارة المفهمة فى الصلاة

باب: نماز میں قابل فہم و بامقصد اشارے کا جواز

٦٩٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ، وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهِ فَإِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَمْنَعُوْهُمَا، أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوْهُمَا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ وَضَعَهُمَا فِي حَجْرِهِ، وَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ)). [الصحيحة:٣١٢]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے، جب سجدہ کرتے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ ارادہ کرتے کہ انھیں روکیں تو آپ ﷺ اشارہ کرتے کہ ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ جب نماز پوری کرتے تو انھیں اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے: ''جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۔ ابویعلی (۵۰۱۷، ۵۳۶۸)، البزار (الکشف: ۲۶۲۳)، (البحر: ۱۸۳۴)، نسائی فی الکبری (۸۱۷۰)

فوائد: اگر سجدے کے دوران کوئی بچہ نمازی کی کمر پر سوار ہو جاتا ہے تو وہ سجدے کو طویل کر سکتا ہے۔ نیز نماز میں اشارہ کرنا درست ہے، جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ حسنؓ و حسینؓ سے بھی محبت کی جائے۔

باب: جواز العمل اليسير الهادف فى الصلاة

باب: نماز میں بامقصد فعل کا جواز

٦٩٥۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَائِماً [تَطَوُّعاً، وَالْبَابُ فِي الْقِبْلَةِ] [مُغْلَقٌ عَلَيْهِ]فَاسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ، فَمَشَى عَلَى يَمِيْنِهِ أَوْ شِمَالِهِ، فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ)). [الصحيحة:٢٧١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھ رہے تھے، قبلہ کی سمت میں (یعنی آپ ﷺ کے سامنے) دروازہ تھا، جو بند تھا۔ جب میں نے دروازہ کھولنے کی فرمائش کی، تو آپ ﷺ اپنی دائیں یا بائیں جانب سے (سامنے کو) چلے، دروازہ کھولا اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۶۔ نسائی (۱۲۰۷)، ابن حبان (۲۳۵۵)، بیہقی (۲/ ۲۶۵)، احمد (۶/ ۱۸۳)، ابو داود (۹۲۲)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز میں بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (ابوداود' ترمذی) صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی خاطر منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کرنے کے لئے نیچے اتر آئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے۔ (بخاری' مسلم) آپ ﷺ نے بائیں طرف کھڑے ہونے والے مقتدی کو گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ (بخاری' مسلم) آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں دونوں اطراف کھڑے مقتدیوں کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ (مسلم) آپ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے سخت گرمی کی وجہ سے کچھ کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں' تاکہ وہ ٹھنڈی رہیں' جب بھی وہ سجدہ کرتے تو زمین کی حرارت سے بچنے کے لئے ان کو زمین پر بچھا دیتے۔ (ابوداود) ان احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران ضرورت کے خفیف سے کام کئے جا سکتے ہیں۔

المواظبه على أربع ركعات قبل الظهر و ركعتين قبل الفجر

آپ ﷺ کا ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے دو رکعات پر ہمیشگی کرنے کا بیان

٦٩٦ـ عَنْ قَابُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَ أَبِي امْرَأَةً إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا: أَيُّ الصَّلَاةِ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَن يُوَاظِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَأَمَّا مَالَمْ يَكُنْ يَدَعُ صَحِيحاً وَلَا مَرِيضاً وَلَا غَائِباً وَلَا شَاهِدًا فَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ)). [الصحيحة: ٢٧٠٥]

قابوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک عورت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے سوال کرے کہ کس نماز پر ہمیشگی کرنا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے' ان میں لمبا قیام کرتے اور اچھے انداز میں رکوع و سجود کیا کرتے تھے اور صحت مند ہوتے یا مریض یا سفر پر ہوتے یا حضر میں (کسی صورت میں بھی) فجر کی دو سنتیں ترک نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۵۔ احمد (۶/ ۴۳)' طبرانی فی الاوسط (۷۴۵۳)' خطیب فی التاریخ (۶/ ۲۸۴' ۲۸۵)' ابن ماجه (۱۱۵۶)' مختصراً

ومن السبب المواظبة على اربع قبل الظهر

ظہر سے پہلے چار رکعات پر ہمیشگی کرنے کا سبب

٦٩٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ. بَعْدَ الزَّوَالِ. أَرْبَعاً وَيَقُوْلُ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ [فِيهَا] فَأُحِبُّ أَنْ أُقَدِّمَ فِيهَا عَمَلاً صَالِحاً)).

[الصحيحة: ٣٤٠٤]

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ زوال کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ''اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میں نیک عمل آگے بھیجوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۴۔ احمد (۳/ ۴۱۱)' ترمذی (۴۷۸)' وفی الشمائل (۲۸۹)' نسائی فی الکبری (۳۳۱)

۶۹۸۔ عَنْ أَنسٍ قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)). [الصحيحة:٢١٣٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب اور عشا کے مابین (نفلی) نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص : ۳۲)' بیہقی (۳/ ۲۰)

فوائد: مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نفلی نماز ادا کرنا سنن مؤکدہ میں سے ہے اور مغرب وعشا کے مابین چھ اور بیس رکعات نماز پڑھنے والی احادیث ضعیف ہیں' لیکن اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عام دوسرے اوقات کی طرح مغرب اور عشاء کے درمیانے وقت میں نفلی نماز ادا کرنا درست ہے۔

الركعتان بعد العصر

عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان

۶۹۹۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ)) قُلْتُ: فَقَدْ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا، وَيَنْهٰى عَنْهُمَا؟! فَقَالَتْ: كَانَ عُمَرُ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ يُصَلِّيهِمَا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيهِمَا، وَلٰكِنْ قَوْمُكَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَوْمٌ طَغَامٌ، يُصَلُّونَ الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلُّونَ مَابَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَابَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ، وَقَدْ أَحْسَنَ۔ [الصحيحة:٣٤٨٨]

مقدام بن شریح اپنے باپ سے راوی ہیں اور وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نمازِ ظہر اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے' پھر نمازِ عصر اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتے۔ میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ان (عصر کے بعد والی) دو رکعتوں کی وجہ سے سزا دیتے تھے اور ان سے منع کرتے تھے؟ سیدہ نے کہا: عمر خود بھی یہ نماز پڑھتے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے یمنی لوگ بیوقوف قسم کے ہیں۔ یہ لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقفے میں نماز پڑھتے ہیں اور پھر عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد عصر اور مغرب کے مابین بھی نماز پڑھتے ہیں' اس وجہ سے عمر نے ان کو سزا دی اور اچھا کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۸۔ اسحاق فی مسنده (۱۰۳۱)' السراج فی مسنده (۱۵۳۰)

فوائد: نمازِ عصر کی بعد جب تک سورج بلند اور صاف رہے' نفلی نماز ادا کرنا درست ہے' لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر یا لاپرواہی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے مکروہ وقت میں بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں' اس لئے انھوں نے ان کو سزا دی۔

وجوب المحبة بالحسن والحسين

سیدنا حسن اور حسین کے ساتھ محبت کا وجوب

۷۰۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي وَالْحَسَنُ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور

وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَان وَيَقْعُدَان عَلَى ظَهْرِهِ، فَأَخَذَ الْمُسْلِمُوْنَ يُمِيطُوْنَهُمَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((ذَرُوْهُمَا بِأَبِي وَأُمِّي. مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ)). [الصحيحة:۲۰۰٤]

حسن وحسین کھیلتے اور آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔ صحابہ نے انھیں دور کرنے کی کوشش کی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو- میرے ماں باپ تم لوگوں پر قربان ہوں- جو مجھ سے محبت کرتا ہے' وہ ان سے بھی محبت کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۴۰۰۲- ابونعيم فی الحلية (۸/ ۳۰۵)' ابن ابی شيبة (۱۲/ ۹۵)' ابن خزيمة (۸۸۷)' وقد تقدم برقم (۲۹۴)

النهي عن المبادرة الإمام

امام سے آگے بڑھنے کی ممانعت کا بیان

۷۰۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ: ((لَا تُبَادِرُوْا الْإِمَامَ [بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ] إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنُ [فَإِنَّهُ إِذَا وَافَقَ كَلَامُهُ كَلَامَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ] [مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ] وَإِذَارَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقُوْلُوْا: (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)، [وَلَا تَرْفَعُوْا قَبْلَهُ] [وَإِذَا سَجَدَنَا فَاسْجُدُوْا].)) [الصحيحة: ۳٤۷٦]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ''رکوع و سجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو' جب وہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہے تو تب تم "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہو' جب وہ "وَلَاالضَّالِّيْن" کہے تو تم ''آمین'' کہو' کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے' جب امام رکوع کرے تو تب تم رکوع کرو' جب وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد" کہو اور اس سے پہلے سر مت اٹھاؤ اور (اسی طرح) جب وہ سجدہ کرے تو تب تم سجدہ کرو۔''

تخریج: الصحيحة ۳۴۷۶- مسلم (۴۱۵)' ابوعوانة (۲/ ۱۲۱)' احمد (۲/ ۴۴۰)' بيهقی (۲/ ۹۲)' بخاری (۷۸۲' ۴۴۷۵)

فوائد: امام کا مقتدیوں پر اولین اور بنیادی حق یہ ہے کہ وہ نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اس کی پیروی کریں' بعض مقتدیوں نے جھکنے اور اٹھنے کے لئے اپنی عادت بنائی ہوتی ہے' اس بنا پر معمولی طوالت کے ساتھ نماز پڑھانے والے امام سے وہ آگے بڑھ جاتے ہیں' اس سلسلے میں اصل قصور وار انتہائی مختصر نماز پڑھانے والے امام ہیں' انھیں چاہئے کہ وہ لوگوں کے خیر خواہ بن کر نمازوں کے سلسلے میں ان کی تربیت کریں اور نماز میں طویل و خفیف دونوں انداز اختیار کر کے مقتدیوں کو اپنی اقتدا کا پابند بنائیں' نہ کہ عرصۂ دراز سے جاری رہنے والی عادت کا اور انھیں درج ذیل حدیث کا مصداق کرنے سے بچائیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اما يخشى الذی يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مقتدی کو "سمع الله لمن حمده" نہیں کہنا چاہئے' کیونکہ یہاں مقتدی کو یہ کلمہ کہنے سے منع نہیں کیا گیا' بلکہ اس کے لئے "ربنا ولك الحمد" کہنے کے وقت کا تعین کیا گیا ہے۔ درج ذیل دلائل کی بنا پر ہر کسی کو "سمع الله حمده" کہنا چاہئے: نبی کریم ﷺ نے خود "سمع الله لمن حمده" کہا اور فرمایا: (صلوا كما رايتمونی اصلی۔) [بخاری] یعنی: تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' نماز کی ترتیب میں شامل ہے اور بعض حالات میں اس کے نہ پڑھنے پر دلالت کرنے والی کوئی

واضح دلیل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاتتم صلاۃ لاحد من الناس حتی ...... یکبر...... ثم یرکع...... ثم یقول سمع الله لمن حمدہ حتی یستوی قائما۔) [ابوداود' حاکم] یعنی: کسی آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ تکبیر نہ کہے...... رکوع نہ کرے......اور پھر "سمع الله لمن حمدہ" نہ کہے......یہ حدیث واضح نص ہے کہ "سمع الله لمن حمدہ" کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی' لہذا اس کلمہ سے مقتدیوں کو روکنے کے لئے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔یہی معاملہ "ولا الضالین" اور "آمین" کا ہے' کہ سورۂ فاتحہ کی فرضیت دوسری نصوص سے ثابت ہو چکی ہے' اس سے روکنے کے لئے واضح نص کی ضرورت ہے۔

القرأة فی رکعتی الفجر

فجر کی دو رکعات میں قرأت کا بیان

۷۰۲۔ عن ابن عمر، أن النبیﷺ: ((کَانَ یَقْرَأُ فِی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ، [وَالرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ] ﴿قُلْ یَاأَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾)) [الصحیحۃ: ۳۳۲۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو اور مغرب کے بعد والی دو سنتوں میں ﴿قُلْ یَاأَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۵۶۴)' نسائی (۹۹۳)' ترمذی (۴۱۷)' ابن ماجه (۱۱۴۹)

فوائد: اکثر لوگوں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ فرض و نفل نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۂ اخلاص بے اختیار زبان پر آئے گی' ذہن نشین کر لیں کہ آدمی جب تک احادیث کے مطابق نماز میں مختلف سورتوں کی تلاوت یا اذکار کی پابندی نہیں کرتا' اس وقت تک وہ سرے سے خشوع و خضوع سے محروم رہے گا' یا کم از کم مقصودِ شریعت پورا نہیں کر سکے گا۔ ہمیں چاہئے کہ آپ ﷺ نے جن مختصر سورتوں کو تعین کے ساتھ بعض رکعتوں میں پڑھا' ہم بھی ایسے ہی کریں اور نماز میں تلاوت میں تنوع پیدا کریں' یعنی فاتحہ شریف کی تلاوت کے بعد ایک دو لمحوں میں فیصلہ کریں کہ اس رکعت میں فلاں سورت تلاوت کریں گے' یا ابتداءِ نماز سے پہلے ہی تعین کر لیں' ان شاء اللہ مثبت نتیجہ سامنے آئے گا۔

باب: القراءۃ فی الظهر والعصر

باب: ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان

۷۰۳۔ عن أنس، أن النبیﷺ: ((کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾)) [الصحیحۃ: ۱۱۶۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورۂ اعلی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی﴾ اور سورۂ غاشیہ ﴿هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ کی تلاوت کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۰۔ البزار (الکشف: ۴۸۲)' نسائی (۹۷۳)' من طریق آخر عنه رضی اللہ عنہ دون ذکر العصر

فوائد: اگر ظہر و عصر کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی جائے تو نماز کو خفیف ہی کہا جائے گا' نہ کہ طویل۔

باب: من الاذکار بعد الفریضة

باب: فرض نماز کے بعد کے اذکار

۷۰۴۔ عن وَرَّادٍ کَاتِبِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد بیان کرتے ہیں کہ مجھے

أَمْلَى عَلَى الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ [حِينَ يُسَلِّمُ] لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). [الصحيحة:۱۹٦]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ﷺ نے سیدنا معاویہ ﷺ کی طرف ایک خط لکھوایا' اس میں یہ بات بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ ہر فرضی نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہت اسی کی ہے' تعریف اسی کی ہے اوور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹٦۔ بخاری (۸۴۴)' مسلم (۵۹۳)' ابوداود (۱۵۰۵)' نسائی (۱۳۴۲)' احمد (۴/ ۲۴۵)' ۲۴۷)

۷۰۵۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((كَانَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ [عَلَى خُمْرَتِهِ] (قَالَتْ مَيْمُونَةُ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.) وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، [مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ] فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي [طَرَفُ] ثَوْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ)) [الصحيحة:۳۳٤۳]

نبی کریم ﷺ کی بیوی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو اپنی چٹائی پر نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی آپ کی سجدہ گاہ کے برابر لیٹی ہوتی' جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کنارہ مجھے لگتا اور میں حائضہ ہوتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۳۔ احمد (٦/ ۳۳۰' ۳۳۱)' بخاری (۵۱۷' ۵۱۸)' مسلم (۵۱۳)' ابوداود (٦۵٦)' ابن ماجہ (۹۵۸)

باب: من خصوصياته ﷺ

باب: خصائص نبوی ﷺ

۷۰٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((كَانَ يَنَامُ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَمَا يُعْرَفُ نَوْمُهُ إِلَّا بِنَفْخِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَمْضِي فِي صَلَاتِهِ)). [الصحيحة:۲۹۲۵]

سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے کی حالت میں سو جاتے' سانس لینے کی آواز سے آپ ﷺ کی نیند کا پتہ چل جاتا تھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور اپنی نماز کو جاری رکھتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۵۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۱۳۳)' بغوی (۱٦۴)' طبرانی فی (۹۹۹۵)

فوائد: چونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ خاصہ تھا کہ ان کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی نیند سے آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا' اس لئے ایسی نیند سے نماز میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

كان النبي ﷺ يوتر بركعة

نبی ﷺ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے

۷۰۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے اور دو رکعتوں کے بعد آخری رکعت کی ادائیگی

وَالرَّكْعَةِ)). [الصحيحة: ٢٩٦٢]

سے پہلے باتیں کرتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۹۶۲۔ ابن ابی شیبة (۲/ ۲۹۱)، مسلم (۱۳۲/ ۷۲۹)، وابن حبان (۲۴۳۱)، من طريق آخر بنحوه

فوائد: تین رکعت نماز وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) لگا تار تین رکعتیں ادا کرنا (۲) دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینا اور پھر ایک رکعت ادا کر کے سلام پھیرنا۔ اس حدیث میں دوسری صورت کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ امام البانی نے کہا: یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی قوی شاہد ہے، کہ وہ نماز وتر کی دو اور ایک رکعت کے مابین سلام پھیر کر اپنی کسی ضرورت کا حکم دیتے تھے۔

كان النبي ﷺ لا يسبح في السفر قبلها ولا بعدها

نبی ﷺ سفر میں (فرض نماز سے) پہلے یا بعد میں سنتیں نہیں پڑھا کرتے تھے

۷۰۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ لَا يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا)).

[الصحيحة:٢٨١٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں (فرض نمازوں) سے پہلے اور بعد میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۸۱۶۔ السراج في مسنده (۱۴۰۲)، احمد (۲/ ۱۸، ۴۲)، ابن خزيمة (۱۲۵۵)، ابن حبان (۲۷۵۳)

فوائد: علماء ومحدثین کا اتفاق ہے کہ سفر میں عام نوافل پڑھنا مستحب ہیں، رہا مسئلہ فرضی نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا تو آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں تو پڑھا کرتے تھے، اس لئے یہ استدلال کرنا بجا طور پر درست ہوگا کہ سفر میں یہ سنتیں ادا کرنا بھی درست ہے۔

حت المني من الثوب

کپڑے سے منی کے کھرچنے کا بیان

۷۰۹۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا: ((كَانَتْ تَحُتُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي)).

[الصحيحة:٣١٧٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی تھیں، پھر آپ اُسی میں نماز پڑھتے۔

تخريج: الصحيحة ۳۱۷۲۔ ابن خزيمة (۲۹۰)، مسلم (۲۸۸)، من طريق آخر بنحوه

فوائد: مادہ منویہ کو صاف کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) دھونا [بخاری، مسلم] (۲) منی کو کھرچ دینا [مسلم]

جواز فرو احمر

سرخ لباس پہننے کا جواز

۷۱۰۔ عَنْ رَاشِدٍ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَلَيْهِ فَرْوٌ أَحْمَرُ فَقَالَ: ((كَانَتْ لُحُفَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَلْبَسُهَا وَنُصَلِّي فِيهَا)). [الصحيحة:٢٧٩١]

ابو محمد راشد حمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ پر چمڑے کا سرخ لباس پوستین دیکھا اور انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری چادریں اسی قسم کی ہوتی تھیں، ہم انھیں زیب تن کرتے تھے اور ان میں نماز بھی پڑھتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۹۱۔ طبراني في الاوسط (۵۶۳)

باب: واجب متروك و مجهول

باب: ایک چھوڑا اور بھولا ہوا ضروری (واجب) عمل

۷۱۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُمْ: ((كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَإِذَا رَكَعَ رُكُوْعاً، وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَزَالُوْا قِيَاماً حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ (وَفِي لَفْظٍ: جَبْهَتِهِ) فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهُ)).
[الصحيحة: ٢٦١٦]

سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ صحابۂ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو تب وہ رکوع کرتے، جب آپ ﷺ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه" کہتے: تو صحابہ (رکوع سے اٹھ کر) کھڑے رہتے اور جب دیکھتے کہ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ یا پیشانی (سجدے کے لئے) زمین پر رکھ دی ہے تو پھر آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے (سجدے کے لئے جھکتے)۔

تخریج: الصحيحة ۲۶۱۶۔ مسلم (۱۹۹/ ۴۷۴)، ابو داود ۶۲۰)، ابو عوانة (۲/ ۱۷۹)، بخاری (۶۹۰، ۷۴۷) مختصراً

فوائد: یہ متابعتِ امام کے مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ حدیث متابعت کا معیار اور کسوٹی ہے کہ جب امام دوسری حالت میں منتقل ہو چکے تو تب مقتدی اس کی پیروی میں منتقل ہونا شروع ہوں۔

الفزع إلى الصلاة عند المصيبة

مصیبت کے وقت نماز کا سہارا لینے کا بیان

۷۱۲۔ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ، يَعْنِي: الْأَنْبِيَاءَ)).
[الصحيحة: ٣٤٦٦]

سیدنا صہیب ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب وہ لوگ (یعنی انبیائے کرام) گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔"

تخریج: الصحيحة ۳۴۶۶۔ ابوبكر الاسماعيلی فی المعجم (۱/ ۴۳۸)، احمد (۶/ ۱۲) مطولا و قد تقدم (۶۶۶، ۶۷۱)

فوائد: اللہ تعالی کے ذکر میں ہر قسم کے دنیوی اور اخروی غموں کا علاج ہے اور نماز ذکر الہی کی سب سے بڑی صورت ہے، لہذا غم والم اور پریشانی و پشیمانی کے عالم میں اللہ تعالی کے حضور عاجزی و انکساری کا اظہار نماز کی صورت میں کیا جائے۔

استحباب التهجير بالظهر في السفر

سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان

۷۱۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْلَمْ تَزَلْ، صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلَ)).
[الصحيحة: ٢٧٨٠]

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب ہم سفر میں ہوتے تو نبی کریم ﷺ (اتنی جلدی) نمازِ ظہر پڑھ کر کوچ کرتے کہ ہم کہتے کہ ابھی سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

تخریج: الصحيحة احمد (۳/ ۱۱۳)، ابو داود (۱۲۰۴)، ابن حبان فی المجروحين (۳/ ۳۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر سفر کے آغاز سے پہلے کسی نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو رختِ سفر باندھنے سے پہلے نماز پڑھی جائے۔

النهي عن الصف بين السواري

ستونوں کے درمیان صف بنانے کی ممانعت کا بیان

٧١٤۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كُنَّا نُنْهَى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا)). [الصحيحة:٣٣٥]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور وہاں سے ہٹایا جاتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ٣٣٥۔ ابن ماجه (١٠٠٢)' ابن خزيمة (١٥٦٧)' ابن حبان (٢٢١٩)' حاكم (١/ ٢١٨)

فوائد: نماز میں صف بندی کے حوالے سے وضاحت ہو چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں مضبوطی کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اور اس حکم پر عمل اس صورت میں ممکن ہے، جب صف کے بیچ میں ستون جیسی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

طلب ليلة القدر بثلاث و عشرين أو سبع و عشرين

۲۳، ۲۷ رمضان میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا بیان

٧١٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: ((كُنْتُ أُعْلِمْتُهَا ثُمَّ أُفْلِتَتْ مِنِّي، فَاطْلُبُوْهَا فِي سَبْعٍ بَقِيْنَ، أَوْثَلَاثٍ بَقِيْنَ)). [الصحيحة:١١١٢]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی علامتیں بتائی گئی تھیں، لیکن پھر چھین لی گئیں۔ تم اسے (اختتامِ رمضان سے) سات یا تین دن پہلے (یعنی ۲۳ یا ۲۷ رمضان کو) تلاش کرو۔''

تخریج: الصحيحة ١١١٢۔ البزار (الكشف: ١٠٢٨)' (والبحر: ١٧٣٩)

فوائد: مختلف احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں آخری اور حتمی فیصلہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا جائے۔

باب: فضل صلاة المرأة في دارها

باب: عورت کی مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی فضیلت

٧١٦۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: لَأَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا خَيْرٌ لَّهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا خَيْرٌلَّهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ))۔ [الصحيحة:٢١٤٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں پڑھنے سے بہتر ہے اور عام کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢١٤٢۔ بخاري في التاريخ (٨/ ٢٦٥)' بيهقي (٣/ ١٣٢)' وفي الشعب (٧٨٢٠)

فوائد: یعنی عورت کا انتہائی مخفی مقام میں نماز پڑھنا افضل ہے، اگرچہ مسجد میں جانے کی رخصت ہے۔

كراهية مس الحصى في الصلاة

نماز میں کنکریوں کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

۷۱۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لَأَن يُّمْسِكَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَنِ الْحَصٰى [فِي الصَّلَاةِ] خَيْرٌ لَّهُ مِنْ مِئَةِ نَاقَةٍ، كُلِّهَا سُوْدُ الْحَدَقِ، فَإِنْ غَلَبَ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فَلْيَمْسَحْ مَسْحَةً وَاحِدَةً)).

[الصحيحة:۳۰٦۲]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا نماز میں ہاتھ کو کنکریوں سے روکے رکھنا (کہ کنکریوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں) سیاہ آنکھ والی سو اونٹنیوں سے بہتر ہے، اگر شیطان غالب آ ہی جائے تو ایک دفعہ (ہاتھ پھیر کر) صاف کر لے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰٦۲۔ احمد (۳/ ۳۲۸، ۳۸۴)، عبد بن حميد (۱۱۴۳)، طحاوی فی المشکل (۲/ ۱۸۴)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: ''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔'' عاجزی و انکساری اور خشوع وخضوع کا تعلق نمازی کے دل و دماغ اور ظاہری جسم دونوں سے ہے، نماز میں جسم پر بھی خوف وخشیت کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں اور فضول حرکات وسکنات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

استحباب الفجر في الغلس

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب

۷۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنَا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي مُرُوْطِنَا، وَنَنْصَرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وُجُوْهَ بَعْضٍ)).

[الصحيحة:۳۳۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں، ہم نے اپنی اوڑھنیاں لپیٹی ہوتی تھیں، جب ہم نماز سے فارغ ہو کر واپس جاتیں تو (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی کسی کے چہرے کو پہچان نہیں سکتی تھی۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۲۔ ابويعلى (۲۱۴/ ۱)، كذا قال الشيخ الالبانى رحمه الله ولم اجده فى المطبوع والله اعلم! بخارى (۸٦۷)، مسلم (۲۳۲/ ۶۴۵)، ابوداود (۴۲۳)، ترمذى (۱۵۳)، نسائى (۵۴٦)، من طريق عمرة بهذا الاسناد

فوائد: نماز فجر کا وقت بالاتفاق طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک جاری رہتا ہے، لیکن اس نماز کو اول وقت یعنی اندھیرے میں ادا کرنا افضل ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: والصبح كان النبى ﷺ يصليها بغلس۔ [بخاری، مسلم] یعنی: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں ہی پڑھ لیتے تھے۔ جبکہ سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ نے فجر کی نماز ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری دفعہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا، پھر وفات تک آپ کی نماز (فجر) اندھیرے میں ہی رہی، آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی اسے روشن کر کے نہیں پڑھا۔ (بخاری، مسلم) یہ آپ ﷺ کی زندگی کا عمل رہا کہ وہ نماز فجر اندھیرے میں ہی ادا کرتے تھے، لیکن سیدنا رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اصبحوا بالصبح فانه اعظم لاجوركم۔) [ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ] یعنی: نماز فجر صبح کے خوب واضح ہو جانے پر پڑھا کرو، یہ تمھارے اجر میں اضافے کا موجب ہوگی۔ مذکورہ بالا دو احادیث میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف تو آپ ﷺ اندھیرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف روشنی میں پڑھنے کی تلقین کر رہے

ہیں۔ علمائے کرام نے درج ذیل تطبیقات دی ہیں: امام شافعی اور امام احمد نے کہا: سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ فجر واضح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہنا چاہیے۔ امام ابن قیم اور امام طحاوی حنفی نے کہا: نماز کا آغاز تاریکی میں ہی کیا جائے اور قراءت اتنی لمبی کی جائے کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا انس، سیدنا ابو ہریرہ اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں ادا کی جائے۔ بہر حال اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے دوامی عمل کی روشنی میں سمجھا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صلاة الصل في المسجد الذي يليه

آدمی کا اس مسجد میں نماز پڑھنا جو اس کے قریب ہو

۷۱۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((لِيُصَلِّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يَلِيهِ وَلَا يَتَّبِعِ الْمَسَاجِدَ)). [الصحيحة: ۲۲۰۰]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو چاہیے کہ اپنی قریبی مسجد میں نماز پڑھے اور مساجد کی تلاش میں نہ پھرتا رہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۱۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۷۳) والاوسط (۵۱۷۲)

فوائد: یہی روحِ اسلام ہے اور تفرقہ بازی اور نفرتوں کو ختم کرنے والا عنصر ہے، لیکن عصرِ حاضر میں انتظامیہ مسجد کو بھی چاہیے کہ وہ مسجد کا ماحول ہر قسم کے آدمی کے لیے سازگار رکھیں اور اس کو چند آدمیوں کے لیے مخصوص نہ کر دیں۔

ذم ورع الجمعة

جمعہ چھوڑنے کی مذمت کا بیان

۷۲۰۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءٍ، أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)). [الصحيحة: ۲۹۶۷]

حکم بن میناء کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کی تختیوں پر فرماتے سنا: ”یا تو لوگ ضرور ضرور جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، (جس کے نتیجے میں) وہ ضرور ضرور غافل ہو جائیں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۷۔ مسلم (۸۶۵)، طحاوی فی المشکل (۴/ ۲۳۲)، بیہقی (۳/ ۱۷۱)

فوائد: جمعۃ المبارک غلام، عورت، بچہ، مریض اور مسافر کے علاوہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الجمعة حق واجب على كل مسلم في جماعة۔) [ابوداود] یعنی: ”نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا حق اور واجب ہے۔

مشروعية القاء السلام على المصلي

نمازی کو سلام کہنے کی مشروعیت کا بیان

۷۲۱۔ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفاً: ((مَا أُحِبُّ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي، وَلَوْ سَلَّمَ عَلَيَّ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اسے پسند نہیں کرتا کہ نماز پڑھنے والے آدمی کو سلام کہوں، ہاں اگر مجھے کسی نے سلام کہا تو میں اس کو

لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٢٢١٢]

جواب ضرور دوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۱۲۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۲۶۴)' ابن ابی شیبۃ (۲/ ۴۷)' وعبد الرزاق (۳۶۰)' مختصراً

فوائد: اسی باب میں وضاحت ہو چکی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے اور آپ ﷺ اشارے سے ان کو جواب دیتے تھے' صرف پیشاب کرنے والے آدمی کو سلام نہیں کہنا چاہیے۔

اولی وقت الصلاۃ و آخرھا

نماز کے اول اور آخری وقت کا بیان

٧٢٢۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ؟ فَصَلّٰى حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَسْفَرَ بَعْدُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ؟ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ)).

[الصحيحة:١١١٥]

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے (جواباً ایک دن) طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز پڑھی اور (دوسرے دن) صبح روشن ہونے کے بعد پڑھی' پھر پوچھا: ''فجر کی نماز کے بارے میں دریافت کرنے والا کہاں ہے؟ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نماز کا) وقت ان دو اوقات کے درمیان ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۵۔ البزار (الکشف : ۳۸۰)' نسائی (۵۴۵)' احمد (۳/ ۱۱۳)' من طریق آخر عن حمید بہ

فوائد: بلاشک وشبہ نماز فجر کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے' لیکن چونکہ آپ ﷺ نے اول وقت کو ترجیح دی' اس لئے پہلے وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

باب: قصة نومهم عن صلاة الفجر في السفر

باب: سفر میں نیند کے باعث نماز فجر چھوڑنے والوں کا قصہ

٧٢٣۔عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ إِنْ لَا تُدْرِكُوا الْمَاءَ غَداً تَعْطَشُوْا، وَانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ يُرِيْدُوْنَ الْمَاءَ، وَلَزِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ا رَاحِلَتُهُ، فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَمْتُهُ،فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَنْجَفِلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَدَعَمْتُهُ، فَانْتَبَهَ، فَقَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: أَبُوْ قَتَادَةَ. قَالَ: مُذْكَمْ كَانَ مَسِيْرُكَ؟ قُلْتُ: مُنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا

سیدنا ابوقتادہ ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آ جائے گی۔'' جلد باز لوگ پانی (کی تلاش) کے ارادے سے چل پڑے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہا۔ آپ ﷺ کی سواری ایک طرف جھکنے لگی اور آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ (اونگھ کی وجہ سے) جھکنے لگے' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ اس قدر جھکے کہ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' اتنے میں آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ''یہ آدمی کون ہے؟'' میں نے کہا: ابوقتادہ

حَفِظْتَ رَسُوْلَهُ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ عَرَّسْنَا، فَمَالَ إِلٰى شَجَرَةٍ فَنَزَلَ، فَقَالَ: اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا؟ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ، هٰذَانِ رَاكِبَانِ، حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقُلْنَا: اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا، فَنِمْنَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَبَهْنَا، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. مَعِيَ مِيْضَاةٌ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ: اِئْتِ بِهَا. فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: مَسُّوا مِنْهَا، مَسُّوْا مِنْهَا، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ، وَبَقِيَتْ جُرْعَةٌ، فَقَالَ: اِزْدَهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ! فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلَّوْا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرُ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرُ دِيْنِكُمْ فَإِلَيَّ))قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ: لَاتَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْهَا وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا، ثُمَّ قَالَ: ظُنُّوْا بِالْقَوْمِ، قَالُوْا: إِنَّكَ قُلْتَ بِالْأَمْسِ: إِنْ لَاتُدْرِكُوْا الْمَاءَ غَدًا تَعْطِشُوْا، فَالنَّاسُ بِالْمَاءِ، فَقَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ وَقَدْ فَقَدُوْا نَبِيَّهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ابِالْمَاءِ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَسْبِقَكُمْ إِلَى الْمَاءِ وَيُخَلِّفَكُمْ، وَإِنْ يُطِعِ النَّاسُ أَبَابَكْرٍ

ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کب سے چل رہے ہو؟'' میں نے کہا: رات سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح کہ تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اگر ہم ستا لیں (تو بہتر ہوگا)۔'' پھر ایک درخت کی طرف مڑے اور وہیں اتر پڑے اور فرمایا: ''دیکھو کیا کوئی آدمی نظر آ رہا ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے' یہ دو سوار آ گئے ہیں' یہاں تک کہ کل سات افراد جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا: ذرا نمازِ فجر کا خیال رکھنا' کہیں سو ہی نہ جائیں۔ (لیکن ہم سب سو گئے اور) سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا' ہم بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ سوار ہو کر چل پڑے' ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے' تھوڑے ہی چلے تھے کہ اتر پڑے اور پوچھا: ''کیا تمھارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' میرے پاس وضو کا برتن ہے' اس میں معمولی سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے آؤ۔'' میں لے آیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی لیجیے' پانی لیجیے۔'' سب لوگوں نے وضو کر لیا اور لوٹے میں ایک گھونٹ پانی کا باقی بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو قتادہ! اس پانی کو محفوظ کر لو' عنقریب اس کی بنا پر عظیم (معجزہ) رونما ہو گا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' لوگوں نے فجر سے پہلے دو سنتیں پڑھیں اور پھر نمازِ فجر ادا کی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور ہم بھی۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ہم سے نماز میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی بات ہے تو خود حل کر لو اور اگر دینی معاملہ ہے تو میری طرف لاؤ۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیند (کی وجہ سے تاخیر ہونے سے) کوئی کوتاہی نہیں ہوتی' کوتاہی تو یہ ہے جیتے جاگتے (نماز کو لیٹ کر دیا جائے)' اگر اس طرح ہو جائے (جس طرح کہ آج ہوا ہے تو) اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو' نیز دوسرے دن

وَعُمَرَ يَرْشُدُوْا قَالَهَا ثَلَاثاً فَلَمَّا اشْتَدَّتِ الظَّهِيْرَةُ، رَفَعَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا عَطْشاً تَقَطَّعَتِ الْاَعْنَاقُ. فَقَالَ: لَا هَلَكَ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَبَا قَتَادَةَ! ائْتِ الْمِيْضَاَةَ فَاَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ اُحْلُلْ لِي غَمْرِي. يَعْنِي: قَدْحَهُ فَحَلَلْتُهُ. فَاَتَيْتُهُ بِهِ، فَجَعَلَ يَصُبُّ فِيْهِ وَيَسْقِي النَّاسَ، فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَااَيُّهَاالنَّاسُ! اَحْسِنُوْا الْمِلْءَ فَكُلُّكُمْ يَصْدُرُ عَنْ رِيٍّ، فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ غَيْرِي وَغَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ لِي. فَقَالَ: اِشْرَبْ يَا اَبَا قَتَادَةَ! قَالَ: قُلْتُ: اِشْرَبْ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ. فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ بَعْدِي، وَبَقِيَ فِي الْمِيْضَاَةِ نَحْوٌ مِمَّا كَانَ فِيْهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِئَةٍ)).

[الصحيحة:۲۲۲۵]

نماز اپنے وقت میں ادا کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''قوم کے بارے میں اندازہ لگاؤ۔'' انھوں نے کہا: آپ نے تو کل کہا تھا کہ اگر کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آجائے گی اور ہمارے پاس تو پانی ہے۔ راوی کہتا ہے: ''جب صبح ہوئی اور (بڑی جماعت کے) لوگوں نے اپنے نبی کو مفقود پایا تو کوئی کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کہیں پانی پر ہوں گے۔ ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے انھوں نے کہا: لوگو! یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کی طرف تم سے سبقت لے جائیں اور تمھیں پیچھے چھوڑ جائیں اور اگر لوگ ابوبکر و عمر کی پیروی کر لیں تو وہ ہدایت پا جائیں گے۔'' آپ نے یہ کلمات تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ جب دن کی سخت گرمی شروع ہوئی اور لوگوں کو نبی کریم ﷺ بھی نظر آگئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں اور حلق پیاس کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا بن گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج تم پر کوئی ہلاکت نازل نہیں ہوگی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوقتادہ! وضو کا برتن لاؤ (جس میں ایک گھونٹ پانی تھا)۔'' میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پیالے کا ڈھکن اٹھاؤ۔'' میں نے ڈھکن کھولا اور پیالہ آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ اس میں پانی بہاتے گئے اور لوگوں کو پلاتے گئے' لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اچھے انداز میں بھرو' ہر کوئی سیراب ہو کر لوٹے گا۔'' میرے اور رسول اللہ کے علاوہ تمام لوگوں نے پانی پی لیا۔ بالآخر آپ ﷺ نے میرے لئے پانی انڈیلا اور فرمایا: ''ابوقتادہ! پیو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔'' لہٰذا پہلے میں نے اور پھر آپ ﷺ نے پانی پیا اور وضو دان میں اتنا پانی موجود تھا' جتنا کہ پہلے تھا۔ اس دن لشکر کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۵۔ احمد (۵/ ۲۹۸)' واللفظ له' مسلم (۶۸۱)

فوائد: حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے' پہلے بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود نماز کے وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جب بھی جاگ آئے' اگرچہ نماز کا مکمل وقت گزر چکا ہو' نماز پڑھ لی جائے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے سے پہلے فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا' لیکن اللہ تعالی کا کرنا کہ وہ سب سو گئے اور طلوع آفتاب کے بعد اٹھے اور اسی وقت نماز ادا کی۔ لیکن وہ لوگ اس حکم کا مصداق نہیں بن سکتے ہیں جو جان بوجھ کر سوئے رہتے ہیں یا خواہ مخواہ کی غفلت کی بنا پر سوئے رہ جاتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ بھی بیان ہوا کہ ایک گھونٹ پانی میں اتنی برکت نازل ہوئی کہ تین سو افراد نے پانی پی لیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ آداب واخلاق میں یہ بات شامل ہے کہ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

نوم النبی ﷺ لیس بناقض الوضوء

نبی ﷺ کی نیند ناقض وضوء نہیں تھی

۷۲۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ [وَهُوَ یُصَلِّی مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ] فَصَلَّیْتُ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِیَدِیْ فَجَرَّنِی فَجَعَلَنِی حِذَاءَ هُ، فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی صَلَاتِهٖ خَنَسْتُ، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِیْ: ((مَاشَأْنِیْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: مَالَكَ) أَجْعَلُكَ حِذَائِیْ فَتَخْنَسُ؟!)) فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَیَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ أَنْ یُّصَلِّیَ حِذَاءَ كَ، وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَأَعْجَبْتُهُ، فَدَعَا اللّٰهَ لِیْ أَنْ یَزِیْدَنِیْ عِلْماً وَفَهْماً، زَادَ أَحْمَدُ: قَالَ: ثُمَّ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُهُ یَنْفُخُ، ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ فَصَلّٰی مَاأَعَادَ وُضُوْءاً۔[الصحیحة:۶۰۶،۲۵۹۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز شروع کر دی' آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھینچا اور اپنے برابر کھڑا کر دیا۔ جب آپ ﷺ اپنی نماز میں مشغول ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے' جب فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا' میں نے تجھے اپنے برابر کھڑا کیا اور تو پیچھے ہٹ گیا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا کیا کسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کے برابر نماز پڑھے' آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا ہے۔ (میں نے ان باتوں کے ذریعے) آپ ﷺ کو حیرت وتعجب میں ڈال دیا' چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ میرے علم وفہم میں اضافہ فرمائے۔ امام احمد نے یہ زیادتی کی ہے کہ: پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ سو گئے اور سانس لینے کی آواز آنے لگی' پھر سیدنا بلال ؓ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے' نماز پڑھائی اور وضو دوبارہ نہیں کیا۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۶' ۲۵۹۰' احمد (۱/ ۳۳۰)' حاکم (۳/ ۵۳۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ جب مقتدی ایک ہو تو اسے امام کے بالکل ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔

باب: سنة الجمعة والمغرب القبلیتین

باب: جمعہ اور مغرب سے قبل دو رکعت کی مشروعیت

۷۲۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوْضَةٍ إِلَّا وَبَیْنَ یَدَیْهَا رَكْعَتَانِ)).

سیدنا عبد اللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی فرضی نماز' مگر اس سے پہلے (کم از کم) دو

[الصحيحة: ۲۳۲] رکعت (نفلی نماز) ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۲۶)' رویانی فی مسنده (۱۳۳۷)' ابن حبان (۲۴۵۵)

فوائد: نماز مغرب سے پہلے نفلی نماز کے ثبوت میں اس سے پہلے جو حدیث پیش کی جا چکی ہے کہ "بین کل اذانین صلاة" (ہر نماز کی اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے)۔اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ہر فرضی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہئے۔

ومن الامور الفضيلة ومنهن الوضوء

فضیلت والے امور کا بیان انھی میں سے وضوء بھی ہے

٧٢٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَن يَّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهِدٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَابَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ وَسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ. أُرَاهُ. فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهَا تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٩٢١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا' نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے' وہ اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرے یا اپنی جائے ولادت میں رہائش پذیر رہے۔" صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو (یہ حدیث بیان کر کے) خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سو درجے ہیں' جنھیں اللہ تعالی نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا تفاوت ہے' جتنا آسمان اور زمین کے مابین ہے' جب تم اللہ تعالی سے (جنت کا) سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو' کیونکہ یہ جنت کا منتخب اور اعلیٰ مقام ہے' (میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا) اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۱۔ بخاری (۲۷۹۰' ۷۴۲۳)' احمد (۲/ ۳۳۵' ۳۳۹)

فوائد: یعنی آدمی توحید' نماز اور روزے کی وجہ سے جنت میں تو جا سکتا ہے' لیکن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے اللہ تعالی نے جنت میں سو درجے تیار کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں جہاد کا موقع اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

فضل التاذين بأثنى عشر سنة

بارہ سال تک اذان دینے کی فضیلت کا بیان

٧٢٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ أَذَّنَ اثْنَتَى عَشَرَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِيْنِهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً، وَبِإِقَامَتِهِ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً)). [الصحيحة: ٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بارہ سال اذان دی' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور ہر دفعہ اس کی اذان پر ساٹھ اور اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔"

تخریج: الصحیحة ۴۲۔ ابن ماجه (۷۲۸)' حاکم (۱/ ۲۰۵)' بیهقی (۱/ ۴۳۳)

فوائد: اذان دینا انتہائی اجر وثواب پر مشتمل عمل ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کتنا (ثواب) ہے تو (اس اجر کے حصول کے لئے اتنے لوگ جمع ہو جائیں کہ) ان کے سامنے ایک ہی چارہ کار ہو کہ قرعہ کر لیتے ہیں۔'' [بخاری' مسلم] سیدنا ابو سعید خدری ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے تو اسے سننے والا ہر جن' ہر انسان اور ہر چیز اس کے لئے روزِ قیامت گواہی دے گی۔'' [بخاری] لیکن ان اعمال میں نا قابل برداشت قسم کی بے رغبتی ہے' شاید بعض لوگ ایسے بھی ہوں کہ زندگی میں نہ ایک بار اذان دی ہوگی اور نہ اس کی تڑپ پیدا ہوئی ہوگی۔ (العیاذ باللہ تعالی) رہا مسئلہ پہلی صف کا' تو بعض لوگ مسجد میں پہلے پہنچ جانے کے باوجود پچھلی صفوں میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

فضل غسل الجمعة

جمعہ کے لیے غسل کرنے کی فضیلت کا بیان

۷۲۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبِي وَأَنَا أَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: غُسْلُكَ هٰذَا مِنْ جَنَابَةٍ أَوْ لِلْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ جَنَابَةٍ۔ قَالَ:أَعِدْ غُسْلاً آخَرَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ فِي طَهَارَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى)).

[الصحيحة:۲۳۳۱]

عبد اللہ بن ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن غسل کر رہا تھا' کہ میرے والد صاحب تشریف لائے اور پوچھا کہ غسلِ جنابت کر رہے ہو یا غسلِ جمعہ؟ میں نے کہا: غسلِ جنابت۔ انھوں نے کہا: دوبارہ ایک اور غسل کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اگلے جمعہ تک طہارت میں رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۱۔ ابن خزیمة (۱۷۶۲)' ابن حبان (۱۲۲۲)' حاکم (۱/ ۲۸۲)' طبرانی فی الاوسط (۸۱۷۶)

فوائد: طہارت کی دو قسمیں ہیں: ظاہری طہارت اور باطنی طہارت۔ اس حدیث میں باطنی طہارت کا تذکرہ ہے' کہ غسل جمعہ کی وجہ سے اس کا باطن طاہر رہے گا' ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معمول کے مطابق صبح کے غسل پر اکتفا نہ کریں' بلکہ جمعہ کے لئے مخصوص غسل کر کے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جائیں' تا کہ جہاں ہم ظاہری طور پر صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں' وہاں ہمارا باطن بھی پاک ہونا چاہیے۔

ومن الذی لا تقبل صلاته

اس شخص کا بیان کہ جس کی نماز قبول نہیں کی جاتی

۷۲۹۔ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الصَّنَابُحِيِّ: أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ أَمَّ قَوْماً فَلَمَّا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اِلْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَقَالَ: أَتَرْضَوْنَ؟ قَالُوْا:نَعَمْ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ

ابو عبد اللہ صنابحی کہتے ہیں: جنادہ بن ابو امیہ لوگوں کو جماعت کروانے لگے' جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دائیں طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا تم لوگ (میرے امام بننے پر) راضی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر اسی طرح بائیں سمت میں کھڑے

اللّٰه ﷺ يقول: ((مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، فَإِنَّ صَلَاتَهُ لَا تُجَاوِزُ تَرْقُوْتَهُ)). [الصحيحة:٢٣٢٥]

نمازیوں سے پوچھا اور پھر کہا: میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ''جس نے لوگوں کو امامت کروائی اور وہ اس امام کو (کسی شرعی عذر کی بنا پر) ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز اس کے گلے سے اوپر تجاوز نہیں کرے گی (یعنی قبول نہیں ہو گی)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۵۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۱۳۔ ۱۱۴)، طبرانی فی الکبیر (۲۱۷۷)

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ مسجد کا امام جامع الصفات شخصیت کا حامل ہونا چاہئے، نیز مسجد کی انتظامیہ اور دوسرے نمازی اس کی اتنی ہی قدر کریں، جتنی قدر کا وہ مستحق ہے، کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ ان کے سب سے قیمتی سرمائے نمازوں کا تعلق ہے۔

فضل بناء المسجد

مسجد بنانے کی فضیلت کا بیان

٧٣٠۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٤٤٥]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالی کے لئے مسجد تعمیر کی، اللہ تعالی اس کے لئے اس سے وسیع ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۰۱)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۲۳۲)، البزار (۴۰۴)، بمعناه

٧٣١۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِداً لَا يُرِيْدُ بِهِ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً، بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٣٣٩٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد تعمیر کی اور اس کا ارادہ ریاکاری ہو نہ شہرت، تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

فوائد: جو آدمی دنیا میں اللہ تعالی کا گھر بناتا ہے، اللہ تعالی بدلے میں اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے، بڑا تناسب ہے اور بڑی قدر دانی ہے، کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے مسکن بنا رہے ہیں۔ آج مساجد کی زیب و زینت پر بہت زیادہ مال و دولت خرچ کیا جاتا ہے، یاد رہے کہ یہ نبوی منہج نہیں، یہ ہمارے دماغ کی ایجاد ہے کہ پہلے ہم نے اپنے گھروں پر بے دریغ خرچ کر کے انہیں زینت بخشی اور پھر ان پر مساجد کو قیاس کر کے بیل بوٹوں اور منقش پتھروں کا کام مساجد میں شروع کر دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ابوداود] یعنی: مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) مساجد کو چونا گچ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: تم لوگ مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے، جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے (اپنے عبادت خانوں کو) مزین کیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تقوی کی بنیاد پر تعمیر کی جانے والی مسجد نبوی کی عمارت پر نگاہ دوڑائیں، وہ تو ایک چھپر تھی، لیکن اس میں خیر زیادہ تھی، کیونکہ اس وقت مال و دولت اسلام پر خرچ ہوتا تھا، عمارتوں پر نہیں۔

ذم ترك الصلاة من سكره

نشہ کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے کی مذمت کا بیان

٧٣٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَّسُوْلِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً، فَكَأَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلِبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ. قِيْلَ: وَمَاطِيْنَةُ الْخَبَالِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: عُصَارَةُ أَهْلِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحة: ٣٤١٩]

''جس نے نشے میں مدہوش ہو کر ایک نماز ترک کر دی' گویا کہ پوری دنیا اور جو کچھ اس پر ہے اس کا تھا' جو اس سے چھین لیا گیا اور جس نے نشے میں مدہوش ہونے کی وجہ سے چار دفعہ نماز ترک کر دی' تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے "طينة الخبال" پلائے۔'' کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! "طينة الخبال" کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ کو''۔

تخریج: الصحيحة ۳۴۱۹۔ احمد (۲/ ۱۷۸)' حاکم (۴/ ۱۴۶)' بيهقی (۱/ ۳۸۹)

فوائد: سچ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ "اجتنبو الخمر' فانها مفتاح كل شر۔" [صحیحہ: ۲۷۹۸] یعنی: شراب سے بچتے رہو' یہ تو ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہم ظاہر پرستوں کے لئے غیر محسوس چیز کو محسوس انداز میں بیان کیا کہ دنیا اور اس کے تمام خزانے ایک آدمی کی ملکیت میں ہوں اور وہ اس سے چھین لئے جائیں تو اس پر کیا بیتے گی؟ وہ کتنا پریشان ہوگا؟ کیا اس کے دل و دماغ اپنے ٹھکانے پر رہیں گے؟ کیا وہ دنیا پر زندہ رہنے کے قابل رہے گا؟ کیا اس کے قرابت دار اسے اچھے لگیں گے؟ ہرگز نہیں' کسی صورت میں نہیں۔ لیکن ایک نماز چھوڑنے سے اس سے زیادہ نقصان ہو جاتا ہے' لیکن وہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے' وہ عام عقلوں کو سمجھ ہی نہیں آ سکتا کہ ان کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ سگریٹ' نسوار' ہیروئن' افیون' بھنگ' چرس اور شراب سب ایک ہی دریا سے پھوٹنے والی نہریں ہیں' جو کم از کم انسانی ذہن کے توازن کو برقرار نہیں رہنے دیتیں۔ اللہ تعالی کی خاطر اور اپنی ذات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے منہ اور وجود کو ان خباثتوں سے پاک رکھنا چاہئے۔

فضل الوضوء و ركعتين

وضوء اور دو رکعات نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۷۳۳۔ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي مَا أَعْمَدَكَ إِلَى هٰذَا الْبَلَدِ، أَوْ مَاجَاءَ بِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِلَّا صِلَةُ مَاكَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ وَالِدِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: بِئْسَ سَاعَةُ الْكَذِبِ هٰذِهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. أَوْ أَرْبَعاً، شَكَّ سَهْلٌ يُحْسِنُ فِيهَا الذِّكْرَ وَالْخُشُوعَ ثُمَّ

یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انھوں نے مجھے کہا: اے میرے بھتیجے! کون سا ارادہ یا کون سی ضرورت تجھے اس شہر میں لے آئی ہے؟ میں نے کہا: کوئی مقصد نہیں' سوائے اس کے کہ آپ کے اور میرے والد عبد اللہ بن سلام کے مابین ایک تعلق تھا' (اس کی بنا پر آیا ہوں)۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس وقت جھوٹ بولوں تو بہت بری گھڑی ہے' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو آدمی وضو کرے اور اچھا وضو کرے' پھر دو یا چار رکعتیں پڑھے اور ان میں اچھے انداز میں ذکر و اذکار اور خشوع

اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غُفِرَلَهٗ))۔ [الصحيحة:٣٣٩٨]

وخضوع کرے، پھر بخشش طلب کرے تو اس کو بخش دیا جائے گا۔'' رکعات کی تعداد کے بارے میں سہیل راوی کو شک ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۸۔ احمد (۶/ ۴۵۰)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۲۹۷)' طبرانی فی الاوسط (۵۰۲۲)

فوائد: ایسی نماز کو نمازِ توبہ کہا جا سکتا ہے، اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو رہی ہے: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ (اس کے ازالہ کے لئے) وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ آل عمران:) یعنی: ''جو لوگ برائی کرنے یا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ ہی ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ اپنے (برے) کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ [ترمذی' ابن ماجہ]

اهمية صلوات الخمس

پانچ نمازوں کی اہمیت کا بیان

٧٣٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ))۔

[الصحيحة:٦٥٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ان فرض نمازوں پر محافظت کی، اس کو غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جس نے رات کو (قیام کرتے ہوئے) سو آیات کی تلاوت کر لی، اسے فرمانبرداروں میں لکھ دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۷۔ حاکم (۱/ ۳۰۸)' ابن خزیمۃ (۱۱۴۲)

فوائد: یعنی اپنے آپ کو ''غافل'' کے لیبل سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ پانچ نمازوں کی محافظت کی جائے اور جو آدمی ان پانچ فریضوں کی ادائیگی کے بعد رات کو نماز میں سو آیات پڑھ لیتا ہے تو اس کا اندراج قیام کرنے والوں کی فہرست میں ہو گا۔

ألايتار في اول الليل و اٰخره و الفضل للآخره

وتر رات کے شروع اور آخری حصہ میں پڑھنے کا بیان لیکن آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے

٧٣٥۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ أَلَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ))۔ [الصحيحة: ٢٦١٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو رات کے آخری حصے میں بیدار نہ ہو سکنے کا اندیشہ ہو، وہ شروع رات میں نمازِ وتر ادا کر لے اور جس کو یہ امید ہو کہ آخرِ رات بیدار ہو جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۰۔ مسلم (۷۵۵)' ابوعوانۃ (۲/ ۳۱۷)' ترمذی (۴۵۶)' ابن ماجہ (۱۱۸۷)

فوائد: بلاشبہ نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشا سے طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے' لیکن اس نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

فضل صلاۃ المسجد قباء

مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان

٧٣٦ـعَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: قَالَ أَبِي: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَتّٰى أَتٰى هٰذَا الْمَسْجِدَ. مَسْجِدَ قُبَاءٍ. فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَةٍ)). [الصحيحة:٣٤٤٦]

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی (گھر سے) نکلے اور اس......مسجدِ قبا...... میں آکر نماز پڑھے' تو یہ نماز اس کے لئے (ثواب کے لحاظ سے) عمرہ کے برابر ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۴۶۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۹۶)' نسائی (۷۰۰)' ابن ماجہ (۱۴۱۲)' احمد (۳/ ۴۸۷)

فوائد: اس حدیث میں مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

باب: فضل سد فرجة الصف

باب: صف کے خلاء کو پر کرنے کی فضیلت

٧٣٧ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَدَّ فُرْجَةً بَنَى اللّٰهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحيحة:١٨٩٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (صف کے) شگاف کو پُر کیا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۲۔ المحامل فی الامالی (ق ۳۶/ ۲)' ابن ماجہ (۹۹۵)' احمد (۶/ ۸۹)' مطولاً

فوائد: جہاں صف بندی کی اہمیت مسلّم ہے' وہاں اس آدمی کو بھی بیش بہا اجروثواب سے نوازا گیا ہے' جو اس فریضے کو ادا کرتا ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ رکعت کو پالینے کے لالچ میں یا گرمی سے بچنے اور پنکھے کے نیچے کھڑے ہونے کے لالچ میں یا بے جا غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے پہلی صفوں میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف بنانا شروع کر دیتے ہیں' ایسے لوگ روحِ اسلام سے محروم ہیں۔

باب: ادب دخول المسجد والخروج منه

باب: مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا مشروع طریقہ

٧٣٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنٰى، وَإِذَا خَرَجْتَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُسْرٰى)). [الصحيحة: ٢٤٧٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو دائیں پاؤں سے اور جب نکلے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۸۔ حاکم (۱/ ۲۱۸)' بیہقی (۲/ ۴۴۲)

فوائد: لیکن جوتے اتارنے اور پہننے کا معاملہ اس حدیث کے برعکس ہے یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں کو مقدم کرنا ہے لیکن جوتا پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا مسنون ہے اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت بائیں پاؤں پہلے باہر رکھنا چاہئے لیکن پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہننا چاہئے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم توجہ کریں اور دونوں سنتوں پر عمل کریں۔

صفة الجلوس بين السجدتين

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

۷۳۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَضَعَ أَلْيَتَيْكَ عَلَى عَقِبَيْكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)). [الصحيحة:۳۸۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۰۱۵)' عبد الرزاق ۳۰۳۰

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں بیٹھنے کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے اس کو "اِقْعَاء" کہتے ہیں' جس حدیث میں "اِقْعَاء" سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ صورت ہے: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ تو گویا "اِقْعَاء" کی دو صورتیں ہوئیں' ایک مسنون ہے اور دوسری ممنوع۔

فضل الصلوات الخمس

پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

۷۴۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ [الْخَمْسَ] وَحَجَّ الْبَيْتَ. لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا؟ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَلَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وَلَدَ بِهَا، قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهٰذَا النَّاسَ؟! فَقَالَ: ذَرِالنَّاسِ [يَامُعَاذُ]يَعْمَلُوْنَ)). [الصحيحة:۳۲۲۹]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' پانچوں نمازیں پڑھیں اور بیت اللہ کا حج کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ زکاۃ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے معاف کر دے' وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کرے یا اپنی جائے پیدائش میں ٹھہرا رہے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں لوگوں کو (اس حدیث) کی خبر دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! لوگوں سے رہنے دو تا کہ وہ (مزید) عمل کرتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۹۔ ترمذی (۲۵۳۰)' احمد (۵/ ۲۳۲' ۲۴۰)' البزار (۲۶۔ الکشف)

فوائد: اس حدیث میں یہ نقطہ موجود ہے کہ جس حدیث کے بیان کرنے سے لوگ عملاً کوتاہی کر سکتے ہوں' اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہاں اگر سامعین احادیث کی روح اور مقصد کو سمجھنے والے ہوں تو ان کے سامنے وضاحت کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزے' نمازیں اور حج انتہائی افضل اعمال ہیں اور مغفرتِ الٰہی کے حصول کا بہت بڑا سبب ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ باقی ارکانِ اسلام اور نیک اعمال کو نظر انداز کر دیا جائے۔

باب: فضل المواظبة على السنن

باب: سنن رواتب پر مداومت

الرواتب کی فضیلت

۷٤۱۔ عَنْ أَبِی مُوسیٰ یَرْفَعُهُ: ((مَنْ صَلّٰی اِثْنَتَیْ عَشَرَ رَکْعَةً، بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ)). [الصحیحة: ۲۳٤۷]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بارہ رکعات (ظہر سے پہلے چار' اس کے بعد دو' مغرب کے بعد دو' عشا کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو سنتیں) پڑھیں' اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳٤۷۔ طبرانی فی الاوسط (۹۴۳۲)' احمد (۴/ ۴۱۳)' البزار (۷۰۲۔ الکشف)

فضیلة صلاة الصبح
صبح کی نماز کی فضیلت کا بیان

۷٤۲۔عَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰی صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِی ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا یَطْلُبَنَّکُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ، فَإِنَّهٗ مَن یَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ یُدْرِکْهُ ثُمَّ یَکُبَّهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ فِی نَارِ جَهَنَّمَ)). [الصحیحة: ۲۸۹۰]

سیدنا جندب قسری سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے' وہ اللہ تعالی کی امان میں ہوتا ہے' (پس اے انسان!) تو غور سے دیکھ' کہیں اللہ تعالی تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کر لے اور جس سے اللہ تعالی نے اپنی ضمانت کے بارے میں باز پرس کی' تو وہ اس کا مؤاخذہ کر لے گا اور اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۰۔ مسلم (۶۵۷)' ابوعوانة (۲/ ۱۱۔۱۲)' بیهقی (۱/ ۴۶۴)' ترمذی (۲۲۲)

فوائد: مسلمان کی جان' مال اور عزت ویسے بھی بڑی حرمتوں والے امور ہیں' لیکن اس حدیث کی روشنی میں نمازی مسلمان کی شان سمجھیں اور اہل اسلام کو تکالیف دینا چھوڑ دیں۔ یعنی جو مسلمان نماز فجر ادا کرتا ہے' اللہ تعالی اس کی حفاظت وضمانت کی ذمہ داری اٹھا لیتے ہیں' اب جو آدمی ایسے مسلمان کو کسی طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا' وہ اللہ تعالی کی حفاظت وضمانت کو چیلنج کرے گا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسی چیز کے بارے میں متنبہ کیا ہے کہ جس مسلمان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود اٹھا لی ہو' اس کی جان' مال اور عزت کے درپے ہونے سے بچو' وگرنہ اللہ تعالی تمہیں پکڑ لیں گے اور منہ کے بل آگ میں گرا دیں گے۔

باب من اهمية النوافل
نوافل کی اہمیت کا بیان

۷٤۳۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ صَلّٰی صَلَاةً لَمْ یُتِمَّهَا، زِیْدَ عَلَیْهَا مِنْ سُبُحَاتِهٖ حَتّٰی تَتِمَّ)). [الصحیحة: ۲۳۵۰]

سیدنا عائذ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (فرض) نماز پڑھی اور اس کی تکمیل نہیں کی تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے پورا کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۰۔ ابن ماجه فی المعرفة (۲/ ۱۰۹/ ۱)' الضیاء فی المختارة (/ ۲۴۳۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۲۲)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالی کا خاص احسان کہ فرائض میں کی گئی کم وکاست کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

۷٤٤۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عائذ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللہﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُتِمَّهَا، زِيْدَ عَلَيْهَا مِنْ سُبْحَاتِهِ حَتّٰى تَتِمَّ)).

[الصحيحة:٣١٨٦]

فرمایا: ”جس نے (فرض) نماز پڑھی اور اسے مکمل نہ کیا تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے مکمل کر دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۶- طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۲۲- ۲۳)، وانظر الحدیث السابق

فضيلة الضحى و أربع قبل الظهر

نماز چاشت اور ظہر سے پہلے کی چار رکعات کی فضیلت

٧٤٥- عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى مَرْفُوْعاً: ((مَنْ صَلَّى الضُّحٰى أَرْبَعاً، وَقَبْلَ الْأُوْلٰى أَرْبَعاً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٣٤٩]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چار رکعت نمازِ چاشت اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۹- طبرانی فی الاوسط (۴۷۵۰)

أجر صلاة الصبح و قعود بعدها الى طلوع الشمس

صبح کی نماز اور اس کے بعد طلوع شمس تک بیٹھنے کا اجر و ثواب

٧٤٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)). [الصحيحة:٣٤٠٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی، اس کے بعد بیٹھ کر ذکر کرتا رہا، حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اسے مکمل، مکمل اور مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۳- ترمذی (۵۸۶)، الاصبهانی فی الترغیب (۱۹۳۰)

باب: فضل ادراك التكبيرة الاولى مع الامام

باب: امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پانے کی فضیلت

٧٤٧- قَالَﷺ: ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْماً فِي جَمَاعَةٍ، يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَأَبِيْ كَاهِلٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

[الصحيحة: ١٩٧٩، ٢٦٥٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چالیس روز جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور (امام کے ساتھ) تکبیرِ اولی (تکبیرِ تحریمہ) پاتا رہا تو اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں: جہنم سے آزادی اور نفاق سے آزادی۔“ یہ حدیث سیدنا انس، سیدنا ابو کاہل اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۹۔ (۱) انس رضی اللہ عنہ: ترمذی (۲۴۱)، بیھقی فی الشعب (۲۸۷۲)، (۲) ابوکاھل رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۶۱۔ ۳۶۲)، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ابن ماجہ (۷۹۸)

فوائد: قارئین کرام! کیا آپ نے اس حدیث پر عمل کر کے اللہ تعالی سے جہنم اور نفاق سے آزادی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے، اگر جواب مثبت ہے تو ایک اور درجے کے حصول کی کوشش کریں اور اگر جواب منفی میں ہے تو اپنی آئندہ منصوبہ بندی پر غور کریں۔

من قام بعشر آيات لم يكتب من الغافلين

جس نے دس آیات کے برابر بھی قیام کیا، وہ غافلین میں شمار نہیں ہوگا

۷۴۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَّمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ)). [الصحيحة:٦٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (رات کو) دس آیات کے ساتھ قیام کیا اسے غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا، جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا اسے عاجزی کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جس نے ہزار آیتوں کے ساتھ قیام کیا اسے ڈھیروں اجر حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۲۔ ابوداود (۱۳۹۸)، ابن خزیمۃ (۱۱۴۴)، ابن حبان (۲۵۷۲)

فوائد: یعنی آدمی رات کو دس آیات کی تلاوت پر مشتمل نماز بھی نہیں پڑھ سکتا تو اس کا اندراج غافلوں کی فہرست میں کر دیا جاتا ہے، ایک آسان سی ترکیب ہے کہ نماز کی سنتوں کے بعد حسب استطاعت دو، چار، چھ یا آٹھ رکعت نفل پڑھ کر نماز وتر ادا کر لیں، آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے گا جو تہجد گزار ہوتے ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالی)، کیونکہ نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، اس سے بھی بہترین صورت یہ ہے کہ جو لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں، وہ سوتے وقت دو چار نفلی اور وتر نماز پڑھ لیں۔

فضل اية الكرسي

آیۃ الکرسی کی فضیلت کا بیان

۷۴۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَحِلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ)). [الصحيحة: ٩٧٢]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت کی تو اس کے اور جنت میں داخلے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، سوائے موت کے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۲۔ ابن السنی (۱۲۵)، نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۰)، طبرانی فی الکبیر (۷۵۳۲)

فوائد: یہ فرض نمازوں اور اللہ تعالی کے کلام کی برکت ہے۔

أجر يقرأة مائة آية

سو آیات کے پڑھنے کا ثواب

۷۵۰۔ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ:((مَنْ قَرَأَ بِمِئَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ)). [الصحيحة:٦٤٤]

''جس نے ایک رات کے (قیام میں) سو آیات کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۴۴- دارمی (۳۴۵۳)' احمد (۴/ ۱۰۳)' نسائی فی الکبری (۱۰۵۵۳)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالی کا خاص فضل ہے کہ ۲۵' ۳۰ منٹوں میں سو (۱۰۰) آیات پر مشتمل نماز پڑھ لیں اور دس بارہ گھنٹے کی رات کے قیام کا ثواب اللہ تعالی سے وصول کرلیں۔

٧٥١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، أَوْ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ)). [الصحيحة:٦٤٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک رات میں (قیام کے دوران) سو آیتوں کی تلاوت کی اسے غافل لوگوں میں نہیں لکھا جاتا یا اسے قیام کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۴۳- ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۶۶)' ابن خزیمة (۱۱۴۲)

باب: قضاء سنة الفجر بعد طلوع الشمس

باب: فجر کی سنتوں کی سورج نکلنے کے بعد قضاء کا بیان

٧٥٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:٢٣٦١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا' اسے چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں ادا کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۱- ترمذی (۴۲۳)' ابن خزیمة (۱۱۱۷)' ابن حبان (۲۴۷۲)' حاکم (۱/ ۲۷۴)

فوائد: اگر نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں رہ جائیں تو ان کو دو اوقات میں پڑھا جا سکتا ہے' طلوع آفتاب کے بعد جیسا کہ اسی حدیث میں ہے اور نماز فجر کے متصل بعد جیسا کہ سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھی' جب آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہوکر) پلٹے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا اور فرمایا: ''قیس! ذرا ٹھہر کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھی جا رہی ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا (اور اب پڑھ رہا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی حرج نہیں۔'' [ابوداود' ابن ماجہ' ترمذی]

فضل انتظار الصلاة

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

٧٥٣- عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمَرْءُ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَهَا)). [الصحيحة:٢٣٦٨]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک آدمی نماز کا انتظار کرتا رہے' وہ نماز کے حکم میں رہتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۸- عبد بن حمید (۱۰۵۲)' احمد (۳/ ۳۴۸)' ابویعلی (۱۹۳۹)' ابن حبان (۱۵۲۹)' من طریق آخر بمعناه

فوائد: اللہ تعالی نے فضل و احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جو آدمی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے تو اسے بھی نماز کا حکم دیا

جاتا ہے یعنی اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کو غور وفکر کرنا چاہئے جو مسجد میں پہلے جانے سے کتراتے کے لئے اپنی نگاہ گھڑی پر رکھ کر جماعت کا وقت قریب ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں تاکہ مسجد میں جا کر نماز کے انتظار میں بیٹھنا ہی نہ پڑے۔

المسجد بيت كل تقي

مسجد ہر پرہیز گار کا گھر ہے

٧٥٤- عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ:-كَتَبَ سَلْمَانُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ: يَا أَخِي! عَلَيْكَ بِالْمَسْجِدِ فَالْزَمْهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:((**الْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ**)). [الصحيحة:٧١٦]

ابوعثمان کہتے ہیں کہ سلمان نے ابو دردا کی طرف لکھا: اے میرے بھائی! مسجد سے وابستہ رہ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسجد ہر پرہیز گار آدمی کا گھر ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۷۱۶- ابونعيم فى الحلية (۶/ ۱۷۶)' قضاعى فى مسند الشهاب (۷۲' ۷۳)' طبرانى فى (۶۱۴۳)

فوائد: مسجد اللہ تعالی کا گھر ہے اس کا مفہوم ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اس میں اللہ تعالی کے فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے وہاں سے ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن کی آواز آتی رہتی ہے نیز وہ نیک و پارسا لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسجد نیکوکار اور پرہیز گار لوگوں کا گھر بھی ہے کیونکہ انہیں وہاں ایسا سکون محسوس ہوتا ہے جو عام لوگوں کو گھر پہنچ کر نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إن للمساجد أوتاداً، الملائكة جلساؤهم، إن غابوا يفتقدونهم، وإن مرضوا عادوهم، وإن كانوا في حاجة أعانوهم، وقال: جليس المسجد على ثلاث خصال: أخ مستفادٍ، أو كلمة حكمةٍ، أو رحمة منتظرة)۔ [صحیحہ:۳۴۰۱] یعنی: بیشک بعض لوگ مسجد نشیں ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انھیں تلاش کرتے ہیں اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمارداری کرتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔

القراءة في ركعتين قبل الفجر

فجر سے پہلے دو رکعات کی قرأت کا بیان

٧٥٥- عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ لَايَدَعُهُمَا، قَالَتْ: وَكَانَ يَقُولُ: ((**نِعْمَتِ السُّوْرَتَانِ يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يٰأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾**)) [الصحيحة:٦٤٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فجر سے پہلے والی دو سنتوں کو ترک نہیں کرتے تھے اور فرماتے: ''دو بہترین سورتیں ہیں جنھیں فجر سے پہلے والی دو رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔''

تخريج: الصحيحة ۶۴۶- ابن خزيمة (۱۱۱۴)' ابن حبان (۲۴۶۱)' ابن ماجه (۱۱۵۰)' احمد (۶/ ۲۳۹)

النهي عن البول بأبواب المساجد

مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے کی ممانعت

٧٥٦۔ عَنْ مَكْحُوْلٍ مَرْفُوْعاً: ((نَهٰى ﷺ أَنْ يُّبَالَ بِأَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ)). [الصحيحة:٢٧٢٣]

مکحول تابعی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد کے دروازوں کے آس پاس پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۳۔ ابن شیبة فی تاریخ المدینة (۱/ ۳۶)' ابوداود فی المراسیل (۱۴۳)' عن مکحول مرسلاً

فوائد: طہارت وصفائی اسلام کا انتہائی اہم عنصر ہے' بلکہ یوں کہا جائے کہ صفائی کے بغیر عبادت کا مزہ بھی کرکرا ہو جاتا ہے اور دوسری چیز' جس کا اسلام نے بہت زیادہ خیال رکھا ہے' مسلمانوں کو ہر قسم کی چھوٹی و بڑی تکلیف سے بچانا ہے۔ ان دو تقاضوں کو شریعت نے پورا کرتے ہوئے جتنے احکام لاگو کئے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ قضائے حاجت کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جس سے کسی بشر کو تکلیف نہ ہو۔ مثلاً سیدنا معاذ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے بچو' جو تمہارے لئے لوگوں کی لعن طعن کا سبب بنتی ہیں' یعنی: لوگوں کے گھاٹ' وسطِ راہ اور (مستعمل) سایوں میں قضائے حاجت کرنا۔'' [ابوداود' ابن ماجہ] اسی طرح شریعتِ مطہرہ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا' جس کے نقصانات واضح ہیں' اسی مسئلہ کی ایک شق یہ ہے اللہ تعالی کے گھروں کے دروازوں کے سامنے قضائے حاجت نہ کی جائے' کیونکہ یہ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ بھی ہے' لوگوں کی گزرگاہ بھی ہے اور سب سے بڑی وجہ کہ اس سے مسجد کی توہین ہوتی ہے اور مسجد میں تعفن پھیلتا ہے' جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوگی۔

النهي عن كف الشعر في الصلاة

نماز میں بالوں کو اکٹھا کرنے کی ممانعت

٧٥٧۔ عَنْ مِخْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ۔ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ يَقُوْلُ رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَأَى الْحَسَنَ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْنَهٰى عَنْهُ، وَقَالَ: ((نَهٰى ﷺ أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ)). [الصحيحة:٢٣٨٦]

مخول کہتے ہیں: میں نے ابوسعد' جو مدینے کا باشندہ تھا' کو کہتے سنا' اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ حسن نماز پڑھ رہا تھا اس حال میں کہ اپنے بالوں کو اپنے سر پر اکٹھا کر کے باندھا ہوا تھا' رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع نے اس کے بالوں کو کھول دیا یا ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے بال اس کے سر کے پیچھے اکٹھے کر کے باندھے ہوئے ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۶۔ ابن ماجه (۱۰۴۲)' احمد (۶/ ۸' ۳۹۱)' دارمی (۱۳۸۰)' ابو داود (۶۴۶)' نحوه

باب: الاقعاء المنهي عنه

باب: اقعاء (بیٹھنے) کی صورت جو منع ہے

٧٥٨۔ عَنْ أَنَسٍ: ((نَهٰى ا عَنِ الْإِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:١٦٧٠]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء اور تورّک سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۷۰۔ احمد (۳/ ۲۳۳)' السراج فی مسنده (۴/ ۷۳/ ۱)' البزار (۵۴۹۔ الکشف)

فوائد: حدیث میں مذکورہ ''اِقْعَاء'' اور ''تَوَرُّك'' کی دو دو صورتیں ہیں' ہر ایک میں سے ایک صورت مسنون اور دوسری ناجائز ہے۔ ''اقعاء'' اور ''تورك'' کی ناجائز صورتیں: ''اقعاء'': پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر

رکھنا۔ ''تورك'': نماز میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو دونوں کولھوں کے برابر رکھنا۔ یہ دونوں صورتیں مذکورہ بالا اور دوسری احادیث کی بنا پر ممنوع ہیں۔ ''اقعاء'' اور ''تورك'' کی مسنون صورتیں یہ ہیں: ''اقعاء'': دو سجدوں کے درمیان جلسے میں اپنے سرینوں کو اپنی ایڑیوں پر رکھنا' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: من السنة فی الصلاة أن تضع ألیتك علی عقبیك بین السجدتین۔ [صحیحہ: ۳۸۳] یعنی: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔ ''تورك'': نمازی کا آخری تشہد میں دائیں کولھے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو' نیز بائیں کولھے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔ جیسا کہ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ...... فاذا جلس فی الرکعة الآخر قدم رجله الیسری ونصب الاخری وقعد علی مقعدته۔ [بخاری] یعنی: جب آپ ﷺ آخری رکعت کے بعد (تشہد میں) بیٹھتے تو اپنے دائیں پاؤں کو (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) آگے کو بڑھا دیتے' اپنے دائیں پاؤں کو گاڑ کر رکھتے اور اپنے سرین پر بیٹھ جاتے۔

باب: الصلاة قبل اصفرار الشمس

باب: سورج کے زرد ہونے سے پہلے نفل نماز کا بیان

۷۵۹۔ عَنْ عَلِيٍّ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ)). [الصحیحة: ۲۰۰]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا' الّا یہ کہ سورج بلند ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۔ ابو داود (۱۲۷۴)' نسائی (۵۷۴)' احمد (۱/ ۱۲۹' ۱۴۱)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ نماز عصر کے بعد علی الاطلاق نفلی نماز پڑھنا ممنوع نہیں ہے' بلکہ کچھ وقت تک اجازت ہے' جس کی وضاحت اس حدیث میں کر دی گئی ہے۔

ومن أمور المذمومة فی الصلاة

نماز میں مذمومہ امور کا بیان

۷۶۰۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ)). [الصحیحة: ۱۱۶۸]

سیدنا عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوے کے ٹھونگ مارنے (کی طرح عجلت کے ساتھ سجدہ کرنے سے)' اور (سجدے میں) درندے کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع کیا کہ آدمی مسجد میں ایک جگہ کو اپنے لئے اس طرح خاص کر لے جس طرح اونٹ کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۸۔ ابو داود (۸۶۲)' نسائی (۱۱۱۳)' ابن ماجه (۱۴۲۹)' احمد (۳/ ۴۲۸۔ ۴۲۹)

فوائد: مسائل بالکل واضح ہیں کہ سکون کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے' سجدے میں بازو زمین سے بلند ہوں اور مسجد میں کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص نہ کر لیا جائے کہ اگر کوئی وہاں بیٹھ گیا ہو تو اسے اٹھا دیا جائے' بلکہ بعد میں آنے والوں کو جہاں جگہ ملے وہ ترتیب کے ساتھ بیٹھتے جائیں۔

باب: وجوب خروج النساء الی مصلی العید

باب: نماز عید کے لیے عورتوں کا عیدگاہ جانا واجب ہے

۷۶۱۔ عَنْ أُخْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ)۔يَعْنِي فِي الْعِيْدَيْنِ۔ [الصحيحة:۲۴۰۸]

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(عیدین کے لئے) ہر اس عورت پر نکلنا فرض ہے، جو کمر بند باندھتی ہو یعنی بالغ ہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۸۔ احمد (۶/ ۳۵۸)، طیالسی (۱۶۲۲)، بیھقی (۳/ ۳۰۶)

فوائد: نماز عیدین میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی شرکت پر اتنی تاکید فرمائی کہ حیض والی عورتوں کو بھی، جو نماز نہیں پڑھ سکتیں، مستثنیٰ نہ کیا۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: امرنا ان نخرج العواتق والحیض فی العیدین یشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین وتعتزل الحیض المصلی۔ [بخاری، مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے امورِ خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔ اور اس حدیث میں تو آپ ﷺ نے نماز عیدین میں شرکت کو واجب قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ان سنتوں کی مخالفت پر تلے ہوتے ہیں۔

باب: من السنن المتروکة

باب: ترک کی گئی سنتیں

۷۶۲۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ۔ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ۔ قَالَ: نُوْدِيَ بِالصُّبْحِ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ وَأَنَا فِي مِرْطِ امْرَأَتِي فَقُلْتُ: لَيْتَ الْمُنَادِيَ يُنَادِي: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ، فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ)). [الصحيحة:۲۶۰۵]

نعیم بن نحام۔ جن کا تعلق قبیلہ بنو عدی بن کعب سے تھا۔ کہتے ہیں: ایک رات خوب سردی تھی، صبح کی اذان ہو رہی تھی اور میں اپنی بیوی کی چادر میں (لیٹا ہوا) تھا۔ میں نے کہا: کاش مؤذن یہ بھی کہہ دے: "وَمَنْ قَعَدَ فَلَاحَرَجَ" (اگر کوئی نہیں آنا چاہتا تو کوئی حرج نہیں)۔ (میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ) نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے کہہ دیا: "وَمَنْ قَعَدَ فَلَاحَرَجَ"۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۵۔ ابن ابی شیبۃ فی المسند (۵۵۳)، احمد (۴/ ۲۲۰)، بیھقی (۱/ ۳۹۸)

فوائد: "ان الدین یسر" یعنی: دین آسان ہے، کا یہی مفہوم ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز جماعت کو ضروری قرار دیا، وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت کا اعلان بھی کروایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش، سردی وغیرہ کے جس موسم میں نمازیوں کے لئے مسجد میں آنا مشکل ہو، اس دن اذان کے بعد مؤذن کہے: ومن قعد فلا حرج۔ لیکن ایسے حالات میں اذان کے بعد "الا صلوا فی الرحال" (خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو) کہنا بھی مسنون ہے۔ [بخاری، مسلم] اور یہ بھی درست ہے کہ "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح" کے بجائے "صلوا فی بیوتکم" (گھروں میں نماز پڑھ لو) ہی کہہ دیا

جائے۔ [بخاری، مسلم]

تفسير الآية: واذا رأوا تجارة

٧٦٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ عِيْرٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتَّى لَا يَبْقَ مِنْكُمْ أَحَدٌ، لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِيُّ نَارًا**)) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿**وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا(الْجُمُعَة ١١)**﴾ وَقَالَ: فِي الْاِثْنَي عَشَرَ الَّذِيْنَ ثَبَتُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔[الصحيحة:٣١٤٧]

اور جب انہوں نے تجارت کو دیکھا...... کی تفسیر کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مدینہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، اصحاب رسول اس کی طرف لپک پڑے اور صرف بارہ آدمی بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ صورتحال دیکھ کر) فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے کے سارے چلے جاتے اور کوئی بھی باقی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمہیں بہا کر لے جاتی۔“ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿جب وہ کوئی سودا بکتے دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں﴾ (سورۂ جمعہ: ۱۱) راوی کہتے ہیں: جو بارہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہے، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں شامل تھے۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۴۷- ابويعلى (۱۹۷۹)، ابن حبان (۶۸۷۷)، بخاری (۹۳۶، ۴۸۹۹)، مسلم (۸۶۳)، بغير هذا اللفظ

فوائد: معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران کسی دنیوی مقصد کے لئے اٹھ کر جانا گھناؤنا جرم ہے۔

الاعتكاف إلا في المساجد الثلاثة

٧٦٤- عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ لِعَبْدِاللّٰهِ [يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ] : [قَوْمٌ] عُكُوْفٌ بَيْنَ دَارِكَ وَدَارِ أَبِي مُوْسٰى لَاتُغَيِّرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَاتَنْهَاهُمْ)؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((**لَااِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ**))؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَعَلَّكَ نَسِيْتَ وَحَفِظُوْا، أَوْ أَخْطَأْتَ وَأَصَابُوْا۔

اعتکاف بس تین مسجدوں میں ہوگا

ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ لوگ آپ کے اور ابوموسی کے گھر کے درمیان اعتکاف کی نیت سے بیٹھے ہیں اور آپ انھیں منع نہیں کرتے؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتکاف نہیں ہے، مگر تین مساجد میں۔“ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تو بھول گیا ہو اور انھیں یاد ہو یا شاید تجھے غلطی لگی ہو اور وہ درست ہوں۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۸۶- الاسماعيلى فى المعجم (۲/ ۱۲۱)، بيهقى فى السنن (۴/ ۳۱۶)، طحاوى فى المشكل (۴/ ۲۰)

فوائد: کون کون سی مساجد میں اعتکاف جائز ہے؟ بلاشبہ اعتکاف کے لئے صرف مسجد کا ہی انتخاب کیا جائے گا، نہ کہ گھر کا۔ جمہور کا موقف یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے، کیونکہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿**ولا تباشروهن وانتم عاكفون في المساجد**﴾

[سورۂ بقرہ: ۱۸۷] یعنی: ''عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔'' چونکہ یہاں اللہ تعالی نے مساجد کا عام ذکر کیا ہے لہذا ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہو گا۔ جبکہ امام البانی رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں اعتکاف صرف تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی) میں جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے، اس حدیث نے اس کی تخصیص کر دی ہے۔ جمہور نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سے مراد افضل اور اکمل اعتکاف ہے جو ان تین مساجد میں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لا ایمان لمن لا امانة له) یعنی: جس آدمی میں امانت نہ ہو، اس کا تو کوئی ایمان نہیں ہوتا۔ یعنی اس کا ایمان افضل اور اکمل نہیں ہوتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: الحض على صلاة النوافل في البيوت

باب: گھروں میں نوافل کی ادائیگی کی ترغیب

۷٦٥۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْراً، صَلُّوْا فِيْهَا)). [الصحيحة:٢٤١٨]

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، ان میں نماز پڑھا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۸۔ احمد (۴/ ۱۱۴)، عبد بن حمید (۲۷۵)، طبرانی فی الکبیر (۵۲۴۸)،

فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے کہ گھروں میں نفلی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ''گھروں کو قبریں نہ بناؤ'' اس کے تین مفہوم ہیں: (۱) مُردوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو اپنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھے گا، اس نے اپنے آپ کو میت اور اپنے گھر کو قبر بنا دیا۔ جس طرح قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے اسی طرح گھروں کو بنا دیا جائے۔

باب: من آداب المساجد

باب: آداب مسجد کا بیان

۷٦٦۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ] مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً إِلَّا لِذِكْرٍ أَوْ صَلَاةٍ)). [الصحيحة:١٠٠١]

سالم اپنے باپ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مساجد کو راستے نہ بناؤ، یہ تو صرف اللہ کے ذکر یا نماز کے لئے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۱۔ ابن ابی ثابت فی حدیثه (۱/ ۱۲۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۱۹)، والاوسط (۳۱)

فوائد: مساجد کے مقاصد بیان کئے جا رہے ہیں کہ وہاں کی مصروفیت کی دو ہی صورتیں ہیں: ذکر الٰہی یا نماز۔

كراهية التخصيص بيوم الجمعة للصيام

روزوں کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنے کی کراہت کا بیان

۷٦٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیام کے لئے جمعہ کی رات کو خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو

تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ ، إِلَّا أَن يَكُوْنَ فِي صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ)).

[الصحيحة: ٩٨٠]

روزہ کے لئے خاص کرو، ہاں اگر کوئی آدمی (اپنی ترتیب کے مطابق) روزے رکھ رہا ہے (اور اسے جمعہ کے دن روزہ رکھنا پڑ گیا ہے تو) وہ روزہ رکھ لے۔"

تخریج: الصحیحة ۹۸۰۔ مسلم (۱۴۸/ ۱۱۴۴)' نسائی فی الکبری (۲۷۵۱)' ابن خزیمة (۱۱۷۲)

فوائد: کسی دلیل کے بغیر کسی دن کو عبادت کے لئے خاص نہیں کیا جا سکتا۔

النهي عن الصلاة الى القبر وعليه

قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت

٧٦٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((لَاتُصَلُّوْا إِلَى قَبْرٍ، وَلَا تُصَلُّوْا عَلَى قَبْرٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ قبر کے اوپر۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۱۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۰۵۱)' الضیاء فی المختارة (۱۲/ ۱۲۴)

النهي عن الصلاة عند طلوع الشمس و غروبها

سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

٧٦٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتُصَلُّوْا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ عَلَى قَرْنِ شَيْطَانٍ وَصَلُّوْا بَيْنَ ذٰلِكَ مَا شِئْتُمْ)).

[الصحيحة: ٣١٤]

سیدنا انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو' کیونکہ یہ شیطان کے سینگ پر طلوع اور غروب ہوتا ہے' (طلوع اور غروب) کے درمیان جیسے چاہو نماز پڑھو۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۔ ابویعلی (۴۲۱۶)' الضیاء فی المختارة (۱۸۸۳)

لا غرار في صلاة ولا تسليم

نہ نماز میں نقص جائز ہے اور نہ سلام میں

٧٧٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاغِرَارَ فِي صَلَاةٍ وَلَاتَسْلِيْمَ)).

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہ نماز (کے ارکان) میں نقص پیدا کرنا جائز ہے اور نہ (نماز میں) سلام دینا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۔ ابو داود (۹۲۸)' احمد (۲/ ۴۶۱)' حاکم (۱/ ۲۶۴)

فوائد: ابوعمرو شیبانی نے کہا: "لاغرار" کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے اس حال میں نہ نکلے کہ اسے نماز کے کسی حصے کے باقی رہنے کا گمان ہو' بلکہ (وہ اس وقت سلام پھیرے) جب اسے نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو۔ ابن اثیر نے کہا: "غرار الصلاۃ" سے مراد اس کی کیفیات و ارکان میں نقص ہوتا ہے اور "غرار التسلیم" سے مراد یہ ہے کہ نمازی (جوابًا) "وعلیک" کہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے

کہا: ''ولا تسلیم'' کا یہ معنی نہیں کہ غیر نمازی نمازی کو سلام نہ کہے' کیونکہ کئی احادیث میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو سلام کہتے تھے (اور آپ ﷺ اشارے سے جواب دیتے تھے)۔...... (صحیحہ: حدیث: ۳۱۸ کے تحت) خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ جب تک نمازی کو نماز کی تکمیل کا یقین نہ ہو جائے وہ سلام نہیں پھیر سکتا' نیز وہ سلام کا جواب بول کر نہیں دے سکتا' کیونکہ اسے کلام کہتے ہیں' جو نماز میں حرام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

النهي عن الكلام في الصلاة

۷۷۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: اَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ إِنَّهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَظَنَّ عَبْدُاللّٰهِ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ مُوْجِدَةٍ مِّن رَّسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَتَرُدُّ عَلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ، فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ مُوْجِدَةٍ عَلَيَّ فَقَالَ: ((**لَا وَلٰكِنَّا نُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، إِلَّا بِالْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ**)).
[الصحيحة: ۲۳۸۰]

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے' اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے' اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب دیتے تھے۔ (ایک دن) انہوں نے سلام کہا' لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ سیدنا عبداللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو نماز کی حالت میں سلام کہتا تھا اور آپ مجھے جواب دیتے تھے' لیکن آج میں نے سلام کہا اور آپ نے جواب نہ دیا' میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی بات نہیں ہے' دراصل ہمیں نماز میں کلام کرنے سے منع کر دیا گیا ہے' ماسوائے قرآن مجید اور (اللہ کے) ذکر کے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۱۲۸)

فوائد: ابتدائے اسلام میں نماز میں گفتگو جائز تھی' بعد میں حرام ہوگئی۔ اسی بناء پر زبان سے سلام کا جواب دینا درست نہیں' کیونکہ اسے کلام کہا جاتا ہے' البتہ نمازی اشارے سے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب: صلاة الضحى هي الاوابين

۷۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلَاةِ الضُّحٰى إِلَّا أَوَّابٌ وَهِيَ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ**)). [الصحيحة: ۷۰۳، ۱۹۹۴]

باب: چاشت کی نماز ہی ''اوابین'' ہے

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت توبہ کرنے والا فرد ہی چاشت کی نماز کی حفاظت کرتا ہے اور یہی صلاۃ الاوّابین (بہت توبہ کرنے والوں کی نماز) ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۰۳، ۱۹۹۴' ابن خزیمة (۱۲۲۴)' حاکم (۱/ ۳۱۴)

فوائد: یہ ایک واضح دلیل ہے کہ نمازِ ضحیٰ کو ہی ''صلاۃ الاوابین'' کہتے ہیں' اگرچہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ نماز بعد از نماز مغرب ہوتی ہے' جو محض ایک خام خیالی ہے۔ عصرِ حاضر میں خواص و عوام نمازِ ضحیٰ کی ادائیگی سے غافل ہیں' حالانکہ دو رکعت نمازِ ضحیٰ ادا کرنے

سے انسان کے ۳۶۰ جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ اس کی مزید فضیلت و اہمیت پہلے گزر چکی ہے۔ آپ ﷺ نے آٹھ رکعت تک نمازِ ضحیٰ بھی پڑھی ہے۔

تحريم الصلاة عند طلوع الشمس

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی حرمت کا بیان

٧٧٣۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: رَآنِي أَبُو بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى حِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَعَابَ عَلٰى ذٰلِكَ وَنَهَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتُصَلُّوْا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلَعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ)).

[الصحيحة: ٣٠٤١]

سعید بن نافع کہتے ہیں ابو بشیر انصاری، جو صحابیٔ رسول تھے، نے مجھے دیکھا اور میں طلوعِ آفتاب کے وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا، انھوں نے میرے اس عمل کو معیوب قرار دیا اور مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک نماز نہ پڑھو، جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۱۔ احمد (۵/ ۲۱۶)، بخاری فی التاریخ والکنی ۸/ ۱۵، ابویعلی (۱۵۷۲)

تكبيرات الجنائز والعيدين اربعًا

جنائز اور عیدین کی تکبیریں چار چار ہیں

٧٧٤۔ عَنِ الْوَضِيْنِ بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عِيْدٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِيْنَ انْصَرَفَ قَالَ: ((لَاتَنْسَوْا تَكْبِيْرَ الْجَنَائِزِ، وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْعِيْدِ)). [الصحيحة: ٢٩٩٧]

وضین بن عطا کہتے ہیں: مجھ سے ابو عبدالرحمٰن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کے روز نماز پڑھائی اور چار چار تکبیریں کہیں، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بھولنا نہیں، جنازے کی تکبیرات کی طرح (چار تکبیریں اس نماز میں بھی ہیں)۔'' پھر آپ ﷺ نے (بات سمجھانے کے لئے) انگوٹھا بند کر کے (بقیہ چار) انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۷۔ طحاوی (۴/ ۳۴۵)

فوائد: اس سے مراد وہی چھ تکبیریں ہیں، جو ہمارے ہاں احناف کا عمل ہے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کو شامل کر کے کل آٹھ بنتی ہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: جو چار چار تکبیرات کہنا چاہتا ہے، وہ اس مذکورہ بالا حدیث اور دوسرے آثار کی بنا پر کہہ لے اور جو پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات کہنا چاہتا ہے، وہ بھی کہہ لے، کیونکہ اس کے حق میں بھی ایک مسند حدیث موجود ہے، جس کی طرف امام بیہقی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا اور یہ طریقہ کئی صحابہ سے بھی منقول ہے، اس لئے حدیث پورے مجموعہ کی بنا پر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ (صحیحہ: حدیث: ۲۹۹۷ کے تحت) بارہ تکبیرات پر دلالت کرنے والی احادیث: سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''التكبير في الفطر سبع في الاولى و خمس في الاخرى والقراءة

بعدھما کلتیھما۔ [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں قراءت سے پہلے کہی جائیں گی۔ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ [ترمذی' ابن ماجہ] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ [ابن ماجہ] سیدنا عمر' سیدنا علی' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا جابر' سیدنا عبد اللہ بن عمر' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا ابو ایوب' سیدنا زید بن ثابت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور امام احمد' امام شافعی اور امام مالک اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔ اس موضوع پر بعض احادیث میں ضعف ہے' لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔

لا صلاة بعد العصر والفجر سوى المكة

مکہ کے علاوہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے

۷۷۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ أَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، إِلَّا بِمَكَّةَ، إِلَّا بِمَكَّةَ، [إِلَّا بِمَكَّةَ])). [الصحيحة:۳٤۱۲]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بابِ کعبہ کا کڑا پکڑ کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور (اسی طرح) فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں' مگر مکہ میں' مگر مکہ میں' مگر مکہ میں (یعنی مکہ میں ہر وقت پڑھ سکتا ہے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۲۔ احمد (۵/ ۱۶۵)' دار قطنی (۱/ ۴۲۴)' بیہقی (۲/ ۴۶۱)

فوائد: مکہ مکرمہ کو مکروہ اوقات سے خاص کر دیا گیا ہے کہ وہاں ہر وقت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ومن امور الجنة وفيهن صلوات الخمس

جنتیوں والے کام اور انہی میں سے پانچ نمازیں

۷۷٦۔ عَنْ أَبِي قُتَيْلَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: ((لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ، وَأَقِيْمُوْا خَمْسَكُمْ، وَأَعْطُوْا زَكَاتَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة:۳۲۳۳]

سیدنا ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت آئے گی' سوا اپنے ربّ کی عبادت کرو' پانچ نمازیں قائم کرو' زکاۃ ادا کرو' ماہِ (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنے معاملات کے مسئولوں (یعنی امیروں) کی اطاعت کرو' تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۱۶)' وفی الشامیین (۱۱۷۳)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۶۱۹۳)

كراهية التفل من جهة القبلة في الصلاة

۷۷۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ، فَتَفَلَ فِي الْقِبْلَةِ وَهُوَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ صَلَاةُ الْعَصْرِ، أَرْسَلَ إِلَى آخَرَ، فَأَشْفَقَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُنْزِلَ فِيَّ؟! قَالَ: ((لَا وَلٰكِنَّكَ تَفَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَأَنْتَ يَؤُمُّ النَّاسَ فَآذَيْتَ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ)). [الصحيحة:٣٣٧٦]

نماز میں قبلہ کی سمت تھوکنے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نمازِ ظہر پڑھائے‘ اس نے نماز پڑھانے کی حالت میں جہتِ قبلہ میں تھوکا۔ جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو (امامت کے لئے) بھیجا‘ پہلا شخص ڈر گیا اور اس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں‘ (کوئی حکم نازل نہیں ہوا‘ بات یہ ہے کہ) جب تو لوگوں کو امامت کروا رہا تھا تو تو نے اپنے سامنے تھوکا اور اس طرح اللہ اور فرشتوں کو تکلیف دی (اس وجہ سے میں نے تجھے معزول کر دیا)۔“

تخریج: الصحيحة ٣٣٧٦۔ طبراني في الكبير (١٣/ ٣١)

فوائد: قبلہ کی جہت میں تھوکنے سے منع کیا گیا ہے‘ پہلے یہ احکام گزر چکے ہیں کہ اگر نمازی تھوکنا چاہتا ہے تو وہ نہ دائیں طرف اور نہ قبلہ کی سمت تھوکے‘ اگر اس کے بائیں طرف کوئی اور نمازی نہیں ہے تو بائیں طرف تھوک لے‘ اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے یا اپنے کسی کپڑے پر تھوک کر اسے مل دے۔

خروج من المسجد بغير حاجة بعد سمع النداء نفاق

۷۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ أَحَدٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ. إِلَّا لِحَاجَةٍ. ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَّا مُنَافِقٌ)). [الصحيحة: ٢٥١٨]

اذان سننے کے بعد بغیر ضرورت مسجد سے نکلنا نفاق ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی منافق ہے‘ جو میری اس مسجد میں موجود ہو‘ اذان سنے اور ضرورت کے بغیر نکل جائے اور پھر واپس نہ لوٹے۔“

تخریج: الصحيحة ٢٥١٨۔ طبراني في الاوسط (٣٨٥٣)‘ ابونعيم في صفة النفاق (٢٩/ ١)‘ ابوداود في المراسيل (٨٣)‘ بيهقي (٣/ ٥٦)‘ عن سعيد بن المسيب مرسلا بنحوه

فوائد: اذان کے بعد بلاعذر مسجد سے نکلنا منع ہے‘ جیسا کہ ابوشعثاء کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے‘ جب مؤذن نے نماز عصر کے لئے اذان دی تو ایک آدمی مسجد سے نکل پڑا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ [مسلم] لیکن مسجد نبوی کا معاملہ کچھ اور ہے‘ کہ اذان کے بعد وہاں سے باہر نکلنا نہ صرف معصیت ہے‘ بلکہ شریعت کی طرف سے نفاق کی وعید کا مستحق بھی بن جائے گا۔

لا تقبل صلاة من اربعين یومًا من شرب الخمر

۷۷۹۔ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ۔ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ۔ أَنَّهُ مَكَثَ فِي طَلَبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِالْمَدِيْنَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ؟ قَالُوْا: قَدْ سَافَرَ إِلٰى مَكَّةَ۔ فَاتَّبَعَهُ فَوَجَدَهُ قَدْ سَارَ إِلَى الطَّائِفِ، فَتَبِعَهُ فَوَجَدَهُ فِي مَزْرَعَةٍ يَمْشِي مُخَاصِراً رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ وَالْقُرَشِيُّ يَزِنُ بِالْخَمْرِ، فَلَمَّا لَقِيْتُهُ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، قَالَ: مَاغَدَا بِكَ الْيَوْمُ؟ وَمِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ ثُمَّ سَأَلْتُهُ: هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو! رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ شَرَابَ الْخَمْرِ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَانْتَزَعَ الْقُرَشِيُّ يَدَهُ ثُمَّ ذَهَبَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((**لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي فَتُقْبَلَ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً**)). [الصحيحة:۷۰۹]

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی

ابن دیلمی۔ جو بیت المقدس میں فروکش تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی تلاش میں مدینہ میں ٹھہرا' جب اس نے عبداللہ کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ وہ تو مکہ کی طرف جا چکے ہیں۔ وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا' (مکہ آنے پر) معلوم ہوا کہ وہ تو طائف کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ ان کی کھوج میں طائف کو روانہ ہو گیا اور بالآخر انھیں ایک کھیت میں پا لیا' وہ ایک قریشی آدمی' جو شراب نوشی میں بدنام تھا' کے ساتھ ایک دوسرے کی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چل رہے تھے۔ (وہ کہتا ہے کہ) جب میں انھیں ملا تو سلام کہا' انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کون سی چیز تجھے یہاں لے آئی؟ تو کہاں سے آیا؟ میں نے انھیں سارا واقعہ سنایا اور پھر پوچھا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کے بارے میں کچھ فرماتے سنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (یہ سن کر) قریشی نے اپنا ہاتھ کھینچا اور چلا گیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کا جو آدمی شراب پیتا ہے' چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

تخریج: الصحيحة ۷۰۹۔ ابن خزیمة (۹۳۹' حاکم (۱/ ۲۵۷' ۲۵۸)' احمد نسائی (۵۶۷۳)' مختصراً ابن ماجه (۳۳۷۷)

فوائد: یہ موضوع پہلے بھی گزر چکا ہے کہ شراب نہ صرف ہر برائی کا سرچشمہ ہے' بلکہ عملاً کی جانے والی نیکیوں کو بھی بے اثر کر دیتی ہے۔ اس حدیث میں قبول کے معانی ''اجر وثواب'' کے ہیں' یعنی ایسے آدمی کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے' لیکن اجر وثواب نہیں ملتا ہے۔ قبول کا دوسرا معنی ''کفایت کرنا'' ہوتا ہے کہ نماز سرے سے کفایت ہی نہیں کرتی' بلکہ دوبارہ ادا کرنا پڑتی ہے' جیسے وضو کے بغیر پڑھی جانے والی نماز قبول نہیں ہوتی' یعنی کفایت نہیں کرتی اور آدمی کا فریضہ ہی ادا نہیں ہوتا۔

اهمية اقامة الصلب فى الركوع والسجود

رکوع اور سجود میں کمر سیدھی کرنے کی اہمیت کا بیان

۷۸۰۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنَفِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَنْظُرُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَايُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا)).

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا، جس میں وہ رکوع و سجود کے دوران کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۶۔ احمد (۴/ ۲۲)، طبرانی فی الکبیر (۸۲۶۱)، ابن ماجه (۸۷۱، ۱۰۰۳)، احمد (۴/ ۲۳)، ابن خزیمة (۵۹۳)، من طریق آخر

فوائد: یہ اعتدال اور اطمینان کی اہمیت پر دلالت کناں فرمانِ نبوی ہے، پہلے بھی اس مضمون کی احادیث گزر چکی ہے۔

عدم الانصراف من الصلاة بالشك

شک کی بنیاد پر نماز سے نہ پھرنا

۷۸۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَنْقُرُ عِنْدَ عِجَانِهِ، فَلَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتاً [أَوْ يَجِدَ رِيْحاً].)) [الصحیحة:۳۰۲۶]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور (اسے وسوسہ ڈالنے کے لئے) اس کی دبر (پائخانہ کی جگہ) کے پاس پھونک مارتا ہے، (ایسی صورت میں) آدمی اس وقت تک (وضو کرنے کے لئے) نہ جائے جب تک ہوا کی آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۶۔ ابواسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۹۸/ ۱)، البزار (الکشف : ۲۸۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۵۶)

فوائد: شریعت کی روشنی میں یہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ "اليقين لا يزول بالشك" یعنی: شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ جب آدمی ایک دفعہ وضو کر لیتا ہے تو جب تک اسے وضو ٹوٹنے کا یقین نہیں ہو جاتا، اس وقت تک وضو برقرار رہے گا، کسی شک و شبہ سے وضو متاثر نہیں ہوگا، بعض لوگ وہمی ہوتے ہیں، اس حدیث میں ان کو تسلی دلائی گئی ہے کہ جب تک ان ہوا خارج ہونے کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ باوضو ہی رہیں گے، محض پائخانہ کی جگہ پر کسی چیز کا احساس ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب: فضل الآثار من السجود

باب: کثرت سجود کی فضیلت

۷۸۲۔ عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ! أَكْثِرْ مِنَ السُّجُوْدِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. بِهَا دَرَجَةً [فِي الْجَنَّةِ وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً])).

[الصحیحة:۱۵۱۹]

سیدنا ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو فاطمہ! زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کر، کیونکہ جب بھی مسلمان سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی جنت میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۹- احمد (۳/ ۴۲۸)' ابن سعد (۷/ ۵۰۸)' ابن ماجه (۱۴۲۲)' نسائی فی الکبری (۸۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالی کے کمال عاجزی و انکساری کا اظہار سجدے کی صورت میں ہوتا ہے' جس میں مسلمان اپنی جبینِ نیاز بھی اللہ تعالی کے سامنے ٹیک دیتا ہے' حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے بے بسی' بے چارگی اور کچھ نہ ہونے کا ثبوت دے رہا ہے' لیکن اللہ اس کو رفعتیں عطا کئے جا رہے ہیں اور اس کی لغزشیں معاف کر کے اس کے جنت میں درجات بلند کئے جا رہے ہیں۔

٧٨٣- عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى خُمْرَةٍ، فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! ارْفَعِي عَنَّا حَصِيْرَكِ هٰذَا قَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ يَفْتِنُ النَّاسَ)). [الصحيحة:٩٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔ (ایک دن) فرمایا: "عائشہ! اپنی یہ چٹائی اٹھا لو' مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔"

تخریج: الصحیحة ۹۳- ابوداود (۲۵۶۸)' بیهقی (۵/ ۲۵۵)

فوائد: نمازی کے سامنے کوئی نقش و نگار والی ایسی چیز نہ ہو جو اس کی اپنی طرف متوجہ کر دے۔ سیدنا عثمان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ینبغی ان یکون فی قبلة البیت شیء یلهی المصلی۔) [ابوداود] یعنی: یہ جائز نہیں کہ گھر کی قبلہ والی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ آپ ﷺ نے خود جب ابوجہم رضی اللہ عنہ والی قمیص' جس میں نقوش و نشانات تھے' میں نماز پڑھی تو فراغت کے بعد اسے اتار پھینکا اور فرمایا کہ اس نے تو مجھے غافل کر دیا تھا۔ [بخاری' مسلم] عام طور پر مساجد میں' صفوں اور جائے نمازوں پر ایسا نقش و نگار کیا جاتا ہے کہ پہلی دفعہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے والے تمام اسباب موجود ہونے چاہئیں اور نماز سے توجہ ہٹانے والے عناصر جیسے منقش دیواریں' قدرتی مناظر والی تصاویر' بیل بوٹے والے پردے اور قالین وغیرہ کے استعمال میں احتیاط بہتر ہے۔

المحيض و النفساء لا يصلين

حیض اور نفاس والی عورتیں نماز نہیں پڑھیں گی

٧٨٤- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَتَى النِّسَاءَ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِنَّ، فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عَقْلٍ. قَطُّ. أَوْ دِيْنٍ أَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ، وَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَقَرَّبْنَ إِلَى اللّٰهِ بِمَا اسْتَطَعْتُنَّ، وَكَانَ فِي النِّسَاءِ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ...... فَسَاقَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَتْ: فَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعُقُوْلِنَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے' مسجد میں تشریف فرما عورتوں کے پاس آئے' ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: "عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو' میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی' لہٰذا حسبِ استطاعت اللہ تعالی کا قرب حاصل کرو۔" عورتوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی موجود تھی ...... راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ! فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِكُنَّ، فَالْحَيْضَةُ الَّتِي تُصِيْبُكُنَّ، تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَمْكُثَ لَا تُصَلِّي،وَأَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ عُقُوْلِكُنَّ فَشَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ شَهَادَةِ الرَّجُلِ)). [الصحيحة:٣١٤٢]

اندر دین اور عقل کی کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دین کے نقصان کی جو بات کی' وہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کو حیض آتا ہے' تو وہ اللہ تعالی کی مشیت کے مطابق نماز پڑھنے سے رکی رہتی ہے' (اس سے دین میں کمی آ جاتی ہے) اور عقل کا نقصان یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی' مرد کی گواہی کے نصف کے برابر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۲- مسلم (۸۰)' نسائی فی الکبری (۹۲۷۱)' احمد (۳/ ۳۷-۳۷۳-۳۷۴)

فوائد: اس نقص میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں' ﴿ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾ کے تحت اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور ان میں ایسی صفات ودیعت کر دیں جن سے عورتیں محروم ہیں۔ بہرحال عورت ہو یا مرد ہر ایک اپنے قول و کردار کی بنا پر اللہ تعالی کی رحمت کا مستحق بنتا ہے۔ میدان کھلا ہے' جو چاہے' جیسے چاہے' زندگی گزار لے۔

الصلوات الخمس كفارات للذنوب

پانچ نمازیں گناہوں کے لیے کفارہ ہیں

٧٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلَاةٍ فَيَقُوْلُ: يَابَنِي آدَمَ قُوْمُوْا فَأَطْفِئُوْا عَنْكُمْ مَا أَوْقَدتُّمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ فَتَسْقُطُ خَطَايَاهُمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، وَيُصَلُّوْنَ فَيُغْفَرُلَهُمْ مَابَيْنَهُمَا، ثُمَّ تُوْقِدُوْنَ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ، فَإِذَاكَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْأُوْلٰى نَادٰى يَابَنِي آدَمَ قُوْمُوْا فَأَطْفِئُوْا مَا أَوْقَدتُّمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ فَيُغْفَرُلَهُمْ مَابَيْنَهُمَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَيَنَامُوْنَ وَقَدْ غُفِرَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: فَمُدْلِجٌ فِي خَيْرٍ، وَمُدْلِجٌ فِي شَرٍّ)). [الصحيحة:٢٠٢٠]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہر نماز کا وقت شروع ہوتا ہے تو ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جاتا ہے' وہ یوں اعلان کرتا ہے کہ: آدم کے بیٹو! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ (جب وہ یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اِس اور سابقہ نماز کے درمیانی وقفے میں ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر تم لوگ (گناہ کر کے) آگ جلاتے ہو' جونہی ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: بنو آدم! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ وہ (یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں' وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں' تو اِس نماز اور سابقہ نماز کے مابین ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے' جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو یہی معاملہ پیش آتا ہے اور جب عشا کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا

ہے۔ جب لوگ سوتے ہیں تو وہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بعض لوگ خیر سے متصف ہو کر دن گزارنے والے ہیں اور بعض شر میں لتھڑ کر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۰۔ ابن وھب فی الجامع (۵۷۴) وابن عساکر (۳۰/ ۲۳۵)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۶۶)' احمد (۶/ ۲۳' ۲۸)' ابو داود (۳۶۶۵)' من طریق آخر عنه

فوائد: دوسری احادیث میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک انسان کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ عطا کئے ہیں۔ غور کرنا چاہئے کہ جوڑ اللہ تعالی کی کتنی بڑی نعمت ہے' اگر ہڈیوں کے جوڑ سلب کر لئے جائیں تو انسان کا جینا دوبھر ہو جائے گا' کھانے پینے کے معاملے میں اس کا انحصار دوسروں پر ہوگا' قضائے حاجت کے معاملہ وہ کسی کا محتاج ہوگا' چلن پھرن' اٹھک بیٹھک' غرضیکہ وہ ہر چیز میں دوسروں کی نظر کرم کا منتظر ہوگا۔ کیا ہم ان عظیم نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں یا دن بدن اللہ تعالی کے مقروض بنتے جا رہے ہیں؟ صرف دو رکعتوں سے ۳۶۰ جوڑوں کا ٹیکس ادا ہو جاتا ہے۔

فضل ركعتي الضحٰى

چاشت کی دو رکعات کی فضیلت کا بیان

۷۸۶۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)).

[الصحيحة:٥٧٧]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر صدقہ (واجب) ہے' ہر مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰه" کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ "لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص چاشت کے وقت ادا کرے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۷۔ مسلم (۷۲۰)' ابو داود (۱۲۸۵' ۱۲۸۶)' احمد (۵/ ۱۶۷' ۱۶۸)

باب: من فضل الاذان

باب: اذان کہنے کی فضیلت

۷۸۷۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ:((يُعْجِبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. اُنْظُرُوْا إِلَى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، فَقَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ)).

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تمھارا رب اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرا رہا ہو' وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہو اور نماز پڑھتا ہو۔ اللہ تعالی فرشتوں سے کہتا ہے: میرے اس بندے کی طرف دیکھو' اذان دے رہا ہے اور نماز قائم کر رہا ہے' وہ مجھ سے ڈرتا ہے' میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

تخریج: الصحیحة ۴۱۔ ابو داود (۱۲۰۳)' نسائی (۶۶۷)' ابن حبان (۱۶۶۰)' احمد (۴/ ۱۵۸)

فوائد: پہلے اس مضمون کی احادیث کے فوائد میں اس حدیث کا ذکر ہو چکا ہے' دراصل اللہ تعالی کو وہی نیکی محبوب ہے جو خلوتوں میں کی جائے' جہاں سوائے اللہ تعالی کے کوئی دیکھنے والا نہ ہو' جہاں اطاعت وفرمانبرداری کی بنیاد صرف اور صرف خشیت الٰہی ہو۔ اللہ تعالی ہمیں بھی توفیق دے کہ ہماری خلوتوں اور جلوتوں میں یکسانیت پیدا ہو جائے۔ (آمین)

أجر إشارة اليد

ہاتھ کے اشارے کا ثواب

۷۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((يُكْتَبُ فِي كُلِّ إِشَارَةٍ يُشِيْرُ الرَّجُلُ[بِيَدِهِ] فِي صَلَاتِهِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، كُلُّ أُصْبُعٍ حَسَنَةٌ)).

[الصحيحة:٣٢٧٦]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے' اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں' ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۶۔ ابوعثمان البحیری فی الفوائد (ق ۳۹/ ۲)' المؤمل بن اھاب فی جزئه (۹۸/ ۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۷)' موقوفا علی عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ

فوائد: رفع الیدین کرنا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ایک صورت ہے' یعنی جو سعادت مند سنت نبوی کے مطابق قبل از رکوع اور بعد از رکوع رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں' انھیں ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں' یعنی چار رکعتی نماز میں دس دفعہ رفع الیدین کرنے کا موقع ملتا ہے' جس کی وجہ سے ایک سو نیکیاں نصیب میں آتی ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالی)

تفسير الآية أضاعو الصلاة

انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا...... کی تفسیر کا بیان

۷۸۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً ﴿أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ ثُمَّ يَكُوْنُ خَلْفٌ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَايَعْدُوْ تَرَاقِيَهُمْ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ:مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ وَفَاجِرٌ)).

[الصحيحة:٣٠٣٤]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ساٹھ سال کے بعد نااہل لوگ پیدا ہوں گے' (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے' سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا﴾ (سورۂ مریم: ۵۹) پھر ایسے نااہل لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے' لیکن وہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی (یعنی ان پر بے اثر ہو گی)۔ تین قسم کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں: مومن' منافق اور فاسق۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۴۔ ابن حبان (۷۵۵)' حاکم (۲/ ۳۷۴)' بیهقی فی الشعب (۲۶۲۶)' احمد (۳/ ۳۸۔ ۳۹)

فوائد: تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی' نزولِ قرآن کا اولین مقصد ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کی تلاوت تو بڑی باقاعدگی

کے ساتھ کرتا ہے' لیکن وہ عملی طور پر اسے اپنی زندگی میں نافذ نہیں کرتا' تو ایسے آدمی کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تلاوت اس کے گلے سے نیچے اتر کر اس کے دل پر کوئی اثر نہیں کر رہی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ مومنوں والا رویہ اختیار کریں' نہ کہ منافقوں اور فاجروں والا اور وہ صرف یہ ہے کہ قرآن مجید نہ صرف پڑھا جائے بلکہ اسے سمجھا جائے اور شب و روز کے معمولات میں اس کو نافذ کیا جائے۔ چونکہ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ قرآن کے ساتھ ناجائز سلوک کرنے والے لوگ آئیں گے' لہٰذا ہمیں متنبہ ہو جانا چاہیے۔

(٤) الأضاحي والذبائح والأطعمة والأشربة والعقيقة والرفق بالحَيَوَانِ

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کرنے کا بیان

٧٩٠ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَمُسْتَقِيَهَا)). [الصحيحة: ٨٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میرے پاس جبریل آئے اور کہا: اے محمد! بیشک اللہ تعالی نے شراب پر' اس کو نچوڑنے والے پر' اس کو نچڑوانے والے پر' اس کو پینے والے پر' اس کو اٹھانے والے پر' اسے جس کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے اس پر' اس کو فروخت کرنے والے پر' اس کو خریدنے والے پر' اس کو پلانے والے پر اور اس کو پینے والے پر (یعنی ان سب پر) لعنت کی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۹۔ احمد (۱/ ۳۱۶)' حاکم (۴/ ۱۴۵)' بیہقی فی الشعب (۵۵۸۵)

فوائد: ہمارے ہاں حدیث میں مذکورہ لفظ ''خَمْر'' کے معنی شراب کے کئے جاتے ہیں' جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔) [مسلم] یعنی: ہر نشہ آور چیز ''خَمْر'' ہے اور ہر ''خَمْر'' حرام ہے۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: والخمر ما خامر العقل۔ [بخاری' مسلم] یعنی: ''خَمْر'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی' نسوار' بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں ''خَمْر'' میں داخل ہیں۔ شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مدمن خمر کعابد وثن۔) [ابن ماجہ] یعنی: ہمیشہ شراب پینے والے کسی بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی برائی میں جس انداز میں تعاون کرے گا' وہ اس برائی کے مرتکب کی طرح ہوگا' شراب تیار کرنے والی فیکٹریاں' اس کی تجارت کرنے والے افراد اور اس ملعون چیز کو متعلقہ بندے تک پہنچانے میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے ایک ہی قسم کے مجرم ہیں۔

الخمر مفتاح كل شر

ہر برائی کا سرچشمہ شراب ہے

٧٩١ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)). [الصحيحة: ٢٧٩٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب سے بچو' کیونکہ یہ ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۹۸۔ حاکم (۴/ ۱۴۵)‘ بیہقی فی الشعب (۵۵۸۸)

فوائد: دورِ پارینہ اور عصرِ حاضر میں جتنی برائیوں نے امتِ مسلمہ کے فرزندان کو نقصان پہنچایا‘ ان میں سرِ فہرست برائی شراب نوشی ہے‘ جو بندے کو دنیا کا چھوڑتی ہے نہ آخرت کا‘ بلکہ جب گھروں کے سربراہ اور خاندانوں کے کفیل اس برائی میں مبتلا ہوئے تو ان کے کنبے کے کنبے ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں جا گرے اور دستِ سوال پھیلا کر رہی سہی عزت و غیرت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے شراب پی‘ اس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہوگی‘ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا‘ اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اس نے توبہ کی اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے (تیسری مرتبہ) پی تو پھر اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں کرے گا‘ اگر اس نے (اس بار) پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ لیکن اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک نماز قبول نہیں کرے گا۔ اب کی بار اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اسے جہنمیوں کا پیپ پلائے گا۔ [ترمذی] سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شراب سے گریز کرو‘ یہ خباثتوں کی جڑ ہے‘ پچھلے زمانے میں ایک عبادت گزار تھا‘ ایک گمراہ عورت کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی‘ اس نے اس کی طرف اپنی لونڈی کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ہم آپ کو شہادت کے لئے بلا رہے ہیں (ذرا تشریف لائیں)۔ وہ لونڈی کے ساتھ چل پڑا‘ (جب گھر پہنچے تو) وہ آگے چلتا گیا اور لونڈی پیچھے سے دروازے بند کرتی گئی‘ حتی کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گئے‘ وہ بڑی خوبصورت تھی‘ اس کے پاس ایک بچہ اور شراب کی ایک شیشی تھی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا‘ میرا مقصد یہ ہے کہ میرے ساتھ زنا کر‘ یا یہ شراب پیو یا اس بچے کو قتل کرو۔ اس نے (زنا اور قتل جیسے سنگین جرائم سے بچنے کے لئے) کہا کہ مجھے یہ شراب ہی پلا دو‘ اس نے ایک پیالہ پلایا۔ اس نے کہا: اور دو۔ بالآخر (نشہ آیا اور) اس نے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا شراب سے بچو۔ اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی میں ایمان بھی ہو اور وہ دوام کے ساتھ شراب بھی پیتا ہو تو عنقریب ایک چیز اس سے چھن جائے گی (ایمان رہے گا یا پھر شراب رہے گا)۔ [نسائی]

اجعلو مكان الدم خلوقًا في رأس الصبي

بچے کے سر میں خون کی جگہ خلوق خوشبو لگاؤ

۷۹۲۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُّوْا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوْا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيْقَةِ، فَإِذَا حَلَّقُوْا رَأْسَ الصَّبِيِّ، وَضَعُوْهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِجْعَلُوْا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوْقًا، يَعْنِي فِي رَأْسِ الصَّبِيِّ يَوْمَ الذَّبْحِ عَنْهُ)).

[الصحيحة:٤٦٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب لوگ جاہلیت میں بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا عقیقے کے جانور کے خون میں رنگ کر‘ بچے کا سر مونڈنے کے بعد‘ اس کے سر پر رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(عقیقے والے روز بچے کے سر پر) خون کی بجائے خلوق خوشبو لگایا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۳۔ ابن حبان (۵۳۰۸)‘ بیہقی (۹/ ۳۰۳)‘ ابویعلی (۴۵۲۱)

فوائد: خلوق: ایک قسم کی خوشبو جس کا بیشتر حصہ زعفران ہوتا ہے۔

احلت لنا میتان و دمان
ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں

۷۹۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیجہ) اور تلی ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۸۔ احمد (۲/ ۹۷)، ابن ماجہ (۳۳۱۴)، بیہقی (۱/ ۲۵۴)

فوائد: قرآن مجید میں کئی مقامات پر مردار اور خون کو حرام قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث میں دو مرداروں اور دو خونوں کی تخصیص کر دی گئی ہے کہ وہ حلال ہیں۔ یہ حدیث اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ احادیث سے قرآن مجید کی تخصیص ہو سکتی ہے، جو لوگ بعض مسائل میں اس قانون کو مسلّم تسلیم نہیں کرتے، انھیں چاہئے کہ وہ ان دو مرداروں اور دو خونوں کو بھی حرام سمجھیں۔

الرفقة علی الإبل
اونٹوں پر نرمی کرنے کا بیان

۷۹۴۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَخِّرُوا الْأَحْمَالَ [عَلَى الْإِبِلِ] فَإِنَّ الْيَدَ مُعَلَّقَةٌ، وَالرِّجْلَ مُوثَقَةٌ)). [الصحیحۃ: ۱۱۳۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں سے بوجھ اتار دیا کرو، کیونکہ ان کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اور ٹانگیں بھی باندھی ہوئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۰۔ ابوالقاسم بن الجراح الوزیر فی المجلس السابع من الامالی (۲/ ۱)، ابن صاعد فی جزو من احادیثہ (۹/ ۲)، ابویعلی (۵۸۵۲)، البزار (الکشف: ۱۰۸۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۵۰۵)، بیہقی (۶/ ۱۳۲)

فوائد: شریعتِ مطہرہ میں ہر ذی روح چیز کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سیدنا ابو یعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء...... فاذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ۔) [مسلم] یعنی: اللہ تعالی نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے......اور جب جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیز کر لے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ جانور کو اس کی زندگی میں سکون پہنچانے کی قدر و قیمت کا اس حدیث سے اندازہ لگانا آسان ہو گیا ہے کہ جس میں جانور کے ذبح کرنے کے لئے راحت رساں طریقہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم جانوروں خصوصاً پالتو جانوروں کو چارہ ڈالنے میں، سزا دینے اور بار بردار جانوروں پر بوجھ لادنے میں اور سب کے باڑوں کو آرام دہ بنانے میں شریعت کی نصیحتوں پر عمل کریں۔

ومن آداب الطعام
کھانے کے آداب کا بیان

۷۹۵۔عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ، قَالَ: ((ادْنُ يَا بُنَيَّ، وَسَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)).

سیدنا عمر بن ابو سلمہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے پاس کھانا پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا! قریب آؤ، اللہ کا نام لو (یعنی بسم اللہ پڑھو)، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور

[الصحيحة: ١١٨٤] اپنے سامنے سے کھاؤ۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۴۔ ترمذی (۱۸۵۷)' ابوداود (۳۷۷۷)' احمد (۴/ ۲۶)' بخاری (۵۳۷۶)' مختصراً۔ مسلم (۴۰۲۲)

فوائد: کھانا کھانے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگ شریعت کی روشنی میں اپنے بچوں کی تربیت کریں' تا کہ ان کے ذہن میں شرعی قوانین پر عمل کرنے کی عادت پختہ ہوتی جائے۔

الحض بإحسان الخادم

خادم کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

٧٩٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَصْلَحَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ لَهُ طَعَامَهُ، فَكَفَاهُ حَرَّهُ وَبَرْدَهُ، فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وِلْهُ أُكْلَةً فِي يَدِهِ)). [الصحيحة: ٤٥١]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے' تو چونکہ وہ اسے کھانے کی گرمی و سردی سے کفایت کرتا ہے' اس لئے (آقا یا مالک) کو چاہئے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے (تا کہ وہ بھی کھانا کھا لے) اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار ہی کرے تو اسے کچھ کھانا تھما دے۔“

تخریج: الصحیحة ۴۱۵۔ احمد (۲/ ۲۵۹)' وقد تقدیم برقم (۱۵' ۲۳۸)' بویاتی (۷۹۸)' من طرق آخر عنه

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق دینے کے دو انداز اختیار کیے ہیں: (۱) بعض لوگوں کو براہِ راست ایسے اسباب مہیا کرنا کہ جن کے ذریعے وہ رزق حاصل کرتے ہیں۔ (۲) دوسرے لوگوں کے ذریعے۔ خادم قسم کے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسرا انداز اختیار کیا ہے کہ وہ امیر لوگوں کی خدمت کر کے یا ان کے ہاں مزدوریاں کر کے اپنی روزی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو گھٹیا اور کم تر سمجھ کر ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جاتا ہے۔ بات بات پر ان کو سزا دینا' جھڑکنا' ان کے سکون کا خیال نہ کرنا اور انھیں مزیدار اور اعلیٰ قسم کے کھانوں سے محروم رکھنا معمول بن چکا ہے۔ بہرحال ایسا کرنا کسی انسانی مزاج کا تقاضا نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں در در کی ٹھوکریں کھانے سے کفایت کیا ہے' عزت کے ساتھ روزی دی ہے تو کیا ہم اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے خادموں اور نوکروں چاکروں کو بھی اس وسیع رزق کی انتہائی معمولی مقدار دینے سے قاصر ہیں۔

باب: من آداب الطعام المتروكه

باب: کھانے کے آداب جن پر عمل متروک ہے

٧٩٧۔اِبْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِراً يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وِلْهُ مِنْهُ)).

ابن جریج کہتے ہیں: مجھے ابوزبیر نے خبر دی کہ اس نے سیدنا جابر ﷜ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ کو (کسی کپڑے وغیرہ سے) پونچھنے یا صاف کرنے سے پہلے چاٹ لے یا چٹوا دے اور اس وقت تک اپنی پلیٹ کو نہ اٹھائے' جب تک اسے چاٹ نہ لے' یا چٹوا دے' کیونکہ کھانے کے آخری حصے میں برکت ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۱۔ نسائی فی الکبری (۶۷۶۷)' مسلم (۲۰۳۳)' بمعناہ

استحباب جلوس الخادم بالأكل

کھانے کے لیے خادم کو بھی ساتھ بٹھانے کا استحباب

۷۹۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو وہ اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لے' تاکہ وہ بھی کھانا کھا لے' اگر کوئی ایسا کرنے سے انکار کرے تو اسے کھانا دے دیا کرے (تاکہ وہ علیحدہ ہو کر کھا لے)۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۷۔ الادب المفرد (۳۱)' ابن ماجه (۳۲۸۹)' احمد (۲/ ۴۷۳)

۷۹۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى يَجْلِسَهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِّي عِلَاجَهُ وَحَرَّهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کیلئے کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا لے' اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھانا چاہتا تو اسے ایک دو لقمے پکڑا دے' کیونکہ وہ کھانا تیار کرتا رہا اور گرمی برداشت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۹۔ بخاری (۵۴۶۰)' مسلم (۱۶۶۳)' ابو داود (۳۸۴۶)' احمد (۲/ ۲۸۳)

۸۰۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَوْقُوفاً: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيُنَاوِلْهُ مِنْهُ، فَإِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَلِّي حَرَّهُ وَدُخَانَهُ)). [الصحيحة: ١٠٤٢]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کسی کا خادم اس کے لئے کھانا لے کر آئے تو وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا لے یا پھر اسے (کھانے کے لئے) کوئی چیز تھما دے' کیونکہ وہی خادم ہی ہے جس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۲۔ ابن ماجه (۳۲۹۱)' احمد (۱/ ۳۸۸)' (۴۴۶)' ابویعلی (۵۱۲۰)' عن ابن مسعود مرفوعاً

الأمر بإيجاب الطعام

کھانے کی دعوت قبول کرنے کا حکم

۸۰۱۔اِبْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِراً يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ لِطَعَامٍ، فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحيحة:٣٤٧]

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ابو زبیر نے خبر دی کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تمہارا کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے' تو وہ قبول کرے' پھر اگر چاہے تو کھا لے اور چاہے تو نہ کھائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۔ طحاوی فی شرح المشکل (۴/ ۱۴۸)' مسلم (۱۴۳۰)' ابو داود (۳۷۴۰)' ابن ماجه (۱۷۵۱)

فوائد: جہاں مسلمانوں کا ایک دوسرے کو کھانے وغیرہ کی دعوت دینا باعثِ محبت ہے' وہاں دعوت قبول نہ کرنا باعث نفرت بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے داعی کی دعوت قبول کرنے کو ضروری قرار دیا ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حق المسلم علی المسلم خمس: رد السلام، وعیادۃ المریض، واتباع الجنائز، واجابۃ الدعوۃ و تشمیت العاطس۔) [بخاری، مسلم] یعنی: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی تیمارداری کرنا، جنازے کی پیروی کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کر (الحمد لله کہنے والے) کو "یرحمك الله" کہنا۔

وان كان المدعو صائما فليصل

اگر مدعو روزے دار ہو تو دعا کرے

۸۰۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ،فَإِنْ كَانَ مُفْطِراً فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ)).

[الصحيحة:۱۳۴۲]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، اگر وہ روزے کی حالت میں نہ ہو تو کھائے اور اگر روزے کی حالت میں ہو تو دعا کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۳۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۱/ ۱۷۷)، مسلم (۱۴۳۱)، ابو داود (۲۴۶۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ نفلی روزہ توڑ کر دعوت قبول کی جائے۔

ومن آداب الصيد

شکار کے آداب کا بیان

۸۰۳۔عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَدْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، وَسَهْمُكَ فِيهِ فَكُلْهُ مَالَمْ يَنْتَنْ)).

[الصحيحة:۱۳۵۰]

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو شکار کو تیر وغیرہ مارتا ہے، لیکن وہ (غائب ہو جاتا ہے اور) تجھے تین دنوں کے بعد ملتا ہے اور تیرا تیر اس میں موجود ہوتا ہے تو جب تک وہ بدبودار (اور متعفن) نہ ہو، اسے کھانے کیلئے استعمال کر لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۰۔ ابو داود (۲۸۶۱)، مسلم (۱۹۳۱)، بمعناہ

فوائد: تیر و کمان، گن، جانور اور پرندے وغیرہ کے ذریعے شکار کرنے کے مختلف احکامات ہیں، جن کی روشنی میں شکار کئے گئے جانور کو حلال یا حرام سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک حکم اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب آدمی کو شکار میں صرف اپنا تیر نظر آئے، بشرطیکہ اس نے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھ کر تیر پھینکا ہو، تو وہ اسے کھالے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ شکار اس کے تیر کی وجہ سے مرا ہو گا۔ ہاں اگر اس میں کسی دوسرے تیر کا زخم ہو یا کسی جانور کی کاٹ کا نشان ہو یا وہ پانی میں ڈوبنے کے آثار ہوں تو ان تمام صورتوں میں شکار حلال نہ ہو گا۔

باب: تحريم اكل الميتة

باب: مردار کے کھانے کی حرمت

۸۰۴۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((إِذَا رَوَيْتَ أَهْلَكَ مِنَ اللَّبَنِ غَبُوقاً فَاجْتَنِبْ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ مَيْتَةٍ)).

[الصحيحة:۱۳۵۳]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے اہل خانہ کو شام کے دودھ سے سیراب کر لے تو اس مردار سے اجتناب کر، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۳۔ حاکم (۴/ ۱۲۵)، بیہقی (۹/ ۳۵۷)، طبرانی فی (۷۰۲۸، ۷۰۴۶)، مطولاً بطریق آخر ضعیف

فوائد: قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ایک وقت میں کھانے پینے کے لئے کچھ مل جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے حرام چیز سے منع کر دیا گیا ہے۔ دودھ ایسا مشروب ہے جو کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے' لیکن اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر یہ شام یا بھوک پیاس کے کسی وقت میں نصیب ہو جائے تو پھر حرام سے پرہیز کرنا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (فانی لا اعلم شیئا یجزیء من الطعام والشراب الا اللبن۔) [صحیحہ: ۲۳۲۰] یعنی: میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔

من آداب السفر والرفق بالحیون

آداب سفر اور جانوروں کے ساتھ نرمی کا بیان

٨٠٥۔عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سِرْتُمْ فِي أَرْضٍ خَصْبَةٍ، فَأَعْطُوْا الدَّوَابَّ حَقَّهَا أَوْ حَظَّهَا وَإِذَا سِرْتُمْ فِي أَرْضٍ جَدْبَةٍ فَانْجُوْا عَلَيْهَا، وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ وَإِذَا عَرَّسْتُمْ، فَلَا تَعَرَّسُوْا عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ فَإِنَّهَا مَأْوٰى كُلِّ دَابَّةٍ)). [الصحيحة:١٣٥٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سبزہ زاروں میں سفر کر رہے ہو تو جانوروں کو ان کا حق دو (یعنی ان کو چرنے بھی دو) اور جب قحط زدہ زمین سے گزر ہو رہے ہو تو تیز چلو اور رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔ جب تم کہیں پڑاؤ ڈالو تو وسطِ راہ میں ڈیرہ مت لگاؤ' کیونکہ (ایسے مقامات رات کو) ہر قسم کے جانور کا ٹھکانہ ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۷۔ البزار (الکشف: ۱۶۹۴)' بیھقی (۵/ ۲۵۶)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۳)

فوائد: اس باب کی پانچویں حدیث میں جانوروں کے ساتھ احسان کرنے کی وضاحت ہو چکی ہے' اس حدیثِ مبارکہ کے شروع میں یہی وضاحت کی گئی ہے' پھر سفر کرنے کے دو آداب بیان کئے گئے ہیں۔

ومن آداب الشرب

پانی پینے کے آداب کا بیان

٨٠٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ فَإِذَا أَرَادَ أَن يَّعُوْدَ، فَلْيُنَحِّ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيْدُ)). [الصحيحة: ٣٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی پانی پیے تو برتن کے اندر سانس نہ لے' اگر وہ اور پانی پینا چاہتا تو برتن کو (منہ سے) دور کر دے اور مزید ارادہ ہونے کی صورت میں پھر پینا شروع کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۶۔ ابن ماجہ (۳۴۲۷)' حاکم (۱۳۹۴)

فوائد: پانی پینے کے مختلف آداب ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ پانی والے برتن میں سانس نہ لیا جائے' اگر سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے جدا کر کے ایسا کیا جائے' پھر پانی پیا جائے۔ افضل یہی ہے کہ تین سانسوں میں پانی پیا جائے۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

٨٠٧۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ: ((إِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمِضُوْا فَإِنَّ لَهُ دَسَماً)). [الصحيحة: ١٣٦١]

فرمایا: ''جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو، کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۱۔ ابن ماجه (۴۹۹)، ابن ابی شیبة (۱/ ۵۷)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۱۰۔ ۳۱۱)

الاستحباب من أكل الأضحية

قربانی کا گوشت کھانے کا استحباب

۸۰۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ضَحَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَأْكُلْ مِنْ أُضْحِيَتِهِ)).

[الصحيحة: ٣٥٦٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قربانی کرو تو اپنی قربانی سے کچھ گوشت کھایا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۳۔ احمد (۲/ ۳۹۱)، ابن عدی (۲/ ۴۷۲)، خطیب فی التاریخ (۷/ ۳۴)

فوائد: اللہ تعالی کی نعمت کا یہی تقاضا ہے کہ جہاں مسلمان اس کی توفیق سے قربانی کا جانور اس کے نام پر ذبح کرتا ہے، وہاں اسے اس کا گوشت کھانے کی رغبت بھی ہونی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کئے (ثم امر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها۔) [بخاری، مسلم] یعنی: پھر حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لایا جائے، پھر اسے ایک ہنڈیا میں پکایا گیا اور آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربا نوش فرمایا۔

باب: تعاهد الجيران واكرامهم

باب: ہمسائیوں کی نگہداشت واکرام کرنا

۸۰۹۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا طَبَخْتُمُ اللَّحْمَ فَأَكْثِرُوْا الْمَرَقَ أَوِ الْمَاءَ فَإِنَّهُ أَوْسَعُ، أَوْ أَبْلَغُ لِلْجِيْرَانِ)).

[الصحيحة: ١٣٦٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں شوربا یا پانی زیادہ کر لیا کرو، کیونکہ وہ زیادہ پڑوسیوں کو دیا جا سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۸۔ احمد (۳/ ۳۷۷)، طبرانی فی الاوسط (۳۶۱۵)، البزار (۱۹۰۵۔ الکشف)

فوائد: اسلام نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر بہت زور دیا ہے، بلکہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔ [بخاری، مسلم] اس حدیث میں بھی پڑوسی کی فضیلت ومنقبت کا بیان ہے، کہ جب شوربے والا سالن پکایا جائے تو اسے میں کیا حرج ہے کہ اس میں ایک پلیٹ سالن کے بقدر پانی ڈال دیا جائے، تا کہ ہمسائیوں سے بھی تعاون ہو جائے۔

ومن آداب الطعام

کھانے کے آداب کا بیان

۸۱۰۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم

يَقُوْلُ : ((إِذَا طَعِمَ أَحَدُكُمْ فَسَقَطَتْ لُقْمَتُهُ مِنْ يَدِهِ فَلْيُمِطْ مَارَابَهُ مِنْهَا وَلْيَطْعَمْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ، حَتّٰى يُلْعِقَ يَدَهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَايَدْرِيْ فِيْ أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَرْصُدُ النَّاسَ. أَوِ الْإِنْسَانَ. عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى عِنْدَ مَطْعَمِهِ. أَوْ طَعَامِهِ. وَلَا يَرْفَعُ الصَّحْفَةَ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا، فَإِنَّ فِيْ آخِرِ الطَّعَامِ بَرَكَةٌ)). [الصحيحة:١٤٠٤]

ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم سے کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو اور اس کے ہاتھ سے کوئی لقمہ گر جائے تو (اس کو اٹھائے اور) اگر کوئی چیز لگ گئی ہو تو اسے صاف کرے اور کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے، نیز وہ اپنے ہاتھ کو چاٹے بغیر تولیے سے مت پونچھے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس جزو میں اس کے لئے برکت کی جائے گی۔ (یاد رہے کہ) شیطان ہر چیز پر لوگوں یا انسان کی تاک میں بیٹھتا ہے، حتی کہ کھانے کے وقت بھی، لہذا کوئی آدمی اس وقت تک پلیٹ نہ اٹھائے جب اس کو خود چاٹ نہ لے یا کسی کو چٹوا نہ دے، کیونکہ کھانے کے آخری جزو میں برکت ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۰۴۔ ابن حبان (۵۲۵۳)، بیھقی فی الشعب (۵۸۵۵)، احمد (۳/ ۳۹۴)، ترمذی (۱۸۰۲)، مسلم (۶/ ۱۳۴/ ۲۰۳۳)، و مختصرا دون قوله (فان الشيطان يرصد)

فوائد: کھانے کے مختلف اور ایسے آداب بیان کئے گئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے لوگوں کو جھجک اور شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ محض ان کی سطحی سوچ ہے۔ ایسے نہ ہو کہ رزق کی فراوانی کی وجہ سے ہماری گردن اتنی اکڑ جائے کہ ہم اپنے ماحول اور معاشرے کا لحاظ کر کے سنتوں کو ترک کر دیں۔ اس بات پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ گری ہوئی چیز کو اٹھا کر اس کی صفائی کر کے کھانا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا اور پلیٹ صاف کرنے جیسی مبارک سنتیں ہم سے اس بنا پر رہ گئی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے وقعت دینا چاہتے ہیں یا ایسا کرنے میں حقارت اور جھجک محسوس کرتے ہیں۔

غمس الذباب عند الوقوع في الشراب

مکھی کو مشروب میں گرنے کے بعد ڈبو دینے کا بیان

۸۱۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ :((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ [كُلَّهُ] ثُمَّ لِيَنْتَزِعْهُ، فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْأُخْرٰى شِفَاءٌ)). [الصحيحة:٣٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مکھی کسی کے مشروب میں گر جائے تو اس کو مکمل طور پر ڈبو دے اور پھر نکال لے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۔ بخاری ۳۳۲۰، ابو داود (۳۸۴۴)، ابن ماجه (۳۵۰۵)

فوائد: مکھی گرنے کی وجہ سے چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ مذکورہ بالا حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر عمل کر کے اپنے مزاج کو بدلنا چاہئے۔

الصدقة اذا أعطيت بهديةٍ ليس بصدقة

صدقہ جب کسی کو بطور ہدیہ دیا جائے تو وہ صدقہ نہیں رہتا

٨١٢ـعَنْ أَنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ دَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَرَأَى لَحماً، فَقَالَ: اشوَالنَّا مِنْهُ۔ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِﷺ! إِنَّهَا صَدَقَةٌ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشوو النا منه، فَقَدْ بَلَغَ مَحِلَّهُ)). [الصحيحة:٢٠٤٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اور گوشت دیکھ کر فرمایا: ''اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھونو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس تم اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھون دو، یہ اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٣٦- ابويعلى (٣٠٧٨)' الضياء فی المختارة (٢٣٨٧)' بخاری (١٣٩٥)' مسلم (١٠٧٥)' بغير هذا اللفظ

فوائد: آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے' اس حدیث میں جس گوشت کا ذکر کیا گیا ہے' وہ دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا۔ وہ بطورِ ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کرتی تھیں' اس لئے آپ ﷺ کے لئے کھانا جائز تھا۔

النبيذ متى صار حرامًا

نبیذ کب حرام ہو جائے گی

٨١٣ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِﷺ: كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيْذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ فَإِذَا۔ هُوَ يَنُشُّ، فَقَالَ: ((اِضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطِ، فَإِنَّ هٰذَا شُرَابُ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ)). [الصحيحة:٣٠١٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھ رہے ہیں۔ میں نے کدو کے برتن میں نبیذ بنائی اور آپ ﷺ کے افطاری کے وقت کی تلاش میں رہا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا تو وہ جوش مار رہی تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دیوار کے ساتھ دے مارو' بیشک یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

تخريج: الصحيحة ٣٠١٠- ابو داود (٣٧١٦)' نسائی (٥٦١٣)' بيهقی (٨/ ٣٠٣)' ابن ماجه (٣٤٠٩)' مختصراً

فوائد: جب نبیذ جوش مارنے لگ گئے تو وہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور مومنوں پر شراب پینا حرام قرار دیا ہے۔ پہلے شراب کے حرمت اور نقصانات پر بحث ہو چکی ہے۔

٨١٤ـعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعاً: ((أَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَطِيْبُوْا الْكَلَامَ)). [الصحيحة:١٤٥٦]

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں کو) کھانا کھلایا کرو اور عمدہ کلام کیا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ١٤٦٥- طبرانی فی الكبير (٢٧٦٣)

فوائد: یہ دو عظیم صفات ہیں جو جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان في الجنة غُرفة يُرى ظاهِرها من باطنها وباطنها من ظاهرها۔) فقال ابو مالك اشعرى: لمن هي يا رسول الله؟

قال: (لمن اطاب الکلام واطعم الطعام وبات قائما والناس نیام۔) [معجم کبیر، مستدرک حاکم] یعنی: بیشک جنت میں بالا خانہ ہوگا، اس کا ظاہری منظر اندر سے اور اندر والا منظر باہر سے نظر آتا ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کس کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عمدہ کلام کرتا ہے، کھانا کھلاتا ہے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتا ہے۔

فضل إطعام الطعام و افشاء السلام

کھانا کھلانے اور سلام عام کرنے کی فضیلت کا بیان

۸۱۵۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تُوْرَثُوْا الْجِنَانَ)). [الصحيحة:١٤٦٦]

محمد بن زیاد کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے اور کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں کو) کھانا کھلایا کرو اور (آپس میں) سلام کو عام کرو، تم جنتوں کے وارث بن جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۶۔ الضیاء فی المقدسی فی المختارۃ (۲۰۹)، من روایۃ الطبرانی وانظر الجمع (۵/ ۱۷)، وجامع المسانید لابن کثیر (۵۳۶۳)

فوائد: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کی اشاعت کرنا نہ صرف امتِ مسلمہ کا شعار اور امتیاز ہے، بلکہ جنت میں لے جانے والا بہت بڑا سبب ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابّوا، الا ادلّکم علی شیء اذا فعلتموہ تحاببتم؟ افشوا السلام بینکم۔) [مسلم] یعنی: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں، کہ اس کو اپناؤ گے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی؟ سلام کو آپس میں عام کر دو۔

من معجزة النبي ﷺ في التمر

نبی ﷺ کا معجزہ کھجوروں میں

۸۱۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَعْطَانِي ﷺ شَيْئًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلْتُهُ فِي مِكْتَلٍ لَّنَا فَعَلَّقْنَاهُ فِي سَقْفِ الْبَيْتِ، فَلَمْ نَزَلْ نَأْكُلُ مِنْهُ، حَتّٰى كَانَ آخِرُهُ أَصَابَهُ أَهْلُ الشَّامِ حَيْثُ أَغَارُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ))۔ [الصحيحة:٣١٦٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کھجوریں دیں، میں نے ان کو ایک ٹوکرے میں رکھا اور گھر کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا، ہم (عرصۂ دراز تک) اس سے (کھجوریں نکال کر) کھاتے رہے، جب اہل شام نے مدینہ پر حملہ کیا تو وہ (ٹوکرا) ان کے ہتھے لگ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۲۔ احمد (۲/ ۳۲۴)، ترمذی (۳۸۳۹)، ابن حبان (۶۵۳۲)، من طریق آخر بنحوہ

فوائد: یہ آپ ﷺ کی معجزانہ برکت تھی کہ ایک ٹوکرے میں موجودہ کھجوریں سالہا سال تک اہل خانہ کو کفایت کرتی رہیں۔

باب: الا ما اضطررتم اليه

باب: اضطراری کیفیت میں مردار کا کھانا

۸۱۷۔عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ (الْحَرَّةِ) فَدَفَعَهَا إِلٰى رَجُلٍ، وَقَدْ كَانَتْ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حرہ مقام پر ایک آدمی کی اونٹنی تھی، اس نے وہ کسی دوسرے آدمی کو دے دی اور وہ اب بیمار ہو گئی

مَرِضَتْ. فَلَمَّا أَرَادَتْ أَنْ تَمُوتَ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: لَوْ نَحَرْتَهَا وَأَكَلْنَا مِنْهَا، فَأَبَى، وَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((أعندكم ما يغنيكم؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَكُلُوْهَا. يَعْنِي: النَّاقَةَ. وَكَانَتْ قَدْ مَاتَتْ)) قَالَ: ((فَأَكَلْنَا مِنْ وَدَكِهَا وَلَحْمِهَا وَشَحْمِهَا نَحْواً مِنْ عِشْرِيْنَ يَوْماً ثُمَّ لَقِيَ صَاحِبَهَا، فَقَالَ لَهُ: أَلَا كُنْتَ نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: إِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.))

[الصحيحة:۲۷۰۲]

تھی۔ جب وہ مرنے لگی تو اس کی بیوی نے اسے کہا: (بہتر ہے کہ) آپ اس کونحر کر دیں' تا کہ ہم سب (اس کا گوشت تو) کھا لیں۔لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر ساری بات ذکر کر دی۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس تمہیں کفایت کرنے کے بقدر کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کو کھا لو'یہ تو اب مرنے ہی لگی ہے۔'' اس نے کہا: پس ہم بیس دن تک اس کی چربی اور گوشت کھاتے رہے۔ پھر ہمیں اس کا پہلا مالک ملا اور پوچھا: تم لوگوں نے (آپ ﷺ سے پوچھے بغیر) خود ہی نحر کیوں نہیں کر لیا تھا؟ میں نے کہا: بس' میں آپ سے شرماتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۲۔ طیالسی (۷۷۶)' احمد (۵/ ۸۷' ۸۸)' ابویعلی (۴۴۴۸)' ابوداود (۳۸۱۶)' من طریق آخر

باب: تحريم وسم الدابة في وجهها وضربه

باب: جانور کے چہرے پر داغ دینا اور مارنا ممنوع ہے

۸۱۸۔عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا بَلَغَكُمْ أَنِّي قَدْ لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيْمَةَ فِي وَجْهِهَا، أَوْ ضَرَبَهَا فِي وَجْهِهَا؟! فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:۱۵٤۹]

سیدنا جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایسا گدھا گزرنے کا اتفاق ہوا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ میں نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو جانور کو اس کے چہرے پر داغتا ہے یا اس کے چہرے پر مارتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۴۹۔ ابوداود (۲۵۶۴)' مسلم (۲۱۱۶' ۲۱۱۷)

فوائد: اس سے قبل یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہئے اور ان کو تکلیف سے بچانا چاہئے۔اگر جانور کو سدھارنے کے لئے مارنا پڑ جائے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔شریعت نے بے زبان مخلوق کا کتنا خیال رکھا کہ اس کے چہرے پر مارنے والے یا داغنے والے کو ملعون قرار دیا۔

۸۱۹۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَرَ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ تُوَارَى عَنِ الْبَهَائِمِ، وَإِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُجْهِزْ)). [الصحيحة: ۳۱۳۰]

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ ﷛ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چھریوں کو تیز کیا جائے' ان کو چوپائیوں سے اوجھل رکھا جائے اور جب کوئی آدمی (جانور) ذبح کرے تو وہ جلدی سے ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۰۔ احمد (۲/ ۱۰۸)' ابن عدی (۴/ ۱۳۶۶)' بیھقی فی الشعب (۱۱۰۷۴)' ابن ماجه (۳۱۷۲)' بمعناه

فوائد: یہ بھی جانوروں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کو تکلیف سے بچانے کا ہی ایک انداز ہے کہ آپ جس جانور کی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں' وہ بھی اچھے انداز میں کریں اور ذبح کے وقت سے پہلے خواہ مخواہ اس کو پریشان نہ کریں۔

اهمية من اكل الطيب.

حلال چیزیں کھانے کی اہمیت کا بیان

۸۲۰۔عَنْ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ أُخْتِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّهَا بَعَثَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحِ لَبَنٍ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَذٰلِكَ فِي طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذَا اللَّبَنُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ شَاةٍ لِّي، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذِهِ الشَّاةُ؟ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَشَرِبَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِذٰلِكَ اللَّبَنِ مُرْثِيَةً لَكَ مِنْ طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَدْتَ إِلَيَّ فِيهِ الرَّسُوْلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أُمِرَتِ الرُّسُلُ قَبْلِي أَلَّا تَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَعْمَلَ إِلَّا صَالِحاً**)). [الصحيحة:۱۱۳٦]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام عبداللہ رضی اللہ عنہا نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے افطاری کے وقت نبیٔ کریم ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا' لیکن آپ ﷺ نے اس کے قاصد کو واپس کر دیا کہ (پوچھ کر آؤ کہ) یہ دودھ کہاں سے لیا؟ اس نے جواب بھیجا کہ میری اپنی بکری کا دودھ ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد کو دوبارہ واپس کر دیا کہ (یہ پوچھ کر آؤ کہ) وہ بکری کہاں سے لی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے مال کے عوض خریدی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اتنی چھان بین کے بعد) وہ پیا۔ دوسرے دن ام عبداللہ رضی اللہ عنہا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے آپ کا خیال کرتے ہوئے (کل) دودھ کا پیالہ بھیجا تھا' لیکن آپ نے میرے قاصد کو میری طرف (کچھ پوچھنے کے لئے) پلٹا دیا' (ایسے کیوں ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے قبل رسولوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ طیّب (یعنی حلال) چیز کھائیں اور صرف نیک عمل کریں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۳٦۔ احمد فی الزهد (۲۳۶۸)' حاکم (۴/ ۱۲۵۔ ۱۲۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۱۷۴' ۱۷۵)' وفی الشامیین (۱۴۸۸)

فوائد: اگر کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو تو اسے استعمال کرنے سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے کہ آیا وہ حرام ہے یا حلال۔

حكمة غمس الذباب في الشراب و الطعام

کھانے پینے میں مکھی گرنے کی صورت میں ڈبونے کی حکمت کا بیان

۸۲۱۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ، فَأَتَانَا بِزُبْدٍ وَكُتْلَةٍ فَأَسْقَطَ ذُبَابٌ فِي

سعید بن خالد کہتے ہیں: میں ابوسلمہ کے پاس گیا' ہمیں مکھن اور کھجور اور آٹے وغیرہ کی بنائی ہوئی کوئی چیز پیش کی۔ اتنے میں

الطَّعَامِ، فَجَعَلَ أَبُو سَلَمَةَ يَمْقُلُهُ بِأُصبعِهِ فِيهِ، فَقُلْتُ: يَاخَالُ! مَاتَصْنَعُ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ أَحَدَ جَنَاحَيِ الذُّبَابِ سَمٌّ، وَالآخَرُ شِفَاءٌ ، فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ، فَامْقُلُوهُ، فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السَّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ)). [الصحيحة:۳۹]

ایک مکھی کھانے میں گر پڑی' ابوسلمہ نے اسے اپنی انگلی کے ساتھ (کھانے میں) ڈبویا۔ میں نے کہا: ماموں جان! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابوسعید خدری ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مکھی کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔ اگر یہ کھانے میں گر جائے تو اس کو مکمل ڈبو دیا کرو' کیونکہ یہ (گرتے وقت) زہر والے پر کو مقدم کرتی ہے اور شفا والے پر کو مؤخر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۔ احمد (۳/ ۶۷)' واللفظ لہ ابن ماجہ (۳۵۰۴)' نسائی (۴۲۶۷)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کو اپنے مزاج کے مطابق نہیں پرکھنا چاہئے' بلکہ اپنے مزاج کو اس کے مطابق بنانا چاہئے۔ جب مکھی کسی مشروب میں ڈوبنے لگتی ہے تو وہ بیماری والے پر کو پانی میں ڈبو کر شفا والے پر کو اوپر کی سمت میں رکھتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کے دوسرے پر کو اسی مشروب میں ڈبو کر اسے استعمال کرنے کی ہدایت دی ہے۔

وفاء خبر النبی ﷺ من عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما

نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کے بارے میں پورے ہونے کا بیان

۸۲۲۔عَنْ إِبْرَاهِيمُ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ (صِفِّيْنِ) فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ، وَهُوَ يُنَادِي: أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ، وَزُوِّجَتِ الْحُورُالْعِينُ، الْيَوْمُ نُلْقَى حَبِيبَنَا مُحَمَّدًا ﷺ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: نُلْقِي الْأَحِبَّةَ، مُحَمَّداً وَحِزْبَهُ۔ ((عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّ آخِرَ زَادِكَ مِنَ الدُّنْيَا ضَيْحٌ مِنْ لَبَنٍ)). [الصحيحة:۳۲۱۷]

ابراہیم بن سعد اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار بن یاسر ﷺ کو صفین کے مقام پر' جس دن وہ شہید ہوئے' کہتے ہوئے سنا: جنت قریب کر دی گئی اور خوبصورت آنکھوں والی حور سے شادی کر لی گئی' آج ہم اپنے حبیب محمد ﷺ کو ملیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے محبوبوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گروہ کو ملیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ ضمانت دی تھی کہ دنیا سے تیرا آخری توشہ پانی ملا پتلا دودھ ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۷۔ حاکم (۳/ ۳۸۹)' طبرانی فی الاوسط (۶۴۶۷)' ابن عساکر (۴۶/ ۳۲۰)

فوائد: سیدنا عمار ﷺ سیدنا علی ﷺ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے' جب سیدنا عمار ﷺ نے مذکورہ صفت والا دودھ پیا تو ان کو آپ ﷺ کی پیشینگوئی یاد آ گئی۔ نیز سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تقتل عمارا الفئة الباغية۔) [مسلم] یعنی: عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

تحریم الأکل والشرب فی إناء

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی

الفضة و الذهب

حرمت کا بیان

۸۲۳۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ [وَالذَّهَبِ] إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ)). [الصحيحة:٣٤١٧]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جو آدمی چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہوتا ہے، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۸۸۔ ۳۸۹) بھذا لفظ، بخاری (۵۶۳۰)، مسلم (۲۰۶۵)، بدون الزیادۃ "الا ان یتوب"

فوائد: جو مسلمان اس عارضی دنیا میں صبر کرتے ہوئے سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہیں کھائے پیئے گا تو اسے جنت میں یہی برتن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی، جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتشربوا فی آنیۃ الذھب والفضۃ ولا تأکلوا فی صحافھافانھا لھم فی الدنیا ولکم فی الآخرۃ۔) [بخاری، مسلم] یعنی: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کے پیالوں میں کھاؤ کیونکہ دنیا میں یہ کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے ہیں۔

فضل الحمد بعد الاکل والشرب

خورد و نوش کے بعد حمد کی فضیلت

۸۲٤۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأُكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرِبَ الشُّرْبَةَ فَيَحْمِدَهُ عَلَيْهَا)). [الصحيحة:١٦٥١]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے اتنی بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور (کھانے کی وجہ سے) اس کی تعریف کر دے یا پانی پیئے اور اس پر اس کی حمد و ثنا بیان کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۵۱۔ مسلم (۲۷۳۴)، ترمذی (۱۸۱۶)، احمد (۳/ ۱۰۰، ۱۱۷)

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو لذیذ اور مزیدار ماکولات و مشروبات سے نوازا ہے، وہاں ان نعمتوں کی بنا پر بندوں کی طرف سے اپنی تعریف و توصیف اور مدح و ثناء کو بھی بڑا پسند کیا ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا کھا کر یا پی کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے۔ کتنا آسان ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا، لیکن پھر بھی اسے راضی کرنے والے بہت قلیل مقدار میں ہیں۔ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے: الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔ یعنی: تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے یہ رزق دیا، مجھ میں طاقت اور قدرت نہ ہونے کے باوجود۔ [ابوداود، ترمذی]

کراھیۃ الأکل من رأس الطعام

طعام کے درمیان سے کھانے کی کراہت کا بیان

٨٢٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ الْبَرَكَةَ وَسَطَ الْقَصْعَةِ، فَكُلُوْا مِنْ نَوَاحِيْهَا وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ رَأْسِهَا)). [الصحيحة:١٥٨٧]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک برکت پیالے کے وسط میں ہوتی ہے' اس لئے کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٨٧- السرى بمعنى يحيى فى حديث الثورى (٢٢١/ ٢)' حميدى (٥٢٩)' حاكم (۴/ ١٦)' طحاوى فى المشكل (١/ ٥٥)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے کھانے پینے کے جتنے آداب سکھائے ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ برتن کے درمیان سے نہ کھایا جائے' کیونکہ اس حصے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

الهدية من اللبن

دودھ کا ہدیہ (تحفہ) دینے کا بیان

٨٢٦۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَبَناً، فَدَخَلَتْ عَلَيَّ بِهِ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ تُأْكَلَ طَعَامَ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ((يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ! مَا هٰذَا مَعَكِ؟)) قَالَتْ: لَبَنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَهْدَيْتُهُ لَكَ، قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ، نَاوِلِيْ أَبَا بَكْرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ، نَاوِلِيْ عَائِشَةَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ)) فَنَاوَلَتْهُ النَّبِيَّ ﷺ فَشَرِبَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَابُرْدَهَا عَلَى الْكَبِدِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَدْ كُنْتُ نُهِيْتُ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِأَعْرَابٍ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ، وَإِذَا دُعُوْا أَجَابُوْا، فَلَيْسُوْا بِأَعْرَابٍ)). [الصحيحة:٢٩٨٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ام سنبلہ' رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ کا ہدیہ لے کر میرے پاس آئی' لیکن آپ ﷺ میرے پاس موجود نہ تھے۔ میں نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدوؤں کے کھانوں سے منع کیا ہے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ام سنبلہ! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ ہے' آپ کے لئے بطورِ ہدیہ لے کر آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سنبلہ! (کسی پیالے میں) ڈالو اور ابو بکر کو دو۔'' پھر فرمایا: ''ام سنبلہ! (پھر کسی پیالے میں) ڈالو اور عائشہ کو دو۔'' پھر فرمایا: ''ام سنبلہ! اور ڈالو۔'' اس نے اس دفعہ نبی کریم ﷺ کو پکڑایا اور آپ ﷺ نے نوش فرمالیا۔ میں (عائشہ) نے کہا: ہائے! میرے دل کو اطمینان نصیب ہو۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بدو لوگوں کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یہ (ام سنبلہ لوگ) بدو نہیں ہیں' یہ ہمارے دیہات والے ہیں اور ہم ان کے شہر یا قصبے والے ہیں' جب انہیں بلایا گیا انہوں نے بات سنی (دعوت قبول کی) لہٰذا کیونکہ یہ بدو نہیں ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ٢٩٨٥- حاكم (۴/ ١٢٨)' احمد (٦/ ١٣٣)' البزار (الكشف : ١٩٣٠)

الرخصة من الأمور المنهي عنهم

ممنوعہ امور میں رخصت کا بیان

۸۲۷۔عَنْ عَلِيٍّ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، وَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَأَنْ تُحْبَسَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ أَنْ تَحْبِسُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاحْبِسُوْا مَا بَدَا لَكُمْ))

[الصحيحة:٨٨٦]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے، (چار قسم کے) برتنوں سے اور تین دنوں کے بعد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن (کچھ عرصہ کے بعد) فرمایا: ''بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تم کو (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کو مشروبات کے لیے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، لیکن (اب کہتا ہوں کہ) جب تک چاہو، اپنے پاس گوشت روکے رکھو۔''

تخریج: الصحيحة ٨٨٦۔ احمد (١/ ١٤٥)، ديلمی (١/ ١/ ٤٠)، معلقا، ابويعلی (٢٧٨)، ابن ابی شيبة (٨/ ١١١، ١٦٠)، مختصراً

فوائد: نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے اور قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں دونوں کی اجازت دے دی۔ اسی طرح جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے درج ذیل برتنوں کے استعمال سے منع فرما دیا: کدو سے بنایا ہوا مٹکا، کھجور کے تنے کو کرید کے بنایا ہوا برتن، روغن کیا ہوا برتن اور پرانا سبز مٹکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے ان برتنوں کو استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی۔

باب: فضل المواساة في الطعام والاجتماع عليه

باب: کھانے میں اکٹھے ہونا اور خیر خواہی کرنا

۸۲۸۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعاً ((إِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَإِنَّ طَعَامَ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ، وَإِنَّ طَعَامَ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الْخَمْسَةَ وَالسِّتَّةَ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کو، دو افراد کا کھانا تین چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا پانچ چھ افراد کو کفایت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٦٨٦۔ ابن ماجه (٣٢٥٥)، البزار (الكشف: ١١٨٥) (والبحر: ١٢٧) مطولاً

فوائد: برکت کا معاملہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے، ہمیں چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے یہ بہرصورت تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر حدیث برحق اور حقیقت کے عین مطابق ہے۔ زندگی میں جس کا واسطہ احادیث سے پڑا اسے عملی طور پر اس حقانیت کا تجربہ بھی ہو گیا۔ بہرحال مذکورہ بالا حدیث پر سب سے زیادہ اعتقاد اس کو ہو گا جو اس کو اپنی زندگی میں عملی طور پر اپنا چکا ہو گا۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو چار

مہمانوں کے لئے دسترخوان پر سجے ہوئے کھانے پر چھ آدمیوں کو بٹھا دے۔

باب: کل مسکر خمر

۸۲۹۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيْرِ خَمْراً)).

[الصحيحة:۱۵۹۳]

باب: ہر نشہ آور چیز شراب ہے

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بیشک انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۳۔ ابو داود (۳۶۷۶)، احمد (۴/ ۲۶۷)، بیھقی (۸/ ۲۸۹)

فوائد: احناف کا مسلک ہے کہ صرف انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے، لیکن یہ حدیث جمہور کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ وہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: الخمر ما خامر العقل۔ یعنی: ’’خمر‘‘ وہ ہے جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے۔ [بخاری، مسلم]

ومن شرب الخمر بغير اسمها

۸۳۰۔عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ نَاساً مِّنْ أُمَّتِي يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)).

[الصحيحة:٤١٤]

شراب کا نام تبدیل کر کے پینے کا بیان

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بلاشبہ میری امت کے بعض لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ کر شراب نوشی کریں گے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۴۔ احمد (۴/ ۲۳۷)، نسائی (۵۶۶۱)، طیالسی (۵۸۶)

فوائد: اسلام نے جن چیزوں کو جن صفات کی وجہ سے حرام قرار دیا، وہ ایسے مسلّم قوانین ہیں کہ مرورِ زمانہ یا حوادثاتِ زمانہ ان کو متاثر نہیں کر سکتے۔ پہلے ’’خمر‘‘ (شراب) کی تعریف گزر چکی ہے، جس چیز سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے، اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے، وہ حرام اور ممنوع ہو گی۔

النهي الانتفاع من الميتة بشيء

۸۳۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: نَامَشْيَخَةٌ لَنَا مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِمْ: ((أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَيْءٍ))

مردار کی کسی بھی چیز سے استفادہ کرنے کی ممانعت کا بیان

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں: ہمیں ہمارے جہینہ قبیلے کے کسی سردار نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف (یہ پیغام) لکھ کر بھیجا کہ ’’مردار کی کسی چیز سے استفادہ مت کرو۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱٦۷)، وعنہ ابن عساکر (۵۲/ ۱۳٦)، ابن حبان (۱۲۷۹)

فوائد: مردار نجس ہے، لیکن مردار کی کھال اتار کر اسے رنگ کر استعمال کرنا جائز ہے، جیسا کہ لوگ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری گھسیٹ کر لے جا رہے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کا چمڑا استعمال کرلو (تو بہتر ہے)۔ انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی اور قرظ (یا سلم درخت، جو کیکر کے مشابہ ہوتا ہے) کے پتوں سے یہ چمڑا پاک ہو جائے گا۔ [صحیحۃ:۲۱٦۳]

الرخصة عن الحوم الأضاحي فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت کا بیان

۸۳۲۔عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا أَنْ تَأْكُلُوْ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ، [فَقَدْ] جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا، وَادَّخِرُوْا، وَاتَّجِرُوْا، أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)).[الصحيحة: ۱۷۱۳]

سیدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے تم کو (قربانیوں کا) گوشت تین دنوں (سے زیادہ ذخیرہ کر کے) کھانے سے اس لئے منع کیا تھا، تاکہ وہ سب کو مل جائے۔ اب اللہ تعالی نے خوشحالی اور آسودگی پیدا کر دی ہے، لہذا ذخیرہ کر سکتے ہو اور فائدہ اٹھا سکتے ہو، خبردار! بیشک یہ ایام کھانے پینے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۱۳۔ ابوداود (۲۸۱۳)، بیہقی (۹/ ۲۹۲)، احمد (۵/ ۷۵)

فوائد: عید الاضحی کا دن اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) کھانے پینے کے دن ہیں، اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنا منع تھا، بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب: جواز النقوع قبل تخمره

باب: بھگوئی چیز نشہ پیدا ہونے سے پہلے استعمال کرنا جائز ہے

۸۳۳۔عَنْ فَيْرُوْزَ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ، وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَإِلٰى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: ((إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لَنَا أَعْنَاباً مَانَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: زَبِّبُوْهَا، قُلْنَا: مَانَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ؟ قَالَ: ((انْبِذُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى عِشَائِكُمْ، وَانْبِذُوْهُ عَلٰى

سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور کس کی طرف آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔‘‘ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس انگور ہیں، ہم ان کو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کا منقی بنا لو۔“ ہم نے کہا: ہم منقی کو کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بوقتِ صبح اس کی نبیذ بنا لیا کرو اور بوقتِ شام پی

عِشَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوْهُ فِي الشِّنَانِ، وَلَا تَنْبِذُوْهُ فِي الْقِلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا)).

[الصحيحة:١٥٧٣]

لیا کرو اور اسی طرح شام کو بنا کر صبح کو پی لیا کرو اور مشکیزوں میں نبیذ بنانی ہے، نہ کہ مٹکوں میں، کیونکہ مٹکوں میں اپنے وقت سے لیٹ ہو جائے تو سرکہ بن جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۷۳۔ ابو داود (۳۷۱۰)، نسائی (۵۷۳۹)، احمد (۴/ ۲۳۲)

فوائد: کھجور کو کچھ دیر بھگو کر استعمال کرنا جائز ہے، لیکن جب وہ جوش مارنے لگے یا اس سے خمیر اٹھنے لگے تو اس کا استعمال ناجائز ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

الثريد أعظم للبركة

ثرید برکت کے لیے بڑی عظیم چیز ہے

٨٣٤ـ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا ثَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئاً حَتَّى يَذْهَبَ فَوْرُهُ وَدُخَانُهُ، ثُمَّ تَقُوْلُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ)).

[الصحيحة:٣٩٢، ٦٥٩]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں ثرید بناتی تھی تو اسے کچھ دیر کے لیے ڈھانپ دیتی تھی، تاکہ اس کی گرمی کی شدت اور دھواں جاتا رہے، پھر وہ کہتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ برکت کے لئے بڑی عظیم چیز ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۲، ۶۵۹۔ دارمی (۲۰۵۳)، ابن حبان (۵۲۰۷)، حاکم (۴/ ۱۱۸)، بیہقی (۷/ ۲۸۰)

فوائد: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ''ثرید'' کہتے ہیں۔ اس قسم کا کھانا انتہائی مبارک اور زود ہضم ہوتا ہے۔ پہلے کئی مقامات پر عرض کیا جا چکا ہے کہ برکت کا تعلق غیر محسوس انداز سے ہوتا ہے اور وہی چیزیں مبارک ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے بابرکت ہونے کا لقب دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے فرمودات کو برحق سمجھ کر ثرید جیسے کھانے کو اپنے جسم کے لیے مبارک اور صحت کا راز سمجھا جائے۔ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وفضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام۔) [ترمذی] یعنی: دوسری عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

ماء زمزم مباركة و طعام طعم

ماء زمزم مبارک بھی ہے اور کھانے کا کھانا بھی

٨٣٥ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وهٰذَا حَدِيْثُ أَبِي ذَرٍّ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ- وَكَانُوْا يُحِلُّوْنَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ- فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا، فَأَكْرَمَنَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(زمزم کا پانی) مبارک ہے، یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوذر، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم غفار، جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے، سے وفد کی صورت میں نکلے، میں (ابوذر)، میرا بھائی انیس اور میری ماں روانہ ہوئے ہم اپنے ماموں کے پاس آ کر ٹھہرے، انھوں نے ہماری بڑی

خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا، فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ، فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِي! قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثِ سِنِينَ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، قُلْتُ: فَأَيْنَ تُوَجِّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ، فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ، حَتَّى أَتَى مَكَّةَ، فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ، يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: شَاعِرٌ كَاهِنٌ، سَاحِرٌ، وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ، قَالَ أُنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَهُ الْكَهَنَةَ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ، فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ! إِنَّ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ، فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هٰذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِئَ؟ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ

عزت کی اور ہمارے ساتھ احسان کیا' لیکن ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی۔ سوانھوں نے کہا: جب تو اپنے اہل خانہ سے باہر جاتا ہے تو انیس ان کے پاس آ جاتا ہے' پس ہمارا ماموں آیا اور جو بات اسے کہی گئی' اس کے سلسلے میں ہماری غیبت کرنے لگ گیا۔ میں نے اسے کہا: جو تو نے ہمارے ساتھ نیکی کی تھی' اسے تو تو نے گدلا کر دیا ہے اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ ہم اپنی اونٹنیوں کے قریب پہنچے اور سوار ہو کر چل پڑے' میرے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلتے گئے اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا۔ انیس ہمارے اونٹنیوں سے دور رہنے لگ گیا۔ وہ دونوں نجومی کے پاس گئے' اس نے انیس کو منتخب کیا' پس انیس ہماری اور اتنی اور اونٹنیاں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تو رسول اللہ ﷺ کو ملنے سے تین برس پہلے سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: کس کے لئے؟ اس نے کہا: اللہ تعالی کے لئے۔ میں نے کہا: تو کس طرف رخ کرتا تھا۔ اس نے کہا: جس طرف میرا رب میرا رخ موڑ دیتا تھا۔ میں رات کے آخری حصے میں نمازِ عشاء ادا کرتا تھا۔ اب میں گم سم ہو کر لیٹ گیا' یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کوئی کام ہے' تو مجھے کفایت کر۔ انیس چلا گیا' مکہ پہنچ گیا اور مجھے اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: تو نے وہاں کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں مکہ میں ایک ایسے آدمی کو ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے' وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اسے شاعر' نجومی اور جادوگر کہتے ہیں۔ انیس خود بھی ایک شاعر تھا۔ اس نے کہا: لیکن میں نے نجومیوں کے کلام سنے ہیں اور اس کے کلام کو زبان آور شعراء کے کلام پر پیش کیا ہے' لیکن کسی کی زبان یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ وہ (محمد ﷺ کا کلام بھی) شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ صادق ہے اور لوگ

وَعَظْمٍ حَتَّى خَرَرْتُ مُغْشِيًّا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ، فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ، وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ۔ يَا ابْنَ أَخِي۔ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، مَاكَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءَ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ، إِذْ ضَرَبَ عَلَيَّ أَسْمِخَتُهُمْ، فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافاً وَنَائِلَةَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هُنَّ مِثْلُ الْخَشَبَةِ، غَيْرَ أَنِّي لَا أُكَنِّي، فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُولَانِ: لَوْكَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِّنْ أَنْفَارِنَا! قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا، رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: **((مَا لَكُمَا؟))** قَالَتَا : الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، قَالَ: **((مَاقَالَ لَكُمَا؟))** قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلَّى، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: **((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))** ثُمَّ قَالَ: **((مَنْ أَنْتَ؟))** قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ، فَوَضَعَ أُصْبُعَهُ عَلَى

جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: اب تو مجھے کفایت کر' تا کہ میں بھی جا کر دیکھ سکوں (کہ اصل ماجرا کیا ہے؟) میں مکہ پہنچ گیا اور ایک آدمی پر رعب ڈالتے ہوئے پوچھا: وہ آدمی کہاں ہے جس کو تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بے دین۔ (یہ سنتے ہی) اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر چڑھ دوڑے' میں بے ہوش ہوکر گر پڑا' جب (مجھے افاقہ ہوا اور) میں اٹھا تو ایسے لگتا تھا کہ میں ایک سرخ پتھر ہوں۔ میں زمزم پانی پر آیا' خون دھویا' اس کا پانی پیا اور اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس دنوں تک ٹھہرا رہا۔ میرے پاس کوئی کھانا نہیں تھا' سوائے ماءِ زمزم کے' وہی پی کر میں موٹا ہوتا رہا (یعنی خوراک کی کمی پوری کرتا رہا) اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں ختم کرتا رہا۔ مجھے بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ (دن گزرتے رہے اور) ایک دن مکہ میں چاندنی رات اور صاف فضا تھی' اچانک ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں۔ اس نے کہا: وہ طواف کے دوران میرے پاس سے گزریں' میں نے کہا: ایک کی دوسری سے شادی کر دو۔ لیکن وہ اپنے قول سے باز نہ آئیں۔ (چکر کے دوران پھر) میرے پاس سے گزریں۔ میں نے کہا: یہ تو لکڑی کی طرح ہیں اور میں نے بات کنایۃً نہیں کی۔ وہ دونوں چیختی چلاتی چلتی گئیں اور یہ کہتی گئیں کہ کاش ہماری جماعت کا بھی کوئی آدمی یہاں ہوتا! اس نے کہا: اسی اثنا میں ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (بلندی سے) اترتے ہوئے آ رہے تھے۔ اس نے کہا: تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان بے دین۔ اس نے کہا: اس نے تمھیں کیا کہا؟ انھوں نے کہا: ایسی بات کہی

جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنْ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ؟ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ. وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: ((فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ؟ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ، لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ، عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ)) فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوا:

کہ جس سے منہ بھر جاتا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور حجر اسود کا استلام کیا اور آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر نے کہا: میں پہلا آدمی تھا جس نے انھیں اسلام کا سلام پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعليك ورحمة الله'' پھر فرمایا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: میں غفار قبیلے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلی اپنی پیشانی پر رکھی۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید آپ نے غفار کی طرف میری نسبت کو ناپسند کیا۔ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن آپ کے ساتھی نے مجھے روک دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: ''کون تجھے کھانا کھلاتا تھا؟'' میں نے کہا: زمزم کے پانی کے علاوہ میرے پاس کوئی کھانا نہیں ہے' یہی پانی پی کر میں موٹا ہوتا رہا اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں پر کرتا رہا اور مجھے بھوک کی وجہ سے کوئی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں' آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور طائف کا منقی لانا شروع کیا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا' پھر کچھ باقی بھی بچ گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کھجوروں والی زمین میرے لئے مطیع کر دی گئی ہے' مجھے لگتا ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے' کیا تو اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچا دے گا؟ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ان کو نفع دے اور ان کی وجہ سے تجھے اجر و ثواب بھی عطا کرے۔''

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ! فَأَسْلَمُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِفَارَ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمَ سَالَمَهَا اللّٰهُ)).

[الصحيحة:٣٥٨٥]

میں انیس کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اسلام قبول کر لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی تیرے دین سے بے رغبتی نہیں کرتا، میں بھی مطیع ہو گیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے۔ ہم سوار ہوئے اور اپنی قوم غفار کے پاس پہنچ گئے۔ نصف قبیلہ تو مسلمان ہو گیا۔ ایماء بن رحضہ غفاری، جو ان کا سردار تھا، ان کو نماز پڑھاتا تھا۔ اور نصف قبیلے نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ نصف قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلم قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس چیز پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے، ہم بھی اسی چیز پر مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غفار قبیلہ، اللہ اس کو بخش دے اور اسلم قبیلہ، اللہ اسے سلامتی کے ساتھ رکھے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٥٨٥۔ مسلم (٢٤٧٣)، البزار (الكشف: ١١٧١)، احمد (٣/ ١٧٤، ١٧٥)، من حديث ابى ذر رضی اللہ عنہ و حديث ابن عباس ياتى برقم (١٥٥٠)

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں مختلف امور کی وضاحت کی گئی ہے اور صحابی کے ساتھ پیش آنے والا دوسرا واقعہ بھی واضح ہے۔ ہمارے موضوع سے متعلقہ چیز زمزم کا پانی ہے، جس کی مقدار اور معیار دونوں کو اللہ تعالی نے انتہائی بابرکت بنایا۔ یہ ایسا مبارک پانی ہے کہ کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے، نیز اس سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے، وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

باب: من ادب الاسقاء البدء بالأيمن

٨٣٦۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ ،وعَنْ شِمَالِهِ، أَبُوْبَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ، وَفِي طَرِيْقٍ: الْأَيْمَنُوْنَ، الْأَيْمَنُوْنَ، أَلَا فَيَمِّنُوْا)).

باب: پلانے کے لیے دائیں طرف سے آغاز کرنا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی ملا دودھ لایا گیا، آپ کی دائیں جانب ایک بدّو اور بائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور باقی بدّو کو تھما دیا اور فرمایا: ''دائیں طرف والا، پس دائیں طرف والا'' اور ایک روایت میں ہے: ''دائیں طرف والے، پس دائیں

طرف والے' خبردار! دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۱۔ بخاری (۲۳۵۲)' مسلم (۲۰۲۹)' ابوداود (۳۷۲۶)' ترمذی (۱۸۹۳)' ابن ماجه (۳۴۲۵)' عن انس رضی اللہ عنہ
بخاری (۲۳۵۱)' مسلم (۲۰۳۰)' عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ

فوائد: دوسروں کو کوئی چیز دیتے وقت دائیں طرف والوں کو مقدم کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی آدمی بائیں طرف والوں کو پہلے پلانا چاہے تو دائیں طرف والوں سے اجازت طلب کرے۔ جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔ آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے بچے سے کہا: کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان بزرگوں کو پہلے دے دوں؟ لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں آپ کے جوٹھے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ [بخاری' مسلم] یہ نوعمر صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

باب: من ادب طعام

باب: کھانے کے آداب

۸۳۷۔عَنْ رَجُلٍ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانَ سِنِيْنَ: أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ، يَقُوْلُ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أَطْعَمْتَ، وَأَسْقَيْتَ، وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ، وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ)).

رسول اللہ ﷺ کی آٹھ سال خدمت کرنے والے صحابی بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی کھانا رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا جاتا تو آپ ﷺ "بسم اللہ" کہتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: ''اے اللہ! تو نے کھلایا' تو نے پلایا' تو نے راضی و مطمئن کیا' تو نے ہدایت دی اور تو نے محبت کی' سو تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ (ان نعمتوں پر) جو تو نے عطا کیں۔''

تخریج: الصحیحة ۷۱۔ احمد (۴/ ۶۲' ۵/ ۳۷۵)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۳۸)' نسائی فی الکبری (۶۸۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ اس بات پر بندے سے راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور اس کی تعریف کرے۔ آپ ﷺ سے کھانے کے بعد مختلف دعائیں منقول ہیں' ان میں سے ایک دعا درج بالا ہے۔

باب: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾

باب: تمہارے پاس جو ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ہے باقی ہے (النحل:۹۶)

۸۳۸۔عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: مَابَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ: ((بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کتنا گوشت باقی بچا ہے؟'' انھوں (عائشہ) نے کہا: ایک دستی کے علاوہ کچھ بھی نہیں بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہوا کہ) سارے کا سارا گوشت بچ گیا ہے' سوائے ایک دستی کے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۴۔ ترمذی (۲۴۷۰)' احمد (۶/ ۵۰)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۲۳۰)

فوائد: مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ خرچ کرتا ہے' اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں قرضہ قرار دیا ہے' جس کی ادائیگی میدانِ حشر میں ہوگی۔ اسی اصول کے تحت آپ ﷺ نے اس تمام گوشت کو اپنے حق میں باقی سمجھا جسے صدقہ و خیرات کیا جا چکا تھا۔

باب :اهمية التمر في البيت

گھر میں کھجور رکھنے کی اہمیت

۸۳۹۔عَنْ سَلْمٰی أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْتٌ لَاتَمْرَ فِيْهِ، كَالْبَيْتِ لَاطَعَامَ فِيْهِ)). [الصحيحة:۱۷۷٦]

سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کھجور نہ ہو' وہ اس گھر کی مانند ہے جس میں کوئی کھانا نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۶۔ ابن ماجه (۳۳۲۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۹۹)

فوائد: یہ کھجور کی خیر و برکت ہے کہ جس گھر میں وہ نہ ہو' گویا اس میں کسی قسم کا اناج نہیں ہے۔ غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور ایسا پھل ہے جس میں ایسے اجزاء موجود ہوتے ہیں جو وجود کی تمام ضروریات پورا کرتے ہوئے اُسے صحت مند و طاقتور رکھتے ہیں بالخصوص تیزابیت اور معدے کی من جملہ امراض میں کھجور حد درجہ مفید ہے۔ نیز دِل' دماغ اور جگر کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے کھجور کی اہمیت بیان فرمائی۔

باب :مدمن الخمر لا يدخل الجنة

شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا

۸٤۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوْثُ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، الْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰی)). [الصحيحة:٦٧٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تین قسم کے آدمیوں کی طرف نہیں دیکھیں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور (۳) دیوث (وہ آدمی جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو) اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب نوشی پر دوام اختیار کرنے والا اور (۳) اپنے عطیے پر احسان جتلانے والا۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۴۔ نسائی (۲۵۶۳)' احمد (۲/ ۱۳۴)' ابن خزیمة فی التوحید (ص: ۲۳۵)' ابن حبان (۷۳۴۰)

باب :تحريم الخمر وان كل مسكر حرام

شراب کی حرمت کا بیان اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے

۸٤۱۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ]عَنْ أَبِيْهِ،

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:((حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).

کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۴۔ نسائی (۵۷۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۲۵)' ابن عساکر (۶۳/ ۷۴)

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ ہر وہ چیز جو عقلی توازن میں بگاڑ پیدا کرے' اسے "خمر" کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی تمام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

فضل تمر البرني و فيه شفاء

برنی کھجور کی فضیلت اور اس میں شفاء

۸٤۲۔قَالَ ﷺ: ((خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبَرْنِيُّ، يَذْهَبُ بِالدَّاءِ وَلَا دَاءَ فِيهِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحَصِيبِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَمَزِيدَةَ جَدِّ هُودِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَبَعْضِ وَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین کھجور برنی ہے' وہ بیماری کو دور کرتی ہے اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔'' یہ حدیث سیدنا بریدہ بن حصیب' سیدنا انس بن مالک' سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا مزیدہ (جو ہود بن عبد اللہ کے دادا ہیں)' سیدنا علی بن ابو طالب اور وفد عبد القیس کے بعض افراد ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۴۔ (۱) بریدة (الرویانی فی مسنده (۴۳م)' بیهقی فی الشعب (۵۸۷۶)' (۲) انس: عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۲۰۶)' حاکم (۴/ ۲۰۳۔ ۲۰۴)' (۳) ابوسعید: حاکم (۴/ ۲۰۴)' (۴) مزیدة جد هود: حاکم (۴/ ۲۰۶' ۲۰۷)' (۵) علی: ابن عدی (۵/ ۱۸۸۵)' ابونعیم فی الطب (۱۱)' (۶) بعض وفد عبد القیس ﷺ الادب المفرد (۱۱۹۸)' احمد (۴/ ۲۰۶۔۲۰۷)

باب الخمر من النخلة و العنبة

کھجور اور انگور کی شراب کے بارے میں

۸٤۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةَ وَالْعِنَبَةُ)).

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ان دو درختوں سے شراب بنائی جاتی ہے: کھجور اور انگور۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۹۔ مسلم (۱۹۸۵)' ترمذی (۱۸۷۶)' نسائی (۵۵۷۵)' ابوداود (۳۶۷۸)' ابن ماجه (۳۳۷۸)

فوائد: پہلے وہ حدیث گزر چکی ہے کہ انگور' کھجور' شہد' گندم اور جو میں سے ہر ایک سے شراب بنائی جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھجور اور انگور جیسی جنسوں سے بھی شراب بنائی جاتی ہے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ صرف ان دو سے شراب بنتی ہے۔

باب ترك من اللبن فی الضرع للبركة

جانور کے پستانوں میں کچھ دودھ برکت کے لیے چھوڑ دینا

۸٤٤۔عَنْ ضِرَارِ بْنِ الْأَزْوَرِ، قَالَ: بَعَثَنِي أَهْلِي بِلُقُوحٍ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: بِلُقْحَةٍ۔ إِلَى النَّبِيِّ فَأَتَيْتُهُ

سیدنا ضرار بن ازور ﷺ کہتے ہیں: میرے بعض اہل خانہ نے مجھے کئی یا ایک حاملہ اونٹنی دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں وہ

بِهَا، فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلِبَهَا ثُمَّ قَالَ: ((دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ)).

لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کو دوہوں۔ پھر فرمایا: ''(مزید دودھ کا) سبب بننے والا دودھ (تھنوں میں ہی) چھوڑ دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۰۔ دارمی (۲۰۰۳)' احمد (۴/ ۷۶)' حاکم (۳/ ۲۳۷)

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ جب دودھ والا جانور دوہا جائے تو دودھ کی کچھ مقدار تھنوں میں رہنے دی جائے۔ یہی مقدار مزید دودھ کا سبب بنتی ہے۔

فضل لون عضاء من الحيوان

جانور کے خاکستری رنگ کی فضیلت

۸٤٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((دَمٌ عَفْرَاءُ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ دَمِ سَوْدَاوَيْنِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاکستری رنگ کا جانور اللہ تعالیٰ کو دو کالے رنگ کے جانوروں سے زیادہ محبوب ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۱۔ حاکم (۴/ ۲۲۷)' احمد (۲/ ۴۱۷)' بیہقی (۹/ ۲۷۳)

۸٤٦۔عَنْ عَلْقَمَةَ الْقُرَشِيِّ قَالَ: ((دَخَلْنَا بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْنَا فِيْهِ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَذَكَرْنَا الْوُضُوْءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَأْكُلُ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ)) فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: أَنْتَ رَأَيْتَهُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنَيْهِ فَقَالَ: بَصُرَ عَيْنِي)).

[الصحيحة:٢١١٦]

علقمہ قرشی کہتے ہیں: ہم زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے' وہاں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ جب ہم نے آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کی بات کی' تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھاتے تھے' پھر (نیا) وضو کیے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ کسی نے کہا: اے ابن عباس! کیا آپ نے خود آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انھوں نے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میری آنکھ نے خود دیکھا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۶۔ احمد (۱/ ۲۷۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۷۹۲)' مسلم (۳۵۴)' ابوعوانۃ (۱/ ۲۷۲)' بمعناہ

فوائد: ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا پڑتا تھا' لیکن بعد میں آپ ﷺ نے رخصت دے دی۔ لہذا اب آگ پر پکی ہوئی کوئی بھی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے' جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وہ بکری کا گوشت کھانے سے وضو کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (تیری مرضی ہے) اگر چاہے تو وضو کر لے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ اس نے کہا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔

باب ایجاب دعاء النبی فی الانس

انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا قبول ہونا

۸۴۷۔عَنْ ثابتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَى أُمَّ حَرَامٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، فقال: ((رُدُّوا هٰذَا فِي وِعَائِهِ، وَهٰذَا فِي سِقَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ)) قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَأَقَامَ أُمَّ حَرَامٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا، وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ۔ فِيمَا يَحْسَبُ ثَابِتٌ۔ قَالَ: فصلّى بنا تطوّعًا على بساط فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ، قالت: أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ لِي خُوَيْصَةً: خُوَيْدِمُكَ أَنَسٌ، اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ، فما تَرَكَ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا دَعَا لِي بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَخْبَرَتْنِي ابْنَتِي أَنِّي قَدْ رُزِقْتُ مِنْ صُلْبِي بِضْعًا وَتِسْعِينَ، وَمَا أَصْبَحَ فِي الْأَنْصَارِ رَجُلٌ أَكْثَرَ مِنِّي مَالًا ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: يَا ثَابِتُ! مَا أَمْلِكُ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا خَاتَمِي!۔

ثابت، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ ہم کھجور اور گھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ چیز (کھجور) برتن میں اور یہ مشکیزے میں واپس رکھ دو، کیونکہ میں روزے سے ہوں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفلی نماز پڑھائی، ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چٹائی پر نفلی نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل کی تو ام سلیم نے کہا: آپ کا پیارا سا خادم انس ہے، اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر فرمایا: "اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں کثرت فرما اور اس کے لئے اس میں برکت فرما۔" انس کہتے ہیں: مجھے میری بیٹی نے بتلایا نوے سے زائد افراد میری اولاد میں ہو چکے ہیں اور انصار کا کوئی آدمی مجھ سے زیادہ مال والا نہیں تھا۔ پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ثابت! میں سونے اور چاندی کا مالک نہیں ہوں، مگر اس انگوٹھی کا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۔ ابوداود (۶۰۸)، احمد (۳/ ۲۴۸)، مسلم (۶۶۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی وجہ سے دعوت کو مسترد کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ نیز مال و دولت اور آل و اولاد میں برکت و کثرت کی دعا کرنا اور کسی نیک آدمی سے کروانا بھی درست ہے۔

باب التفاضل من جنس واحد فهو ربا

ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے

۸۴۸۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانَ، فَقَالَ: ((أَنّٰى لَكُمْ هٰذَا؟)) فَقَالُوْا: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ بَعْلٌ، فَبِعْنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((رُدُّوْهُ عَلٰى صَاحِبِهِ(يَعْنِي:التَّمْرَ الرَّيَّانَ)) فَبِيْعُوْهُ ((يَعْنِي:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیراب ہونے والی زمین کی (عمدہ) کھجور لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے یہ کھجور کہاں سے لی ہے؟" انھوں نے کہا: ہمارے پاس بارانی زمین کی (ناقص) کھجور تھی، ہم نے اس کے دو صاع دے کر (عمدہ) کھجوروں کا ایک صاع خریدا۔ رسول اللہ

التَّمْرَ الرَّدِيْءَ بِعَيْنٍ، ثُمَّ ابْتَاعُوْا التَّمْرَ)).

ﷺ نے فرمایا: ”سیراب ہونے والی زمین کی کھجور اس کے مالک کو واپس کر دو اور (آئندہ) ردی کھجور نقدی کے عوض فروخت کر کے پھر اس کے بدلے (عمدہ) کھجور خرید لیا کرو۔“ (کیونکہ یہ ربا الفضل ہے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۱۴۱۲)' البزار الکشف: ۱۳۱۷)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۳۱۴)

فوائد: سود کی دو اقسام ہیں: (۱) رِبَاالْفَضل: ایک جنس کی دو اشیا کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔ جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد و نقد فروخت کی جائیں۔ جو (ان کی تجارت کرتے وقت ایک طرف سے) زیادہ دے گا یا لے گا تو اس نے سودی کاروبار کیا۔ سود لینے والا اور دینے والا (دونوں گناہ میں) برابر ہیں۔ [مسلم]

(۲) رِبَا النَّسِيئَة: اس میں کمی بیشی تو نہ ہو لیکن ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار کا معاملہ ہو۔ اس حدیث میں ربا الفضل کی حرمت کا بیان ہے کہ ایک جنس کی چیزوں کی خرید و فروخت کے وقت دونوں طرف سے برابری ہونا ضروری ہے۔ زائد مال سود کی شکل اختیار کرے گا۔

باب شر الطعام طعام الوسيمة

سب سے بدترین کھانا ولیمہ کا ہے

۸۴۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيْهَا، وَيُدْعٰى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولیمے کا کھانا بدترین کھانا ہے' جو (غریب) آدمی وہ کھانا کھانا چاہتا ہے' اس کو روک دیا جاتا ہے اور اس (امیر) کو دعوت دی جاتی ہے' جو اس کے کھانے سے انکار کرتا ہے' (لیکن) جس نے دعوت قبول نہ کی' اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۵۔ مسلم (۱۱۰/ ۱۴۳۲)' حمیدی (۱۱۷۰)' بیہقی (۷/ ۲۶۲)' مرفوعاً' بخاری (۵۱۷۷)' مسلم (۱۰۷/ ۱۴۳۲)' ابن ماجہ (۱۹۱۳)' ابو داود (۳۷۴۲)' موقوفا علیه

فوائد: نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک کی اہم خصوصیت سادگی اور خلوص تھا۔ آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر بکری کا' سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو مد جو کا ولیمہ کیا۔ لیکن آج کل جہاں تکلف کرتے ہوئے ولیمے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے' وہاں مذکورہ حدیث کا مصداق بنتے ہوئے مستحقین اور حقدار فقراء و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے' بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت کھینچ رہی ہے' یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا۔ بہر حال مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

العقيقة بعد البلوغ عن نفسه

بلوغت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کرنا

۸۵۰۔عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً، قَالَ: ((عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَابُعِثَ نَبِيًّا)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۶۔ عبد الرزاق (۷۹۶۰)، البزار الکشف (۱۲۳۷)، طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۶۱)

فوائد: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں۔ صحیح الجامع الصغیر کی روایت کے مطابق چودھویں اور اکیسویں دن بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔لیکن اگر کچھ وجوہات کی بنا پر عقیقہ وقت پر نہ ہو سکے تو بعد میں جب موقع ملے اس حکم کی تعمیل کی جائے، جیسا کہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه۔) [ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ] یعنی: ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے، پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے۔لہٰذا عقیقہ کے ذریعے عوض پیش کر کے بچے یا اپنے آپ کو گروی سے آزاد کیا جائے۔ جن افراد کے والدین جہالت یا غربت کی وجہ سے ان کا عقیقہ نہ کر سکے، انھیں چاہئے کہ وہ استطاعت کی صورت میں اپنی طرف سے یہ قرض پورا کر دیں۔

باب: ما لم يعرفه الطب الحديث

باب: طب جدید جس (کی حکمت) سے نا آشنا ہے

۸۵۱۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَايَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْسِقَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ)) [الصحيحة: ۳۷]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانپ کر اور مشکیزوں کو باندھ کر رکھا کرو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس میں ایک وبا اترتی ہے اور جس برتن پر ڈھکن اور جس مشکیزے پر سر بندھ نہیں ہوتا اس میں داخل ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۔ مسلم (۲۰۱۴)، احمد (۳/ ۳۵۵)، ابو عوانة (۵/ ۳۳۴۔ ۳۳۵)، بیهقی فی الشعب (۶۰۵۹)

فوائد: رات کو تمام برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے تا کہ کھانے پینے کی اشیاء محفوظ رہ سکیں۔اس حدیث میں جس وبا کا ذکر ہے۔ اس کی حقیقت صرف اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے اور کیسی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اس پر ایمان ہے کیونکہ اس وبا سے ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ نے باخبر فرمایا ہے۔ ہم اس فرمان پر سر تسلیم خم کریں گے اور اسے اپنی ناقص عقل اور محدود سائنس پر نہیں پرکھیں گے۔

المسخ بنی اسرائیل فی صورة الفار

بنی اسرائیل کا چوہوں کی شکل میں مسخ ہو جانا

۸۵۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، لَايُدْرٰى مَا فَعَلَتْ؟ وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ [أَلَا تَرَوْنَهَا]إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’بنو اسرائیل کی ایک امت گم ہو گئی، اس کے بارے میں کوئی پتہ نہ چل سکا۔ اور میرا خیال ہے وہ چوہے (کی شکل میں مسخ ہو گئی ہو گی)، کیونکہ تم نے دیکھا ہو گا کہ جب چوہے کے لئے اونٹنیوں کا دودھ

وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ؟!)) رکھا جائے تو یہ نہیں پیتا اور بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتا ہے۔"

[الصحیحة:٣٠٦٨]

تخریج: الصحیحة ٣٠٦٨- بخاری (٣٣٠٥)' مسلم (٢٩٩٧)' ابن حبان (٦٢٥٨)' احمد (٢/ ٢٣٤)

فوائد: کیونکہ بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر اونٹوں کا دودھ اور گوشت حرام کر لیا تھا۔

باب غیرة عمر رضی اللہ عنہ

عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت کے بارے میں

٨٥٣-عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِخَرِيْزَةٍ طَبَخْتُهَا لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَقُلْتُ: لَهَا: كُلِي فَأَبَتْ، فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَأَبَتْ، فَوَضَعْتُ يَدِيْ فِي الْخَزِيْرَةِ فَطَلَيْتُ بِهَا وَجْهَهَا! فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ فَخِذَهُ لَهَا وَقَالَ سَوْدَةَ: ((الْطَخِي وَجْهَهَا)) فَلَطَخَتْ وَجْهِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْضًا، فَمَرَّ عُمَرُ فَنَادَى: يَا عَبْدَاللّٰهِ! يَا عَبْدَاللّٰهِ! فَظَنَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ سَيَدْخُلُ فَقَالَ لَهُمَا: ((قُوْمَا فَاغْسِلَا وُجُوْهَكُمَا، يَعْنِي: عَائِشَةَ وَسَوْدَةَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا زِلْتُ أَهَابُ عُمَرَ لِهَيْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں خریزہ (ایک کھانا جو قیمے اور آٹے سے تیار کیا جاتا ہے) پکا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ نبی کریم ﷺ میرے اور سودہ کے درمیان تشریف فرما تھے' میں نے اس سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا: تم یہ ضرور کھاؤ گی یا میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ پس میں نے اپنا ہاتھ خریزہ میں رکھا اور اس کے چہرے پر لگا دیا۔ نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور اپنی ران اس پر رکھ کر سودہ سے فرمایا: ''تم بھی اس کے چہرے پر لگا دو۔'' سو اس نے میرا چہرہ بھی آلودہ کر دیا' اور نبی کریم ﷺ ہنس پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور آواز دی: او عبد اللہ! او عبد اللہ۔ نبی کریم ﷺ کو گمان ہوا کہ وہ ابھی داخل ہونے والے ہیں' اس لئے ان سے فرمایا کہ ''کھڑی ہو جاؤ اور اپنے چہرے دھو لو۔'' آپ ﷺ کی مراد عائشہ اور سودہ تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں ہمیشہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتی رہی' کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی ہیبت کا خیال رکھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٣١٣١- ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات) (١١٧)' ابو یعلی (٤٤٧٦)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی زوجات کا ایک بے تکلفانہ مزاح تھا۔ اس ہنسی مذاق میں آپ خود بھی شریک ہوئے۔ آپ نے سیدہ عائشہ کو اس طرح کرنے سے منع نہ فرمایا اور سیدہ سودہ کو بدلہ لینے کی ترغیب دی۔ نیز اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی عزت اور وقار کا خیال رکھتے تھے۔

احب الشراب الیه الحلو البارد

آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب سے زیادہ پسندیدہ تھا

٨٥٤-عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ٹھنڈا اور میٹھا مشروب نبی کریم ﷺ کو

الشَّرَابِ إِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ)). سب سے زیادہ پسند تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۶۔ احمد (۶/ ۳۸'۴۰)' ترمذی (۱۸۹۶)' والشمائل (۲۰۵)' حاکم (۴/ ۱۳۷)

فوائد: انسان طبعی طور پر میٹھی چیز کو پسند کرتا ہے۔ٹھنڈے اور میٹھے مشروب کی اہمیت تو ہر ایک کے لئے واضح ہے۔لیکن اگر ہم اس قسم کے طبعی فیصلوں کو رسول اللہ ﷺ کی چاہت کے تابع کر کے' آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو آپ ﷺ کی وجہ سے پسند کریں تو ہمیں ان شاء اللہ اجر و ثواب بھی حاصل ہو گا اور لذت کام و دہن بھی ملے گی۔

احب العرق ذراع اشاة — سب سے پسندیدہ ہڈی بکری کی دستی تھی

۸۵۵۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((كَانَ أَحَبُّ الْعِرْقِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ذِرَاعَ الشَّاةِ))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بکری کی دستی نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہڈی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۵۔ الطیالسی (۲۸۸)' وعنه ابوداود (۳۷۸۰'۳۷۸۱)' واحمد (۱/ ۳۹۷)

باب الاکل ممابلیه — اپنے سامنے سے کھانا

۸۵۶۔عَنْ عائشة، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا أَكَلَ لَطَعَامَ أَكَلَ مِمَّا يَلِيْهِ)) [الصحیحة:۲۰۶۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۲۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۲۰۶)' وعنه البغوی فی الانوار (۹۳۱)' خطیب فی تاریخه (۱۱/ ۹۵)

فوائد: کھانے کے مختلف آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اپنے سامنے سے کھانا تناول کیا جائے۔

باب الشرب بالتنفس ثلاثا — تین سانس میں پانی پینا

۸۵۷۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ پانی پیتے تو (پینے کے دوران) تین سانس لیتے اور فرماتے تھے: ''یہ انداز زیادہ مزیدار' خوشگوار اور صحت کے لیے مفید ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۸۷۔ مسلم (۲۰۲۸)' ابوداود (۳۷۲۷)' نسائی فی الکبری (۶۸۸۸)' ترمذی (۱۸۸۴)

فوائد: افضل یہی ہے کہ پانی پینے کے دوران تین سانس لئے جائیں' لیکن ایک سانس میں پانی پینا بھی جائز ہے' جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک سانس سے تو سیراب ہی نہیں ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر پیالے کو منہ سے جدا کر کے سانس لے لیا کرو۔ [صحیحہ: ۳۸۵]

الدعا بعد الفراغ من الطعام — کھانے سے فارغ ہونے کی دعا

۸۵۸۔عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْشَرِبَ قَالَ:

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے: ''تمام تعریف اس اللہ کی ہے

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً)).

جس نے کھلایا، پلایا، اس کو ہضم کیا اور اس کے (فضلے کے) نکلنے کے لیے راہ بنائی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۱۔ ابوداود (۳۸۵۷)، ابن حبان (۵۲۲۰)، ابن السنی (۴۶۴).

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے اور پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا۔

الرخصة بوضع لحم الأضاحي فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی رخصت

۸۵۹۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ((كَانَ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ نُسُكِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، (قَالَ) فَخَرَجْتُ فِي سَفَرٍ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلٰى أَهْلِي، وَذٰلِكَ بَعْدَ الْأَضْحٰى بِأَيَّامٍ (قَالَ) فَأَتَتْنِي صَاحِبَتِي بِسُلْقٍ قَدْ جُعِلَتْ فِيهِ قَدِيدًا، فَقُلْتُ لَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذَا الْقَدِيدُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ ضَحَايَانَا، (قَالَ) فَقُلْتُ لَهَا: أَوَ لَمْ يَنْهَنَا رَسُولُ اللّٰهِ عَنْ أَنْ نَأْكُلَهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، قَالَ: فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أُصَدِّقْهَا حَتّٰى بَعَثْتُ إِلٰى أَخِي قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، وَكَانَ بَدْرِيًّا. أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيَّ: أَنَّ كُلْ طَعَامَكَ فَقَدْ صَدَقَتْ، قَدْ أَرْخَصَ رَسُولُ اللّٰهِ لِلْمُسْلِمِينَ فِي ذٰلِكَ)).

[الصحيحة: ۲۹۶۹]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ہمیں تین ایام کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ میں ایک سفر پر گیا اور پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ یہ عیدالاضحیٰ سے کچھ دنوں کے بعد کی بات ہے۔ میری بیوی ایک قسم کی سبزی، "سلق" لائی اور اس میں گوشت کے لمبے پارچے ڈالے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ گوشت کے پارچے کہاں سے آ گئے؟ اس نے کہا: اپنی قربانیوں کے ہیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (قربانیوں کا گوشت) تین دنوں کے بعد کھانے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا: لیکن بعد میں آپ ﷺ نے لوگوں کو رخصت دے دی تھی۔ لیکن میں نے اپنی بیوی کی تصدیق نہ کی اور اپنے بھائی قتادہ بن نعمان، جو بدری تھے، کی طرف پیغام بھیجا اور اس کی بابت پوچھا؟ انھوں نے جوابًا یہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنا (گوشت والا) کھانا کھائیں، آپ کی بیوی نے صحیح کہا ہے، واقعی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اس میں رخصت دے دی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۹۔ احمد (۴/ ۱۵۔۱۶)، بیہقی (۹/ ۲۹۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۴)، بخاری (۳۹۹۷، ۵۵۶۸)، ونسائی (۴۴۳۲)، مختصراً

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے بعض وجوہات کی بنا پر تین دنوں سے زائد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا، پھر اجازت دے دی تھی۔

ذكر القصعة الكبيرة

بڑی صحنک کا بیان

۸۶۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: ((كَانَ لَهُ قَصْعَةٌ

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ایک صحنک

يُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءِ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ)) [الصحيحة: ۲۱۰۵]

تھی، اس کو ''غراء'' کہتے تھے اور اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۵۔ ابوداود (۳۷۷۳)، ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۵)، بغوی فی الانوار (۱۰۳۳)

باب حكمة الالصاق للاكل بين البطيخ والرطب

کھانے کے لیے خربوزہ اور تر کھجور کو ملانے کی حکمت

۸۶۱۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ، [فَيَقُوْلُ: نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا].)) [الصحيحة:۵۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے تھے: ''ہم اس (تربوز) کے ٹھنڈے پن کے ذریعے اس (کھجور) کے گرم پن کے اثر کو اور اس کے گرم پن کے ذریعے اس کے ٹھنڈے پن کے اثر کو ختم کر رہے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۔ حمیدی (۲۵۵)، ابوداود (۳۸۳۵)، ترمذی (۱۸۴۳)

اكل الرطب با الخزبز

تازہ کھجور تربوز کے ساتھ کھانا

۸۶۲۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ مَعَ الْخِزِبْزِ. يَعْنِي: الْبِطِّيخَ)). [الصحيحة:۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تازہ کھجوریں تربوز کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۸۔ احمد (۳/ ۱۴۲، ۱۴۳)، ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۹۷۹)، ترمذی فی الشمائل (۲۰۰)، نسائی فی الکبری (۶۷۲۶)

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۸۶۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: ((كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ)) [الصحيحة:۵۶]

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۶۔ بخاری (۵۴۴۰)، مسلم (۲۰۴۳)، ابوداود (۳۸۳۵)، ترمذی (۱۸۴۴)، ابن ماجه (۳۳۲۵)

الاخراج السوس من التمر

کھجور سے کیڑوں کو نکالنا

۸۶۴۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيْهِ دُوْدٌ، فَيُفَتِّشُهُ، يُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ)). [الصحيحة: ۲۱۱۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایسی کھجور لائی جاتی تھی، جس میں کیڑے ہوتے تھے، آپ ﷺ ان کو تلاش کرتے اور نکال دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۳۔ ابوداود (۳۸۳۳)، وعنه بیهقی فی الشعب (۵۸۸۶)، ابن ماجه (۳۳۳۳)، مختصراً

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی مالی حالت ہے۔ آپ ﷺ نے دنیوی سہولتوں کو کوئی وقعت نہیں دی، جو کچھ ملا، اللہ تعالیٰ کا نام لے

کر کھا لیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے، جب بھوک محسوس ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بدبودار سالن لایا گیا، آپ ﷺ نے کھایا اور فرمایا: (اللهم لا خير الا خير الآخره۔) یعنی: اے اللہ! نہیں ہے کوئی بھلائی مگر آخرت کی بھلائی۔ [صحیحہ: ۳۱۶۸] اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیوی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، بصورتِ دیگر صبر و برداشت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزار دینے چاہئیں۔

۸۶۵۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کدو پسند کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲۷۔ احمد (۳/ ۱۷۷، ۲۷۴)، ابن ماجه (۳۳۰۲)، ترمذی فی الشمائل (۱۶۱)، نسائی فی الکبری (۲۶۶۴)

کیف یشرب الماء وما ذا یقال فی اوله و آخره؟

پانی کیسے پیا جائے گا۔ اور اس کے اول و آخر میں کیا کہا جائے گا؟

۸۶۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ يَشْرَبُ فِي ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، إِذَا أَدْنَى الْإِنَاءَ إِلَى فَمِهِ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى. وَإِذَا أَخَّرَهُ حَمِدَاللّٰهَ. تَعَالٰى. يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تین سانس لے کر (مشروب) پیتے تھے۔ جب برتن اپنے منہ کے قریب کرتے تو اللہ کا نام لیتے اور جب (برتن کو منہ سے) دور کرتے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے۔ آپ ﷺ ایسے تین دفعہ کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۱۲۷۷۔ خرائطی فی فضيلة الشكر (۲۴)، طبرانی فی الاوسط (۸۴۴)

فوائد: پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، بلکہ انسانی زندگی کا دار و مدار پانی پر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس نعمت کی اتنی قدر ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا محاسبہ کرتے ہوئے اسے کہیں گے: کیا میں نے تجھے تندرست اور صحت مند جسم عطا نہیں کیا تھا اور کیا تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ [صحیحہ: ۵۳۹] نبی کریم ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک دفعہ پانی پینے کے دوران تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور تین دفعہ ہی اس کا شکریہ ادا کیا۔ عصر حاضر میں نعمتوں کی اتنی فراوانی ہو چکی ہے کہ پیاس کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل ہی ٹھنڈے میٹھے مشروبات پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر و منزلت گھٹ گئی ہے۔

الاعجاب الحلو البارد

ٹھنڈی میٹھی چیز کا پسندیدہ ہونا

۸۶۷۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ يُعْجِبُهُ الْحُلْوُ الْبَارِدُ)). [الصحيحة: ۲۱۳٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کو میٹھی اور ٹھنڈی چیز پسند تھی۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۳۴۔ ابوبكر الشافعي فی الفوائد (الغيلانيات (۹۸۳)، حمیدی (۲۵۷)، وانظر ما تقدم برقم (۸۵۴)

فوائد: عصرِ حاضر میں بھی آئس کریم، کسٹرڈ، کھیر وغیرہ کی صورتوں میں جتنی ٹھنڈی، میٹھی اور لذیذ نعمتیں دستیاب ہیں، ان کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی نعمتیں، جو انسان کے دل کو سرور بخشتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہیں۔

كان يشرب النبيذ

آپ نبیذ پیا کرتے تھے

٨٦٨۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ سِقَاءٌ فَتَوْرٌ مِنْ حِجَارَةٍ))

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ اگر مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی تھی۔

تخریج: الصحیحة ٣٠٠٩۔ احمد (٣/ ٣٠٧)، حمیدی (١٢٨٣)، مسلم (١٩٩٩)، ابن ماجه (٣٤٠٠)، نسائی (٥٦١٦)

كل ذی ناب من السباع فاكله حرام

درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے

٨٦٩۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٤٨٦۔ مسلم (١٩٣٣)، مالك فی الموطا (٢/ ٤٩٦)، احمد (٢/ ٢٣٦)

فوائد: ''ذی ناب من السباع'' سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے، مثلاً شیر، بھیڑیا، چیتا، وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

اكل ذبيحة مالم يكن قرض نابٍ أو حز ظفر

ذبیحہ کا کھانا جبکہ وہ ناخن اور دانت سے نہ کاٹا گیا ہو

٨٧٠۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لْبَاهِلِيِّ مَرْفُوعاً: ((كُلْ مَا أَفْرَى الْأَوْدَاجَ، مَالَمْ يَكُنْ قَرْضَ نَابٍ، أَوْ حَزَّ ظُفُرٍ)). [الصحيحة:٢٠٢٩]

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اس جانور کا گوشت) کھا لو کہ کسی چیز سے جس کی رگیں چاک کر دی جائیں، جب تک وہ دانت کی کاٹ نہ ہو یا ناخن کا شگاف نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ٢٠٢٩۔ بیهقی (٩/ ٢٧٨)، طبرانی فی الکبیر (٧٨٥١)

فوائد: اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھئے:

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز (جانور کا) خون بہا دے اور جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو اس جانور کو کھالو جب تک ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو، کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ [بخاری، مسلم] معلوم ہوا کہ جانور کو ہر تیز دھار چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے، جب تک وہ ہڈی کی بنی ہوئی چیز یا ناخن نہ ہو۔

باب اكل الصيد

شکار کا کھانا

٨٧١۔قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلْ مَارَدَّتْ عَلَيْكَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری کمان (جس شکار کو) واپس پلٹا

قَوْسُكَ)) رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَحُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ۔[الصحیحة:۲۰۲۸]

دے (یعنی جس جانور کو شکار کر لے) اسے کھا لے۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمرو، سیدنا ابو ثعلبہ خشنی، سیدنا عقبہ بن عامر اور سیدنا حذیفہ بن یمان ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۸۔ (۱) عبد اللہ بن عمرو: ابوداود (۲۸۵۷)، نسائی (۴۳۰۱)، احمد (۲/ ۱۸۴)؛ (۲) ابوثعلبة: ابوداود (۲۸۵۶)، ترمذی (۱۴۶۴)؛ (۳) عقبة بن عامر و حذیفة رضی اللہ عنہ: احمد (۴/ ۱۵۶، ۵/ ۳۳۸)

فوائد: جب شکاری تیر کمان سے شکار کرتا ہے اور تیر چھوڑنے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھتا ہے اور شکار اسی تیر سے مر جاتا ہے تو وہ بالاتفاق حلال ہوگا۔ تیر کمان کی جگہ بندوق استعمال کرنے والے شکاری کو چاہئے کہ وہ فائر کرنے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھ لے۔

باب اداب الطعام و ان لا یوکل من وسطها

کھانے کے آداب اور درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت

۸۷۲۔عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ اللَّیْثِیِّ، قَالَ:أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْسِ الثَّرِیْدِ،فَقَالَ: ((**كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَیْهَا، وَاعْفُوْا رَأْسَهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَأْتِیْهَا مِنْ فَوْقِهَا**)). [الصحیحة:۲۰۳۰]

سیدنا واثلہ بن اسقع لیثی ﷺ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ثرید کھانے کی چوٹی پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ کر (برتن کے) کناروں سے کھاؤ اور (برتن کی) چوٹی (وسط) سے نہ کھاؤ کیونکہ برتن میں برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۰۔ ابن ماجه (۳۲۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۹۰)، احمد (۳/ ۴۹۰)، حاکم (۴/ ۱۱۶۔۱۱۷)، الروایات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیث مبارکہ میں کھانے کے آداب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب مسلمان آپ ﷺ کی اطاعت کے تصور سے سرشار ہو اور بسم اللہ پڑھ کر، دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاتا ہے، تو اسے اندازہ کر لینا چاہئے کہ ایک مرتبہ کے کھانے میں اسے کتنا اجر و ثواب ملے گا۔

۸۷۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: أُهْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ ﷺ شَاةٌ، وَالطَّعَامُ یَوْمَئِذٍ قَلِیْلٌ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: **اطْبَخُوْا هٰذِهِ الشَّاةَ، وَانْظُرُوْا إِلٰی هٰذَا الدَّقِیْقِ فَاخْبِزُوْهُ، اطْبَخُوْا وَأَثْرِدُوْا عَلَیْهِ** قَالَ: وَكَانَ لِلنَّبِیِّ ﷺ قَصْعَةٌ یُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ، یَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ وَسَبَّحُوا الضُّحٰی، أُتِیَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ، وَالْتَقَوْا عَلَیْهَا، فَإِذَا كَثُرَ النَّاسُ، جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَعْرَابِیٌّ:مَاهٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟

سیدنا عبد اللہ بن بسر ﷺ کہتے ہیں: ایک بکری نبی کریم ﷺ کو بطورِ ہدیہ دی گئی اور اس دن کھانے کی مقدار کم تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: ''یہ بکری پکاؤ، اس آٹے کو دیکھو، اس کی روٹیاں بناؤ، پھر ان کو پکا کر ثرید بنا دو۔'' نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ''غراء'' نامی (کوئی دیگ نما) بڑا پیالہ تھا، چار آدمی اس کو اٹھا سکتے تھے، جب صبح ہوئی اور صحابہ نے چاشت کی نماز ادا کی تو وہی پیالہ لایا گیا۔ لوگ (کھانے کے لئے) جمع ہو گئے جب کھانے والے زیادہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ ایک

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْداً كَرِيماً، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّاراً، عَنِيداً، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا، يُبَارَكُ لَكُمْ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: خُذُوْافَكُلُوْا، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَيُفْتَحَنَّ عَلَيْكُمْ أَرْضُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ، حَتّٰى يَكْثُرَ الطَّعَامُ، فَلَا يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٣٩٣]

بدّو نے کہا: یہ بیٹھنے کی کون سی کیفیت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے (سادہ مزاج) معزز بندہ بنایا ہے اور نہ کہ جبار اور سرکش۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیالے کے کناروں سے کھاؤ' نہ کہ چوٹی (یعنی وسط) سے' اس طرح سے تمھارے لئے برکت ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''یہ لو اور کھاؤ' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' تمہارے لیے فارس اور روم کی سرزمین ضرور فتح ہوگی اور ماکولات کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ٣٩٣- ابوبكر الشافعي في الغيلانيات (٩٣٥)' بيهقي (٧/ ٢٨٣)' ابوداود (٣٧٧٣) و ابن ماجه (٣٢٦٣' ٣٢٧٥)' مختصراً

فضل الزيت

زیتون کے تیل کی فضیلت

٨٧٤_قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ، وَأَبِي أُسَيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسی سے تیل لگایا کرو' کیونکہ وہ بابرکت درخت کی پیداوار ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر' سیدنا ابو اسید' سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحة ٣٧٩- (١) عمر: ترمذی (١٨٥١)' ابن ماجه (٣٣١٩)' (٢) ابو اسيد: ترمذی (١٨٧٢)' احمد (٣/ ٤٩٧)' (٣) ابو هريرة: ابن ماجه (٣٣٢٠)' (٤) ابن عباس رضی اللہ عنہما: طبرانی فی الاوسط (٨٣٣٦)

باب كراهية اكل الثوم

لہسن کھانے کی کراہت

٨٧٥_عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ، أَخْبَرَهُ أَبُوْهُ، قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أُمِّ أَيُّوْبَ الَّذِيْنَ نَزَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلْتُ عَلَيْهَا فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:أَنَّهُمْ تَكَلَّفُوْا طَعَاماً فِيْهِ بَعْضُ الْبُقُوْلِ، فَقَرَّبُوْهُ، فَكَرِهَهُ، وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْهُ. يَعْنِي: الثَّوْمَ. فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِي. [يَعْنِي: الْمَلَكَ])). [الصحيحة:٢٧٨٤]

عبید اللہ بن ابو یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا' جس کے پاس رسول اللہ ﷺ گئے تھے' کے پاس گیا' اس نے مجھے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے (خاصا) تکلف کر کے رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ سبزیوں سے ایک کھانا تیار کیا' لیکن جب آپ ﷺ کے قریب کیا تو آپ ﷺ اسے ناپسند کیا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم (یہ لہسن) کھا لو' میں تمھاری طرح کا نہیں ہوں' مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اپنے ساتھی (فرشتے) کو کوئی تکلیف نہ دے بیٹھوں۔''

تخریج: الصحيحة ٢٧٨٤- احمد (٦/ ٤٣٣)، ابن ماجه (٣٣٦٤)، ابن ابی شيبة (٨/ ١١٣-١١٤)، ترمذی (١٨١٠)

فوائد: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اکل ثوما او بصلا فلیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیته) [بخاری، مسلم] یعنی: جو آدمی (کچا) لہسن اور (کچا) پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اس حدیث کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا جائے گا کہ مسجد میں جانے کا وقت اتنا دور تھا کہ اس وقت تک صحابہ کرام کے منہ سے لہسن کی بو ختم ہو چکی ہو گی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی ایسی چیز کھانا مناسب نہ سمجھی اور وجہ بھی بیان کر دی۔ اگر مسجد میں جانے کا وقت قریب ہو تو اس قسم کی چیز نہیں کھانی چاہیے۔

باب اكل لحم الأضاحي بسنة

ایک سال تک قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت

٨٧٦۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيٌّ مِنْ سَفَرٍ، فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ مِنْهُ، فَقَالَ: لَا آكُلُهُ حَتّٰى أَسْأَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَسَأَلَهُ عَلِيٌّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**كُلُوْهُ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ إِلٰى ذِي الْحِجَّةِ**)) يَعْنِي: لَحْمَ الْأَضَاحِيِّ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی سفر سے واپسی پر ہمارے پاس آئے، ہم نے (قربانی سے بچا ہوا کچھ گوشت) ان کو پیش کیا تاکہ وہ کھائیں، لیکن انھوں نے کہا: میں یہ اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت سوال نہ کرلوں۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قربانیوں کا گوشت) اس ذوالحجہ سے اگلے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔''

تخریج: الصحيحة ٣١٠٩- بخاری فی التاريخ (٨/ ٧٠-٧١ ٣)، طحاوی (٢/ ٣٠٨)، احمد (٦/ ١٥٥)، ابن حبان (٥٩٢٣)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ بوجوہ قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، لیکن بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب فضل الزمزم

زمزم کے پانی کی فضیلت

٨٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((**كُنَّا نُسَمِّيْهَا شُبَاعَةً. يَعْنِي زَمْزَمَ. وَكُنَّا نَجِدُهَا نِعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعِيَالِ**)). [الصحيحة:٢٦٨٥]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم (زمزم کو) ''شُبَاعَہ'' (سیر کرنے والا) کہتے تھے اور ہم اپنے اہل و عیال (کے خورد و نوش کے سلسلے میں) اس کو بہترین معاون پاتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٢٦٨٥- عبد الرزاق (٩١٢٠)، وعنه الطبرانی فی الکبیر (١٠٦٣٧)

فوائد: سیدنا ابوذر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انها مباركة، انها طعام طعم۔) [صحیحہ: ٣٥٨٥] یعنی: زمزم کا پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔ نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی (جس نیت اور مقصد کو سامنے رکھ کر) پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی انتہائی مبارک ہے اور یہ واحد پانی ہے جو کھانے کی کمی بھی پوری کرتا ہے، نیز یہ پانی جس جسمانی اور روحانی بیماری کو دور

کرنے کے لئے پیا جائے' اس سے شفا ہو گی۔

اكل لحم الأضاحي مابدا لكم

۸۷۸۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ لِيَتَّسِعَ ذُوالطَّوْلِ عَلَى مَنْ لَّا طَوْلَ لَهُ، فَكُلُوْا مَابَدَالَكُمْ، وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا.)). [الصحيحة: ۲۰٤۸]

جب تک چاہو قربانی کا گوشت کھا سکتے ہو

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں قربانیوں کے گوشت کو تین ایام سے زیادہ رکھنے سے منع اس لئے کرتا تھا تاکہ دولت مند لوگ غریبوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اب (چونکہ خوشحالی ہے اس لئے) جب تک چاہو کھاتے رہو' کھلاتے رہو اور ذخیرہ کرتے رہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۸۔ مسلم (۳۷/ ۱۹۷۷)' ولم یسق لفظه ترمذی (۱۵۱۰)' بیهقی (۹/ ۲۹۱)' وفی الشعب (۷۳۴۲)

فضل ابن مسعود رضی اللہ عنہ

۸۷۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [سورۂ مائدہ: ۹۳] قال لي: ((قِيْلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ)).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں' اس چیز میں کوئی گناہ نہیں' جس کو وہ کھاتے پیتے ہیں' جبکہ وہ لوگ تقوی رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں' پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں' پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں' اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔﴾ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۶۔ مسلم (۲۴۵۹)' ترمذی (۳۰۵۳)' نسائی فی الکبری (۱۱۱۵۳)

اذا دبغ الاهاب فقد طهر

۸۸۰۔عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ، قَالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ، فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لَوْ أَخَذْتِ جُلُوْدَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا۔ فَقُلْتُ: أَوَيَحِلُّ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ مَرَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً

جب چمڑا رنگا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا

عالیہ بنت سبیع کہتی ہیں: احد میں میری کچھ بکریاں تھیں' وہ مرنے لگ گئیں۔ میں زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور صورتحال کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا: اگر تو ان کے چمڑے لے کر ان سے استفادہ کرتی رہے (تو درست ہے)۔ میں نے کہا: کیا ایسا کرنا میرے لئے حلال ہوگا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں' کچھ لوگ اپنی (مردار) بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ

لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا)) قَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ)).
[الصحيحة:۲۱۶۳]

ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''کاش تم لوگ اس کا چمڑا لے لیتے۔'' انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی اور قرظ کے پتے اس کو پاک کر سکتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۳۔ ابو داود (۴۱۲۶)' نسائی (۴۲۵۳)' احمد (۶/ ۳۳۴)' بیهقی (۱/ ۱۹)

فوائد: مردار حرام اور نجس ہے' لیکن اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ قرظ کیکر کے مشابہ ایک درخت ہوتا ہے' اس کو قرض یا سلم کہتے ہیں اور اس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے۔

باب الوعيد من الشرب قائمًا

کھڑے ہو کر پینے کی وعید

۸۸۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَافِي بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کھڑے ہو کر پیتا ہے' اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہوا ہے تو وہ قے کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۔ ۲۱۷۵۔ احمد (۲/ ۲۸۳)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۱۸)' ابن حبان (۵۳۲۴)' عبد الرزاق (۱۹۵۸۸)' بیهقی (۷/ ۲۸۲)

فوائد: کھڑے ہو کر پانی پینے یا نہ پینے کے بارے میں درج ذیل تفصیل پیش کی جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشربن احدمنکم قائما۔) [صحیحہ: ۱۷۵] یعنی: تم میں سے کوئی آدمی ہرگز کھڑے ہو کر پانی نہ پیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے۔ [مسلم] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشربن احد منکم قائما' فمن نسِی فلیستقیء۔) [مسلم] یعنی: کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی نہ پیے' جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: قے کر دے۔ اس نے کہا: کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر خوش ہو گا کہ تیرے ساتھ بلی پیے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فانه قد شرب معك من هو شر منه' الشیطان۔) [مسند احمد] یعنی: تو پھر تیرے ساتھ اس نے پانی پیا ہے جو بلی سے بھی زیادہ برا ہے اور وہ شیطان ہے۔

ایک طرف کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں یہ وعیدیں ہیں اور دوسری طرف بعض احادیث میں آپ ﷺ سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا ثبوت بھی بہر حال موجود ہے۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نہی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔ (۲) جب "حظر" اور "اباحت" میں تعارض آ جائے تو "حظر" کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے' لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ (۳) جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق ''البراءة الاصلیة'' سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے' لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ (۴) بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے' لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مدنظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

باب الأكل باليمين

داہنے ہاتھ سے کھانا

٨٨٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ)).

[الصحيحة:١٢٣٦]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کوئی دائیں ہاتھ سے کھائے' دائیں سے پئے' دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے ہی دے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے' بائیں ہاتھ سے پیتا ہے' بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٢٣٦۔ ابن ماجه (٣٢٦٦)' طبرانی فی الاوسط (٦٧٧١)

فوائد: معلوم ہوا کہ خورد ونوش اور لین دین کے سلسلے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا چاہئے۔کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرنے میں عامۃ الناس میں کافی غفلت پائی جاتی ہے۔اگر ان میں ایمان کی رمق ہو تو یہی وعید کافی ہے کہ وہ شیطان سے موافقت کر رہے ہیں۔کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنے کو محض کھانے کے آداب میں سے نہیں سمجھنا چاہئے کہ جس کی پروا نہ بھی کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کا حکم ہے۔سیدنا سلمہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔آپ ﷺ نے اسے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔دراصل اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ تک اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا۔[مسلم] جانتے بوجھتے نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کو ٹھکرانے کی سزا اس شخص کو دنیا میں ہی مل گئی۔کہ اب وہ دایاں ہاتھ منہ کی طرف بلند کرنے کی کوشش تو کرتا تھا' لیکن اپنے جرم کی پاداش وہ اسے اٹھا نہ سکا۔دوکاندار حضرات متوجہ ہوں کہ ایک دن میں بے شمار گاہکوں سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔وہ معمولی توجہ کر کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں۔

باب اهمية الخل

سرکہ کی اہمیت

٨٨٣۔عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِئٍ! هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟)) فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا كِسَيْرَاتٍ يَابِسَاتٍ وَخَلٌّ، فَقَالَ: ((مَا أَقْفَرَ مِنْ أُدُمٍ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ)).

[الصحيحة:٢٢٢٠]

سیدہ ام ہانی ؓ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا: ''تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی چیز ہے؟'' میں نے کہا: کچھ بھی نہیں' بس کچھ خشک ٹکڑے اور سرکہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں سرکہ ہو اسے سالن سے خالی نہیں کہا جا سکتا۔''

تخریج: الصحيحة ٢٢٢٠۔ ترمذی (١٨٤٢)' ابونعیم فی الحلية (٨/ ٣١٢۔ ٣١٣)' طبرانی فی الکبیر (٢٤/ ٤٣٧)

فوائد: سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نعم الادام الخلّ۔) [ترمذی] یعنی: سرکہ بہترین سالن ہے۔اگلی حدیث پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ شریعت کا یہ مزاج نہیں کہ آدمی قسما قسم کے کھانوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔شریعت کا اصل

مطلوب یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے کی اتنی مقدار استعمال کرتا رہے' جس سے اس کی زندگی کی بقا رہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکے جیسا کہ بہترین سالن پایا جاتا ہے' اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہاں تو کوئی سالن نہیں ہے۔

كم يكفي الطعام

کتنا کھانا کفایت کرے گا؟

۸۸٤۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يَكْرُبَ الْكُنْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٍ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ)). [الصحيحة:٢٢٦٥]

سیدنا مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پیٹ سب سے برا برتن ہے' جو آدمی بھرتا ہے۔ بس چند لقمے آدمی کو کافی ہیں جو اس کی کمر کو سہارا دے سکیں' اگر کسی نے لامحالہ طور پر (زیادہ کھانا) ہے تو وہ (پیٹ یعنی معدہ کا) تیسرا حصہ کھانے کے لئے' تیسرا حصہ پینے کے لئے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لئے رکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۵۔ ترمذی (۲۳۸۰)' احمد (۴/ ۱۳۲)' حاکم (۴/ ۱۲۱)' ابن حبان (۶۷۴)

فوائد: اس حدیث میں بسیارخوری اور زیادہ شکم پری سے روکا گیا ہے۔ کم خوری سے جہاں اس حدیث کے ساتھ موافقت ہوتی ہے' وہاں صحت وتوانائی بھی برقرار رہتی ہے۔ اگر لوگ اس حدیث پر عمل کرنے لگ جائیں تو حکماء واطباء کا اتفاق ہے کہ بیماریاں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ دوسرے لفظوں میں ''انسان زندہ رہنے کے لیے کھائے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہے۔'' کیونکہ دین اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے یعنی جہاد کرنے کے لیے صحت مند مومن ناگزیر ہیں جبکہ بسیار خوری صحت کی دشمن ہے۔

مثال مدمن الخمر

ہمیشہ شراب پینے والے کی مثال

۸۸۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُدْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ لَقِيَ اللّٰهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ)). [الصحيحة:٦٧٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہمیشہ شراب پینے والا ہے' (اسی عادت پر) مر جاتا ہے تو بت کی عبادت کرنے والے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۷۔ احمد (۱/ ۲۷۲)' عبد بن حمید (۷۰۸)' ابن حبان (۵۳۴۷)

فوائد: اس میں شراب نوشی پر سخت وعید ہے' پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔

باب اهمية اكل الحلال

حلال کھانے کی اہمیت

باب ماجزاء قتل المؤمن

مومن کو قتل کرنے کا بدلہ

۸۸٦۔عَنْ جُنْدِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهُ

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی میں یہ ہمت ہو کہ وہ اپنے اور جنت کے مابین

وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُهْرِيقَهُ، كَأَنَّمَا يَذْبَحُ بِهِ دَجَاجَةً، كُلَّمَا تَعَرَّضَ لِبَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، حَالَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ إِلَّا طَيِّباً، فَإِنَّ أَوَّلَ مَا يَنْتُنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ)). [الصحيحة: ٣٣٧٩]

مسلمان آدمی کے خون کی ایک لپ بھی حائل نہ ہونے دے، جسے وہ مرغی کو ذبح کرنے کی طرح (یعنی بے قیمت سمجھ کر) بہا دے (تو وہ ایسا کر لے) کیونکہ وہ جب بھی جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو (اس خون کو) اپنے اور جنت کے مابین بطورِ آڑ پائے گا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے پیٹ میں صرف حلال چیز ڈال سکتا ہے (وہ بھی ایسا ہی کرے) کیونکہ انسان کا پیٹ ہی ہے، جو (مرنے کے بعد بقیہ جسم کی بہ نسبت) جلدی بدبودار ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۹- طبرانی فی الکبیر (۱۶۶۲)، والاوسط (۸۴۹۰)، بیھقی فی الشعب (۵۳۵۰)، بخاری (۷۱۵۲)، بنحوہ مختصراً

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ومن یقتل مومنا متعمد فجزاء ہ جھنم خالد مخلدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما﴾ [سورۂ نساء: ۹۳] یعنی: ''جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے عذاب تیار کیا۔''

معلوم ہوا کہ مسلمان کا ناحق قتل انتہائی سنگین جرم ہے کہ جس کی وجہ سے قاتل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نیز اس حدیث میں حلال رزق پر کفایت کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا ...... ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لہ۔ [مسلم] یعنی: ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ (اور حلال) چیز ہی قبول کرتا ہے ...... پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا، جو لمبا سفر کرتا ہے، سر پراگندہ ہوتا ہے، پاؤں خاک آلود ہوتے ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام سے اسے غذا دی گئی، اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔'' معلوم ہوا کہ حرام خوری ایسا سنگین جرم ہے کہ بندے کی عبادات کو بھی لے ڈوبتا ہے۔

باب الاستاذان بالاقران

دو دو کھجور کھانے کے لیے اجازت لینا

۸۸۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ أَكَلَ مَعَ قَوْمٍ تَمْراً، فَأَرَادَ أَنْ يَقْرِنَ فَلْيَسْتَأْذِنْهُمْ)). [الصحيحة: ٢٣٢٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی دوسرے لوگوں کے ساتھ کھجوریں کھا رہا ہو اور اس کا ارادہ ہو کہ وہ دو دو تین تین اکٹھی کھائے تو ان سے اجازت لے لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۳- ابن بشران فی الفوائد (۶۳/ ۲)، خطیب فی التاریخ (۷/ ۱۸۰)، بخاری (۲۴۵۵)، مسلم (۲۰۴۵)، ابوداود (۳۸۳۴)

فوائد: اس حدیث میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بڑی اہم ہدایت ہے جو اخلاقیات سے بالکل نابلد ہو گئے ہیں۔ دعوتوں میں

عام طور پر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ایک شخص اپنے اردگرد کے ساتھیوں سے بے نیاز ہو کر صرف اپنی پلیٹ بھرنے سے دلچسپی رکھتا ہے۔کھانے کی یہ حرص ہمارے پیغمبر ﷺ کی مذکورہ تعلیم و ہدایت کے خلاف ہے' جس کا مقصد دوسرے ساتھیوں کا بھی خیال رکھنا ہے صرف اپنے پیٹ کے لئے ہی ایندھن فراہم کرنا نہیں۔

باب: من اوراد الطعام وشرب اللبن

۸۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَلَا أُطْعِمُكَ مِمَّا أَهْدَى لِي أَخِي مِنَ الْبَادِيَةِ؟ فَقَرَّبَتْ ضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلَى قِنْوٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **كُلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِ قَوْمِي، أَجِدُنِي أَعَافُهُ**، وَأَكَلَ مِنْهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ خَالِدٌ فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: لَا آكُلُ مِنْ طَعَامٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَسْقَى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ لَبَنٍ، فَشَرِبَ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ: **أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا؟** فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُوْثِرَ بِسُؤْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَفْسِي أَحَدًا، فَتَنَاوَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَشَرِبَ، وَشَرِبَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنِّي لَاأَعْلَمُ شَيْئًا يُجْزِي مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ**)). [الصحيحة:۲۳۲]

باب: کھانے اور دودھ پینے کے متعلقہ اذکار

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اور خالد بن ولید خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنگل میں مقیم میرے بھائی نے جو ہدیہ پیش کیا ہے' کیا میں وہ آپ کو کھلاؤں؟ پھر انھوں نے کھجوروں کے گچھے پر لٹکا کر بھونی ہوئی دو عدد سانڈے پیش کیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ میری قوم کے طعام (ماکولات) میں سے نہیں ہے اور مجھے اس سے گھن آتی ہے۔" پھر سیدنا ابن عباس اور سیدنا خالد نے انھیں کھا لیا' لیکن سیدہ میمونہ نے کہا: جو کھانا رسول اللہ ﷺ نہیں کھاتے' میں بھی وہ نہیں کھاتی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مشروب طلب کیا' دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا' آپ ﷺ نے پیا' آپ ﷺ کی دائیں جانب ابن عباس اور بائیں جانب خالد بن ولید بیٹھے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس سے فرمایا: "کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں خالد کو پلاؤں؟" ابن عباس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے جوٹھے کے سلسلے میں کسی کو اپنے نفس پر ترجیح نہیں دوں گا۔ پس ابن عباس نے برتن پکڑا اور دودھ پیا' پھر خالد نے پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما' ہمیں اس سے بہتر رزق عطا فرما۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں زیادہ عطا فرما' کیونکہ میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۔ ابو عبد اللہ بن مروان القرشی فی الفوائد (۲۵/ ۱۱۳/ ۲)' ابوداود (۳۷۳۰)' ترمذی (۳۴۵۵)' ابن

ماجه (۳۳۲۲)' مختصراً احمد (۱/ ۲۸۴)

فوائد: حلال وحرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا' شریعت نے جو حلال وحرام کا تعین کر دیا یا ان کے بارے میں بنیادی قواعد پیش کر دیئے۔ اب حلت وحرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ اس حدیث سے اور کئی دوسری احادیث سے بھی یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈے حلال ہیں۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۸۸۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمْرٌ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ٢٩٥٦]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہوئی ہو اور پھر اس وجہ سے اسے کوئی (جانور) ڈس لے (یا اس کا ہاتھ نگل لے) تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۹۵۶۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۲۱۹)' طبرانی فی الاوسط (۵۰۲)

فوائد: اسلام ہمدردی و خیر خواہی پر مشتمل ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی ہے کہ مسلمان اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر بیٹھے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی قابل صد افتخار اس مذہب کو اپنے لئے باعثِ فخر اور عزت وعظمت کا نشان سمجھ کر اس کے اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔

باب: وجوب الاضحية بعد الصلاة وعدم الاجزاء قبلها

باب: قربانی نمازِ عید کے بعد واجب اور پہلے ناجائز ہے

۸۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ أَضْحَى: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ. أُحْسِبُهُ قَالَ: قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ ذَبِحَتَهُ)).

[الصحيحة:٢٧٠٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ والے روز فرمایا: ''جس نے نمازِ (عید) سے پہلے (اپنی قربانی) ذبح کر دی وہ دوبارہ ذبح کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷۰۷۔ البزار (الكشف : ۱۲۰۵)' مسلم (۱۹۶۲' ۱۹۶۴)' عن انس و جابر رضی اللہ عنہما۔

فوائد: دنیا بھر میں مسلمان عید الاضحیٰ کے موقع پر دس ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں' جس کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور چوتھے روز تک رہتا ہے۔ نماز سے پہلے کی گئی قربانی مقبول نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ صرف صدقہ ہوگا۔ ایسا کرنے والے کو دوبارہ قربانی کرنا ہوگی۔

باب: من آداب الطعام

باب: کھانے کے آداب

۸۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی کھانے کے شروع

أَن يَذْكُرَ اللّٰهَ فِي أَوَّلِ طَعَامِهِ، فَلْيَقُلْ حِيْنَ يَذْكُرُ: بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، فَإِنَّهُ يَسْتَقْبِلُ طَعَاماً جَدِيْداً، وَيَمْنَعُ الْخَبِيْثَ مَاكَانَ يُصِيْبُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ١٩٨]

میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو جونہی اسے یاد آئے تو پڑھے: اللہ کے نام کے ساتھ' اس کے شروع میں بھی اور اس کے آخر میں بھی۔ کیونکہ وہ از سرِ نو کھانا شروع کرے گا اور خبیث (شیطان) کو اس چیز سے روک لے گا' جو اس نے حاصل کر لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۸- ابن حبان (۵۲۱۳)' ابن السنی (۴۵۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۵۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ "بسم اللہ" پڑھ کر کھانا کھانا چاہیے' اگر کوئی "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے اور کھانے کے دوران یاد آ جائے تو وہ مذکورہ دعا پڑھے:

باب النهي عن اجابة طعام المتباريين

دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کرنا

٨٩٢-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُتَبَارِيَانِ لَايُجَابَانِ، وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا)). [الصحيحة:٦٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو باہم مقابلہ کرنے والے (داعیوں) کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان کا کھانا کھانا چاہیے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۶- بیهقی فی الشعب (۶۰۶۸)' ابن السماك فی جزء من حدیثه (ق ۶۴/ ۱)

فوائد: مسلمان کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے' لیکن جب دعوت دینے والوں کا مقصد ایک دوسرے سے مقابلہ' ریاکاری اور نمود و نمائش کا اظہار کرنا ہو تو ان کی دعوت کو یکسر ٹھکرا دینی چاہیے' تاکہ انھیں اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

النهي عن الشرب من اناء المخنوث

برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت

٨٩٣-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((نَهٰى أَنْ نَشْرَبَ مِنَ الإِنَاءِ الْمَخْنُوْثِ)) [الصحيحة:١٢٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۷- ابویعلی (۲۳۸۰)' ابن ابی شیبة کما فی المطالب العالیة (۲۴۵۴)' "ان یشرب"

فوائد: بعد والی احادیث میں ایسا کرنے کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔

باب النهي عن الشرب في السقاء

مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت

٨٩٤-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : ((نَهٰى ﷺ أَن يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ)) قَالَ أَيُّوبُ أُنْبِئْتُ أَنَّ رَجُلاً شَرِبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ۔ [الصحيحة:٣٩٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے (براہِ راست) پانی پینے سے منع کیا۔ ایوب کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک آدمی نے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا' تو اس کے اندر سے سانپ نکل آیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۔ احمد (۲/ ۲۳۰، ۴۷۸)، بخاری (۵۶۲۷)، ابن ماجه (۳۴۲۰)

العلة والنهي عن الشرب في السقاء — مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نہ پینے کی علت

۸۹۵۔عَنْ عَائِشَةَ: ((نَهٰى ﷺ أَن يَّشْرُبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ، لِأَنَّ ذٰلِكَ يُنْتِنُهٗ)) [الصحيحة: ٤٠٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۰۰۔ حاکم (۴/ ۱۴۰)

فوائد: جب کثرت سے لوگ ایسا کریں گے تو مشکیزے میں یا اس کے منہ میں بدبو پیدا ہو جائے گی، جو کئی خرابیوں کا سبب بنے گی۔

باب النهي عن نبيذ الجر — مٹکے کی نبیذ پینے کی ممانعت

۸۹۶۔عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: سُئِلَ أَبُوْ وَفِي رِوَايَةٍ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: ((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ)). [الصحيحة: ٢٩٥١]

ابو عالیہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ سے منع فرمایا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۱۔ نسائی فی الکبری (۶۸۳۶)، احمد (۳/ ۶۶)، ابو یعلی (۱۳۰۷)

فوائد: شراب کی حرمت کے وقت نبی کریم ﷺ نے چند مخصوص برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں اجازت دے دی۔ مذکورہ حدیث کا تعلق بھی اس زمانے سے ہے جب چار قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا منع تھا۔ بعد میں ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی گئی۔

باب النهي عن الشرب في الاناء المكسورة — ٹوٹے ہوئے برتن میں پینے کی ممانعت

۸۹۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((نَهٰى ﷺ أَن يُّشْرَبَ مِنْ كَسْرِ الْقَدَحِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۸۲۹)، ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۳۸)

فوائد: جب برتن ٹوٹ جاتا ہے یا اس میں ٹوٹنے کے نشانات پڑ جاتے ہیں تو اس کے متاثرہ مقامات پر خوب میل کچیل جمع ہو جاتی ہے، جس سے سلیم الفطرت لوگ گھن محسوس کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے صفائی اور پاکیزگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر سرے سے ایسا برتن استعمال کرنے سے ہی منع فرما دیا۔

باب النهي عن الاختناث الاسقية — برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت

۸۹۸۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ کو اوپر کی طرف سے موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۶۔ بخاری (۵۶۲۵)' مسلم (۲۰۲۳)' ابو داود (۳۷۲۰)' ترمذی (۱۸۹۰)' ابن ماجه (۳۴۱۸)

باب: كراهة اكل الضب لمن يتقذره

باب: جسے گھن آئے اس کے لیے سانڈہ مکروہ ہے

۸۹۹۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شُبْلٍ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ)). [الصحيحة: ۲۳۹۰]

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈا کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۰۔ ابو داود (۳۷۹۶)' الفسوی فی التاریخ (۲/ ۳۱۸)' بیهقی (۹/ ۳۲۶)

فوائد: پہلے سانڈے کی حلّت پر دلالت کرنے والی احادیث گزر چکی ہیں' جو سند کے لحاظ سے اس حدیث سے زیادہ صحیح ہیں۔ لیکن بہر حال یہ حدیث' جو کہ حجت ہے' میں سانڈا کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ امام البانی نے اس تعارض کو دور کرنے کے لئے دو تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) یہ کراہت کے لئے ہے' نہ کہ حرمت کیلئے' اس لئے سانڈا کھانا جائز و حلال ہے۔ (۲) (بعض قرائن کی بنا پر) پر نہی والی حدیث منسوخ ہے اور اجازت والی احادیث ناسخ ہیں۔

باب النهي عن اكل المجثمة

مصبور جانور کو کھانے کی ممانعت

۹۰۰۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ أَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ، وَهِيَ الَّتِي تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ)).

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "مجثّمہ" کھانے سے منع فرمایا اور یہ وہ (پرندہ یا شکار) ہوتا ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۱۔ ترمذی (۱۴۷۳)' واحمد (۶/ ۴۴۵)' حمیدی (۳۹۷)' ابویعلی کما فی اتحاف الخیرة (۶۴۴۹' ۶۴۵۵)

فوائد: اسلام میں ذبح کرنے کا طور طریقہ معین ہے' کسی جانور کو دانستہ طور پر باندھ کر نیزے یا تیر وغیرہ سے مارنا شریعتِ اسلامی سے روگردانی ہے' اس لئے ایسے انداز میں قتل کئے ہوئے جانور کے کھانے سے منع کر دیا گیا۔

باب التحريم عن الاكل والشرب في آنية الذهب والفضة

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے کی حرمت

۹۰۱۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۸۔ نسائی فی الکبری (۶۶۳۲)' بیهقی (۱/ ۲۸)' طبرانی فی الاوسط (۸۰۱۶)

النهي عن الشجرة من ريح المكروهة

بدبودار پودوں کے کھانے کی ممانعت

٩٠٢۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ)). [الصحيحة:٢٣٨٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن، پیاز اور گندھنا کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۹۔ ابو داود الطیالسی (۲۱۷۱)، احمد (۳/ ۸۵)

فوائد: موجودہ دور میں انسان کی خواہشات، چاہتیں اور زبان کی لذت اس کے مذہب پر غالب ہیں، ہمارے ہاں کھانے کے ساتھ پیاز اور مولی وغیرہ بطور سلاد استعمال کئے جاتے ہیں، روکنے ٹوکنے کے باوجود کھانے والوں کی توجہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرف جھکاؤ ہی اختیار نہیں کرتی اور بعض احباب اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پیاز وغیرہ کے بعد گڑ یا چینی وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے، لیکن وہ یہ نسخہ استعمال کئے بغیر مساجد کی طرف چل دیتے ہیں۔

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی — اذاں رہ گئی مگر روحِ بلالی نہ رہی

اس بے توجہی کا مطلب یہ ہوا کہ ہم فرشتوں کی قربت سے دور رہنا چاہتے یا ان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلايقربن مسجدنا فان الملائكة تتاذى مما يتاذى منه الانس۔) [بخاری، مسلم] یعنی: جو آدمی اس بدبودار درخت کا پھل (پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان کرتے ہیں۔گندنا: ایک بدبودار قسم کی ترکاری جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔یاد رہے کہ اگر ان بدبودار چیزوں کو پکا کر ان کی بدبو ختم کر دی جائے تو ان کا کھانا جائز ہوگا۔

باب النهي عن الشرب قائمًا

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

٩٠٣۔عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ﷺ وَفِي لَفْظٍ: زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً)) [الصحيحة:٧٧٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۷۔ مسلم (۲۰۲۴)، ابو داود (۳۷۱۷)، ترمذی (۱۸۷۹)، ابن ماجہ (۳۴۲۴)

فوائد: اس مسئلہ پر حدیث نمبر ۸۸۱ کے تحت بحث ہو چکی ہے، یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔واللہ اعلم بالصواب۔

باب النهي الشراب في القدح المكسوره و نفخ فيه

ٹوٹے ہوئے پیالے سے پینے اور اس میں پھونک مارنے کی ممانعت

٩٠٤۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے پیالے میں پینے سے اور برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۸۔ ابو داود (۳۷۲۲)، احمد (۳/ ۸۰)، ابن حبان (۵۳۱۵)

باب النهي عن مطعمين

دو کھانوں کی ممانعت

٩٠٥۔عن ابن عمر، قال: ((نهى ﷺ عن مطعمين: عن الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر، وأن يأكل الرجل وهو منبطح على بطنه)). [الصحيحة:٢٣٩٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھانوں سے منع فرمایا: (۱) اس دستر خوان پر بیٹھنے سے جس پر شراب پلائی جا رہی ہو اور (۲) پیٹ کے بل گر کر کھانے سے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۴۔ ابو داود (۳۷۷۴)' ابن ماجه (۳۳۷۰)' حاکم (۴/ ۱۲۹)

فوائد: شراب کی حرمت پر گفتگو ہو چکی ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس دعوت یا دستر خوان پر شراب نوشی کی جاتی ہو' وہاں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ یہ بھی کھانے کے آداب میں سے ہے کہ پیٹ کے بل گر کر نہ کھایا جائے۔

باب: من آداب الشرب

باب: پینے کے آداب

٩٠٦۔عن أبي سعيد الخدري، قال: ((نهى ﷺ عن النفخ في الشراب، فقال له رجل يارسول الله! إني لا أروى من نفس واحد! فقال له رسول الله ﷺ فأبن القدح عن فيك، ثم تنفس، قال: فإني أرى القذاة فيه، قال: فأهرقها)). [الصحيحة: ٣٨٥]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے (کے برتن) میں (یا پینے کے دوران) سانس لینے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو ایک سانس کے دوران پیے جانے والے پانی سے سیراب نہیں ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو پھر پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لے لیا کرو (اور پھر پی لیا کرو)۔'' اس نے کہا: اگر مجھے اس میں کوئی تنکا نظر آ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے بہا دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۸۵۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۲۵)' ترمذی (۱۸۸۷)' ابن حبان (۵۳۲۷)' احمد (۳/ ۳۲)

فوائد: پانی کے دوران تین سانس لینا افضل ہیں' لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سانس میں بھی پانی پیا جا سکتا ہے۔

باب التحريم عن لحوم الحمر الاهلية

گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت

٩٠٧۔عن جابر بن عبدالله قال: ((نهى النبي ﷺ يوم خيبر عن لحوم الحمر الأهلية، وأذن في لحوم الخيل)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت (برقرار رکھی)۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۔ بخاری (۴۲۱۹)' مسلم (۱۹۴۱)' نسائی (۴۳۳۲)' ابو داود (۳۷۸۸)' ترمذی (۱۷۹۳)

فوائد: شریعت نے کچھ عرصہ کے بعد گھریلو گدھوں کو حرام قرار دیا' لیکن گھوڑا شرعی قواعد و قوانین کی روشنی میں حلال ہے۔ معلوم نہیں کہ واضح نصوص کے باوجود فقہ حنفی میں گھوڑے کی حرمت کا تصور کیوں پایا جاتا ہے۔

باب استحباب اکل الرباء

۹۰۸۔جَابِرِ بْنِ طَارِقٍ وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي طَارِقٍ۔ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، وَعِنْدَهُ هٰذِهِ الدُّبَّاءُ، فَقُلْتُ: أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذَا الْقَرْعُ وَهُوَ الدُّبَّاءُ. نُكْثِرُ بِهِ طَعَامَنَا)). [الصحيحة:۲٤۰۰]

کدو کھانے کا استحباب

سیدنا جابر بن طارق رضی اللہ عنہ (جن کو ابن ابی طارق بھی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس ان کے گھر گیا اور آپ ﷺ کے پاس کدو پڑے تھے۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کدو ہیں، ہم اسے اپنے کھانے میں بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۰۔ ترمذی فی الشمائل (۱۶۳)، ابن ماجه (۳۳۰۴)، نسائی فی الکبری (۶۶۶۵)، احمد (۴/ ۳۵۲)

باب التحریم عن اکل ذی ناب من السباع

۹۰۹۔عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِيِّ قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي مَايَحِلُّ لِي مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلِ الْحِمَارَ الْأَهْلِيَّ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ)). [الصحيحة:٤٧٥]

کچلی والے درندوں کو کھانا حرام ہے

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ میرے لئے کون سی چیز حلال اور کون سی چیز حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھریلو گدھے اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت نہ کھایا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۴۷۵۔ طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۲۰۷)، وفی المشکل (۴/ ۳۷۵)، واحمد (۴/ ۱۹۴)، مطولاً

باب: تحریم کل مسکر قلیله و کثیره

۹۱۰۔عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْيَمَنِ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلْتُ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ۔ قَالَ: وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبِتْعُ، فَنَبِيْذُ الْعَسَلِ، وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيْذُ الذُّرَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَشْرَبْ مُسْكِراً فَإِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ)).

باب: ہر نشہ آور چیز کی حرمت تھوڑی ہو یا زیادہ

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص) مشروبات پائے جاتے ہیں، میں ان میں کون سے پی سکتا ہوں اور کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کونسے (مشروبات) ہیں؟'' میں نے کہا: وہ ''بتع'' اور ''مزر'' ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''بتع'' اور ''مزر'' کسے کہتے ہیں؟'' میں نے کہا: شہد کی نبیذ کو بتع اور مکئی کی نبیذ کو مزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس، نشہ آور مشروب نہیں پینا، کیونکہ میں نے ہر نشہ آور

چیز کو حرام قرار دیا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۴۔ نسائی (۵۶۰۶)' احمد (۴/ ۴۰۲)' ابویعلی (۷۲۳۹)' والحدیث عند حلم فی الاشربۃ (۷۰/ ۱۷۳۳)' بنحوہ

فوائد: مشروبات میں سے جو مشروب نشہ کا سبب بنے گا' وہ حرام ہوگا' خواہ اس کا نام شراب ہو یا کوئی اور۔

باب: تحريم الخمر والميسر والطبل

باب: شراب' جوئے اور ڈھول وغیرہ کی حرمت

۹۱۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَشْرَبُ؟ قَالَ: ((لَاتَشْرَبُوْا فِي الدُّبَاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ، وَلَا فِي النَّقِيْرِ، وَانْتَبِذُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنِ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ. قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ...... فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: أَهْرِيْقُوْهُ. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حَرَّمَ: الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْكُوْبَةَ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بُذَيْمَةَ عَنِ الْكُوْبَةِ؟ قَالَ: الطَّبْلُ۔ [الصحيحة:۲٤۲٥]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفدِ عبد القیس کے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم کن برتنوں میں نہ پئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کدو کے برتن میں' تارکول والے برتن میں اور پیالہ نما گڑھا کی ہوئی لکڑی میں نہ پئو اور مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں بھی (نبیذ) جوش مارنے لگ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ایسی صورت میں) پانی انڈیل دیا کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ...... پھر آپ ﷺ نے انھیں تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا کہ ”اسے بہا دیا کرو۔“ پھر فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب' جوا' کوبہ اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔“ سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے ”کوبہ“ کی بابت دریافت کیا؟ انھوں نے کہا: ڈھول کو کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۵۔ ابوداود (۳۶۹۶)' احمد (۱/ ۲۷۴)' ابویعلی (۲۷۲۹)' بخاری (۶۱۷۶)' مسلم (۲۴/ ۱۷)' باختلاف یسیر۔

فوائد: حدیث کی ابتداء میں تین قسم کے جن برتنوں سے منع کیا گیا ہے' بعد میں آپ ﷺ نے ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جوئے کا اطلاق ان کھیلوں اور ان کاموں پر ہوتا ہے جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق' خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ مثلاً یہ کہ لاٹری میں فلاں شخص کا نام نکل آیا' لہٰذا ہزار ہا آدمیوں کی جیب سے نکلا ہوا روپیہ اس ایک شخص کی جیب میں چلا گیا۔ دو ٹیموں کے درمیان میچ شروع ہونے سے پہلے دو آدمی یا دو پارٹیاں یہ شرط لگاتی ہیں کہ فلاں جیت گیا تو ایک پارٹی دوسرے کو اتنا سرمایہ دے گی اور فلاں جیت گئی تو دوسری پارٹی پہلی پارٹی کو اتنا سرمایہ دے گی۔ یہ جوے کی واضح ترین شکل ہے۔

باب التحريم العقر

اونٹ کی ٹانگ کاٹنا حرام ہے

۹۱۲۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاعُقْرَ فِي الْإِسْلَامِ)). [الصحيحة:۲٤۳٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں یہ نہیں کہ ذبح کرتے وقت اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ دی جائے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۶۔ ابوداود (۳۲۲۲)، احمد (۳/ ۱۹۷)، وعبد الرزاق (۶۶۹۰)، مطولاً

فوائد: شریعت کے قانون کے مطابق سب سے پہلے اونٹ کو نحر کیا جائے، پھر اس کے جسم کے باقی اعضا کاٹے جائیں۔ نحر کرنے سے پہلے یا نحر کرتے وقت کوئی دوسرا عضو کاٹ دینا غیر اسلامی طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ جانور کا جو حصہ ذبح کرنے سے پہلے کاٹ لیا جاتا ہے وہ مردار، جو کہ حرام اور نجس ہوتا ہے، کے حکم میں شامل ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابو واقد لیثی ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما قطع من البهيمة وهي حية فهي ميتة۔) [ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ] یعنی: چوپائے کا جو حصہ کاٹ لیا جائے اور وہ زندہ ہو تو وہ حصہ مردار ہے۔

باب العقيقة المسنون

عقیقہ سنت ہے

۹۱۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ: لَوْ وَلَدَتِ امْرَأَةُ فُلَانٍ نَحَرْنَا عَنْهُ جَزُوراً قَالَتْ: عَائِشَةُ: ((لَا، وَلٰكِنِ السُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ)). [الصحيحة: ٢٧٢٠]

عطاءؒ کہتے ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ ﷟ کی موجودگی میں کہا: اگر فلاں آدمی کی بیوی کا بچہ پیدا ہوا تو ہم کئی اونٹ نحر کریں گے۔ سیدہ عائشہ ﷟ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری (بطورِ عقیقہ) ذبح کی جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۰۔ ابن راھویہ فی مسندہ (۱۰۳۳)، ابن ابی شیبۃ (۸/ ۵۱)، ترمذی (۱۵۱۳)، احمد (۶/ ۳۱)، من طریق آخر عنہا

فوائد: آپ ﷺ کے اقوال و افعال، جو کئی احادیث میں مندرج ہیں، کی روشنی میں یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ میں سے دو جانور بچے کی طرف سے اور ایک جانور بچی کی طرف سے بطورِ عقیقہ ذبح کرنا چاہئے۔ جس حدیث میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کا عقیقہ کرنے کا ذکر ہے، اس کی سند میں مسعدہ بن الیسع راوی کذاب ہے۔ بعض لوگ قربانی کے جانوروں میں عقیقوں کے حصے ڈال دیتے ہیں، جو محض کسی کی پراگندہ فکر کا نتیجہ ہے، شرعی فیصلہ نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عقیقہ کے لئے بھیڑ، دنبہ، بکری اور بکرے میں سے حسبِ ضرورت ایک یا دو جانوروں کا انتخاب کرنا چاہئے، نہ کہ گائے اور اونٹ وغیرہ کا۔

باب الوعيد على مدمن الخمر

ہمیشہ شراب پینے والے کے لیے وعید

۹۱٤۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَامُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ)). [الصحيحة: ٦٧٥]

سیدنا ابو درداء ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۵۔ احمد (۶/ ۴۴۱)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۲۱)، ابن ماجہ (۳۳۷۶)، البزار (۲۱۸۲)، الروایات مطولۃ ومختصرۃ

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ازل میں ازل سے لے کر ابد تک ہونے والے امور کا اندازہ لگایا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ ایمان کا جزو ہے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا، حال میں جو کچھ ہو رہا ہے اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کا

فیصلہ کر دیا تھا۔

٩١٥-عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مَنَّانٌ وَلَامُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا ولد زنية)). [الصحيحة:٦٧٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان، (اپنے عطیے پر) احسان جتلانے والا، شراب پر دوام کرنے والا اور زنا کی اولاد جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۳۔ نسائی (۵۶۷۵)، دارمی (۲۰۹۹)، احمد (۲/ ۲۰۱، ۲۰۳)، ابن حبان (۳۳۸۳)

٩١٦-عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَدْخُلِ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحْمٍ)).

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب پر ہمیشگی کرنے والا، جادو پر ایمان لانے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۸۔ ابن حبان (۶۱۳۷)، ابو یعلی (۷۲۴۸)، مطولاً

فوائد: جادو برحق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا وجود دنیا میں پایا جاتا ہے۔ باطل پرست لوگ جس کے ذریعے مخالفین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حدیث میں جادو پر ایمان لانے سے منع کیا گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اس کا علم حاصل کیا جائے اور نہ اس سے کسی کی موافقت یا مخالفت کرنے میں مدد لی جائے۔ قطع رحمی بہت بڑا جرم ہے، بلکہ قرآن مجید کی رو سے ملعون فعل ہے۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لایدخل الجنة قاطع۔ یعنی قاطع رحم۔ [بخاری، مسلم] یعنی: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ عموماً لوگوں کی اکثریت کے تعلقات کی بنیاد ذاتیات پر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان میں ناراضی اور رضامندی کا کوئی معیار نہیں، دوستیوں کا دعوی کرنے والوں میں برسوں تک قطع رحمی کا بھوت رقص کناں رہتا ہے اور جب صلح صفائی کا دور شروع ہوتا ہے تو حق و باطل سے عاری ہو کر ایک دوسرے کے حق میں کٹ مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس لعنت و نحوست کی وجہ یہ ہے کہ تعلق کی بنیاد میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں پایا جاتا، جب محبت کی بنیاد میں للٰہیت ہو تو تعلق دائمی ہو جاتا ہے۔

باب: الشرب قائما

باب: کھڑے ہو کر پانی پینے (کی کراہت) کا بیان

٩١٧-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِماً)). [الصحيحة:٨٧٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۵۔ مسلم (۲۰۲۶)، بیہقی (۷/ ۲۸۲)، بھذا اللفظ، احمد (۲/ ۳۰۱)، دارمی (۲۱۲۸)، بمعناه

فوائد: اس حدیث میں تاکید کے ساتھ کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے، اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اور راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر ہی پانی پینا چاہئے۔

باب آداب الطعام

کھانے کے آداب

٩١٨۔عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَاماً فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِذَا أَكَلْتَ: فَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). [الصحيحة:٣٤٤]

سیدنا عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و حمایت میں ایک لڑکا تھا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں چکر لگانے لگا (یعنی مختلف جگہوں سے کھانے لگا)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! جب تو کھانے لگے تو ''بسم اللہ'' پڑھا کر اور دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۰۴)' من طریق ابن ابی شیبة (۸/ ۱۰۴)' وغیرہ' بخاری (۵۳۷۶)' مسلم (۲۰۲۲)' ابن ماجه (۳۲۶۷)

(۵) الإيمَانُ والتَّوحِيدُ وَالدِّينُ وَالقَدَرُ

ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان

باب امر الایمان بالله

اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم

۹۱۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِالْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا ۔ هٰذَا الْحَيَّ۔ مِنْ رَبِيْعَةَ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْ بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ، وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَن وَّرَاءَ نَا؟ قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ. ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ، فَقَالَ. شَهَادَةُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ. وَعَقَدَ وَاحِدَةً. وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُقَيَّرِ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے، آپ کے اور ہمارے مابین یہ مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں، ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں پہنچ سکتے ہیں، لہذا آپ ہمیں کوئی (جامع) حکم دیں، تاکہ ہم اس پر عمل کریں اور پیچھے رہنے والے لوگوں کو بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا - پھر ایمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:- گواہی دینا کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور شمار کرنے کے لئے ایک انگلی بند کی۔ نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، غنیمتوں کا پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمھیں کدو کے برتن، ہرے رنگ کے گھڑے، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۷۔ بخاری (۵۳)، مسلم (۱۷)، ابوداود (۳۶۹۲)، ترمذی (۲۶۱۱)، نسائی (۵۰۳۴)

فوائد: جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔

باب التبشير بالشهادتين

شہادتین کے ساتھ خوشخبری ہے

۹۲۰: عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: خَرَجَ

سیدنا ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس

عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا أَبْشِرُوا، أَلَيْسَ تَشْهَدُونَ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَتَمَسَّكُوا بِهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا وَلَنْ تَهْلِكُوا بَعْدَهُ أَبَدًا)).

تشریف لائے اور فرمایا: ''خوش ہو جاؤ' خوش ہو جاؤ' کیا تم لوگ یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قرآن ایک رسی ہے' اس کا ایک کنارا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارا تمھارے ہاتھ میں ہے' اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو' کیونکہ اس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ ہو سکتے ہو اور نہ ہلاک۔''

تخريج: الصحيحة ۷۱۳۔ عبد بن حميد (۴۸۳)' ابن ابی شيبة (۱۰/ ۴۸۱)' ابن نصر المروزی فی قيام الليل (۷۴)' ابن حبان (۱۲۲)

۹۲۱: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ مَعِيَ نَفَرٌ مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا وَبَشِّرُوا مَنْ وَرَاءَكُمْ، أَنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُبَشِّرُ النَّاسَ، فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ فَرَجَعَ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ فَقَالَ[رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((مَنْ رَدَّكُمْ؟)) قَالُوا: عُمَرُ۔ قَالَ: ((لِمَ رَدَدْتَهُمْ يَاعُمَرُ؟))] فَقَالَ عُمَرُ: إِذاً يَتَّكِلُ النَّاسُ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔

ابوبکر بن ابوموسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' آپ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور پچھلوں کو بھی خوشخبری سنا دو کہ جس نے صدقِ دل سے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ہم لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے نبی ﷺ کے پاس سے نکلے' ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تمھیں کس نے واپس کر دیا؟'' ہم نے کہا: عمر نے۔ آپ نے پوچھا: ''عمر! تم نے ان کو کیوں لوٹا دیا؟'' سیدنا عمر نے کہا: (اگر ایسی خوشخبریاں لوگوں کو سنائی جائیں تو) وہ توکل کر بیٹھیں گے (اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے)۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

تخريج: الصحيحة ۷۱۲۔ احمد (۴/ ۴۰۲' ۴۱۱)' طحاوی فی المشكل (۴۰۰۳)

ابغض الناس ثلاثة

تین افراد سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں

۹۲۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند اور مبغوض ترین ہیں: حرم کی بے حرمتی کرنے والا' اسلام میں جاہلیت کے رواج کو چاہنے والا اور کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لئے کوشاں رہنے والا۔''

تخريج: الصحيحة ۷۷۸۔ بخاری (۶۸۸۲)' طبرانی فی الكبير (۱۰۷۴۹)' بيهقی (۸/ ۲۷)

باب: الحلف بالكعبة

۹۲۳: عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ، قَالَتْ: أَتٰى حِبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:يَامُحَمَّدُ! نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ! قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ تَقُوْلُوْنَ إِذَا حَلَفْتُمْ، وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ:((إِنَّهٗ قَدْ قَالَ، فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ: يَامُحَمَّدُ! نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ نِدًّا! قَالَ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَاذَاكَ؟)) قَالَ: تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهٗ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ مَعَهَا:ثُمَّ شِئْتَ)).

باب: کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

سیدہ قُتیلہ بنت صیفی جہنیہ ؓ کہتی ہیں کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! تم بہترین لوگ ہو' کاش کہ تم شرک نہ کرتے ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! وہ کیسے؟'' اس نے کہا: جب تم قسم اٹھاتے ہو تو کہتے ہو: کعبہ کی قسم۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے' اب جو آدمی بھی قسم اٹھائے وہ کعبہ کے ربّ کی قسم اٹھائے (نہ کہ کعبہ کی)۔'' اس نے پھر کہا: اے محمد (ﷺ)! تم کیا ہی اچھے لوگ ہو' کاش کہ تم اللہ کے لئے اس کا ہمسر نہ ٹھہراتے! آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ کیسے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی' پھر فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے' اگر کوئی آدمی "مَا شَاءَ اللّٰه" کہے تو وہ "ثُمَّ شِئْتَ" کہے (یعنی: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۶۔ احمد (۶/ ۳۷۱' ۳۷۲)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۹۱)' حاکم (۴/ ۲۹۷)' نسائی (۳۸۰۴)' بمعناہ

فوائد: یعنی نبی کریم ﷺ کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد ہے' اس لئے "مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ" (جو اللہ چاہیں اور پھر تم چاہو) کہنا چاہئے' نہ کہ "مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ" (جو اللہ اور آپ چاہیں)۔

باب الاجتناب الكبائر

۹۲۴: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوْا الْكَبَائِرَ، وَسَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا)).

کبیرہ گناہوں سے بچنا

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو اور راہِ راست پر چلتے رہو اور خوش خبریاں سناؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۵۔ احمد (۳/ ۳۹۴)' ابن جریر طبری (۵/ ۲۹)' عن قتادۃ مرسلاً

باب القول ماشاء الله وما شئت

۹۲۵: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ فَرَاجَعَهٗ فِيْ بَعْضِ الْكَلَامِ، فَقَالَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَعَلْتَنِيْ مَعَ

جو اللہ اور جو آپ ؐ چاہیں کہنا کیا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کوئی بحث و مباحثہ کیا اور کہا: جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا

اللّٰہِ عَدْلاً وَفِی لَفْظٍ: نِدًّا.؟ لَا بَلْ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہُ)).

تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا ہمسر بنا دیا ہے؟ ایسے نہیں، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ چاہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۔ الادب المفرد (۷۸۷)، ابن ماجہ (۲۱۱۷)، احمد (۱/ ۲۱۴، ۲۲۴)، بیہقی (۳/ ۲۱۷)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

باب: اصل احصاء النفوس

باب: مردم شماری کی بنیاد (دلیل)

۹۲۶: عَنْ حُذَیْفَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَحْصُوْا لِی کُلَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ)) قَالَ: قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! أَتَخَافُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ مَابَیْنَ السِّتِّ مِئَۃٍ إِلَی السَّبْعِ مِئَۃٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: ((اِنَّکُمْ لَاتَدْرُوْنَ لَعَلَّکُمْ أَنْ تُبْتَلُوْا)) قَالَ: فَابْتُلِیْنَا حَتّٰی جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا مَا یُصَلِّی إِلَّا سِرًّا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام قبول کرنے والے تمام افراد کو شمار کرو۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا آپ کو ہم پر کوئی اندیشہ ہے، حالانکہ ہماری تعداد چھ سے سات سو ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (حقیقتِ حال کو) نہیں جانتے، شاید تم آزمائشوں میں پڑ جاؤ۔'' راوی کہتے ہیں: پھر ہمیں اس قدر آزمایا گیا کہ آدمی کو مخفی نماز پڑھنا پڑتی تھی، (یعنی وہ بوجوہ اعلانیہ نماز نہیں پڑھ سکتا تھا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۔ مسلم (۱۴۹)، ابوعوانۃ (۱/ ۱۰۲)، ابن ماجہ (۴۰۲۹)، احمد (۵/ ۳۸۴)

باب الحلف باللّٰہ

اللہ کی قسم اٹھانا

۹۲۷: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَحْلِفُوْا بِاللّٰہِ وَبَرُّوْا وَاصْدِقُوْا فَإِنَّ اللّٰہَ یَکْرَہُ أَن یُّحْلَفَ إِلَّا بِہٖ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم اٹھایا کرو، اسے پورا کیا کرو اور سچ بولا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر کی قسم اٹھانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۹۔ السہمی فی تاریخ جرجان (۲۸۸)، ابونعیم فی الحلیۃ (۷/ ۲۶۷)

احب الدین ((اَلْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ))

سب سے پسندیدہ دین نرم سہولت والا ہے

۹۲۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ أَیُّ الْأَدْیَانِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((اَلْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ملتِ اسلام، جو نرمی و سہولت آمیز شریعت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۱۔ بخاری تعلیقاً فی کتاب الایمان قبل (ح ۳۹)، و وصلہ فی الادب المفرد (۲۸۳)، احمد (۱/ ۲۳۶)، عبد بن حمید (۵۶۹)

المار فی القدر شرار الخلق

تقدیر میں جھگڑنے والے بدترین لوگ ہیں

۹۲۹: عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((أُخِّرَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْكَلَامُ فِي الْقَدَرِ لِشِرَارِ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ)). [الصحيحة: ١١٢٤]

''تقدیر (کے انکار پر) مشتمل گفتگو کو پچھلے زمانوں میں میری امت کے بدترین لوگوں تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۱۲۴- ابن الاعرابی فی المعجم (۲۷۳)' البزار (الكشف : ۲۱۷۸)' حاكم (۲/ ۴۷۳)' ابن ابی عاصم فی السنة (۳۵۰)

فوائد: یعنی اس امت کے سلف صالحین تقدیر کے مسائل پر ناجائز گفتگو سے محفوظ و مامون رہے۔

باب من شهد بالتوحيد وجبت الجنة

جس نے توحید کی گواہی دی اس کے لیے جنت واجب ہے

۹۳۰: عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍيَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ مَنْ شَهِدَ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقِيَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَالَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقُلْتُ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((أُخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ: مَنْ شَهِدَ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ عُمَرُ: اِرْجِعْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَإِنِّي أَخَافُ أَن يَّتَّكِلُوْا عَلَيْهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: مَارَدَّكَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ عُمَرَ، فَقَالَ: ((صَدَقَ)). [الصحيحه:١١٣٥]

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوبکر ﷛ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو: جس نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔'' وہ کہتے ہیں: میں اعلان کرنے کے لئے نکلا۔ آگے سے سیدنا عمر بن خطاب ﷛ سے سامنا ہو گیا' انھوں نے کہا: ابوبکر کدھر اور کیسے؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ سیدنا عمر نے کہا: (یہ اعلان کئے بغیر) رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ جاؤ' مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس (بشارت) پر توکل کر کے عمل کرنا ترک کر دیں گے۔ میں لوٹ آیا' آپ ﷺ نے پوچھا: ''واپس کیوں آ گئے ہو؟'' میں نے آپ کو سیدنا عمر والی بات بتلائی۔ آپ نے فرمایا: ''عمر نے سچ کہا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۱۳۵- ابويعلى (۱۰۵)' ابوبكر احمد المروزى فى مسند ابى بكر (۱۳۰)' مسلم (۳۱)' عن ابى هريرة مطولاً بمعناه

باب الدعوة التوحيد

توحید کی دعوت دینا

۹۳۱: عَنْ أَبِي تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْهُجَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَامَ تَدْعُوْ؟ قَالَ: ((أَدْعُوْ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ، الَّذِي إِنْ مَسَّكَ

ابوتمیمہ ہجیمی' بلھجیم کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف اللہ

ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ، كَشَفَ عَنْكَ، وَالَّذِي إِنْ ضَلِلْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ دَعَوْتَهُ، رَدَّ عَلَيْكَ، وَالَّذِي إِنْ أَصَابَتْكَ سَنَةٌ فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَ عَلَيْكَ)). [الصحيحة: ٤٢٠]

تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں، (وہ اللہ کہ) اگر تجھے تکلیف پہنچے تو تو اسے پکارتا ہے اور وہ تیری تکلیف کو دور کرتا ہے، اگر تو بے آب و گیاہ زمین میں (اپنی سواری) کو گم کر بیٹھتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ تجھے (تیری سواری) واپس کر دیتا ہے اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ (بارش نازل کر کے) زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۴۲۰- احمد (۵/ ۶۴)، دولابی فی الکنی (۱/ ۶۶)

باب الدعوة الناس بالتبشير والتيسير

لوگوں کو خوشخبری اور آسانی کے ساتھ دعوت دینا

٩٣٢: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي [أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ] قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((ادْعُوَا النَّاسَ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا)). ((فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفْتِنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ: الْبِتْعِ- وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتَّى يَشْتَدَّ- وَالْمِزْرِ- وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ يُنْبَذُ حَتَّى يَشْتَدَّ؟ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ، فَقَالَ: أَنْهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ)) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ (٦/ ٩٩) ((وَعَلِّمَا بَدَلَ: ((وَلَا تُعَسِّرَا)).

[الصحيحة: ٤٢١]

ابو بردہ اپنے باپ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''لوگوں کو (اسلام کی) دعوت دینا، خوش خبریاں سنانا، متنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا (دین کو) دشوار نہ بنا دینا۔'' میں نے کہا: دو قسم کی شراب، جو ہم یمن میں تیار کرتے تھے، کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کریں: (۱) بتع - یعنی شہد کی نبیذ جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر لے)- اور (۲) مزر - یعنی مکئی کی نبیذ جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر جائے)- راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو حد درجہ جامع و مانع کلمات عطا کئے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے بے ہوش کر دے۔'' صحیح مسلم کی روایت میں ''وَلَا تُعَسِّرَا'' کی جگہ پر ''وَعَلِّمَا'' (اور لوگوں کو تعلیم دینا) کے الفاظ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۴۲۱- مسلم (الاشربة: ۷۱/ ۱۷۳۳)، ابو عوانة (۴/ ۸۵)، بيهقى (۸/ ۲۹۱) بهذا اللفظ والحديث متفق عليه بدون الزيادة "ادعوا الناس" انظر البخارى (۴۳۴۱)، مسلم (۱۷۳۳)

باب ضعف الحسنة

نیکی کا بڑھنا

٩٣٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ)).

''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے اسلام کو اچھا کر لیتا ہے' تو اس کی ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا کی صورت میں لکھی جاتی ہے اور برائی کو اسی طرح ایک برائی کی صورت میں ہی لکھا جاتا ہے' (یہی سلسلہ جاری رہتا ہے حتی کہ) وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۹۔ بخاری (۴۲)' مسلم (۱۲۹)' ابوعوانة (۱/ ۸۳۔۸۴)' احمد (۲/ ۳۱۷)

باب تعين الارض بالموت

موت کے لیے زمین متعین ہے

٩٣٤: عَنْ أَبِي عَزَّةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً)). [الصحيحة: ١٢٢١]

سیدنا ابوعزہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ ایک بندے کو زمین کے کسی خطے میں فوت کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے اس کی طرف جانے کے لئے کسی حاجت (کا بہانا) بنا دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۱۔ ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۶۳۴)' ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۳۷۴)' الادب المفرد (۱۲۸۲)' ترمذی (۲۱۴۷)' احمد (۳/ ۴۲۹)

٩٣٥: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، وَمُحِيَتْ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ: اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. عَنْهَا)).

[الصحيحة ٢٤٧]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اسلام قبول کرتا ہے اور اس کے اسلام میں حسن آ جاتا ہے' تو جو نیکی اس نے پہلے کی تھی، اللہ تعالیٰ اسے لکھتا ہے اور اس نے جس برائی کا ارتکاب کیا تھا، اسے مٹا دیا جاتا ہے۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مزید بدلہ یوں ہوتا ہے کہ ایک نیکی دس سے سات سو گنا تک کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور رہا مسئلہ برائی کا' تو وہ ایک ہی رہتی ہے' الا یہ کہ اللہ وہ بھی معاف کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۔ نسائی (۵۰۰۱)' بخاری (۴۱)' تعلیقًا ابن حجر فی التغلیق التعلیق (۲/ ۴۴۔ ۴۵)' ابن منده فی الایمان (۳۷۴)

باب كلام الله

اللہ کے کلام کرنے کے بارے میں

٩٣٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ. تَعَالٰى. بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ وحی کرنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والوں

السَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا، فَيُصْعَقُونَ، فَلَا يَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيْلُ، حَتّٰى إِذَا جَاءَ جِبْرِيْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: يَاجِبْرِيْلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ، فَيَقُوْلُ: الْحَقَّ، فَيَقُوْلُوْنَ: الْحَقَّ الْحَقَّ)). [الصحيحة: ١٢٩٣]

کو چکنے پتھر پر گھسٹنے والی زنجیر کی جھنکار کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ بیہوش ہو جاتے ہیں اور حضرت جبریل کے آنے تک اسی حالت پر رہتے ہیں۔ جب وہ پہنچتا ہے تو ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں: اے جبریل! تیرے ربّ نے کیا فرمایا؟ وہ جواباً کہتا ہے: حق فرمایا۔ (یہ سن کر) وہ کہتے ہیں: حق فرمایا، حق فرمایا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۳۔ ابو داود (۴۷۳۸)، ابن خزیمۃ فی التوحید (ص: ۹۵۔۹۶)، بیہقی فی الاسماء (ص: ۲۰۰)

باب التحریم الحلف لغیر اللّٰہ

اللہ کے علاوہ دوسروں کی قسم اٹھانا حرام ہے

٩٣٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ)).

[الصحيحة: ١٠٩٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی قسم اٹھائے تو "جو اللہ اور آپ چاہیں" نہ کہے بلکہ اس طرح کہے: جو اللہ تعالیٰ چاہے، پھر تم چاہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۹۳۔ ابن ماجہ (۲۱۱۷)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے، ہر ایک کی مرضی حتی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بھی اس کی مشیت کے تابع ہے۔

باب خروج الایمان و رجوعہ

ایمان کا نکلنا اور داخل ہونا

٩٣٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ وَكَانَ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيْمَانُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر سائبان کی طرح رہتا ہے، جب وہ باز آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۹۔ ابو داود (۴۶۹۰)، حاکم (۱/ ۲۲)، ابن مندہ فی الایمان (۵۱۹)

فوائد: یاد رہے کہ برائیوں کی وجہ سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ دن بدن گھٹتا رہتا ہے۔

باب علامۃ الایمان و الاثم

ایمان کی علامت اور گناہ

٩٣٩: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی ناگوار گزرے تو تو مومن ہے۔" اس نے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ((إِذَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ)).

کہا: اے اللہ کے رسول! گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکے تو اسے (گناہ سمجھ کر) چھوڑ دے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۵۰۔ احمد (۵/ ۲۵۱، ۲۵۲)، ابن حبان (۱۷۶)، حاکم (۱/ ۱۴)

فوائد: یاد رہے کہ نیکی اور برائی کا یہ قانون انتہائی سلیم الفطرت مومن کے لئے ہے۔ عام لوگوں کے پاس اتنا شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ یہ کلیہ اپنا سکیں۔

باب تحسين الجار مقبولة

پڑوسی کا (پڑوسی کو) اچھا کہنا مقبول ہے

۹۴۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ: أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ، وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ)).

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں نے نیکی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے پڑوسیوں کو یوں کہتا سنے کہ تو نے نیکی کی ہے، تو تو نے نیکی کی ہوگی اور جب ان کو یوں کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو تو نے برائی کی ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۲۷۔ النسائی فی مجلس من الامالی (۵۵/ ۲)، ابن ماجه (۴۲۲۳)، احمد (۱/ ۴۰۲)، عبد الرزاق (۱۹۷۴۹)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۳۳)

باب ذم التكفير واللعن

کافر بنانے اور لعنت کرنے کی مذمت

۹۴۱: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)).

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کو ''اے کافر!'' کہتا ہے، تو اس (کا گناہ) اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور مومن پر لعنت کرنا بھی اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۹۳۔ ۱۹۴)، البزار (الکشف: ۲۰۳۴، ۲۰۳۵) و (البحر: ۳۵۱۹)

باب:

باب:

۹۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے ساتھ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، (ہوا یہ کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے کھڑے ہو کر (کہیں چلے گئے)، واپس ہونے میں تاخیر کی، ہم ڈر گئے کہ (اللہ نہ کرے) کہیں آپ کو ہم سے پرے جاں بحق نہ کر دیا جائے۔ ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں

أَجِدُ لَهُ بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ۔ وَالرَّبِيعُ: الْجَدْوَلُ۔ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبُوهُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَاشَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ ،كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي! فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ: ((اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) وَقَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ: مَاهَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ: هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ۔ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَخَرَرْتُ لِإِسْتِي، فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى إِثْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَالَكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِإِسْتِي، قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ

تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑا، حتی کہ بنو نجار کے انصار کے باغ کے پاس پہنچ گیا، میں نے دروازے کی تلاش میں چکر لگایا، لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا۔ ایک چھوٹی نہر باہر کے کنوئیں سے باغ میں داخل ہو رہی تھی، میں سمٹ کر اس میں سے داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ابو ہریرہ ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ''تجھے کیا ہوا (ادھر کیوں آئے ہو)؟'' میں نے کہا: آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے، اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آنے میں دیر کی، ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم سے پرے آپ کو جان بحق نہ کر دیا جائے، سو ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں تھا۔ (میں تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر (فلاں سوراخ سے اس میں داخل ہو گیا)۔ بقیہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے دو جوتے دے کر مجھے فرمایا: ''ابو ہریرہ! یہ میرے جوتے لے کر جاؤ اور اس باغ سے پرے جس آدمی کو ملو، اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔'' مجھے سب سے پہلے سیدنا عمر ملے، انھوں نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے ہیں، آپ نے مجھے دے کر بھیجا ہے کہ میں جس آدمی کو ملوں، اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اسے جنت کی خوشخبری سنا دوں۔ (یہ بات سن کر) سیدنا عمر نے میرے سینے میں ضرب لگائی، میں سرین کے بل گر پڑا، انھوں نے کہا: ابو ہریرہ! واپس چلو۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چل پڑا اور غم کی وجہ سے زور سے رویا تھا، ادھر سے سیدنا عمر میرے پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! کیا ہوا؟'' میں نے کہا: میں

النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((فَخَلِّهِمْ)). [الصحيحة:۳۹۸۱]

سیدنا عمر کو ملا، اسے آپ کا پیغام سنایا، اس نے میرے سینے میں ضرب لگائی، میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا: چلو واپس۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''عمر! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا واقعی آپ نے سیدنا ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے کر بھیجا کہ وہ جس آدمی کو ملے، اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اسے جنت کی خوشخبری سنا دے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (میں نے بھیجا)۔'' سیدنا عمر نے کہا: آپ ایسا نہ کریں، مجھے اندیشہ کہ لوگ (اس قسم کی بشارتوں پر) توکل کر کے (عمل کرنا ترک کر دیں گے)، آپ لوگوں کو عمل کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''انھیں چھوڑ دو'' (یعنی یہ حدیث بیان نہ کرو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۱۔ مسلم (۳۱)، ابو عوانۃ (۱/ ۱۰۹)، ابونعیم فی المستخرج (۱۴۱)

باب اربعة من امور الجاهلية

۹۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَنْ يَدَعَهُنَّ النَّاسُ: النِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالْعَدْوٰى: أَجْرَبَ بَعِيْرٌ فَأَجْرَبَ مِئَةَ بَعِيْرٍ مَنْ أَجْرَبَ الْبَعِيْرَ الْأَوَّلَ؟ وَالْأَنْوَاءُ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا)). [الصحيحة:۷۳۵]

امور جاہلیت کے چار کام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے چار اوصاف میری امت میں موجود رہیں گے، یہ ان کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے: (۱) نوحہ کرنا، (۲) حسب و نسب میں طعن کرنا، (۳) بیماری کو متعدی قرار دیتے ہوئے کہنا: ایک خارشی اونٹ کی وجہ سے سو اونٹوں کو خارش لگ گئی، سوال یہ ہے کہ پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟ اور (۴) ستارے، یعنی یہ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۵۔ ترمذی (۱۰۰۱)، احمد (۲/ ۲۹۱، ۴۱۴)، طحاوی (۲/ ۳۷۸)، طیالسی (۲۳۹۵)

باب التحريم الاستسقاء بالنجوم

۹۴۴: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ

ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا حرام ہے

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلیت کے چار اوصاف پائے جائیں گے، وہ ان کو نہیں چھوڑیں گے: (۱) حسب (خاندانی عظمت) پر

فِي الْأَنْسَابِ، وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ)). [الصحيحة: ٧٣٤]

فخر کرنا' (۲) نسب پر طعن کرنا' (۳) ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ۷۳۴۔ مسلم (۹۳۴)' احمد (۵/ ۳۴۲' ۳۴۳' ۳۴۴' حاکم (۱/ ۳۸۳)' ابویعلی (۱۵۷۷)

اطاعة الله على كل حال رحمة

اللہ کی اطاعت ہر حال میں رحمت ہے

٩٤٥: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرَيْعٍ مَرْفُوعاً: ((أَرْبَعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْلُونَ بِحُجَّةٍ: رَجُلٌ أَصَمُّ لَا يَسْمَعُ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرَمٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُولُ: يَارَبِّ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئًا، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُولُ: جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ عَلَى الْفَتْرَةِ فَيَقُولُ: يَارَبِّ مَا أَتَانِي رَسُولُكَ، فَيَأْخُذُ مَوَاثِيقَهُمْ لَيُطِعْنَهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُولًا أَنِ ادْخُلُوا النَّارَ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوهَا لَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْداً وَسَلَاماً)). [الصحيحة: ١٤٣٤]

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت چار افراد اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کریں گے: بہرا' مجنون' انتہائی عمر رسیدہ اور فترہ (یعنی دو انبیاء کے درمیان کے وقفے) میں مرنے والا۔ بہرہ کہے گا: اے میرے ربّ! اسلام تو پہنچا تھا' لیکن میں سنتا نہیں تھا۔ مجنوں کہے گا: اسلام تو پہنچا تھا' لیکن بچے مجھے مینگنیاں مارتے تھے۔ عمر رسیدہ آدمی کہے گا: اسلام تو موصول ہوا تھا' لیکن میں سمجھتا نہیں تھا۔ فترہ میں مرنے والا کہے گا: اے میرے ربّ! میرے پاس تو تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے عہد و پیمان لے گا کہ وہ ضرور ضرور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف اپنا قاصد بھیجے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔'' پھر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو گی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۴۱)' احمد (۴/ ۲۴)' ابن حبان (۷۳۵۷)' الضیاء فی المختارة (۱۴۵۴)

دعوة الاسلام بتاكيد لمن كره بالاسلام

ناپسند کرنے والے کو بھی اسلام کی دعوت تاکید کے ساتھ دینا

٩٤٦: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((أَسْلِمْ)) قَالَ: أَجِدُنِي كَارِهاً۔ قَالَ: ((أَسْلِمْ وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا)). [الصحيحة ١٤٥٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''اسلام قبول کر۔'' اس نے کہا: مجھے ناپسند لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام قبول کر' اگرچہ تجھے ناپسند لگ رہا ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۴۔ احمد (۳/ ۱۰۹' ۱۸۱)' الضیاء فی المختارة (۱۹۹۰)' ابویعلی (۳۷۶۵)

من اسلم كان له من الأجر ما اسلف

جو اسلام لایا اس کو پہلے کی ہوئی نیکیوں کا بھی

من الخير — اجر ملے گا

۹٤۷: عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ مَرْفُوْعاً: ((أَسْلَمْتَ عَلٰى مَاأَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)) [الصحيحة:۲٤۸]

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جونیکیاں کر چکے ہو'ان سمیت اسلام لائے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۔ بخاری (۱۴۳۶)' مسلم (۱۲۳)' ابوعوانة (۱/ ۷۲۔ ۷۳)' احمد (۳/ ۴۰۲)

من شهد بالشهادتين فقد وقي من حر النار — جس نے شہادتیں کا اقرار کیا تو وہ آگ کی تپش سے بچالیا گیا

۹٤۸: عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي غُزَاةٍ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْعَدُوَّ قَدْ حَضَرَ وَهُمْ شِبَاعٌ، وَالنَّاسُ جِيَاعٌ؟ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَلَا نَنْحَرُنَوَاضِحَنَا فَنُطْعِمَهَا النَّاسَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ طَعَامٍ، فَلْيَجِئْ بِهٖ)) فَجَعَلَ يَجِيْئُ بِالْمُدِّ وَالصَّاعِ وَأَكْثَرَ وَأَقَلَّ فَكَانَ جَمِيْعُ مَا فِي الْجَيْشِ بِضْعاً وَعِشْرِيْنَ صَاعاً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ إِلٰى جَنْبِهٖ، وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوْا وَلَا تَنْتَهِبُوْا)) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ فِي جِرَابِهٖ وَفِي غِرَارَتِهٖ، وَأَخَذُوْا فِي أَوْعِيَتِهِمْ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْبِطُ كُمَّ قَمِيْصِهٖ فَيَمْلَأُهٗ فَفَرَغُوْا وَالطَّعَامُ كَمَا هُوَ! ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَأْتِي بِهِمَا عَبْدٌ مُحِقٌّ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ حَرَّالنَّارِ)). [الصحيحة:۳۲۲۱]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن شکم سیر ہو کر پہنچ چکا ہے اور ہم بھوکے ہیں (کیا بنے گا)؟ انصار نے کہا: کیا ہم اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا نہ دیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد کھانا ہے' وہ لے آئے۔'' کوئی ایک مد لے کر آیا تو کوئی ایک صاع اور کوئی زیادہ لے کر آیا تو کوئی کم۔ پورے لشکر میں سے چوبیس صاع جمع ہوئے۔ نبی ﷺ اس ڈھیر کے ساتھ بیٹھ گئے' برکت کی دعا کی' پھر فرمایا: ''لو اور لوٹو مت۔'' لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے' بوریاں اور برتن بھر لئے' حتی کہ بعض افراد نے اپنی آستینیں باندھ کر ان کو بھی بھر لیا' وہ سب فارغ ہو گئے اور اناج ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ حق کے ساتھ یہ دو (شہادتیں) لے کر آئے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے بچائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۱۔ ابویعلی (۲۳۰)' واللفظ له' البزار (الکشف : ۱۱)' و (البحر : ۲۶۲)' ابن ابی عمرو ابن ابی شیبة کما فی اتحاف الخیرة (۸۷۵۸'۸۷۵۹)

فوائد: مد اور صاع پیمانے ہیں' صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے اور مدّ صاع کا چوتھا حصہ ہوتا ہے۔

باب عبادة الله بالاخلاص — اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا

٩٤٩: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثاً سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**اُعْبُدِاللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَإِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا تُسْتَجَابُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّشْهَدَ الصَّلَاتَيْنِ الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ وَلَوْ حَبْوًا فَلْيَفْعَلْ**)). [الصحيحة: ١٤٧٤]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا: میں تمھیں حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے نبی ﷺ سے سنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمھیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردہ شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ وہ قبول ہوتی ہے اور جو آدمی عشاء اور فجر کی نمازوں میں آ سکتا ہے تو وہ آئے اگرچہ اسے گھسٹ کر آنا پڑے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۴۔ طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۲/ ۴۰) و ابن عساکر (۴۷/ ۹۱، ۹۲)، بیهقی فی الشعب (۱۰۵۴۴)، ومسدد کما فی اتحاف الخیرة (۹۵۰۱)

٩٥٠: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ: ((**اُعْبُدِاللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ**)). [الصحيحة: ١٤٧٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے کسی حصے کو پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کی عبادت کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم اجنبی یا مسافر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۳۔ احمد (۲/ ۱۳۲)، ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۱۱۵)، الآجری فی الغرباء (۲۱)

فوائد: اس طرح عبادت کرنے سے خشوع، مٹھاس اور شوق میں اور اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح دنیا میں رہنے سے زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور آدمی دنیا کی خرافات سے بچا رہتا ہے۔

باب التعجيل بالحسنة بعد السيئة

برائی کرنے کے بعد نیکی کرنے میں جلدی کرنا

٩٥١: عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((**اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ، وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً[فَاعْمَلْ] بِجَنْبِهَا حَسَنَةً، السِّرَّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ**)). [الصحيحة: ١٤٧٥]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اپنے آپ کو مردہ تصور کرو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جب برائی کا ارتکاب کر بیٹھو تو اس کے ساتھ ہی نیکی کر لینا (تاکہ برائی کا اثر زائل ہو جائے)، مخفی برائی کے بدلے نیکی بھی مخفی کی جائے اور اعلانیہ برائی کے بدلے نیکی بھی اعلانیہ کی جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۷۵)، ابن ابی شیبة (۱۳/ ۲۲۵)، عن ابی معاویة قال قال معاذ فذکره

الامور الذی ینجی من عذاب الله

۹۵۲: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَمِيلٍ لَهُ، عَنْ أَبِيهِ۔ وَكَانَ أَبُوهُ يُكْنَى أَبَا الْمُنْتَفِقِ۔ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَفَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى اخْتَلَفَتْ عُنُقُ رَاحِلَتِي وَعُنُقُ رَاحِلَتِهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنْبِئْنِي بِعَمَلٍ يُنْجِيْنِي مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَيُدْخِلُنِي جَنَّتَهُ قَالَ:((اُعْبُدِاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَأَدِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَحُجَّ وَاعْتَمِرْ، قَالَ أَشْهَدُ: وَأَظُنُّهُ قَالَ: وَصُمْ رَمَضَانَ. وَانْظُرْ مَاذَا تُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوْهُ فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَاتَكْرَهُ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ فَذَرْهُمْ مِنْهُ)). [الصحيحة: ۱٤۷۷]

وہ امور جو اللہ کے عذاب سے نجاۃ دینے والے ہیں

محمد بن جحادہ، ایک آدمی سے، وہ اپنے ایک دوست سے، اپنے باپ ابومنتفق سے روایت کرتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں عرفہ مقام پر نبی ﷺ کے پاس آیا، میں آپ کے اتنا قریب ہوا، کہ میری سواری کی گردن آپ کی سواری کی گردن کے ساتھ لگ گئی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتایئے جو مجھے اللہ کے عذاب سے نجات دلائے اور جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز قائم کرو، فرض زکاۃ ادا کرو، حج کرو، عمرہ کرو اور رمضان کے روزے رکھو، مزید دیکھو کہ تم لوگوں کی طرف سے اپنے لئے کیا پسند کرتے ہو، وہی سلوک ان کے ساتھ کرو اور جو چیز لوگوں کی طرف سے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، ان کو بھی اس سے محفوظ رکھو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۷۔ طبرانی فی الکبیر (۳۲۲۲)، احمد (۳/ ۴۷۲، ۴۷۲/ ۳۸۳)، من طریق آخر

باب ترجیح المؤمن للعتق

۹۵۳: عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ إِلَيَّ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً، وَإِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً سَوْدَاءَ نُوبِيَّةً؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْعُ بِهَا)) فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّكِ ؟)) قَالَتِ: اللّٰهُ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا ؟)) قَالَتْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)). [الصحيحة: ۳۱٦۱]

غلام آزاد کرنے کے لیے مومن کو ترجیح دینا

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں نے مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کروں اور میرے پاس (مصر کے جنوبی حصے میں واقع) نوبی قوم کے وطن کی ایک لونڈی ہے، (تو کیا میں اسے آزاد کر دوں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بلاؤ۔“ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تیرا ربّ کون ہے؟“ اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مومنہ ہے، تم اسے آزاد کر سکتے ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۱۔ ابوداود (۳۲۸۳)، نسائی (۳۶۸۳)، احمد (۴/ ۲۲۲)، ابن حبان (۱۶۵)

باب افضل الایمان الصبر و السماحة

افضل ایمان صبر اور درگزر کرنا ہے

٩٥٤: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)).

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر کرنا اور عفو و درگزر کرنا افضل ایمان ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۵۔ الدیلمی (۱/ ۱/ ۱۲۸)، عن معقل رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۴۳)، عن جابر رضی اللہ عنہ

افضل العمل

افضل ترین عمل......

٩٥٥: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)).

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا افضل عمل ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۰۔ ابن حبان (۳۶۱)، معلولا جدا وفی سندہ ابراھیم بن ھشام الغسانی قال ابو حاتم: کذاب، بخاری (۲۵۱۸)، مسلم (۸۴)، من طریق آخر عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

افضل المومن والجهاد

افضل مومن اور جہاد کون سا ہے؟

٩٥٦: عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفْضَلُ إِسْلَاماً؟ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِسْلَاماً مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَأَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَأَفْضَلُ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ جَاهَدَ لِنَفْسِهِ وَهَوَاهُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ)) قَالَ: أَنْتَ قُلْتَهُ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَهُ [الصحيحة: ١٤٩١]

علاء بن زیاد کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کون سے مومن بلحاظ اسلام کے افضل ہیں؟ انھوں نے کہا: ''اسلام کے لحاظ سے افضل مومن وہ ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرنا افضل جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس اور خواہش کا مقابلہ کرنا افضل ہجرت ہے۔'' اس نے کہا: اے عبد اللہ بن عمرو! یہ باتیں آپ کی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۱۔ ابن نصر فی الصلاۃ (۶۳۹)

اى الهجرة أفضل

کون سی ہجرت افضل ہے؟

٩٥٧: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحيحة: ٥٥٣]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا افضل ہجرت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۳۔ احمد (۴/ ۳۸۵)، عبد بن حمید (۳۰۰)

فوائد: گویا ایسے مہاجر نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر مسلمان اپنی ذات اور غیر کی خوشی کے لیے کئی ایسے اعمال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من قبل الاسلام فقد افلح

۹۵۸: عَنْ فضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كِفَافاً، وَقَنَعَ بِهِ)).

جس نے اسلام قبول کیا تو وہ فلاح پا گیا

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ آدمی کامیاب و کامران ہو گیا جو اسلام کی طرف ہدایت پا گیا اور اس کی گزر بسر کا سامان برابر سرابر ہے' لیکن وہ اس پر قناعت کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۶۔ حاکم (۴/ ۱۲۲)' ترمذی (۲۳۴۹)' ابن حبان (۷۰۵)' احمد (۶/ ۱۹)

باب قتال الناس مالم یشھدوا بالشھادتین

۹۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيُؤْمِنُوْا بِي وَبِمَاجِئْتُ بِه، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٤٠١]

جب تک شہادتین کی گواہی نہ دیں لوگوں سے لڑنے کا حکم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں گا جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اپنے خونوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے' مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۱۔ مسلم (۳۴/ ۲۱)' بخاری (۲۹۴۶)

☆ ''مگر اسلام کے حق کی وجہ سے'' کا مطلب یہ کہ اگر قبولِ اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابلِ حد ہے' تو وہ حد اس پر نافذ ہوگی' جیسے: چوری کی وجہ سے ہاتھ کا کٹنا' زنا کی وجہ سے سو کوڑے لگنا یا سنگسار کیا جانا' ناحق قتل کے قصاص میں قتل کیا جانا۔

باب: اذا سلم الکافر تولاہ المسلمون

۹۶۰: عَنْ أَبِي صَخْرِ الْعُقَيْلِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوْبَةً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِي، قُلْتُ: لَأَلْقَيَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ، فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ قَالَ: فَتلقَّانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ، يَمْشُوْنَ فَبَعَثْهُمْ فِي أَقْفَائِهِمْ حَتّٰى أَتَوْا عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ نَاشِراً التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّي بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنِ

باب:

ابو صخر عقیلی کہتے ہیں: مجھ سے ایک بدو نے بیان کیا، کہتا ہے: میں رسول اللہ کی زندگی میں مدینہ میں کچھ سامانِ تجارت لایا' جب میں تجارت سے فارغ ہوا تو کہا: میں ضرور اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اس کی باتیں سنوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے' آپ نے ان کو پیچھے بھیج دیا' ہم ایک یہودی کے پاس گئے' وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا' اس کے ذریعے اپنے آپ کو تسلی دے

لَهُ فِي الْمَوْتِ، كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ! هَلْ تَجِدُ فِي كِتَابِكَ صِفَتِي وَمَخْرَجِي؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا، أَيْ: لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِي وَالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ! إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الْيَهُوْدِيَّ عَنْ أَخِيْكُمْ)) يَعْنِي: ابْنَ الْيَهُوْدِيِّ الَّذِي أَسْلَمَ، ثُمَّ وَلِيَ كَفَنَهُ وَحَنَّطَهُ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

رہا تھا، کیونکہ اس کا حسین و جمیل نوجوان بیٹا موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تجھے تورات نازل کرنے والی ذات کی قسم دیتا ہوں! کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتا ہے؟'' اس نے سر سے نہیں میں اشارہ کیا۔ لیکن اس کے بیٹے نے کہا: جی ہاں، تورات کو نازل کرنے والی ذات کی قسم! ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتے ہیں اور میں اب گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس یہودی کو اپنے بھائی سے ہٹا دو۔'' آپ کی مراد یہودی کا بیٹا تھا، جس نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام و انصرام کیا، اسے حنوط خوشبو لگائی اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۹۔ احمد (۵/ ۴۱۱)، ابن سعد (۱/ ۱۸۵)

باب التعجیل بالشھادتین قبل الموت

موت سے پہلے پہلے شہادتین کا اقرار کرنے میں جلدی کرنا

۹۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَكْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوْهَا مَوْتَاكُمْ)).

[الصحيحة: ٤٦٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمھارے اور اس کے مابین رکاوٹ حائل ہو جائے اور قریب المرگ لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۷۔ ابویعلی (۶۱۴۷)، ابن عدی (۴/ ۱۳۲۴)، خطیب فی التاریخ (۳/ ۳۸)

فوائد: یعنی کثرت سے یہ کلمہ پڑھا کرو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

امور الاربعة من النجاة

نجات والے چار کام

۹۶۲: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ: أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئاً، وَلَا تَقْتُلُوْا

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''خبردار! یہ چار چیزیں ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی نفس کو قتل نہ

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ. إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَسْرِقُوْا)). قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَشَحَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّي إِذَا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

کرنا مگر حق کے ساتھ، زنا نہ کرنا اور چوری نہ کرنا۔" جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں، تو اب ان کو بیان کرنے میں کسی قسم کی بخیلی نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۹۔ احمد (۴/ ۳۳۹)، طبرانی (۶۳۱۶، ۶۳۱۷)، نسائی فی الکبری (۱۱۳۷۳)، حاکم (۴/ ۳۵۱)

فوائد: اسلام میں تین افراد کو قتل کرنا حق ہے: (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی اور (۳) مرتد۔

باب: من الحزم الوتر قبل النوم

باب: سونے سے قبل وتر پڑھنا دور اندیشی ہے

۹۶۳: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أَتُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَاتَزِيْدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَّذِيْ لَايَنَامُ حَتّٰى يُوْتِرَ حَازِمٌ)). [الصحيحة: ۲۲۰۸]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عشاء کی نماز مسجدِ نبوی میں پڑھتا تھا، اس کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتا تھا۔ مجھے کہا جاتا تھا: ابواسحٰق! آپ نمازِ وتر کی ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں، زیادہ نہیں پڑھتے (کیا وجہ ہے)؟ میں کہتا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "وہ دور اندیشی سے کام لے رہا ہے جو سونے سے پہلے وتر ادا کر لیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۰۸۔ احمد (۱/ ۱۷۰)

باب: الصوم والصدقة عن الوالد المسلم

باب: مسلم والد کی طرف سے روزہ وصدقہ کا بیان

۹۶۴: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِئَةَ بُدْنَةٍ، وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بُدْنَةً، وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ، فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٤٨٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عاص بن وائل نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی کہ وہ سو اونٹ ذبح کرے گا (لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے مر گیا)، اس کے بیٹے ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے تھے اور دوسرے بیٹے سیدنا عمرو نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا اور تو اس کی طرف روزہ رکھتا یا صدقہ کرتا تو اسے فائدہ ہوتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۴۔ احمد (۲/ ۱۸۲)، ابن ابی شیبۃ (۳/ ۳۸۶، ۳۸۷)، ابو داود (۲۸۸۳)، بیہقی (۶/ ۲۷۹)

تقليد العلماء كعبادتهم

علماء کی تقلید محض ان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے

۹۶۵: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا

وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ! اِطْرَحْ هٰذَا الْوَثَنَ)) وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ: [فَقُلْتُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ]؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ، وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ، شَيْئًا حَرَّمُوْهُ،[فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ])). [الصحيحة:٣٢٩٣]

اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عدی! اس بت کو پھینک دے۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کو سورۂ براءۃ کی یہ آیت پڑھتے سنا: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں نے کہا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جا! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ کوئی چیز حلال کرتے تو ان کو ماننے والے اس چیز کو حلال سمجھتے اور جب وہ کوئی چیز حرام کرتے تو وہ اسے حرام سمجھتے، تو ایسا کرنا ان کی عبادت ہوئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۰۶)، ترمذی (۳۰۹۵)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۹۲)

متى يقتل بكافر

کافر سے لڑائی کب تک کی جائے گی؟

٩٦٦. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنْ يَّسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَيَأْكُلُوْا ذَبِيْحَتَنَا، وَأَنْ يُّصَلُّوْا صَلَاتَنَا، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ [فَقَدْ] حُرِمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ)). [الصحيحة:٣٠٣]

سیدنا انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، (نیز) وہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری نماز پڑھیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے سوائے اسلام کے حق کے، انھیں وہی حقوق ملیں گے جو مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو عام مسلمانوں پر ہوتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۔ ابو داود (۲۶۴۱)، ترمذی (۲۶۰۸)، نسائی (۳۹۷۲)، احمد (۳/ ۱۹۹)، بخاری (۳۹۲، ۳۹۲، ۳۹۳)

٩٦٧. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٤٠٧]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ''لا الہ الا اللّٰہ'' نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ ''لا الہ الا اللّٰہ'' کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے مال و جان کو محفوظ کر لیں گے سوائے حق اسلام کے، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہو گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۷۔ بخاری (۱۳۹۹، ۱۴۰۰)، مسلم (۲۰)، ابو داود (۱۵۵۶)، ترمذی (۲۶۰۷)، نسائی (۳۰۹۴)

٩٦٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة: ٤٠٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں' یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (اس توحید و رسالت کے اقرار کے بعد) وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیں گے' سوائے حق اسلام کے۔ (یعنی زکوۃ' قصاص وغیرہ) اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۸۔ بخاری (۲۵)' مسلم (۲۲)

٩٦٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ. لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾))

[الصحيحة: ٤٠٩]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑتا رہوں' جب تک وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہیں گے' تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے' سوائے حق اسلام کے اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ترجمہ: ﴿آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں﴾

تخریج: الصحیحة ۴۰۹۔ مسلم (۱۲۸)' ۲۱' ترمذی (۳۳۴۱)' احمد (۳/ ۳۰۰)

باب الآداب الجامع

جامع ترین آداب

٩٧٠: عَنْ جَابِرٍ: ((أَمَرَنَا بِأَرْبَعٍ، وَنَهَانَا عَنْ خَمْسٍ: ۱. إِذَا رَقَدْتَ فَأَغْلِقْ بَابَكَ. ۲. وَأَوْكِ سِقَاءَكَ، ۳. وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ، ۴. وَأَطْفِ مِصْبَاحَكَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً، وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءً، وَإِنَّ الْفَأْرَةَ الْفُوَيْسِقَةَ تُحْرِقُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ. ۱. وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ، ۲. وَلَا تَشْرَبْ بِشِمَالِكَ ۳. وَلَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، ۴. وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ، ۵.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چار چیزوں کا حکم دیا اور پانچ چیزوں سے منع کیا: (۱) سوتے وقت دروازہ بند کرنا' (۲) مشکیزے کا منہ باندھنا' (۳) برتن ڈھانکنا اور (۴) (سوتے وقت) چراغ بجھا دینا' کیونکہ شیطان (بند کیا ہوا) دروازہ نہیں کھولتا' مشکیزے کا منہ نہیں کھولتا' برتن سے اس کا ڈھکن نہیں اتارتا اور یہ فاسق جانور چوہیا (جلتے چراغ کی وجہ سے) سے گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتی ہے۔ (جن پانچ چیزوں سے منع کیا وہ یہ ہیں:) (۱) بائیں ہاتھ سے نہیں کھانا' (۲) بائیں ہاتھ سے

وَلَاتَحْتَبِ فِي الْإِزَارِ مُفْضِيًا)).

[الصحيحة:٢٩٧٤]

نہیں پینا' (۳) ایک جوتے میں نہیں چلنا' (۴) چادر کو ہر طرف سے اس طرح نہیں لپیٹنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ نکل سکیں اور (۵) اس طرح حبوہ نہیں باندھنا کہ شرمگاہ نظر آ رہی ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۴۔ ابن حبان (۱۲۷۳)' ابو عوانۃ (۵/ ۵۰۸)' و مسلم (۲۰۹۹)' احمد (۳/ ۲۹۷۔ ۲۹۸)' مختصراً

☆ حبوہ: کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھا کر بیٹھنا۔

باب لا يقبل عمل الكافر

کافر کے عمل قبول نہ کیے جائیں گے

۹۷۱: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: جَاءَ حُصَيْنٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ مَاتَ قَبْلَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)) فَمَا مَضَتْ عِشْرُوْنَ لَيْلَةً حَتّٰى مَاتَ مُشْرِكًا۔

[الصحيحة:٢٥٩٢]

سیدنا عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں: حصین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ایک آدمی صلہ رحمی اور مہمانوں کی میزبانی تو کرتا تھا' لیکن وہ آپ سے پہلے فوت ہو گیا' (اب اس کی ان نیکیوں کا کیا بنے گا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنمی ہیں۔'' ابھی تک بیس دن نہیں گزرے تھے کہ وہ شرک کی حالت میں مر گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۲۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۵۲)

باب: جواب من خلق الله؟

باب:

۹۷۲: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِيْهِ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ فَيَقُوْلُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقْرَأْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُذْهِبُ عَنْهُ)). [الصحيحة:١١٦]

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس شیطان آ کر یہ کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ دوبارہ کہے گا: اچھا تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اگر ایسا وسوسہ پیدا ہو جائے تو یہ دعا پڑھنی ہے: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا'' اس عمل سے وہ وسوسہ ختم ہو جائیگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۔ احمد (۶/ ۲۵۷)' ابو یعلی (۴۷۰۴)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۶۴۸' ۶۴۹)

باب الذي يقرء القرآن و مع ذمه يخرج عن الاسلام

اس شخص کے بارے میں کہ جو قرآن بڑی عمدگی کے ساتھ پڑھے گا اس کے باوجود اسلام سے نکل جائے گا

۹۷۳: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ

سیدنا حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے حق میں سب سے زیادہ ڈر اس آدمی سے ہے جو

الْقُرْآنَ، حَتّٰى إِذَا رُئِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ، وَكَانَ رِدْءً ا لِلْإِسْلَامِ، إِنْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، وَسَعٰى عَلٰى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ، قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّهُمَا أَوْلٰى بِالشِّرْكِ، الرَّامِي أَوِ الْمَرْمِيُّ؟ قَالَ: بَلِ الرَّامِي)). [الصحيحة: ۳۲۰۱]

قرآن مجید پڑھے گا' جب قرآن کی رونق اس پر نظر آنے گی اور اسے اسلام کا پشت پناہ سمجھا جائے گا' تو وہ اسلام سے نکل جائے گا' اسے پشت کے پیچھے پھینک دے گا' اپنے پڑوسی پر تلوار اٹھائے گا اور اس پر شرک کا الزام دھرے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے مشرک ہونے کے فتویٰ کا زیادہ حق دار الزام لگانے والا ہے یا جس پر الزام لگایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''الزام لگانے والا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۱۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۰۱)' ابویعلی (اتحاف الخیرۃ: ۸۰۰۷)' ابن حبان (۸۱)

باب الذم الريا هو الشرك الاصغر

ریا کاری کی مذمت جو کہ شرک اصغر ہے

۹۷۴: عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ. قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ الرِّيَاءُ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟!)) [الصحيحة: ۹۵۱]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ' جن کے سامنے دنیا میں ریا کاری کرتے تھے اور دیکھو کہ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۵۱۔ احمد (۵/ ۴۲۸۔ ۴۲۹)' ابو محمد الضراب فی ذم الریاء (۳۱)' بغوی (۴۱۳۵)

باب ارواح المؤمنين في اجواف طير خضر

مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں

۹۷۵: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ كَعْبًا الْوَفَاةُ دَخَلَتْ عَلَيْهِ أُمُّ مُبَشِّرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنْ لَقِيْتَ ابْنِيْ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ۔ فَقَالَ: يَغْفِرُاللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ! نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! أَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کعب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ام مبشر بنت براء بن معرور ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اگر میرے بیٹے سے ملاقات ہوئی تو اسے میرا سلام کہنا۔ انھوں نے کہا: ام مبشر! اللہ تجھے معاف کرے' ہم مشغول ہوں گے' ایسا کام نہیں کر سکیں گے۔ اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! متنبہ رہو! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعَلَّقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: بَلٰى قَالَتْ: فَهُوَ ذَاكَ۔ [الصحيحة: ٩٩٥]

نہیں سنا: ''بیشک مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں' وہ جنت کے درختوں سے چمٹے رہتے ہیں۔'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں (میں نے سنا ہے)۔ اس نے کہا: یہی بات ہے (جو میں کہہ رہی ہوں)۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۵۔ ابن ماجہ (۱۴۴۹)' الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۲۱۰/ ۱)' ابن مندہ فی المعرفۃ (۲/ ۲۶۳/ ۱)' احمد (۳/ ۴۵۵)

باب: من هم الغرباء الذين لهم طوبى

باب: بشارت کے حامل غرباء کون ہیں؟

٩٧٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا، وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ، قِيْلَ: مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ))۔ [الصحيحة: ١٢٧٣]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اسلام کی ابتدا ہوئی تو وہ اجنبی (اور نامانوس) تھا اور عنقریب دوبارہ اجنبی بن جائے گا' سو (اس دین کو اپنانے والے) غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہیں جو لوگوں کے بگاڑ کے وقت ان کی اصلاح کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۳۔ ابوعمرو الدانی فی السنن الواردۃ فی الفتن (۲۸۸)' الآجری فی الغرباء (۱/ ۲)' ترمذی (۲۶۲۹)' ابن ماجہ (۳۹۸۸)

اذا ستودع الله شيئاً فحفظه

جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کر دی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے

٩٧٧: عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْعِرَاقِ، وَشَيَّعَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَلَمَّا فَارَقَنَا، قَالَ: إِنِّي لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ أُعْطِيْكُمْ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ)) وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ۔ [الصحيحة: ٢٥٤٧]

مجاہدؒ کہتے ہیں: میں عراق کی طرف گیا' سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں وداع کرنے کے لئے ہمارے ساتھ چلے' جب وہ ہم سے جدا ہونے لگے تو انھوں نے کہا: تمھیں دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور میں تمھارے دین' امانت اور خاتمۂ اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلہ (۵۰۹)' ابن حبان (۲۶۹۳)' بیہقی (۹/ ۱۷۳)

لا يقبل توبة الكافر المرتد

مرتد کافر کی توبہ قبول نہیں ہے

۹۷۸: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَكِيْمٍ [بْنِ حِزَامٍ] عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. لَا يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدٍ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ)).

[الصحيحة:٢٥٤٥]

معاویہ بن حکیم بن حزام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں کرتے جو اسلام کے بعد پھر کفر کر جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۵۔ احمد (۴/ ۴۴۶' ۵/ ۳۴)' نسائی فی الکبری (۱۱۴۳۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۴۲۵)

باب: اشرف حدیث فی صفة الاولیاء

باب:

۹۷۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. قَالَ: مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا زَالَ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيْذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ)).

[الصحيحة:١٦٤٠]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی' میرا اس سے اعلان جنگ ہے' میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں' ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے (یعنی فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے (بھی) میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے (اس کے ذوقِ عبادت' فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے) محبت کرتا ہوں تو (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے وہ ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور اس سے پناہ دیتا ہوں اور کسی چیز کو سرانجام دینے سے مجھے کوئی تردد نہیں ہوتا' سوائے مومن کا نفس قبض کرنے کے' کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے اس کا غم و اندوہ ناپسند لگتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۰۔ بخاری (۶۵۰۲)' ابونعیم فی الحلیة (۱/ ۴)' بغوی فی شرح السنة (۱۲۴۸)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ ان صفات کا حامل اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے' اللہ اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور اس کے

اعضا کی نگرانی کرتا ہے' چنانچہ وہ اپنے کانوں سے وہی کچھ سنتا ہے اور آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ علی ہذا القیاس

یحسن الظن بالرب

۹۸۰: عَنْ یُوْنُسَ بْنِ مَیْسَرَةَ بْنَ حَلْبَسٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ فَدَخَلَ عَلَیْهِ وَاثِلَةُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَیْهِ مَدَّ یَدَهُ، فَأَخَذَ بِیَدِهٖ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ لِأَنَّهُ بَایَعَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: یَایَزِیْدُ کَیْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ؟ قَالَ: حَسَنٌ، قَالَ: أَبْشِرْ فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، إِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ)). [الصحیحة:۱۶۶۳]

رب کے ساتھ اچھے گمان رکھنے چاہییں

یونس بن میسرہ بن حلبس کہتے ہیں: ہم یزید بن اسود کے پاس گئے اور سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب یزید نے ان کو دیکھا تو اپنا ہاتھ لمبا کر کے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے اور سینے پر اس لئے پھیرا کہ انھوں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا: یزید! اپنے رب کے بارے میں کیا گمان ہے؟ اس نے کہا: اچھا ظن رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: خوش ہو جاؤ' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے (کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے میں) اس کے گمان کے مطابق ہوں' اچھے گمان کے بدلے معاملہ بھی اچھا اور برے گمان کے بدلے معاملہ بھی برا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۷۹۵۱)' والکبیر (۲۲/ ۸۹۔ ۹۰)' ابو نعیم فی حلیة (۹/ ۳۰۶)' احمد (۳/ ۴۹۱)

باب: وجوب الاخذ بالیسر

۹۸۱: عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا فِی الْمَسْجِدِ یُطِیْلُ الصَّلَاةَ، فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِمَنْکِبِهٖ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَضِیَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْیُسْرَ، وَکَرِهَ لَهُمُ الْعُسْرَ (قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) وَإِنَّ هٰذَا أَخَذَ بِالْعُسْرِ، وَتَرَكَ الْیُسْرَ)). [الصحیحة: ۱۶۳۵]

باب: آسانی اختیار کرنے کا بیان

سیدنا محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر موصول ہوئی کہ فلاں بندہ مسجد میں لمبی نماز ادا کر رہا ہے' آپ ﷺ اس کے پاس آئے' اس کے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کیا ہے (یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی) جبکہ اس بندے نے تنگی کو اختیار کیا ہے اور آسانی کو ترک کر دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۵۔ الواحدی فی الوسیط (۱/ ۴۸۲)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۹۸)' احمد (۵/ ۳۲)

باب: سبب نزول ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ﴾ الایة وان الکفر العملی غیر الاعتقادی

باب:

۹۸۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

أَنْزَلَ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ وَ ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنْزَلَهَا اللّٰهُ فِي الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْيَهُوْدِ، وَكَانَتْ إِحْدَاهُمَا قَدْ قَهَرَتِ الْأُخْرٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى ارْتَضَوْا وَاصْطَلَحُوْا عَلٰى أَنَّ كُلَّ قَتِيْلٍ قَتَلَهُ (الْعَزِيْزَةُ) مِنَ الذَّلِيْلَةِ فَدِيَتُهُ خَمْسُوْنَ وَسَقاً، وَكُلَّ قَتِيْلٍ قَتَلَهُ (الذَّلِيْلَةُ) مِنَ (الْعَزِيْزَةِ) فَدِيَتُهُ مِئَةُ وَسَقٍ، فَكَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِيْنَةَ، فَذَلَّتِ الطَّائِفَتَانِ كِلْتَاهُمَا لِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَوْمَئِذٍ لَمْ يَظْهَرْ وَلَمْ يُوَطِّئْهُمَا عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصُّلْحِ، فَقَتَلَتِ (الذَّلِيْلَةُ) مِنَ (الْعَزِيْزَةِ) قَتِيْلاً فَأَرْسَلَتِ (الْعَزِيْزَةُ) إِلَى (الذَّلِيْلَةِ) أَنِ ابْعَثُوْا إِلَيْنَا بِمِئَةِ وَسَقٍ، فَقَالَتِ (الذَّلِيْلَةُ) وَهَلْ كَانَ هٰذَا فِي حِيْنٍ قَطُّ دِيْنُهُمَا وَاحِدٌ، وَنَسَبُهُمَا وَاحِدٌ، وَبَلَدُهُمَا وَاحِدٌ، دِيَةُ بَعْضِهِمْ نِصْفُ دِيَةِ بَعْضٍ؟ إِنَّا إِنَّمَا أَعْطَيْنَاكُمْ هٰذَا ضَيْماً مِنْكُمْ لَنَا، وَفَرَقاً مِنْكُمْ فَأَمَّا إِذْ قَدِمَ مُحَمَّدٌ فَلَا نُعْطِيْكُمْ ذٰلِكَ، فَكَادَتِ الْحَرْبُ تَهِيْجُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ ارْتَضَوْا عَلٰى أَنْ يَّجْعَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ ذَكَرَتِ (الْعَزِيْزَةُ) فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا مُحَمَّدٌ بِمُعْطِيْكُمْ مِنْهُمْ ضِعْفَ مَا يُعْطِيْهِمْ مِنْكُمْ، وَلَقَدْ صَدَقُوْا، مَا أَعْطَوْنَا هٰذَا إِلَّا ضَيْماً مِنَّا، وَقَهْراً لَهُمْ، فَدَسُّوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ مَنْ يُخْبِرُكُمْ رَأْيَهُ، إِنْ أَعْطَاكُمْ

نازل کیں: ﴿اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں﴾ اور ﴿وہ لوگ ظالم ہیں﴾ اور ﴿وہ لوگ فاسق ہیں﴾ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات یہودیوں کے دو گروہوں کے بارے میں نازل کیں‘ ان میں سے ایک نے دورِ جاہلیت میں دوسرے کو زیر کر لیا تھا‘ حتی کہ وہ راضی ہو گئے اور اس بات پر صلح کر لی کہ عزیزہ قبیلے نے ذلیلہ قبیلے کا جو آدمی قتل کیا‘ اس کی دیت پچاس وسق ہو گی اور ذلیلہ نے عزیزہ کا جو آدمی قتل کیا اس کی دیت سو (100) وسق ہو گی‘ وہ اسی معاہدے پر برقرار تھے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے‘ آپ ﷺ کے آنے سے وہ دونوں قبیلے بے وقعت ہو گئے‘ حالانکہ ابھی تک آپ ان پر غالب آئے تھے نہ کسی سے کوئی معاملہ کیا تھا‘ بلکہ ابھی تک صلح و صفائی کا زمانہ تھا۔ اُدھر ذلیلہ نے عزیزہ کا بندہ قتل کر دیا‘ عزیزہ نے ذلیلہ کی طرف پیغام بھیجا کہ سو وسق ادا کرو۔ ذلیلہ والوں نے کہا: جن قبائل کا دین ایک ہو‘ نسب ایک ہو اور شہر ایک ہو‘ تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کی دیت دوسرے کی بہ نسبت نصف ہو؟ ہم تمھارے ظلم و ستم کی وجہ سے تمھیں (سو وسق) دیتے رہے‘ اب جبکہ محمد (ﷺ) آ چکے ہیں‘ ہم تمھیں نہیں دیں گے۔ ان کے مابین جنگ کے شعلے بھڑکنے والے ہی تھے کہ وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ پر بحیثیتِ فیصل راضی ہو گئے۔ عزیزہ کے ورثاء آپس میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) تمھارے حق میں دوگنا کا فیصلہ نہیں کریں گے‘ ذلیلہ والے ہیں بھی سچے کہ وہ ہمارے ظلم و ستم اور قہر و جبر کی وجہ سے دوگنا دیتے رہے‘ اب محمد (ﷺ) کے پاس کسی آدمی کو بطورِ جاسوس بھیجو جو تمھیں ان کے فیصلے سے آگاہ کر سکے‘ اگر وہ تمھارے ارادے کے مطابق فیصلہ کر دیں تو تم اسے حَکَم تسلیم کر لینا اور اگر انھوں نے ایسے نہ کیا تو محتاط رہنا اور انھیں فیصل تسلیم نہ کرنا۔ سو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ منافق لوگوں کو

مَاتُرِيْدُوْنَ حَكَّمْتُوْهُ، وَإِنْ لَّمْ يُعْطِكُمْ حَذِرْتُمْ فَلَمْ تُحَكِّمُوْهُ، اللّٰهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَمْرِهِمْ كُلِّهِ وَمَا أَرَادُوْا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَايَحْزُنْكَ الَّذِيْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا﴾ إلى قوله: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: فِيْهِمَا وَاللّٰهِ نَزَلَتْ، وَإِيَّاهُمَا عَنَى اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.))

بطورِ جاسوس بھیجا، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی تمام سازشوں اور ارادوں سے آگاہ کر دیا اور یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اے رسول! آپ ان لوگوں کے پیچھے نہ کڑھیے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعوی کرتے لیکن حقیقتًا ان کے دل باایمان نہیں ...... اور جو اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۱-۴۴) پھر کہا: اللہ کی قسم! یہ آیتیں انہی دونوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہی لوگ تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۵۲- احمد (۱/ ۲۴۶)، طبرانی (۱۰۷۳۲)، ابن جرير طبری (۱۰۷۳۲)، ابوداود (۳۵۷۶)

تاييد هذا الدين بالرجل الفاجر
فاسق و فاجر آدمی کے ذریعہ اس دین کی مدد کرانا

۹۸۳: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر آدمی سے بھی مدد فرماتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۶۴۹- ابن حبان (۴۵۱۸)، طبرانی فی الكبير (۸۹۶۳، ۹۰۹۴)، من حديث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بخاری (۴۲۰۴)، مسلم (۱۱۱)، عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ

فوائد: عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے دین اور بے نماز شخص بھی دین کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیتا ہے مثلاً بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد بنوادی۔ یا جرأت کا اظہار کرتے ہوئے دینی پروگرام کروادیا۔ یا کسی اہم موقعہ پر کسی گستاخ رسول ﷺ کو جہنم رسید کر دیا۔ یا کسی موڑ پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اس طرح اللہ دین کا کام ایک فاجر و فاسق شخص سے لے لیتے ہیں۔

باب ضحك الله
اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں

۹۸٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. يَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَيُدْخِلُهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُوْنُ أَحَدُهُمَا كَافِراً فَيَقْتُلُ الْآخَرَ، ثُمَّ يُسْلِمُ فَيَغْزُوْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ)). [الصحيحة:۲۵۲۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنستا ہے، جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کافر ہوتا ہے، جو دوسرے مومن کو شہید کر دیتا ہے، پھر وہ مسلمان ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۵۲۵- احمد (۲/ ۵۱۱)، ابن خزيمة فی التوحيد (۲/ ۵۷۲)، دارقطنی فی الصفات (۳۱)، وقد تقدم برقم (۴۷۴)

باب بعوث المجدد على راس مائة

٩٨٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِئَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا)).

[الصحيحة:٥٩٩]

ہر سو سال بعد دین کی تجدید کرنے والا پیدا ہو گا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے بعد دین کی تجدید کرنے کے لئے بعض افراد کو بھیجتا رہے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۹۔ ابو داود (۴۲۹۱)، حاکم (۴/ ۵۲۲)، خطیب فی التاریخ (۱/ ۶۱)

فوائد: علمائے حق کا خیال ہے کہ اسی سلسلہ کے مرتّب علامہ البانی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَاسِعَةً مجدّدِ دین ہیں۔

باب: الله خالق كل شيء

٩٨٦: عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ)). [الصحيحة:١٦٣٧]

باب: اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر قسم کا کاریگر (یا صنعت کار) اور اس کا ہنر (یا صنعت) پیدا کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۱۱۷)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۵۷، ۳۵۸)، حاکم (۱/ ۳۱)

باب الاخلاص العمل لله

٩٨٧: عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: أَنَا خَيْرُ شَرِيكٍ، فَمَنْ أَشْرَكَ بِي أَحَدًا فَهُوَ لِشَرِيكِي! يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَخْلِصُوا الْأَعْمَالَ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا خَلَصَ لَهُ، وَلَا تَقُولُوا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ، وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ! وَلَا تَقُولُوا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِوُجُوهِكُمْ فَإِنَّهُ لِوُجُوهِكُمْ، وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

[الصحيحة: ٢٧٦٤]

عمل خالصتاً اللہ کے لیے ہونا چاہیے

سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بہترین حصہ دار ہوں اور وہ اس طرح کہ جو میرے ساتھ کسی کو حصہ دار بنائے گا، میں سارے کا سارا اپنے حصہ دار کو دے دوں گا (اور خود کچھ نہیں لوں گا)۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کے لئے خالص عمل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو۔ یہ نہ کہا کرو: یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ رشتہ و قرابت کے لئے ہے، ایسے میں سے اللہ کے لئے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی نہ کہا کرو: یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ جناب کے لئے، کیونکہ یہ سارے کا سارا جناب کو ہی مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۴۔ عبد الباقی بن قانع فی معجم الصحابۃ (۸۲۱)، البزار (۳۵۶۷، الکشف)، بیہقی فی الشعب (۶۸۳۶)

سؤال تجدد الايمان فى القلوب

دلوں میں ایمان کی تجدید کا سوال کرنا

۹۸۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَخْلُقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلُقُ الثَّوْبُ فَاسْأَلُوْا اللّٰهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيْمَانَ فِي قُلُوْبِكُمْ)).

سیدعبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان بھی کپڑے کی طرح تمھارے سینوں میں بوسیدہ ہو جاتا ہے، سوتم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۵- حاکم (۱/ ۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳۶)

أول التخليق القلم

سب سے پہلے تخلیق قلم ہے

۹۸۹: عَنِ ابْنِ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلْقَلَمَ فَأَخَذَ بِيَمِيْنِهِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ قَالَ فَكَتَبَ الدُّنْيَا وَمَا يَكُوْنُ فِيْهَا مِنْ عَمِلٍ مَعْمُوْلٍ: بِرٍّ أَوْفُجُوْرٍ، رَطْبٍ أَوْ يَابِسٍ، فَأَحْصَاهُ عِنْدَهُ فِي الذِّكْرِ، ثُمَّ قَالَ: اِقْرَأُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [الجاثية ۲۹﴾ فَهَلْ تَكُوْنُ النُّسْخَةُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ فَرَغَ مِنْهُ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اسے اپنے دائیے ہاتھ میں پکڑا-اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں- اور دنیا کو اور دنیا میں کی جانے والی ہر نیکی و بدی اور رطب و یابس کو لکھا اور سب چیزوں کو اپنے پاس لوح محفوظ میں شمار کر لیا۔ پھر فرمایا: اگر چاہتے ہو تو (یہ آیت) پڑھ لو، ترجمہ: ﴿یہ ہے ہماری کتاب جو تمھارے بارے میں سچ بول رہی ہے، ہم تمھارے اعمال لکھواتے جاتے تھے﴾ (سورۂ جاثیہ: ۲۹) لکھنا اور نقل کرنا اسی امر میں ہوتا ہے جس سے فارغ ہوا جا چکا ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۶- الآجری فی الشریعة (۳۲۱- ۳۲۲)، ابوبکر جعفر الفریابی فی الفور (۳۱۵)

من اول الناس يقضي يوم القيامة؟

قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ کن کے درمیان کیا جائے گا؟

۹۹۰: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ: رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى

سلیمان بن یسار کہتے ہیں: جب لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد سے بکھر گئے تو اہل شام کے سرکردہ آدمی نے کہا: محترم! ہمیں کوئی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے ان (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا: (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان

اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ. ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة:۲۵۱۸]

لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا' حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا' وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' حصولِ علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے' سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال و مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں' اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا' وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا' میں نے ان تمام میں تیرے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' تیرا خرچ کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ تو کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا' جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

تخریج: الصحيحة ۳۵۱۸۔ مسلم (۱۹۰۵)' نسائی (۳۱۳۹)' احمد (۲/ ۳۲۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر عمل سے پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ وہ عمل کس کے لئے کیا جا رہا ہے' نیز اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت کی دعائیں کی جائیں۔

كل سير لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے وہ اعمال آسان کر دیے گئے ہیں

۹۹۱: عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ، وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: لَقِيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَذَكَرْنَالَهُ الْقَدَرَ مَايَقُوْلُوْنَ فِيْهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ: قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ۔ أَوْ جُهَيْنَةَ۔ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَعْمَلُ؟ أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلاَ أَوْ مَضٰى، أَوْ فِي شَيْءٍ يَسْتَأْنِفُ الآنَ؟ قَالَ: ((وَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلاَ وَمَضٰى)) فَقَالَ الرَّجُلُ۔ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ۔ فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟! قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ)).

یحیی بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے، ہم نے ان کے سامنے تقدیر اور اس کے بارے میں لوگوں کے خیالات کا تذکرہ کیا ...... مزینہ یا جہینہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز میں عمل کر رہے ہیں؟ آیا اس (تقدیر) کے مطابق جس کا فیصلہ پہلے کیا جا چکا ہے یا ازسرِ نو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (تقدیر) کے مطابق جس کا اندراج پہلے سے ہو چکا ہے۔'' اسی نے یا کسی اور آدمی نے کہا: ''تو پھر عمل کی کیا حقیقت رہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کے لئے جنتیوں کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنمیوں کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۱۔ مسلم (۳/ ۸)، ولم یسق لفظہ ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۴)، ابو داود (۴۶۹۶)، احمد (۱/ ۲۷)

الناس شهداء الله على الأرض

لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں

۹۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا شَرًّا، فَقَالَ ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ شُهَدَاءُ)).

[الصحيحة: ۲۶۰۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ جنازہ لے کر نبیٔ کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، لوگوں نے اس میت کا ذکر خیر کیا۔ آپ نے (سن کر) فرمایا: ''واجب ہو گئی ہے۔'' پھر کوئی دوسرا جنازہ لے کر گزرے، لوگوں نے اس کا برا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۰۔ ابو داود (۳۲۳۳)، نسائی (۱۹۳۵)، احمد (۲/ ۴۶۶، ۴۷۰)، ابن ماجہ (۱۴۹۲)، من طریق آخر عنہ

فوائد: یعنی جس میت کے بارے میں تم اچھی یا بری جو گواہی بھی دے دو، اسے معتبر سمجھا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ برے آدمی کا تذکرۂ خیر نہیں ہونے دیتے۔

باب: اثر الاخلاص لله فى الاعمال الصالحة والتوسل بها

باب: نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا اثر اور نیک عمل کا وسیلہ پکڑنا

۹۹۳: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ:أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الرَّقِيْمَ فَقَالَ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً كَانُوْا فِي كَهْفٍ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلٰى بَابِ الْكَهْفِ فَأَوْصَدَ عَلَيْهِمْ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: تَذَاكَرُوْا، أَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ يَرْحَمُنَا! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً، كَانَ لِي أُجَرَاءُ يَعْمَلُوْنَ، فَجَاءَ عُمَّالٌ لِي، فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ بِأَجْرٍ معلومٍ فَجَاءَنِي رَجُلٌ ذَاتَ يومٍ وَسْطَ النَّهَارِ فأستَأْجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ، فَعَمِلَ فِي بَقِيَّةِ نَهَارِهِ كَمَا عَمِلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي نَهَارِهِ كُلِّهِ فَرَأَيْتُ عَلَيَّ فِي الذِّمَامِ أَنْ لَّا أَنْقُصَهُ مِمَّا اسْتَأْجَرْتُ بِهِ أَصْحَابَهُ، لَمَا جَهِدَ فِي عَمَلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَتُعْطِي هٰذَا مِثْلَ مَا أُعْطِيَتْنِي، وَلَمْ يَعْمَلْ إِلَّا نِصْفَ نَهَارٍ؟ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ!لَمْ أَبْخَسْكَ شَيْئًا مِنْ شَرْطِكَ وَإِنَّمَا هُوَ مَالِي أَحْكُمُ فِيْهِ مَاشِئْتُ! قَالَ: فَغَضِبَ وَذَهَبَ وَتَرَكَ أَجْرَهُ. قَالَ: فَوَضَعْتُ حَقَّهُ فِي جَانِبٍ مِّنَ الْبَيْتِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَرَّتْ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ بَقَرٌ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ فَصِيْلَةً مِّنَ الْبَقَرِ فَبَلَغَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَمَرَّ بِي بَعْدَ حِيْنٍ شَيْخًا ضَعِيْفًا لَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِي عِنْدَكَ حَقًّا، فَذَكَرَنِيْهِ حَتّٰى عَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: إِيَّاكَ أَبْغِي، هٰذَا حَقُّكَ فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ جَمِيْعَهَا! فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْخَرْبِي! إِن لَّمْ تُصَدِّقْ عَلَيَّ فَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَسْخَرُبِكَ،

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ایک غار میں تین آدمیوں نے پناہ لی، پہاڑ کا کچھ حصہ غار کے دروازے پر گرا اور اس کا راستہ بند کر دیا۔ ایک نے کہا: یاد کرو، تم میں سے کس نے نیک عمل کیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے بسبب ہم پر رحم کر دے۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے کچھ مزدور کام کرتے تھے، میرے عمال میرے پاس آئے، میں نے ہر ایک کو معین مزدوری پر کام پر لگا دیا۔ ایک دن ایک آدمی نصف النہار کے وقت میرے پاس آیا، میں نے اسے اس کے ساتھیوں کی مزدوری کے نصف پر کام پر لگایا، اس نے آدھے دن میں اتنا کام کیا جتنا دوسرے کسی مزدور نے سارے دن میں کیا تھا۔ میں نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ اسے اس کے ساتھیوں کی طرح پوری اجرت دوں گا، کیونکہ اس نے اپنا کام کرنے میں پوری محنت کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے (اعتراض کرتے ہوئے) کہا: کیا تو اس کو وہی اجرت دے رہا ہے جو مجھے دی، حالانکہ اس نے نصف دن کام کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے بندے! جو کچھ تجھ سے تیرے بارے میں طے ہوا تھا، میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی، یہ میرا مال ہے، میں جیسے چاہوں، اس کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں۔ (میری اس بات سے) اسے غصہ آیا اور وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے گھر کے ایک کونے میں اس کا حق رکھ دیا، پھر ایک دن میرے پاس سے گائیں گزریں، میں نے اس کی اجرت والے مال سے دودھ چھڑایا ہوا گائے کا بچہ خرید لیا، (اس کی افزائش نسل ہوتی رہی اور) گائیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ کافی عرصے بعد ایک روز وہی مزدور میرے پاس سے گزرا، وہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا، اس لئے میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا: میرا حق تیرے پاس ہے۔

إِنَّهَا لَحَقُّكَ، مَالِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ
جَمِيعاً اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ
فَافْرِجْ عَنَّا! قَالَ: فَانْصَدَعَ الْجَبَلُ حَتّٰى
رَأَوْا مِنْهُ وَأَبْصَرُوْا. قَالَ الآخَرُ: قَدْ عَمِلْتُ
حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي فَضْلٌ، فَأَصَابَتِ النَّاسُ
شِدَّةٌ، فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ تَطْلُبُ مِنِّي مَعْرُوْفاً،
قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ
عَلَيَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَذَكَّرَتْنِي بِاللّٰهِ،
فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ
نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ وَذَهَبَتْ، وَذَكَرَتْ
لِزَوْجِهَا، فَقَالَ لَهَا: أَعْطِيْهِ نَفْسَكِ! واغنى
عَيَالَكِ فَرَجَعَتْ إِلَيَّ فَنَاشَدَتْنِي بِاللّٰهِ فَأَبَيْتُ
عَلَيْهَا وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَاهُوَدُوْنَ نَفْسِكِ! فَلَمَّا
رَأَتْ ذٰلِكَ أَسْلَمَتْ إِلَيَّ نَفْسَهَا، فَلَمَّا
تَكَشَّفْتُهَا وَهَمَمْتُ بِهَا، أَرْتَعَدَتْ مِنْ تَحْتِي
فَقُلْتُ: مَاشَأْنُكِ؟! قَالَتْ: أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ
الْعَالَمِيْنَ! فَقُلْتُ لَهَا: خِفْتِيْهِ فِي الشِّدَّةِ، وَلَمْ
أَخِفْهُ فِي الرَّخَاءِ! فَتَرَكْتُهَا وَأَعْطَيْتُهَا مَا يَحِقُّ
عَلَيَّ بِمَا تَكَشَّفْتُهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ، فَافْرِجْ عَنَّا قَالَ: فَانْصَدَعَ
حَتّٰى عَرَفُوْا وَتَبَيَّنَ لَهُمْ. قَالَ الآخَرُ: عَمِلْتُ
حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ،
وَكَانَ لِي غَنَمٌ فَكُنْتُ أُطْعِمُ أَبَوَيَّ وَأَسْقِيهِمَا،
ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى غَنَمِي قَالَ: فَأَصَابَنِي يَوْمٌ غَيْثٌ
حَبَسَنِي فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ
أَهْلِيْ، وَأَخَذْتُ مَحْلَبِيْ، فَحَلَبْتُ غَنَمِي

جب اس نے مجھے یاد کرایا تو بات میری سمجھ میں آ گئی۔ میں نے کہا: میں تو تیری تلاش میں تھا، میں نے اس پر (ساری گائیں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق ہے۔ اس نے کہا: او اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، اگر میرے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتا تو میرا حق تو مجھے دے دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ تیرا ہی حق ہے، اس میں کوئی چیز میری نہیں ہے، سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی ہے تو اس سے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر۔ (اس دعا کی وجہ سے) پتھر اتنا ہٹ (یا پھٹ) گیا کہ باہر کا ماحول انھیں نظر آنے لگ گیا۔

دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ نیکی کی تھی۔ میرے پاس زائد از ضرورت مال تھا، لوگ تنگی میں مبتلا ہو گئے، ایک عورت میرے پاس کچھ مال طلب کرنے کے لئے آئی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس نے انکار کر دیا اور وہ چلی گئی۔ پھر وہ لوٹ آئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا، لیکن میں انکار پر تلا رہا اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس نے میرے مطالبے کا انکار دیا اور چلی گئی۔ اس نے یہ بات اپنے خاوند کو بتلائی تو اس نے کہا: تو اسے اپنا نفس دے دے (یعنی اسے زنا کرنے دے) اور (کچھ لے کر) اپنے بچوں کی ضرورت پوری کر۔ وہ آئی اور مجھے اللہ کا خوف دلایا، لیکن میں نے انکار ہی کیا اور کہا: پہلے اپنا نفس فروخت کرنا ہوگا۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب میں نے اسے ننگا کیا اور بدکاری کا ارادہ کر لیا تو اس پر میرے نیچے کپکپی طاری ہو گئی۔ میں نے اسے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں جہانوں کے پالنہار اللہ سے ڈر رہی ہوں۔ میں نے اسے کہا: تو تنگدستی کے باوجود

قَائِمَةٌ فَمَضَيْتُ إِلَى أَبَوَيَّ، فَوَجَدتُّهُمَا قَدْ نَامَا، فَشَقَّ عَلَيَّ أَنْ أُوقِظَهُمَا، وَشَقَّ أَنْ أَتْرُكَ غَنَمِي، فَمَا بَرِحْتُ جَالِسًا، وَمَحْلَبِي عَلَى يَدِي حَتَّى أَيْقَظَهُمَا الصُّبْحُ، فَسَقَيْتُهُمَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَالَ النُّعْمَانُ: لَكَأَنِّي أَسْمَعُ هٰذِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ الْجَبَلُ: طَاقٌ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا)). [الصحيحة:٣٤٦٨]

اس سے ڈرتی ہے اور میں تو خوشحالی میں بھی نہیں ڈرتا۔ سو میں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ننگا کرنے کے کفارہ میں جو کچھ مجھ پر عائد ہوتا تھا' میں نے اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی تھی تو آج اس (چٹان) کو ہٹا دے۔ (اس دعا کی وجہ سے) وہ مزید ہٹ گئی' حتی کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئے۔ تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک نیکی کی تھی۔ میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریاں تھیں۔ میں اپنے والدین کو کھانا کھلاتا اور دودھ پلاتا تھا اور پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن بارش نے مجھے (وقت پر) لوٹنے سے روک لیا' وہیں شام ہوگئی۔ جب میں گھر پہنچا' برتن لیا' بکریوں کا دودھ دوہا اور اپنے والدین کے پاس لے کر گیا' لیکن وہ (میرے پہنچنے سے پہلے) سو چکے تھے۔ ایک طرف ان کو بیدار کرنا مجھ پر گراں گزر رہا تھا اور دوسری طرف بکریوں کو (یوں غیر محفوظ چھوڑ آنا) پریشان کر رہ تھا۔ بہرحال میں برتن تھامے ان کے انتظار میں بیٹھا رہا' حتی کہ وہ صبح کو بیدار ہوئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیرے لئے کی تھی تو (اس چٹان کو) ہٹا دے۔ سیدنا نعمان کہتے ہیں: گویا کہ یہ الفاظ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ سے سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانی دور کردی اور وہ نکل گئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۸۔ احمد (۴/ ۲۷۴' ۲۷۵)' طبرانی فی الطوال (۴۱)' والاوسط (۲۳۲۸)' والدعاء (۱۹۰)

يطوى الأرض للدجال

۹۹٤: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الدَّجَّالَ يَطْوِيْ الْأَرْضَ كُلَّهَا إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ، فَيَأْتِي الْمَدِيْنَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْ أَنْقَابِهَا صُفُوفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجُرُفِ، فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ

زمین کو دجال کے لیے سمیٹ دیا جائے گا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دجال مکہ و مدینہ کے علاوہ ساری زمین پر گھومے گا' جب مدینہ کی طرف آنا چاہے گا تو اسے (اس کی طرف جانے والے) ہر راستے پر فرشتوں کی صفیں نظر آئیں گی' وہ ''سبخۃ الحرف'' مقام (یا جرف کی شور یلی زمین) پر پڑاؤ ڈالے گا پھر مدینہ زور زور سے

ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ)). [الصحيحة: ٣٠٨٤]

تین دفعہ ہلے گا اور ہر منافق مرد و عورت اس کے پاس چلا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۴۔ ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۱۴۳)، مسلم (۲۹۴۳)، بخاری (۱۸۸۱)

باب مَا قدر سيكون

جو تقدیر میں لکھا ہے وہ عنقریب ہو جائے گا

۹۹۵: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مَاقُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ)).

[الصحيحة: ١٠٣٢]

سیدنا ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے کہا: میری بیوی ابھی تک دودھ پلا رہی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو، (تو کیا میں عزل کر سکتا ہوں)؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بچہ دانی میں جس چیز کے پیدا ہونے کا تقدیر میں فیصلہ ہو چکا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۲۔ نسائی (۳۳۳۰)، احمد (۳/ ۴۵۰)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۶۷)، طیالسی (۱۲۴۴)

الرقى و التمائم و التولة شرك

جھاڑ پھونک تعویذات اور حب کے اعمال شرک ہیں

۹۹۶: عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَلَى امْرَأَتِهِ فَرَأَى عَلَيْهَا حَرَزاً مِنَ الْحُمْرَةِ، فَقَطَعَهُ قَطْعاً عَنِيفاً، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشِّرْكِ أَغْنِيَاءُ، وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)).

[الصحيحة: ٢٩٧٢]

قیس بن سکن اسدی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور دیکھا کہ ان کی بیوی نے خسرہ (بیماری) کی وجہ سے تعویذ لٹکا رکھا تھا۔ انھوں نے اسے بڑی سختی سے کاٹ دیا اور کہا: عبد اللہ کی آل و اولاد شرک سے غنی (بری) ہے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جھاڑ پھونک، تعویذات اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۲۔ حاکم (۴/ ۲۱۷)، احمد (۱/ ۳۸۱)، ابوداود (۳۸۸۳)، ابن ماجہ (۳۵۳۰)، مطولاً من طریق آخر

☆ تمائم: ان تعویذات کو کہتے ہیں جو نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے بچوں کے گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔

☆ تولہ: وہ عمل ہے جسے جاہلیت میں لوگ اس خیال سے کرتے تھے کہ اس سے مرد اور عورت میں باہم الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

باب فضل بنى تميم

بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں

۹۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ثَلَاثٌ سَمِعْتُهُنَّ لِبَنِي تَمِيمٍ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُبْغِضُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بنو تمیم کے حق میں تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنیں، ان تین باتوں کے بعد میں کبھی بھی بنو

بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَهُنَّ أَبَداً: كَانَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ نَذْرٌ مُحَرَّرٌ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ فَسُبِيَ سَبْيٌ مِّنْ بَنِي الْعَنْبَرِ۔ فَلَمَّا جاءَ بِذٰلَكَ السَّبِيِّ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ سِرَّكِ أَنْ تَفِي بِنَذْرِكِ فَأَعْتِقِي مُحَرَّراً مِنْ هٰؤُلَاءِ)) وَقَالَ: فَجَعَلَهُمْ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَجِيءَ بِنَعَمٍ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا رَآهُ رَاعَهُ حَسَنَةً قَالَ: فَقَالَ: ((هٰذَا نَعَمُ قَوْمِي)) فَجَعَلَهُمْ قَوْمَهُ، قَالَ. وَقَالَ: ((هُمْ أَشَدُّ قِتَالاً فِي الْمَلَاحِمِ)).

[الصحيحة:٣١١٤]

تمیم سے بغض نہیں کروں گا۔ (۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی' اتنے میں بنوعنبر کے کچھ لوگ قیدی بن گئے۔ جب انھیں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنی نذر پورا کرنا چاہتی ہو تو ان میں سے ایک غلام آزاد کر دو۔'' یعنی آپ ﷺ نے ان کو اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) قرار دیا۔ (۲) ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ لائے گئے' ان کے حسن و جمال نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔'' یعنی آپ ﷺ نے ان کو (بنی تمیم) اپنی قوم قرار دیا۔ نیز فرمایا: (۳) ''وہ گھمسان کی جنگوں میں سخت لڑائی کرنے والے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۴۔ مسلم (۶۴۵۳' ۲۵۲۵) ولم یسق لفظه' حاکم (۴/ ۴۸)' بیهقی (۹/ ۷۵)' بخاری (۲۵۴۳' ۴۳۶۶)' مختصراً

الاجتناب المحقرات من الذنوب

گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا

٩٩٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَاتَحْقِرُوْنَ)).

[الصحيحة:٢٦٣٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمھاری (جزیرۂ عرب کی) سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے' لیکن وہ تم سے ایسے (گناہ کروا کے) راضی ہو جائے گا' جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۵۔ احمد (۲/ ۳۶۸)' البزار (۲۸۵۰) الکشف)' بیهقی فی الشعب (۷۲۶۴)

باب: استمرار التوحيد في جزيرة العرب

باب: جزیرۂ عرب میں توحیدِ الٰہی کا دوام

٩٩٩: عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَن يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنَّ فِي التَّهْرِيْشِ بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ١٦٠٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے نا امید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں' لیکن وہ انھیں فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۸۔ مسلم (۲۸۱۲)' ترمذی (۱۹۳۷)' احمد (۳/۳۱۳)

قعد الشيطان لأبن آدم من العمل الصالح

۱۰۰۰: عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ: تَسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ وَدِيْنَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيْكَ؟! فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ؟ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَجُهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقْسَمُ الْمَالُ؟ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْوَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)).

شیطان کا ابن آدم کو نیک اعمال سے روکنے کے لیے راستے میں بیٹھنا

سیدنا سبرہ بن ابوفاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (کو گمراہ کرنے کے لئے) شیطان اس کے مختلف راستوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے راستے پر بیٹھ کر (مسلمان ہونے والے کو) کہتا ہے: کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کرتا ہے؟ لیکن ابنِ آدم اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے: کیا تو اب ہجرت کرتا ہے اور اپنے زمین و آسمان (یعنی علاقہ و وراثت) کو چھوڑنے لگا ہے' مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی میں ہو؟ لیکن وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے ہجرت کر جاتا ہے۔ پھر وہ جہاد کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو جہاد کرنے کے لئے جا رہا ہے (دیکھ لے) یہ تو محنت و مشقت والا کام ہے' اس میں مال و دولت کھپ جاتا ہے' جب تو لڑے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا' کوئی دوسرا تیری عورت سے نکاح کر لے گا اور تیرا مال (ورثاء میں) تقسیم کر دیا جائے گا؟ لیکن وہ اس کی رائے کو ٹھکرا دیتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (شیطان کے ساتھ) ایسے کیا' تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور جو شہید ہوا تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے' اگر وہ غرق ہو گیا تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اور اگر اس کی سواری نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور وہ فوت ہو گیا) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۹۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۸۷۔ ۱۸۸)' نسائی (۳۱۳۶)' احمد (۳/ ۴۸۳)' ابن حبان (۴۵۹۳)

باب ذكر الشؤم

١٠٠١: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

[الصحيحة:٧٩٩]

نحوست کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: صحابہ نے نبی ﷺ کے پاس نحوست کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھر، بیوی اور گھوڑے (یعنی) سواری میں ہوتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۹۔ ابوداود (۳۵۹۴)، ترمذی (۱۷۰۲)، نسائی (۳۱۸۱)، احمد (۵/ ۱۹۸)

باب المنع ماشاء الله و ماشاء محمد

١٠٠٢: عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، قَالَ: أَنَّهُ رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعَمُونَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللَّهِ فَقَالَتِ الْيَهُودُ: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَاشَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ! ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ النَّصَارَى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، قَالُوا: وَإِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَاشَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ! فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟ قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا صَلَّوْا خَطَبَهُمْ فَحَمِدَاللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ طُفَيْلًا رَأَى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَاتَقُولُوا: مَاشَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ)). [الصحيحة:١٣٨]

جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں کہنے کی ممانعت

سیدہ عائشہ کے اخیافی بھائی سیدنا طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خواب میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا، میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا: تم بہترین قوم ہو، اگر تم حضرت عزیر (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ یہودیوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو، اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔ میں عیسائی گروہ کے پاس سے گزرا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم نصرانی ہیں۔ میں نے کہا: تم بڑے اچھے لوگ ہو، اگر تم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ انھوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو، اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (علیہ السلام) چاہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بعض لوگوں کو یہ خواب سنایا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ خواب کسی کو سنایا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ جب لوگوں نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے انھیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں کو بتا بھی دیا ہے۔ تم لوگ ایک کلمہ کہتے تھے، بس حیا آڑے آتی رہی اور میں تمھیں منع نہ کر سکا۔ (اب کے بعد) ایسے نہ کہا کرو: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۔ احمد (۵/ ۷۲)، حاکم (۳/ ۴۶۳)، ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی (۲۷۴۳)، ابن ماجه

(۲۱۱۸)، مختصراً

☆ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے، وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

باب ان العین لتولع بالرجل باذن اللّٰہ

نظر بد ایک حکم سے ایک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے

۱۰۰۳: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ الْعَيْنَ لَتُوْلَعُ بِالرَّجُلِ بِإِذْنِ اللّٰهِ حَتّٰى يَصْعَدَ حَالِقاً ثُمَّ يَتَرَدّٰى مِنْهُ)). [الصحيحة:۸۸۹]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نظر بد آدمی کو اللہ کے حکم سے دیوانہ کر دیتی ہے، حتی کہ (بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ) وہ اونچی جگہ پر چڑھتا ہے اور پھر وہاں سے گر پڑتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۸۸۹۔ احمد (۵/ ۱۴۶)، البزار (الكشف : ۳۰۷۲)، ابن عدی فی الكامل (۳/ ۹۷۱)

فوائد: نظر لگنا حق ہے، ''اللہ کے حکم'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتا۔

باب ذکر کذاب و مبیر فی ثقیف

ثقیف قبیلہ میں ایک ظالم اور ایک کذاب ہوگا

۱۰۰۴: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّاباً وَمُبِيراً)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ الْجُعْفِيَّةِ فَعَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ: أَمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّاباً وَمُبِيراً)) قَالَتْ: فَأَمَّا الْكَذَّابُ، فَقَدْ رَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ، فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ۔ [الصحيحة:۳۵۳۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مہلک (یعنی ہلاک کرنے والے)۔'' یہ حدیث سیدہ اسماء بنت ابو بکر صدیق، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ سلامہ بنت حر جعفیہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے حجاج سے کہا: آگاہ ہو جا! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا تھا کہ ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہو گا اور ایک مہلک۔'' کذاب تو ہم نے دیکھ لیا، رہا مسئلہ مہلک کا، تو میں تو یہی سمجھ پا رہی ہوں کہ وہ تو ہی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۵۳۸۔ (۱) اسماء بنت ابی بکر: مسلم (۲۵۴۵)، حاكم (۳/ ۵۵۳)، (۲) عبد الله بن عمر: ترمذی (۲۲۲۰، ۳۹۴۴)، احمد (۲/ ۲۶) (۳) سلامة بنت الحر رضی اللہ عنہا: (طبرانی (۲۴/ ۳۱۰)

القلب بین اصبعین الرحمن

دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

۱۰۰۵: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ قُلُوْبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ، ثُمَّ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹ دیتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے: ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر

صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ)). دے۔''

تخریج: الصحيحة ١٦٨٩- مسلم (٢٦٥٤)' احمد (٣/ ١٦٨' ١٧٣)' ابن ابی عاصم فی السنة (٢٢٢' ٢٣١)

فوائد: معلوم ہوا کہ دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔ ''رحمٰن کی دو انگلیوں'' کی کیا کیفیت ہے؟ رحمٰن کو ہی اس کی خبر ہے۔ ہم نہ تو اس کی تاویل کریں گے اور نہ انکار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر بلا کم و کاست ایمان لاتے ہیں۔

شدة الود برؤيى النبى ﷺ

نبیؐ کے دیدار کا بہت ہی زیادہ شوق رکھنے والے لوگ

١٠٠٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ قَوْماً يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ أَنْ يَفْتَدِيَ بِرُؤْيَتِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ وہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو میرے دیدار کی خاطر قربان کر دینے کو پسند کریں گے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٣٣٨- البزار (الكشف : ٢٨٤١)' مسلم (٢٨٣٢)' احمد (٣/ ٤١٧)' بالفاظ متقاربة

باب من منار الاسلام

اسلام کی کچھ علامات کا بیان

١٠٠٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ لِلْإِسْلَامِ صُوًى وَمَنَاراً كَمَنَارِ الطَّرِيْقِ مِنْهَا أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى وَأَهْلِكَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ تُسَلِّمَ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا مَرَرْتَ بِهِمْ، فَمَنْ تَرَكَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئاً فَقَدْ تَرَكَ سَهْماً مِنَ الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَرَكَهُنَّ [كُلَّهُنَّ] فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''راستے کی طرح اسلام کی بھی کچھ نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' نماز قائم کرنا' زکاۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا' بیت اللہ کا حج کرنا' نیکی کا حکم کرنا' برائی سے منع کرنا' گھر والوں پر داخل ہوتے وقت انھیں سلام کرنا اور لوگوں کے پاس سے گزرتے وقت انھیں سلام کہنا۔ جس نے ان امور میں سے کسی میں کمی کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اسلام کی ایک شق ترک کر دی اور جس نے ان تمام چیزوں کو ترک کر دیا' اس نے تو اسلام کی طرف پیٹھ پھیر دی۔''

تخریج: الصحيحة ٣٣٣- ابو عبيد القاسم فى كتاب الايمان (٣)' ابن بشران فى الامالى (ق ٩٨/ ٢)' عبد الغنى المقدسى فى الامر بالمعروف (٩)' حاكم (١/ ٢١)' مختصراً

فوائد: یعنی جس طرح سنگِ میل کی روشنی میں راستے کی پہچان ہوتی ہے' اسی طرح اسلام پر دلالت کرنے والی کچھ علامتیں ہیں' جن میں سے بعض کا تذکرہ درج بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔

يقضيبين الناس على الظاهر

لوگوں کے درمیان ظاہر پر فیصلہ ہوگا

۱۰۰۸: عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَكَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَقُوْلُ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلَى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ)).

[الصحيحة: ١٧٠١]

سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کا جاسوس اور ایک انصاری کا حلیف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا۔ میں انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو کہہ رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تم میں سے بعض لوگوں کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں' فرات بن حیان بھی ان میں سے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۱۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۲۸)' ابوداود (۲۶۵۲)' احمد (۴/ ۳۳۶)' حاکم (۲/ ۱۱۵)

المسلم متوكل على الله على كل حال

مسلمان ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے

۱۰۰۹: عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّهُ غَزَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاءِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا، فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتاً، فَقَالَ لِي: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ)) ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ [الصحيحة: ٣٥٤٦]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوے میں شریک تھا۔ جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے ایسی وادی میں قیلولے کا وقت ہو گیا جس میں خاردار درخت بہت زیادہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور لوگ درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے بکھر گئے۔ آپ ﷺ ببول کے درخت کے نیچے آ گئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ ہم سو گئے' اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا' جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا: ''میں سویا ہوا تھا' اس بدو نے میری تلوار میان سے نکالی' جب بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے کہا: کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ دیکھو! اب یہ بیٹھا ہوا ہے (اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکا)۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۶۔ بخاری (۴۱۳۴' ۴۱۳۵)' مسلم (۸۴۳)' نسائی فی الکبری (۸۷۷۲)' احمد (۳/ ۳۳۱)

ان الدين يسر

دین آسان ہے

۱۰۱۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ هٰذَا الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ)). [الصحيحة:۱۱٦۱]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ دین آسان ہے جو بھی اس دین سے زور آزمائی کرے گا یہ اس کو پچھاڑ دے گا۔ اس لئے راہِ راست پر چلتے رہو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو اور صبح و شام کے وقت اور رات کو کچھ وقت (عبادت کر کے) مدد حاصل کرتے رہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۱۔ بخاری (۳۹)، نسائی (۵۰۳۴)، بیہقی (۳/ ۱۸)

علامة الإيمان و كتابة النبي ﷺ
ایمان کی علامات اور آپ ﷺ کا لکھ کر دینا

۱۰۱۱: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْخَيْرِ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ بِالْمَرْبَدِ إِذْ أَتٰى عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ شَعْثُ الرَّأْسِ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيْمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ، فَقُلْنَا: كَأَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ فَقَالَ: أَجَلْ، هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْقَوْمُ: هَاتِ فَأَخَذْتُهُ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ: وَهُمْ حَيٌّ مِنْ عُكْلٍ: ((إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُّمْ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَفَارَقْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَعْطَيْتُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ الْخُمُسَ وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيَّ. وَرُبَّمَا قَالَ: وَصَفِيَّهُ. فَأَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَأَمَانِ رَسُوْلِهِ)). [الصحيحة:۲۸۵۷]

یزید بن عبد اللہ بن خیر کہتے ہیں: ہم مربد میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے پاس پراگندہ بالوں والا ایک بدو آیا، اس کے پاس کھال کا یا چمڑے کے تھیلے کا ایک ٹکڑا تھا۔ ہم نے کہا: یہ آدمی اس علاقہ کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے کہا: جی ہاں، یہ خط ہے، رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے لکھا تھا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں دیجئے۔ میں نے وہ پکڑ لیا اور پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا: ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کی طرف ہے، ...... ابو العلاء (راوی) کہتے ہیں کہ بنو زہیر، عکل کا قبیلہ تھا ...... اگر تم گواہی دے دو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، مشرکوں سے الگ ہو جاؤ اور غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ، نبی ﷺ کا حصہ اور حاکم کا اپنے لئے مقرر کردہ حصہ دے دو تو تم اللہ تعالیٰ کی امان اور رسول اللہ ﷺ کی امان میں آ جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۷۔ بیہقی (۶/ ۳۰۳، ۹/ ۱۳)، احمد (۵/ ۷۸)، خطابی فی غریب الحدیث (۲/ ۲۳۶)، ابو داود (۲۹۹۹)

باب: الرزق محدود ولا يجوز طلبه بمعصية الله
باب: رزق مقرر شدہ ہے اور معصیت کے ساتھ اس کا حصول ناجائز ہے

۱۰۱۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّهُ

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوْعِي: إِنَّ نَفْساً لَاتَمُوْتُ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءَ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُدْرَكُ مَاعِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ)). [الصحيحة: ٢٨٦٦]

فرمایا: ''جو چیز تمھیں جنت کے قریب کر سکتی ہے' میں نے تمھیں اس کا حکم دے دیا ہے اور جو چیز تمھیں جہنم کے قریب کر سکتی تھی' اس سے منع کر دیا ہے۔ روحِ قدس (یعنی جبریل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے: کوئی جان اپنے رزق کی تکمیل کے بغیر نہیں مرتی' پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رزق کا مؤخر ہونا تمھیں اس بات پر اکسا دے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اس کی تلاش میں پڑ جاؤ (یاد رکھو!) جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۶۔ ابوبکر الحداد فی المنتخب فی فوائد ابن علویہ (۱۶۸/ ۱)' ابن مردویہ فی ثلاثۃ مجالس (۱۸۸/ ۱۔۲)' حاکم (۲/ ۴)

رمي النجم لتحريق الجن

ستاروں کو جنوں کے جلانے کے لیے گرایا جاتا ہے

١٠١٣: عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّهُمْ بَيْنَمَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! كُنَّا نَقُوْلُ: وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَايُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ رَبُّنَا. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اسْمُهُ. إِذَا قَضٰى أَمْراً، سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّتِي يَلُوْنَهُمْ، حَتّٰى بَلَغَ التَّسْبِيْحُ أَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟

علی بن حسین سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ وہ ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' ایک سیارہ ٹوٹ کر گر پڑا اور اس کی وجہ سے روشنی پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم جاہلیت میں اس قسم کے سیارے کے بارے میں کیا کہتے تھے؟'' انھوں نے کہا: (حقیقی صورتحال تو) اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم یوں کہا کرتے تھے: آج رات کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کی موت و حیات کی وجہ سے سیارے نہیں ٹوٹتے۔ (درحقیقت) جب اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو حاملینِ عرش اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں' پھر اس سے نچلے والے آسمان کے فرشتے اللہ کی تسبیح شروع کرتے ہیں' حتی کہ آسمانِ دنیا والے فرشتے بھی تسبیح میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر (ساتویں) آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں: تمھارے رب

فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ، قَالَ: فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ، فَيَقْذِفُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ، وَيَرْمُوْنَ بِهِ، فَمَا جَاؤُوْا بِهِ عَلٰى وَجْهِهِ، فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ)). [الصحيحة: ٣٥٨٧]

نے کیا کہا؟ وہ انھیں جواب دیتے ہیں کہ یہ کچھ کہا' اسی طرح ایک آسمان والے دوسرے سے پوچھتے ہیں اور بات چلتے چلتے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے' (تو اس کے نیچے تک پہنچ جانے والے) جنّات بات اچک کر اپنے (شیطانی) اولیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں' ان پر سیارے گرائے جاتے ہیں۔ (بسا اوقات جل جاتے ہیں اور بعض اوقات نکل آتے ہیں) وہ جو کچھ وہاں سے سن کر آتے ہیں وہ تو حق ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ کئی جھوٹ گھڑتے ہیں اور اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۷۔ مسلم (۲۲۲۹)' ترمذی (۳۲۲۴)' نسائی فی الکبری (۱۱۲۷۲)' احمد (۱/ ۲۱۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے' اس کی منشا و مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ اس کا ایک نظام ہے' جس میں مختلف اسباق اور آزمائشیں مخفی ہیں۔

لا تزال طائفة من امتي على القتال إلى يوم القيامة

میری امت کا ایک گروہ حق کے لیے قیامت تک لڑتا رہے گا

١٠١٤: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ السَّكُوْنِيِّ، قَالَ: دَنَوْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى كَادَتْ رُكْبَتَايَ تَمَسَّانِ فَخِذَهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُرِكَتِ الْخَيْلُ وَأُلْقِيَ السِّلَاحُ وَزَعَمَ أَقْوَامٌ أَنْ لَاقِتَالَ! فَقَالَ: ((كَذَبُوْا! آلانَ جَاءَ الْقِتَالُ لَاتَزَالُ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرَةٌ عَلَى النَّاسِ يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ قَاتَلُوْهُمْ لِيَنَالُوْا مِنْهُمْ)) وَقَالَ وَهُوَ مُوَلٍّ ظَهْرَهُ إِلَى الْيَمَنِ: ((إِنِّي أَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ هُنَا. يُشِيْرُ إِلَى الْيَمَنِ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِّي مَكْفُوْفٌ غَيْرُ مُلَبَّثٍ، وَتَتَّبِعُوْنِي أَفْنَادًا، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا)). [الصحيحة:٣٣٦٧]

سیدنا سلمہ بن نفیل سکونی ﷺ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا' حتی کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کی رانوں کو چھو رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں سے غفلت برتی جا رہی ہے' اسلحہ پھینک دیا گیا ہے اور لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ جہاد ختم ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جھوٹ بول رہے ہیں' قتال کا تو ابھی ابھی نفاذ ہوا ہے' میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی' لوگوں پر غالب رہے گی' بعض لوگوں کے دل منحرف ہوتے رہیں گے اور وہ ان سے قتال کر کے مالِ غنیمت حاصل کرتے رہیں گے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا' جبکہ آپ کی پشت یمن کی طرف تھی: میں ادھر سے رحمٰن کی خوشبو (یا رحمت) محسوس کر رہا ہوں -اس وقت آپ یمن کی طرف اشارہ فرما رہے تھے- مجھے بذریعہ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ میں ٹھہرنے والا نہیں' بلکہ فوت ہونے والا ہوں' تم لوگ گروہ در گروہ میرے پیچھے

چلو گے اور (یاد رکھو کہ) گھوڑے کی پیشانی میں روزِ قیامت تک خیر و بھلائی معلق رہے گی اور گھوڑوں والے ان پر سوار ہو کر سختیاں جھیلتے رہیں گے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۷۔ طبرانی فی الکبیر (۶۳۵۸)' بیهقی فی الاسماء والصفات (ص: ۴۶۲۔ ۴۶۳)' البزار (البحر الزخار: ۳۷۰۲)' نسائی (۳۵۹۱)' احمد (۳/ ۱۰۴)' باختلاف

باب فضل اطاعة الرسول ﷺ

۱۰۱۵: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيْلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا وَمَثَلُ أُمَّتِكَ: كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَاراً، ثُمَّ بَنٰى فِيهَا بَيْتاً، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلاً يَدْعُوْ النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُوْلَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ. يَامُحَمَّدُ. رَسُوْلٌ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَافِيْهَا)). [الصحيحة:۳۶۹۵]

رسول ﷺ کی اطاعت کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "میں نے خواب دیکھا کہ جبریل (علیہ السلام) میرے سر کے پاس اور میکائیل (علیہ السلام) میرے پاؤں کے پاس ہیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس (نبی) کی کوئی مثال بیان کیجئے۔ دوسرے نے کہا: سنو! تمھارا کان سنے' سمجھو! تمھارا دل سمجھے' تمہاری اور تمھاری امت کی مثال یہ ہے: ایک بادشاہ نے ایک جاگیر حاصل کی' اس میں ایک محل بنایا اور اس میں کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا' لوگوں کو دعوت دینے کے لئے قاصد بھیجا' کسی نے قاصد کا پیغام قبول کیا اور کسی نے نہ کیا۔ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) اللہ بادشاہ ہے' اسلام جاگیر ہے' جنت محل ہے اور اے محمد! آپ قاصد ہیں' جس نے آپ کا پیغام قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اسلام میں داخل ہونے والا جنت میں چلا جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس کے کھانے کھائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۶۹۵۔ ترمذی (۲۸۶۰)' ومن طریقه الحافظ ابن حجر فی التغلیق (۳۲۰۱۵)' طبری فی التفسیر (۱۱/ ۷۳)' بخاری (۷۲۸۱ م) تعلیقًا

کره التخلی من الدنیا

۱۰۱۶: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ مِّنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيهِ شَيْءٌ مِّنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ

دنیا سے کنارہ کش ہونے کی کراہت

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے' ایک آدمی کا ایک غار کے پاس سے گزر ہوا' وہاں پانی کا چشمہ بھی تھا' اسے خیال آیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں

يُقِيمَ فِي ذٰلِكَ الْغَارِ فَيَقُوتُهُ مَا كَانَ فِيهِ مِنْ مَاءٍ، وَيُصِيبُ مَاحَوْلَهُ مِنَ الْبَقْلِ، وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا،ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنِّي أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَإِنْ أَذِنَ لِي فَعَلْتُ، وَإِلَّا لَمْ أَفْعَلْ فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِغَارٍ فِيهِ مَايَقُوتُنِي مِنَ الْمَاءِ وَالْبَقْلِ، فَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي بِأَنْ أُقِيمَ فِيهِ وَأَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلٰكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَمَقَامُ أَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهِ سِتِّينَ سَنَةً))**.

[الصحيحة:۲۹۲٤]

فروکش ہو جائے' یہ پانی اور اس کے اردگرد کی سبزیاں اسے کفایت کریں گی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس جاؤں گا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اگر آپ نے اجازت دے دی تو ٹھیک' وگرنہ نہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں غار کے قریب سے گزرا' وہاں کے پانی اور سبزی سے میری گزر بسر ہو سکتی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں بسیرا کر لوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا' مجھے نرمی و سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم کہ جس ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کا یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۴۔ احمد (۵/ ۲۶۶)' طبرانی فی الکبیر (۷۸۶۸)' ابن عساکر فی الاربعین فی الجہاد (۱۵)

باب: التقاط الجمرات في منى

باب: وادی منیٰ میں کنکریاں چننا

۱۰۱۷: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى رَاحِلَتِهِ: هَاتِ الْقُطْ لِي فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْحَذْفِ، فَوَضَعَهُنَّ فِي يَدِهِ فَقَالَ: بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ بِيَدِهِ فَأَشَارَ يَحْيٰى۔ أَحَدُ رُوَاتِهِ۔ أَنَّهُ رَفَعَهَا وَقَالَ: **((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ))**.

[الصحیحۃ:۱۲۸۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (حج کے موقع پر یعنی عید کے دن) مجھے گھاٹی والی صبح کو فرمایا تھا' اس حال میں کہ آپ اپنی سواری پر کھڑے تھے: ''ادھر آؤ' میرے لئے (کنکریاں) اٹھا کر لاؤ۔'' سو میں بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر پھینکی جانے والی کنکریوں کے سائز کی کنکریاں اٹھا کر لایا' آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور دو دفعہ فرمایا: ''ان جتنی کنکریں ہوں۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ راویٔ حدیث یحییٰ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بات سمجھائی۔ اور فرمایا: ''دین میں غلوّ کرنے سے بچو' تم سے پہلے والے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۳۔ نسائی (۳۰۵۷)' ابن ماجہ (۳۰۲۹)' ابن خزیمۃ (۲۸۶۷)' احمد (۱/ ۲۱۵)

باب الخبر من الفتن

فتنوں کے متعلق خبر

۱۰۱۸: عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِلْإِسْلَامِ مِنْ مُنْتَهًى؟ قَالَ: ((أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ، قَالَ [الرَّجُلُ] كَلَّا وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ! قَالَ: بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! ثُمَّ تَعُوْدُوْنَ فِيهَا أَسَاوِدَ صُبًّا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) [الصحيحة: ۳۰۹۱]

سیدنا کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عرب و عجم کے جس جس گھر کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے گا، وہاں اسلام پہنچا دے گا، پھر شامیانوں کی طرح کے فتنے برپا ہو جائیں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان فتنوں میں بدترین سانپ جو اچھل کر ڈستے ہیں، بن جاؤ گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۱۔ احمد (۳/ ۴۷۷)، حمیدی (۵۷۴)، ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۱۳)، حاکم (۱/ ۳۴)

تفسير الآية يأيها الذين آمنوا لا يضركم

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جبکہ تم ہدایت پر ہو...... کی تفسیر کے بارے میں

۱۰۱۹: عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ قُتِلَ مِنْهُمْ (بِأَوْطَاسَ) فَقَالَ: لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا عَامِرٍ أَلَا غَيَّرْتَ؟)) فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدة: ۱۰۵)﴾ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَيْنَ ذَهَبْتُمْ؟ إِنَّمَا هِيَ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ. مِنَ الْكُفَّارِ. إِذَا اهْتَدَيْتُمْ)) وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَلَفْظُهُ: عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَنَّهُ كَانَ فِيهِمْ شَيْءٌ فَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَاحَبَسَكَ قَالَ: قَرَأْتُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ مِنَ الْكُفَّارِ إِذَا

سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمارا ایک آدمی جنگِ اوطاس میں قتل ہو گیا۔ نبیٔ کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ابو عامر! تو نے دیت کیوں نہیں لی؟ میں نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو وہ تمہارا کوئی نقصان نہیں کر سکتا﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۰۵) رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا: ''تم کہاں چلے گئے ہو؟'' اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم راہِ راست پر ہو تو کفار میں سے گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر میں رسول اللہ ﷺ سے رکا رہا۔ جب نبیٔ کریم نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے روکے رکھا تو میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہوا اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں﴾

اهْتَدَيْتُمْ)). [الصحيحة: ٢٥٦٠]

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۰۔ احمد (۴/ ۱۲۹، ۲۰۱۔ ۲۰۲)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۱۷)، بمعناہ

باب الاثم یقول یا کافر

کسی کو اے کافر کہنے کا گناہ

١٠٢٠: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: ((عَلَى الْآخَرِ)).

[الصحيحة: ٢٨٩١]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان میں سے ایک کافر ہو کر رہے گا۔ اگر وہ آدمی واقعی کافر ہوا تو ٹھیک ورنہ یہی وصف کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۱۔ مسلم (۲۱۶، ۶۰)، ابو عوانة (۱/ ۲۳)، احمد (۲/ ۴۴)، بخاری (۶۱۰۴)، ترمذی (۷/ ۳۶۳)، مختصراً

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی پر کفر کا فتوی لگانے میں حد درجہ احتیاط برتنی چاہیے۔

باب: الإيمان يزيد وينقص

باب: ایمان میں زیادتی اور کمی کا بیان

١٠٢١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ بَاباً، فَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے تہتر چوہتر شعبے ہیں، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا سب سے ادنی اور ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' سب سے اعلی شعبہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۹۔ بخاری فی الادب المفرد (۵۹۸)، ترمذی (۲۶۱۴)، ابن ماجه (۵۷)، احمد (۲/ ۴۴۵)

فوائد: معلوم ہوا کہ اعمال، ایمان کا حصہ ہیں۔ جس قدر اعمال زیادہ ہوں گے اس قدر ایمان بھی بہتر ہوگا۔

باب الایمان الصبر و السماحة

ایمان تو صبر اور فراخ دلی کا نام ہے

١٠٢٢: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْإِيْمَانُ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)).

[الصحيحة: ٥٥٤]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان تو صبر کرنے اور فراخ دلی کرنے کا نام ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۵۴۔ احمد (۴/ ۳۸۵، ۵/ ۳۱۹)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۳۳)، بیهقی فی الشعب (۹۷۱۰، ۹۷۱۴)، من عدة الصحابة رضی اللہ عنہم

باب فضل الإيمان يمان و لحم و جذام

یمنی، لخمی اور جذامی لوگوں کے ایمان کی فضیلت

١٠٢٣: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْإِيْمَانُ يَمَانٌ، هٰكَذَا إِلٰى لَخْمٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایمان تو یمنی لوگوں کا ہے، اسی طرح لخم اور جذام قبیلوں کے

وَجُذَامٍ)). [الصحیحة: ٣١٢٦]

لوگوں کا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۶- احمد (۳/ ۴۲۴)، ابن عساکر (۹/ ۲۴۶)، طبرانی فی مسند الشامیین (۱/ ۲۹۷)، الضیاء فی المختارۃ (۲۳۲۴)

من این یاتی الدجال

دجال کہاں سے آئے گا؟

١٠٢٤: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((الإِيْمَانُ يَمَانٌ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَإِنَّ السَّكِيْنَةَ فِی أَهْلِ الْغَنَمِ، وَإِنَّ الرِّيَاءَ وَالْفَخْرَ فِی أَهْلِ الْفَدَّا دِيْنَ: أَهْلِ الْوَبَرِ وَأَهْلِ الْخَيْلِ، وَيَأْتِی الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَهَمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ تَلَقَّتْهُ الْمَلَائِكَةُ فَضَرَبَتْ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ هُنَالِكَ يُهْلَكُ، هُنَالِكَ يُهْلَكُ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایمان تو یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف ہے اور بکری والوں میں سکینت ہوتی ہے اور نمود و نمائش اور فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکوں میں پایا جاتا ہے۔ مسیح دجال مشرق کی طرف سے آئے گا، اس کا ہدف مدینہ ہوگا، لیکن جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے، وہیں ہلاک ہو جائے گا، وہیں ہلاک ہو جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۰- ترمذی (۲۲۴۳)، احمد (۲/ ۳۰۷، ۴۰۸)، مسلم (۵۲)، مختصراً

باب قرأة القرآن علی الجن

جنوں پر قرآن کی تلاوت کرنا

١٠٢٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بِتُّ اللَّيْلَةَ أَقْرَأُ عَلَى الْجِنِّ رُفَقَاءَ ((الْحَجُوْنِ)).

[الصحیحة: ٣٢٠٩]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "میں نے حجون مقام میں رات گزاری اور اپنے ساتھی جنوں کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۹- ابن حبان (۶۳۱۹)، احمد (۱/ ۴۱۶)، ابویعلی (۵۰۶۲)، طبری فی التفسیر (۲۶/ ۲۱)

باب تفتیش الکافر بالنبیؐ و صفاته

کافر کا نبیؐ اور اس کی اوصاف کے بارے میں تفتیش کرنا

١٠٢٦: عَنْ أَبِی سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِی رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوْا تُجَّاراً بِالشَّامِ فِی الْمُدَّةِ الَّتِی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَادَّ فِيْهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيْلِيَاءَ فَدَعَا هُمْ فِی مَجْلِسِهٖ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ

سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (شاہِ روم) ہرقل نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لئے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا، جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس

الرُّوْمِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَباً بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَباً، فَقَالَ: أَدْنُوْهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوْا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَّهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَّأْثِرُوْا عَلَيَّ كِذْباً لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَاسَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيْكُمْ؟ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيْدُوْنَ، قَالَ فَهَلْ: يَرْتَدُّ أَحَدٌمِّنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَانَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمَكِّنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُوْلُ اُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوْا مَايَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ۔ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟

ایلیا پہنچے' اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا' اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ (علماء' وزراء اور امراء) بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا' پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون شخص مدعیٔ رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابو سفیان کہتے ہیں: میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو (ابو سفیان) میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ' پھر اپنے ترجمان سے کہا: ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابو سفیان سے اس شخص (محمد ﷺ) کے حالات پوچھتا ہوں' اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ (ابو سفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی' وہ یہ ہے: اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔ وہ کہنے لگا: اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: اچھا (یہ بتلاؤ کہ) اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا: نہیں' کمزوروں نے کی ہے۔ پھر کہنے لگا: اس کے تابعدار روز بروز بڑھ رہے ہیں یا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: کیا اپنے اس دعویٔ نبوت سے پہلے کبھی (کسی بھی موقع پر) اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا: نہیں اور اب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ (ابو سفیان کہتے ہیں:) میں اس بات کے سوا اور کوئی اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔ ہرقل نے کہا: کیا تمھاری اس

فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ: رَجُلٌ يَتَأَسّٰى بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكِذْبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُولَ مَاقَالَ: فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكِذْبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَ هُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ دَخَلَ فِيهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَاتَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ ،لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ۔ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ

سے کبھی لڑائی ہوئی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ ہرقل نے کہا: تمھاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا: لڑائی ڈول کی طرح ہے' کبھی وہ ہم سے میدانِ جنگ جیت لیتے اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا: وہ تمھیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتا ہے: صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے' سچ بولنے' پرہیز گاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعویٰ نبوت کی) یہ بات تمھارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی' تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے' جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے' تم نے کہا کہ نہیں' تو میں نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ) اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعوی کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس پر دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے' تم نے کہا کہ نہیں' تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے' اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی' تم نے کہا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے' تو (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِی بَعَثَ بِهِ دَحْيَةَ إِلَى عَظِيْمِ بُصْرٰى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيْهِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ: إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدَعَايَةِ الإِسْلَامِ: أَسْلِمْ تَسْلَمْ: يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيْسِيِّيْنَ، وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ أَبِي كَبْشَةَ! إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوْقِناً أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الإِسْلَامَ۔ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ۔ صَاحِبُ إِيْلِيَاءَ۔ وَهِرَقْلُ سُقُفاً عَلٰى نَصَارٰى الشَّامِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ إِيْلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْماً خَبِيْثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بِطَارِقَتِهِ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَأَلُوْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ۔ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ۔ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟ قَالُوْا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُوْدُ، فَلَا يُهِمَّنَّكَ

ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے حتی کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے، تم نے کہا کہ نہیں۔ تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے کہ جن کے دلوں میں اس کی لذت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں، تم نے کہا کہ نہیں، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں، تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمھیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں، سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں، لہذا اگر یہ باتیں، جو تم کہہ رہے ہو، سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا، جہاں میرے یہ دو پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے، مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمھارے اندر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لئے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگوایا، جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکمِ بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... یہ خط اللہ کے بندے اور پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے شاہِ روم کی طرف ہے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کرتا ہوں، اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ (میری دعوت) سے روگردانی کریں

شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلٰى مَدَائِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: اِذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلٰى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ إِلٰى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلٰى خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يُثَبَّتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَأٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الْإِيمَانِ قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا: أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ۔))

[الصحيحة:٣٦٠٧]

گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے، پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے اردگرد بہت شور و غوغا ہوا۔ بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ (دیکھو تو) اس سے بنو اصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ عنقریب غالب ہو کر رہیں گے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان کر دیا۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیا کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا آیا، ایک دن صبح کو پریشان اٹھا تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں، (کیا وجہ ہے؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا، وہ علمِ نجوم میں پوری مہارت رکھتا تھا، اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کی بادشاہت کا دور آ گیا ہے، (بھلا) اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دیئے جائیں۔ وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جسے شاہِ غسان نے بھیجا تھا، اس نے

رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سارے حالات سن لئے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انھوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں' تب ہرقل نے کہا کہ یہ وہی (محمد ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ علم نجوم میں ہرقل کی طرح ماہر تھا۔ پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا۔ اس کی رائے بھی حضور ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق تھی کہ محمد ﷺ (واقعی) پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر وہ (اپنے خاص محل سے) باہر آیا اور کہا: اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمھارے لئے بھی ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی ﷺ کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ (یہ سننا ہی تھا کہ) وہ سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے' مگر دروازوں کو بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ دوبارہ آئے) تو اس نے کہا: میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمھاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی' سو وہ میں نے دیکھ لی۔ تب (یہ بات سن کر) وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے۔ بالآخر ہرقل کی یہ حالت ہوئی۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۰۷۔ بخاری (۷' ۴۵۵۳)' مسلم (۱۷۷۳)' ترمذی (۲۷۱۷)' نسائی فی الکبری (۱۱۰۶۴)

باب: الامر بالتفكر فی خلق الله

باب: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور و فکر کرنے کا بیان

۱۰۲۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((تَفَكَّرُوْا فِي آلَاءِ اللّٰهِ، وَلَاتَفَكَّرُوْا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحيحة: ١٧٨٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر مت کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۸۔ طبرانی فی الاوسط (۶۳۱۵)، لالکائی فی السنۃ (۹۲۷)، بیہقی فی الشعب (۱۲۰)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور وفکر کرنے سے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر بحث شروع کر دے تو شیطان کو وساوس میں مبتلا کرنے اور گمراہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کئی نامی گرامی صوفیا، جب ذات الٰہی کی پیچیدگیوں میں الجھے تو گمراہ ہو گئے۔ کسی نے انا الحق کہہ دیا تو کوئی **سبحانی ما اعظم شانی** کہہ اٹھا۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نوازشات، انعامات اور کرم وفضل کو یاد رکھنا چاہیے اور وجود باری تعالیٰ میں بحث وتمحیص سے بچنا چاہیے۔

باب: من عادات الجاهلية

باب: دور جاہلیت کے افعال

۱۰۲۸: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَنْ تَزَالَ فِي أُمَّتِي: التَّفَاخُرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ وَالْأَنْوَاءُ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین امور میری امت میں برقرار رہیں گے: خاندانی عظمت پر فخر کرنا، نوحہ کرنا اور ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۹۹۔ ابویعلی (۳۹۱۱)، الضیاء فی المختارۃ (۲۲۹۶)

۱۰۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثٌ مِّنْ عَمَلِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَايَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ: النِّيَاحَةُ، وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَكَذَا، قُلْتُ لِسَعِيْدٍ (يَعْنِي الْمَقْبُرِيَّ) وَمَا هُوَ؟ قَالَ: دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ: يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ يَا آلَ فُلَانٍ)). [الصحيحة: ١٨٠١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین امور کا تعلق جاہلیت سے ہے، لیکن اہل اسلام بھی ان کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور اس طرح کرنا۔'' میں نے سعید مقبری سے پوچھا کہ ''اس طرح کرنے'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جاہلیت کی پکار پکارنا، (یعنی یوں کہنا): او آلِ فلان! او آلِ فلان! او آلِ فلان۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۱۔ احمد (۲/ ۲۶۳)، ابن حبان (۳۱۴۱)

باب طعم الإيمان و حلاوته

ایمان کے ذائقہ اور اس کی مٹھاس کے بارے میں

۱۰۳۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِي مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طُعْمَ الْإِيْمَانِ: مَنْ عَبَدَاللّٰهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ، وَلَا يُعْطِي الْهَرِمَةَ، وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا

سیدنا عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ تین امور سرانجام دیئے وہ ایمان کا مزہ چکھ لے گا: جس نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور وہی معبودِ برحق ہے، اپنے دل کی خوشی کے ساتھ زکاۃ ادا کی، جو ہر سال فرض ہوتی ہے، نیز زکوۃ میں بہت بوڑھا، بیمار، مریض اور گھٹیا جانور

الْمَرِيْضَةَ، وَلَا الشُّرُطَ: اللَّئِيمَةَ وَلَكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ، وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ)). [الصحيحة: ١٠٤٦]

نہیں دیا۔ معتدل و متوسط چیز ہونی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ بہت بہتر چیز کا مطالبہ کیا اور نہ گھٹیا چیز کا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۶۔ ابوداود (۱۵۸۲)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۲۰۱)' بیهقی (۴/ ۹۵)

١٠٣١: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَطُعْمَهُ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. وَأَنْ يُحِبَّ فِي اللّٰهِ وَيُبْغِضَ فِي اللّٰهِ. وَأَنْ تُوقَدَ نَارٌ عَظِيمَةٌ فَيَقَعُ فِيهَا، أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا)). [الصحيحة: ٣٤٢٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس میں تین خصائل پائے جائیں گے وہ ایمان کی مٹھاس اور ذائقہ چکھ لے گا: اللہ اور اس کا رسول اسے بقیہ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں' کسی سے اللہ کے لئے محبت کرے اور اسی کے لئے بغض رکھے اور اسے بہت بڑی آگ میں گرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی نسبت زیادہ پسند ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۳۔ نسائی (۴۹۹۰)' ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۱۲)' خطیب فی التاریخ (۲/ ۱۹۹)' احمد (۳/ ۲۰۷)' ولم یسق لفظه

باب من لا يقبل اعماله

جن لوگوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے

١٠٣٢: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَرْفاً وَلَا عَدْلاً: عَاقٌّ وَمَنَّانٌ وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدَرِ)). [الصحيحة: ١٧٨٥]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان تین قسم کے اشخاص کی فرضی عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفلی: نافرمان و بدسلوک' احسان جتلانے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۵۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۳۲۳)' طبرانی (۷۵۴۷)' ابن بطة فی الابانه (۱۵۲۸)

باب من يوتى اجره مرتين

جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا

١٠٣٣: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أُجُورَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا. وَمَمْلُوكٌ أَعْطَى حَقَّ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ. وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ آمَنَ بِكِتَابِهِ وَبِمُحَمَّدٍ))

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے افراد کو دو اجر دیئے جاتے ہیں: وہ آدمی جو اپنی لونڈی کی اخلاقی تربیت کرتا ہے' اچھی تعلیم دیتا ہے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لیتا ہے۔ وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا دونوں کے حقوق پورے کرتا ہے اور وہ (اہل کتاب) آدمی جو اپنی کتاب پر اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۳۔ بخاری (۹۷)' والادب المفرد (۳۱)' مسلم (۱۵۴)' نسائی (۳۳۴۶)' ترمذی (۱۱۱۶)

باب كراهة العزل

عزل کرنے کی کراہت

١٠٣٤: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلَ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوِ الْمَاءَ الَّذِي يَكُونُ مِنْهُ الْوَلَدُ أَهْرَقْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ لَأُخْرَجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. مِنْهَا. أَوْ لَخَرَجَ مِنْهَا. وَلَدٌ وَلَيَخْلُقَنَّ اللّٰهُ نَفْساً هُوَ خَالِقُهَا)). [الصحيحة:١٣٣٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عزل کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مادۂ منویہ سے بچہ پیدا ہونا ہو، اگر تو اسے چٹان پر بھی بہا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا ہے، اسے ضرور پیدا کرے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٣٣- احمد (٣/ ١٤٠)، ابن ابى عاصم فى السنة (٣٦٦)، الضياء فى المختارة (١٨٢٠)، البزار (٢١٦٣)

باب غضب الموسى بخبر الموت

موسیٰ علیہ السلام کا موت کی خبر سن کر غصہ میں آ جانا

١٠٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى وَفِي طَرِيقٍ: إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ كَانَ يَأْتِي النَّاسَ عَيَاناً، حَتَّى أَتَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامَ. فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ: فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. عَيْنَ مَلَكَ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا، فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ: [يَارَبِّ!] إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَايُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي [وَلَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيْكَ لَشَقَقْتُ عَلَيْهِ] قَالَ: فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلْ: الْحَيَاةَ تُرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ[أَيْ رَبِّ!] ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوتُ، قَالَ: فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ، رَبِّ! أَمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ! [قَالَ: فَشَمَّهُ شَمَّةً فَقَبَضَ رُوحَهُ، قَالَ: فَجَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى النَّاسِ خَفِيًّا] قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَاللّٰهِ! لَوْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت (موت والا فرشتہ) لوگوں کے پاس آتا تھا اور وہ اس کو دیکھتے تھے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے ربّ کی بات قبول کرو (اور روح قبض کرنے دو)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے میرے ربّ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، اس نے تو (طمانچہ مار کر) میری آنکھ پھوڑ دی، اگر تو نے اسے معزز نہ بنایا ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھ عطا کی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو: کیا زندگی چاہتے ہو؟ اگر ارادہ ہے تو بیل کی کمر پر ہاتھ رکھو، جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے، اتنے سال تم زندہ رہو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (فرشتے کی یہ بات سن کر) کہا: اے میرے ربّ! پھر کیا ہو گا؟ جواب ملا: پھر تجھے موت آئے گی۔ انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! ابھی موت دے دے، اس حال کہ میں پاک سرزمین سے ایک پتھر کی پھینک پر ہوں۔ پھر انھیں سونگھا اور ان کی روح قبض کر لی۔ اس کے بعد فرشتہ لوگوں کے پاس مخفی انداز میں آنے لگ گیا۔'' رسول اللہ

أنّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ. وَفِي طَرِيقٍ:تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ)).

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر دکھاتا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۹۔ بخاری (۱۳۳۹)' مسلم (۱۵/ ۷۲ ۲۳۷۲)' ابو عوانة (۱/ ۱۸۷۔ ۱۸۸)' احمد (۳/ ۳۱۵)

باب قرب الجنة والنار

جنت اور جہنم کی نزدیکی کے بارے میں

۱۰۳۶: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلَ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:٣٦٢٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمھارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۲۴۔ بخاری (۶۴۸۸' ۵۱۵)' ابن حبان (۶۶۱)' احمد (۱/ ۳۸۷' ۴۱۳)

اضعاف الحسنة و ذم الشرك

نیکیوں کے بڑھنے اور شرک کی مذمت کے بارے میں

۱۰۳۷:عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيدُ وَالسَّيِّئَةُ وَاحِدَةٌ أَوْ أَغْفِرُهَا، وَلَوْ لَقِيتَنِي بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا مَالَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقِيتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً)). [الصحيحة:١٢٨]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں صادق و مصدوق (محمد ﷺ) نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی کا بدلہ دس گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا کرتا ہوں اور برائی کا بدلہ ایک گنا دوں گا یا اسے بھی معاف کر دوں گا۔ (اے میرے بندے!) اگر تو زمین کے لگ بھگ گناہ لے کر مجھے ملے تو میں تجھے اتنی ہی بخشش عطا کروں گا' بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۔ احمد (۵/ ۱۴۸)' حاکم (۴/ ۲۴۱)' البزار (۳۹۹۱)

اجتناب الشبهات

مشتبہ چیزوں سے بچنے کے بارے میں

۱۰۳۸:عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ شُبُهَاتٌ فَمَنْ أَوْقَعَ بِهِنَّ فَهُوَ قَمِنٌ أَنْ يَأْثَمَ وَمَنِ اجْتَنَبَهُنَّ، فَهُوَ أَوْفَرُ لِدِينِهِ، كَمُرْتَعٍ إِلَى جَنْبِ حِمًى، أَوْ شَكَ يَقَعُ فِيهِ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَحِمَى اللّٰهِ الْحَرَامُ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں پڑنے والا گناہ میں پڑ جائے اور جس نے ان (شبہات) سے بھی اجتناب کیا تو وہ اپنے دین کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا۔ (شبہات میں پڑنے والے کی) مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے' ممکن ہے کہ وہ (جانور دوسرے کے کھیت میں) گھس

جائے۔ ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام کردہ چیزیں ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۲۴)، ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۲/ ۳۔۴)

الحیاء من الایمان

۱۰۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَأَحْيَا أُمَّتِي عُثْمَانُ)).

[الصحیحة: ۱۸۲۸]

حیاء بھی ایک کا ایک حصہ ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیا، ایمان کا حصہ ہے اور میری امت میں سب سے زیادہ حیا کرنے والا عثمان ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۲۸۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۴۱/ ۶۲)

باب الایمان بالقدر

۱۰٤۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((خَلَقَ اللّٰهُ يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَّا فِي بَطْنِ أُمِّهِ مُؤْمِناً وَخَلَقَ فِرْعَوْنَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ كَافِراً)).

[الصحیحة: ۱۸۳۱]

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے زکریا (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی مومن تھے اور جب فرعون کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی کافر تھا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۱۔ ابوالشیخ فی التاریخ (ص: ۱۲۸)، ابن حیویہ فی حدیثه (۴۱/ ۲)، للالکائی فی السنة (۱۰۲۱)، ابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۹۰)، والطبرانی فی الکبیر (۱۰۵۴۳)، من طریق آخر عنه

فوائد: فرعون کا ماں کے پیٹ میں کافر ہونا زبردستی نہ تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جبر کرتے ہوئے اُس کو کافر پیدا کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرعون نے جوان ہو کر، عمر پا کر اپنے اختیارات سے جو بُرے اعمال کرنے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کا روزِ اول ہی سے علم تھا اس لیے عالم الغیب پروردگار نے اپنی شانِ علم کا اظہار کرتے ہوئے ماں کے پیٹ میں ہی اس کا انجام لکھ دیا۔ مثال سے خوب سمجھ لیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مثال سے پاک ہے، محض سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ طالب علم ابھی کمرہ امتحان میں ہے مگر استاذ صاحب نے پہلے ہی اپنے پاس لکھ لیا کہ یہ فیل ہے۔ طالب علم اپنی مرضی سے سوال حل کرتا ہے اس پر کوئی جبر نہیں لیکن اس کے باوجود وہ فیل ہو جاتا ہے تو اس میں قصور طالب علم ہی کا ہے استاذ صاحب کا کوئی جبر نہیں انہوں نے تو صرف اپنے علم سے اس کے کردار کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جو سراسر ٹھیک نکلا۔ جب ایک ماہر استاذ کا اندازہ غلط نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ تو بالکل غلطی سے پاک ہیں۔

بیان امور الخمس لا یعلمهن الا اللّٰه

۱۰٤۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي: بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

پانچ امور کا بیان جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "پانچ چیزیں ہیں، انھیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ہی

السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لُقْمَانُ:۳۴)﴾)) [الصحيحة:٢٩١٤]

کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا ہے اور صحیح خبروں والا ہے۔﴾

تخریج: الصحيحة ۲۹۱۴۔ احمد (۵/ ۳۵۳)، البزار (الکشف : ۲۲۴۹)

باب فضل التوحيد و ذم المكثرين البخال

توحید کی فضیلت اور بخیل مالداروں کی مذمت

١٠٤٢: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! تَعَالَهْ)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْراً فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيهِ خَيْراً)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، فَقَالَ: ((اجْلِسْ هَاهُنَا)) فَقَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ، فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هَاهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ، فَلَبِثَ عَنِّي، فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ يَقُولُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى! قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ، مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَداً يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئاً، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عُرِضَ لِي فِي

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک رات کو نکلا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چل رہے تھے، آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی چلے۔ میں نے چاند کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے، مجھے دیکھا اور پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: میں ابوذر ہوں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! ادھر آؤ۔'' میں آپ کے پاس گیا اور آپ کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: قیامت والے روز کثیر مال و دولت والے اجر و ثواب میں کم ہوں گے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے (صدقہ کرتے ہوئے) اسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بکھیر دیا اور اس کے ذریعے نیک اعمال کئے۔'' پھر میں آپ کے ساتھ چلتا رہا، حتی کہ آپ نے فرمایا: ''یہاں بیٹھ جاؤ۔'' آپ ﷺ نے مجھے ایسی ہموار زمین میں بٹھایا، جس کے ارد گرد پتھر پڑے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا: ''میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔'' پھر آپ حرّہ (کالے پتھروں والی زمین) کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے، آپ وہاں کافی دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر میں نے سنا آپ یہ فرماتے ہوئے آ رہے تھے: ''اگرچہ وہ چوری بھی کرے اور زنا بھی کرے۔'' جب آپ میرے پاس پہنچے تو مجھ سے صبر نہ

جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ! وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)). [الصحيحة: ٨٢٦]

ہو سکا اور میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے! آپ حرّہ کے پہلو میں کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ پھر آپ کو کوئی جواب بھی نہیں دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل تھا' حرہ کے ساتھ ہی وہ مجھے ملے اور کہا: (اے محمد!) اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: جبریل! اگر چہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگر چہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگر چہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں اور اگر چہ اس نے شراب بھی پی ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۲۶۔ بخاری (۶۴۴۳)' والادب المفرد (۸۰۳)' مسلم (الزکاۃ:۳۳/ ۹۴)' ترمذی (۲۶۴۴)' مختصراً (احمد (۵/ ۵۲)

باب: درجات الجنة واعلاها

باب: جنت کے درجات اور بلند ترین درجے کا بیان

۱۰۴۳: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا. إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَبِهَا)) قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُوْنَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسِ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا، وَفَوْقَ ذٰلِكَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهَا تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ)).

[الصحيحة:١٩١٣]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' نماز قائم کی اور بیت اللہ کا حج کیا۔ مجھے اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ آیا آپ نے زکاۃ کا ذکر کیا یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے بخش دے' اگر چہ اس نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہو یا اپنے پیدائشی علاقے میں ٹھہرا ہوا ہو۔'' سیدنا معاذ نے کہا: کیا میں لوگوں کو یہ حدیث بیان کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو' تا کہ وہ مزید عمل کرتے رہیں' کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے مابین ہے اور جنت کا اعلیٰ و افضل مقام فردوس ہے' اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے' وہاں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۳۔ ترمذی (۲۵۳۰)' احمد (۵/ ۲۴۰۔ ۲۴۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۵۷۔ ۱۵۸)' طبری فی التفسیر (۱۲/ ۳۷)

تحويل دار المضمومة

مضمومہ علاقہ کو تبدیل کر لینا

۱۰۴۴: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيْرٌ فِيْهَا عَدَدُنَا، وَكَثِيْرٌ فِيْهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرٰى، فَقَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا، وَقَلَّتْ فِيْهَا أَمْوَالُنَا، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً)). [الصحيحة: ۷۹۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (قبولیتِ اسلام سے قبل) ایسے علاقے میں تھے' جہاں ہماری تعداد زیادہ اور کثیر مقدار میں مال تھا' اب ہم ایسے علاقے میں منتقل ہو گئے ہیں کہ تعداد بھی کم ہے اور مال بھی تھوڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُس علاقے کو ترک کر دو' وہ مذموم ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۰۔ الادب المفرد (۹۱۸)' ابو داود (۳۹۲۴)' الضیاء فی المختارۃ (۱۵۲۹)

فوائد: یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ کئی علاقے حد درجہ زرخیز اور باعث خیر و برکت ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی محنت سے اللہ تعالیٰ زیادہ برکت عطا فرماتے ہیں اور کچھ علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں کاروبار اور رہن سہن کے لیے مواقع اور سہولتیں بہت کم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال حدیث کے مفہوم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی علاقہ یا رہائش نامناسب معلوم ہوتا ہو تو وہاں سے کوچ کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: الرؤيا الصالحة جزء من النبوة

باب: اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے

۱۰۴۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ)). [الصحيحة: ۱۸۶۹]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب' نبوت کا پچیسواں جز ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۹۔ خطیب فی التاریخ (۵/ ۱۸۹)

۱۰۴۶: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، فَقَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِيْ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي السَّبَرَاتِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ کو بہت حسین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: اشراف فرشتوں کی جماعت کس چیز میں جھگڑا کرتی ہے؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا' مجھے انگلیوں کی ٹھنڈک بھی محسوس ہوئی۔ پھر پوچھا: سردار فرشتوں کی جماعت کس چیز میں بحث مباحثہ کرتی ہے؟ میں نے کہا: کفارات اور درجات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کفارات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا:

إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ قَالَ: فَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَصَلَاةٌ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَلاً بِالْحَسَنَاتِ، وَتَرْكاً لِلْمُنْكَرَاتِ وَإِذَا أَرَدتَّ فِي قَوْمٍ فِتْنَةً وَأَنَافِيهِمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ)). [الصحيحة:٣١٦٩]

سردیوں میں مکمل وضو کرنا، نماز باجماعت کے لئے (مساجد کی طرف) چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے انتظار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: درجات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا: کھانا کھلانا، سلام عام کرنا اور جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو۔ میں نے کہا: کیا کہوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے اور برائیوں کو ترک کر دینے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہے اور میں وہاں موجود ہوں تو مجھے فتنے سے بچا کر موت دے دینا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۹۔ طبرانی فی الدعاء (۱۴۱۶)، خطیب فی التاریخ (۸/ ۱۵۱)

باب المخاللة بعد التفكر

سوچ و بچار کے بعد دوست بنانا

١٠٤٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)). [الصحيحة:٩٢٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۹۲۷۔ ابو داود (۴۸۳۳)، ترمذی (۲۳۷۸)، احمد (۲/ ۳۰۳)، حاکم (۴/ ۱۷۱)

دخول الاطفال فی الجنة

بچوں کا جنت میں داخل ہونا

١٠٤٨: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((سَأَلْتُ رَبِّي اللَّاهِيْنَ فَأَعْطَانِيْهِمْ، قُلْتُ: وَمَا اللَّاهُوْنُ؟ قَالَ: ذَرَارِيُّ الْبَشَرِ)). [الصحيحة:١٨٨١]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ”لَاهِيْن“ کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا کر دیئے۔“ میں نے کہا کہ ”لَاهِين“ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انسانی بچے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۸۱۔ ابو طاهر المخلص (۹/ ۲۳۔ ۲۴)، الضیاء فی المختارة (۲۶۹)، تمام الرازی فی الفوائد (۱۶۳/ ۱)

فوائد: یعنی ایسے بچے، جو بالغ ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں، وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

باب: من امور الجاهلية

باب: دور جاہلیت کے افعال

١٠٤٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شُعْبَتَانِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُمَا النَّاسُ أَبَداً: النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جاہلیت کے دو امور کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۶۔ احمد (۲/ ۴۳۱)' الادب المفرد (۳۹۵)' مسلم (۶۸)' من طریق آخر عنہ باختلاف

باب الكبائر

کبیرہ گناہوں کے بارے میں

۱۰۵۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: مَا الْكَبَائِرُ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالْإِيَاسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ)).

[الصحيحة:۲۰۵۱]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' اللہ کی شفقت سے ناامید ہونا اور اس کی رحمت سے مایوس ہونا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۱۔ البزار (الکشف: ۱۰۶)' والطبرانی کما فی المجمع (۱/ ۱۰۴)' ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۹۳۱)

صلاة على النجاشي

نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنا

۱۰۵۱: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ النَّجَاشِيِّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا عَلَيْهِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُصَلِّي عَلٰى عَبْدٍحَبَشِيٍّ [لَيْسَ بِمُسْلِمٍ] فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَايَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾)) (سورۂ آلِ عمران: ۱۹۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نجاشی کی وفات کی خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! حبشی آدمی' جو مسلمان نہیں تھا' اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمھاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا' اس پر بھی' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں ہیں۔﴾

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۴۔ نسائی فی الکبری (۱۱۰۸۸)' البزار (الکشف: ۸۳۲)' الواحدی فی اسباب النزول (ص: ۱۰۴)

باب ضحك الله

اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں

۱۰۵۲: عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ضَحِكَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهِ، وَقُرْبِ غِيَرِهِ)) فَقَالَ أَبُوْرَزِيْنٍ: أَوَ يَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: ((لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَّبٍّ يَضْحَكُ خَيْراً))۔

[الصحيحة:۲۸۱۰]

سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا ربّ بندوں کی ناامیدی پر ہنستا ہے' حالانکہ حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔'' ابورزین نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ بھی ہنستے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس پر ابورزین نے کہا: ''جو ربّ ہنستا ہو' ہم اس کے ہاں خیر و بھلائی کو مفقود نہیں پا سکتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۰۔ الطیالسی (۱۰۹۲)' احمد (۴/ ۱۲)' ابن ماجہ (۱۸۱)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۵۵۴)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''ضحك'' یعنی اللہ تعالیٰ کے مسکرانے کا ذکر ہے۔ اس حدیث سمیت کئی دیگر صحیح

احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ذکر موجود ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ ہیں "يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلَيْنِ" صحیح بخاری کی ایک روایت ہے "ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ" اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ واقعتاً مسکراتے ہیں لیکن اس مسکرانے کی کیفیت نامعلوم ہے۔ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے، وہ مسکراتا ہے۔ بعض گمراہ فرقوں نے اس کی تاویل کی ہے جو کہ ہرگز درست نہیں۔

طوبى لمن آمن برسوله و صدقه

جو رسول پر ایمان لائے اور تصدیق کرے اس کے لیے خوشخبری ہے

۱۰۵۳: عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ، بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ رَاكِبَانِ، فَلَمَّا رَآهُمَا قَالَ: ((كِنْدِيَانِ مَذْحِجِيَانِ)) حَتّٰى أَتَيَاهُ، فَإِذَا رِجَالٌ مِنْ (مذحج) قَالَ: فَدَنَا إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَخَذَ بِيَدِهِ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ رَآكَ فَآمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ مَاذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ يَدَهُ فَانْصَرَفَ۔ ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخَرُ حَتّٰى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ، وَلَمْ يَرَكَ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ، ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلٰى يَدِهِ فَانْصَرَفَ۔

سیدنا ابو عبد الرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں دو سوار دکھائی دیئے۔ جب آپ ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا: "یہ دو کندی باشندے ہیں اور مذحجی قبیلے سے ان کا تعلق ہے۔" حتی کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئے، واقعی وہ مذحج قبیلے کے آدمی تھے۔ ان میں سے ایک بیعت کرنے کے لئے آپ کے قریب ہوا۔ جب آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ کا دیدار کرے، آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے، اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لئے خوشخبری ہے۔" اس نے بیعت کی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دوسرا آگے بڑھا، جب آپ نے بیعت لینے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے، آپ کی اطاعت کرے، لیکن دیدار نہ کر سکے تو اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لئے خوشخبری ہے، پھر خوشخبری ہے، پھر خوشخبری ہے۔" پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا، پھر اس نے آپ سے بیعت کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۳۲۔ احمد (۴/ ۱۵۲)، البزار (الکشف: ۲۷۶۹)، ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثانی (۲۵۷۸)

باب لا طيرة

نحوست نہیں ہے

۱۰۵۴: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّاهُ! حَدِّثِيْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتِهِ مِنْ رَّسُوْلِ

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: امی جان! مجھے کوئی حدیث بیان کرو، جو آپ نے رسول اللہ

اللهﷺ قالت: قال رسول الله ﷺ: ((الطير تجري بقدر، وكان يعجبه الفأل الحسن))
[الصحيحة: ٨٦٠]

ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی تقدیر کے تابع ہے۔'' اور آپ کو اچھی فال پسند تھی۔

تخریج: الصحیحة ۸۶۰۔ احمد (۶/ ۱۲۹۔ ۱۳۰)' حاکم (۱/ ۳۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۲۵۴)

الطيرة شرك

نحوست پکڑنا شرک ہے

۱۰۵۵: عن عبدالله بن مسعود مرفوعاً: ((الطيرة شرك وما منا إلا ...... ولكن الله يذهبه بالتوكل)). [الصحيحة: ٤٢٩]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''براشگون شرک ہے اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے دل میں بدشگونی کا خیال نہ پیدا ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعے اس چیز کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۹۔ الادب المفرد (۹۰۹)' ابوداود (۳۹۱۰)' ترمذی (۱۶۱۴)' ابن ماجه (۳۵۳۸)

باب: انواع الظلم وما لا يغفر ولا يترك

باب: ظلم کی اقسام اور وہ بھی جو معاف ہو نہ چھوڑا جائے گا

۱۰۵۶: عن أنس مرفوعاً: ((الظلم ثلاثة، فظلم لا يتركه الله، وظلم يغفر، وظلم لا يغفر فأما الظلم الذي لا يغفر فالشرك لا يغفره الله وأما الظلم الذي يغفر فظلم العبد فيما بينه وبين ربه، وأما الظلم الذي لا يترك فظلم العباد، فيقتص الله بعضهم من بعض)). [الصحيحة: ١٩٢٧]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ ایک ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑے گا' (۲) ایک ظلم کو بخش دے گا اور (۳) ایک ظلم معاف نہیں کیا جائے گا۔ جس ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑا جائے گا' وہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ جس ظلم کو بخش دیا جائے گا وہ اللہ اور بندے کے مابین کیا ہوا اس کا ظلم ہے اور وہ ظلم جس کو معاف نہیں کیا جائے گا' وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر کیا ہوا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صورت میں بعض (مظلوموں) کو بعض (ظالموں) سے قصاص دلوائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۷۔ طیالسی (۲۱۰۹)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۳۰۹)' البزار (الکشف: ۳۴۳۹)' من طریق آخر عنه

معية الله لعبده اذا دعاه

اللہ کا بندے کے (قدرت کے اعتبار سے) ساتھ ہونا جب بندہ اس کو پکارے

۱۰۵۷: عن أبي هريرة، عن رسول الله

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ﷺ قال: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِی)).

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو وہ مجھ سے گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۲۔ الادب المفرد (٦١٦)، مسلم (الذکر: ۱۹/ ۲۶۷۵)، ترمذی (۲۳۸۸)، احمد (۲/ ۵۳۹)

باب ذم سب الدھر

زمانے کو برا کہنے کی مذمت

۱۰۵۸: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: یُؤْذِیْنِی ابْنُ آدَمَ یَقُوْلُ: یَاخَیْبَةَ الدَّهْرِ وَفِی رِوَایَةٍ: یَسُبُّ الدَّهْرَ. فَلَا یَقُوْلَنَّ أَحَدُکُمْ یَاخَیْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّی أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَیْلَهُ وَنَهَارَهُ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ کہتا ہے: ہائے زمانے کی ناکامی و نامرادی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایسے نہ کہا کرے: ہائے زمانے کی ناکامی، کیونکہ میں (اللہ) زمانہ ہوں، میں دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں اور جب میں چاہوں گا ان کا سلسلہ ختم کر دوں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۱۔ بخاری ۵۳۱۔ بخاری (۴۸۲٦)، مسلم (۵/ ۲۲۴٦)، ابوداود (۵۲۷۴)، احمد (۳/ ۱۳۸، ۲۷۲)

فوائد: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی کاریگری پر حرف آتا ہو۔ بدلتے موسم، تند و تیز ہوائیں اور آندھیوں وغیرہ کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

باب: تفسیر آیات ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ......﴾ وانھا فی الکفار

باب: کفار کے متعلق چند آیات کی تفسیر

۱۰۵۹: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((قَوْلُهُ: ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ﴾، ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾، ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ: هِیَ فِی الْکُفَّارِ کُلِّهَا)).

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں، وہ پورے اور پختہ کافر ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۴) ﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۵) ﴿اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں، وہ بدکار فاسق ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۷) یہ تمام آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۴۔ احمد (۴/ ۲۸٦)، مسلم (۱۷۰۰)، ابوداود (۴۴۴۸)، ابن ماجہ (۲۳۲۷، ۲۵۵۸)، نسائی فی الکبری (۱۱۱۴۴)، الروایات مطولۃ ومختصرۃ

باب: من آداب الواجبه مع الله

١٠٦٠: عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِي اِمْرَأَةٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ، قَالَتْ: إِنَّ حبرًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ! تَقُوْلُوْنَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وتَقُوْلُوْن: وَالْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ وَقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)). [الصحيحة:١٣٦]

باب:

جہینہ قبیلے کی خاتون سیدہ قتیلہ بنت صیفی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عالم نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم لوگ شرک کرتے ہو، کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کعبہ کی قسم اٹھاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر (صحابہ سے) فرمایا: ''تم کہا کرو: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو اور قسم اٹھاتے وقت کہا کرو: ربِّ کعبہ کی قسم۔''

تخریج: الصحیحة ١٣٦۔ طحاوی فی المشکل (١/ ٣٥٧)' احمد (٦/ ٣٧١۔ ٣٧٢)' حاکم (۴/ ٢٩٧)' بیہقی (٣/ ٢١٦)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے' وہی کچھ ہوتا ہے جو صرف وہ چاہتا ہے' نیز صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہیے۔

اهل الجاهلية يتطيرون من الدار والمرأة والفرس

١٠٦١: عَنْ أَبِي حَسَّانٍ، قَالَ: ((دَخَلَ رَجُلَانِ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ عَلَى عَائِشَةَ: فَأَخْبَرَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ: الطِّيَرَةُ مِنَ الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)) فَغَضِبَتْ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ وَقَالَتْ: وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى مُحَمَّدٍ مَاقَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ، إِنَّمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ)).

جاہلیت والے گھر' عورت اور گھوڑے سے نحوست لیتے تھے

ابوحسان کہتے ہیں: بنو عامر قبیلے کے دو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔'' سیدہ عائشہ غصے میں آ گئیں اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ پر فرقان (قرآن) نازل کیا! رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''جاہلیت والے ان چیزوں سے برا شگون لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ٩٩٣۔ احمد (٦/ ١٥٠' ٢۴٠)' طحاوی فی المشکل (١/ ٣۴١)' حاکم (٢/ ۴٧٩)

باب بيان خاتم النبوة

١٠٦٢: عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوْفِي قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

مہرِ نبوت کا بیان

ابونضرہ عوفی کہتے ہیں: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے بارے میں سوال کیا' انھوں نے کہا: نبوت کی مہر

((كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةً نَاشِزَةً)).

آپ کی کمر میں گوشت کا ابھرا ہوا ایک ٹکڑا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۳۔ ترمذی فی الشمائل (۲۱)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۴۴)، بغوی فی الانوار (۱۸۲)، احمد (۳/ ۶۹)، بیہقی فی الدلائل (۱/ ۲۶۵)، باختلاف

باب فضل مخافة الله مع التوحيد

اللہ کے خوف کی فضیلت توحید کے ساتھ

١٠٦٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَمْ يَعْمَلْ خَيْراً قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيْدَ، فَلَمَّا احْتُضِرَ قَالَ لِأَهْلِهِ: انْظُرُوْا: إِذَا أَنَامِتُّ أَنْ يُحَرِّقُوْهُ حَتَّى يَدَعُوْهُ حُمَماً ثُمَّ اطْحَنُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْهُ فِي يَوْمِ رِيْحٍ [ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَاباً لَا يُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ الْعَالَمِيْنَ] فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِهِ [فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَافِيْهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَافِيْهِ] فَإِذَا هُوَ [قَائِمٌ] فِي قَبْضَةِ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: أَيْ رَبِّ! مِنْ مَخَافَتِكَ وَفِي طَرِيْقٍ آخَرَ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ . قَالَ: فَغَفَرَ لَهُ بِهَا، وَلَمْ يَعْمَلْ خَيْراً قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيْدَ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، ما سوائے توحید کے۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے کنبے والوں سے کہا: غور سے سنو: اگر میں مر گیا تو مجھے جلا کر کوئلہ بنا دینا، پھر پیس کر نصف خشکی کی ہوا میں اڑا دینا اور نصف سمندر میں بہا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر آ گیا تو وہ مجھے ایسا شدید عذاب دے گا جو جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا، اس نے اس کے ذرات کو جمع کر دیا اور سمندر کو حکم دیا، اس نے بھی اس کے اجزا کو جمع کر دیا، اچانک (اسے وجود عطا کیا گیا اور) وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں کھڑا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ابنِ آدم! تجھے تیرے اس کام پر کس چیز نے اکسایا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! (میں نے سارا کچھ) تیرے ڈر سے (کروایا)، اور تو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے ڈرنے کی وجہ سے معاف کر دیا، حالانکہ اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا، ما سوائے توحید کے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۸۔ احمد (۲/ ۳۰۴)، بخاری (۳۴۸۱)، مسلم (۲۷۵۶)، من طریق آخر بمعناہ

باب تحريم الجنة على من قتل نفسه

جس نے خودکشی کی اس پر جنت حرام ہے

١٠٦٤: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْناً فَحَزَّ بِهِ يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، وہ زخمی ہو گیا اور زخم کو برداشت نہ کر سکا، اس نے چھری لی اور اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا۔ خون بہتا رہا، حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: میرے بندے نے اپنی جان کے معاملے میں مجھ سے سبقت لینا چاہی، اس لئے میں نے

[الصحيحة:٣٠١٣] اس پر جنت حرام کر دی۔"

تخریج: الصحیحة ٣٠١٣۔ بخاری (٣٤٦٣)، مسلم (١١٣)، احمد (٤/ ٣١٢)

فوائد: معلوم ہوا کہ صبر و تحمل کے ساتھ تکالیف کو برداشت کرنا چاہئے۔ بے تاب اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ادعاء نسب من الكفر

نسب کا زبردستی دعویٰ کفریات میں سے ہے

١٠٦٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفْرٌ بِالْمَرْءِ اِدِّعَاءُ نَسَبٍ لَا يَعْرِفُهُ، أَوْ جَحْدَهُ وَإِنْ دَقَّ)).

[الصحيحة:٣٣٧٠]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ کفر ہے کہ آدمی ایسے نسب کا دعویٰ کرے جس کو وہ خود نہیں پہچانتا یا (نسب میں سے) کسی چیز کا انکار کر دے اگرچہ وہ معمولی قسم کی ہو۔"

تخریج: الصحیحة ٣٣٧٠۔ ابن ماجه (٢٧٤٤)، طبرانی فی الاوسط (٧٩١٥)، والصغیر (٢/ ١٠٨)، احمد (٣/ ٢١٥)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس خاندان میں پیدا کیا ہو، اسے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر راضی ہو کر اسی کی طرف منسوب ہونا چاہئے۔ عزتوں اور ذلتوں کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں نہ کہ کسی خاندان کی عظمت و بڑائی میں۔

باب آيات الاسلام

اسلام کی نشانیوں کے بارے میں

١٠٦٦: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ، قَالَ: ((قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَاأَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ، لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ۔ أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِيْنَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأً لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: بِالْإِسْلَامِ قَالَ: قُلْتُ وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ ؟ قَالَ: أَنْ تَقُوْلَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، كُلُّ مُسْلِمٍ عَلٰى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ: أَخَوَانِ نَصِيْرَانِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا أَوْ يُفَارِقُ الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ)).

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی انگلیوں کی تعداد کے برابر قسمیں اٹھائی تھیں کہ نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کے دین کو اختیار کروں گا، لیکن اب میں آ گیا ہوں۔ میں ایک بے سمجھ سا انسان ہوں اور مجھے کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو اللہ اور رسول مجھے سکھائیں گے، اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کے ربّ نے آپ کو کون سی چیز کے ساتھ مبعوث کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کے ساتھ۔" میں نے کہا: اسلام کی علامتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تیرا یہ کہنا کہ میں نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے لئے مطیع کر دیا اور اس کے حق میں دست بردار ہو گیا اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے حرمت والا ہے، دو بھائیوں میں سے ہر ایک دوسرے کی مدد کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ مشرک کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتے

جب تک وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہ آ جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۹۔ نسائی (۲۵۶۹)' حاکم (۴/ ۶۰۰)' احمد (۵/ ۴)

باب اعجاب الفال

فال کے پسندیدہ ہونے کے بارے میں

۱۰۶۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ ا لَايَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلاً سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ، وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةًسَأَلَ عَنِ اسْمِهَا، إِنَّ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ)).

عبداللہ بن بریدہ ﷺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے بدشگونی اور بری فال نہیں لیتے تھے۔ جب کسی کو عامل بنا کر کہیں بھیجنے کا ارادہ کرتے تو اس کا نام پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند آجاتا تو اس سے خوش ہوتے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آتے اور اگر اس کا نام آپ کو ناپسند ہوتا تو (کراہت کی علامتیں) چہرے پر دکھائی دیتیں۔ اسی طرح جب کسی گاؤں میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے' اگر آپ کا پسندیدہ نام ہوتا تو خوش ہو جاتے اور خندہ روئی کے آثار نظر آتے تھے اور اگر ناپسندیدہ نام ہوتا تو چہرے پر ناپسندیدگی کی نشانیاں دکھائی دیتی تھیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۲۔ ابوداود (۳۹۲۰)' ابن حبان (۵۸۲۷)' احمد (۵/ ۳۴۷۔ ۳۴۸)

۱۰۶۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! لَايَتَفَاءَ لُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَيُعْجِبُهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ)). [الصحيحة:۷۷۷]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نیک شگون لیتے تھے نہ بری فال۔ البتہ اچھا نام آپ کو پسند تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۷۔ احمد (۱/ ۲۵۷' ۳۰۳)' طیالسی (۲۶۹۰)' بغوی فی شرح السنۃ (۳۲۵۴)

باب کل میسر لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا ہے' وہ اسی کے لیے آسان ہے

۱۰۶۹: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَانَعْمَلُ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَمْ أَمْرٌنَسْتَأْنِفُهُ؟ قَالَ: بَلْ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، قَالُوْا: فَكَيْفَ الْعَمَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: ((كُلُّ امْرِئٍ مُهَيَّأٌ لِمَا خُلِقَ

سیدنا ابودرداء ﷺ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ جو عمل کر رہے ہیں' آیا ان کا (پہلے ہی سے فیصلہ کر کے) ان سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا ہم از سر نو عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملے (کا فیصلہ کر کے) اس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کا ہے کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو جس

لَهُ))۔ [الصحیحۃ: ۲۰۳۳]

عمل کیلئے پیدا کیا گیا' اسے اسی کے لئے استعمال کیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۳۔ احمد (۶/ ۴۴۱)' حاکم (۲/ ۴۶۲)' البزار (الکشف : ۲۱۳۸)

باب ذم القتل و الشرك

۱۰۷۰: عَنْ خَالِدِ بْنِ دِهْقَان، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ (ذُلُقْيَة) فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، وَيَعْرِفُونَ ذٰلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِي بْنِ كُلْثُوْمِ بْنِ شَرِيْكِ الْكِنَانِيِّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا، وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((**كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قُتِلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا**))۔ [الصحیحۃ: ۵۱۱]

شرک اور قتل کی مذمت

خالد بن دہقان کہتے ہیں: ہم غزوۂ قسطنطنیہ کے دوران ذلقیہ مقام پر تھے' فلسطین کے اعلیٰ و اشرف لوگوں میں سے ایک آدمی ہمارے پاس آیا' اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابو زکریا کو سلام کہا اور وہ اس کے حق کو پہچانتا تھا' خالد نے ہمیں کہا: ہمیں عبد اللہ بن زکریا نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے سنا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے سیدنا ابو درداء ﷺ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کو بخش دے ماسوائے اس کے جو شرک کی حالت میں مرا یا وہ مومن جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۱۱۔ ابو داود (۴۲۷۰)' ابن حبان (۵۹۸۰)' حاکم (۴/ ۳۵۱)

باب كل سبب منقطع يوم القيامة

۱۰۷۱: قال ﷺ: ((**كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي**)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

قیامت کے دن تمام رشتے ٹوٹ جائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میری سسرالی و ددھیالی رشتہ داری کے سوا سب رشتے ختم ہو جائیں گے۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۶۔ (۱) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۲۱)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۷۱)' (۲) عمر: ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۱۲۰۳)' خطیب فی التاریخ (۶/ ۱۸۲)' حاکم (۳/ ۱۴۲) (۳) المسور: احمد (۴/ ۳۲۳)' (۴) ابن عمر ؓ ابن عساکر (۷۱/ ۱۵)

كل شئ معلق بالقدر

۱۰۷۲: عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ہر چیز تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے

طاوس یمانی کہتے ہیں: جتنے صحابۂ کرام سے میری ملاقات ہوئی وہ سب یہی کہتے تھے: ہر چیز تقدیر سے ہے طاوس کہتے ہیں اور میں

يَقُوْلُوْنَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ: وَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، حَتَّى الْعِجْزُ وَالْكَيْسُ أَوِ الْكَيْسُ وَالْعَجْزُ)).

نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز تقدیر سے ہے، حتی کہ سادگی اور ہوشیاری بھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۱۔ مالك فی الموطا (۲/ ۸۹۹)، مسلم (۲۶۵۵)، بخاری فی خلق افعال العباد (۱۲۱)، احمد (۲/ ۱۱۰)

باب: الحلف بغير الله شرك لفظي او قلبي

باب: غیر اللہ کی قسم کھانا لفظی یا قلبی شرک ہے

۱۰۷۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّ يَمِيْنٍ يَحْلِفُ بِهَادُوْنَ اللّٰهِ شِرْكٌ)). [الصحيحة: ٢٠٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھانا شرک ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۲۔ بغوی فی الجعدیات (۲۳۳۲)، حاکم (۱/ ۱۸)، احمد (۲/ ۱۲۵)، ترمذی (۱۵۳۵)، ابو داود (۳۲۵۱) بمعناہ

أي الطريق أخذ ورد عليه

جس راستے پر چلا جائے گا اسی کی منزل پر پہنچے گا

۱۰۷٤: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مَرْثَدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الشَّوْكِ الْعِنَبُ كَذٰلِكَ لَايَنْزِلُ الْأَبْرَارُ مَنَازِلَ الْفُجَّارِ فَاسْلُكُوْا أَيَّ طَرِيْقٍ شِئْتُمْ فَأَيَّ طَرِيْقٍ سَلَكْتُمْ وَرَدْتُّمْ عَلٰى أَهْلِهِ)). [الصحيحة: ٢٠٤٦]

سیدنا یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جیسے کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاتے، اسی طرح نیک، بدوں کی جگہ میں نہیں جائیں گے۔ جس راستے پر چلنا چاہتے ہو چلو (لیکن اتنا یاد رکھو کہ) جو بھی راستہ اختیار کرو گے، اسی پر چلنے والوں کے پاس پہنچ جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۶۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۱۰/ ۳۱) مرسلاً، ابونعیم فی اخبار اصبہان (۱/ ۱۱۲)، ابن عساکر (۱۷/ ۱۹۳)، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ بمعناہ

فوائد: انسان کو چاہئے کہ نیکیوں والا راستہ اختیار کرے، تاکہ وہ نیک لوگوں کے پاس پہنچ جائے۔ کیونکہ نیک اور بد کا انجام یکساں نہیں ہوگا۔

باب المعاقبة على الخواتيم

انجام کی حقیقت خاتمہ پر ہے

۱۰۷۵: قَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ: لَا أَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ خَيْرًا وَلَا شَرًّا حَتّٰى أَنْظُرَ مَايُخْتَمُ لَهُ۔ يَعْنِيْ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ قِيْلَ: وَمَاسَمِعْتَ؟

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس وقت تک کسی آدمی کے بارے میں اچھی یا بری بات نہیں کہوں گا، جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ کس عمل پر اس کا خاتمہ ہوا ہے، کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے

قال: سمعتُ رسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ: ((لَقَلْبُ ابْنِ آدَمَ اَشَدُّ انْقِلَاباً مِنَ الْقَدْرِ إِذَا اجْتَمَعَتْ غُلْيَانًا)) [الصحيحة: ۱۷۷۲]

ایک حدیث سنی ہے۔ کہا گیا: تم نے کون سی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ابن آدم کا دل اس ہنڈیا سے بھی زیادہ الٹ پلٹ ہونے والا ہے جو ابل رہی ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۷۲۔ احمد (۶/ ۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۵۵۔۲۵۶)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۲۲۶)

فوائد: مؤمن کو چاہئے کہ خاتمہ بالایمان کی دعا کرے اور اعمال صالحہ پر استقامت اختیار کرے۔ کیونکہ فرمان نبوی ہے کہ الاعمال بالخواتیم۔

لا يومن الصيد حتى يؤمن بالقدر كله من خيره و شره

کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تقدیر کی اچھی اور بری ہر چیز پر ایمان نہ لائے

۱۰۷۶: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ، وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)).

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اسے اس چیز کا (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ جو چیز (اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) اسے لاحق ہوئی ہے وہ ٹل نہیں سکتی تھی اور جو اسے پیش نہیں آئی وہ اس کو پیش نہیں آ سکتی تھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۱۔ احمد (۶/ ۴۴۱۔ ۴۴۲)' واللفظ لہ البزار (الکشف : ۳۳)' والبحر (۲۱۰۷)' قضاعی فی مسند الشہاب (۸۹۰)

فوائد: انسان کا یہ عقیدہ پختہ ہونا چاہئے کہ نفع ونقصان کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ لہٰذا وہ جائز ذرائع استعمال کر کے رزق حلال کی تلاش کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ روزی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں پڑ جائے۔

باب الاستئذان بالسلام

سلام کے ساتھ اجازت طلب کرنا

۱۰۷۷: عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْجَارِيَةِ: ((اُخْرُجِي فَقُولِي لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ. فَإِنَّهُ لَمْ يُحْسِنِ الْاِسْتِئْذَانَ)) قَالَ: فسمعتُها قبلَ أن تخرجَ إلَى الجارية فقلتُ: السَّلامُ عليكُم، أأدخلُ؟ فقال: ((وَعَلَيْكَ اُدْخُلْ)) قَالَ: فدخلتُ فقلتُ: بأيِّ شَيْءٍ

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اندر آ جاؤں؟ نبی ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: اس آدمی نے اچھے انداز میں اجازت طلب نہیں کی لہٰذا جاؤ اور اسے کہو کہ یوں کہا کرو: السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس آدمی نے خود یہ بات سن لی اور لونڈی کے پہنچنے سے پہلے کہا: السلام علیکم میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام آ جاؤ۔'' وہ کہتا ہے کہ میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: آپ کون سی چیز لے کر آئے

جئتَ؟ فقال: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ لِتَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَتَدَعُوْا عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى، وَتُصَلُّوْا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَتَصُوْمُوْا فِي السَّنَةِ شَهْرًا، وَتَحُجُّوْا هٰذَا الْبَيْتَ، وَتَأْخُذُوْا مِنَ مَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوْهَا عَلٰى فُقَرَائِكُمْ. لَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَالَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْأَرْحَامِ وَمَاتَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ﴾)) (سورة لقمان: ٣٤)

ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے پاس خیر ہی لے کر آیا ہوں، میں تمھارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزیٰ (جیسے بتوں) کی عبادت ترک کر دو اور دن رات میں پانچ نمازیں پڑھو اور سال میں ماہِ (رمضان) کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور غنی لوگوں سے (زکوۃ کا) مال لے کر اسے فقراء میں تقسیم کر دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی پر مشتمل باتیں سکھائی ہیں اور وہ بھی علم ہے جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، پانچ چیزیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔﴾''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۲۔ الادب المفرد (۱۰۸۴)، احمد (۵/ ۳۶۸۔ ۳۶۹)، مسدد فی مسندہ کما فی اتحاف الخیرہ (۱۴۵/۷)

النياحة من عمل الشيطان

نوحہ شیطانی کام ہے

١٠٧٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ ﷺ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيْسُ رَنَّةً اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنُوْدُهُ فَقَالَ: اَيْأَسُوا أَنْ نَرٰى أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذَا! وَلٰكِنِ افْتِنُوْهُمْ فِي دِيْنِهِمْ، وَأَفْشُوْا فِيْهِمُ النَّوْحَ))۔ [الصحيحة:٣٤٦٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو ابلیس غمگین آواز سے رونے لگ گیا۔ اس کے لشکر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے کہا: مایوس ہو جاؤ کہ ہم آج کے دن کے بعد محمد (ﷺ) کی امت کو شرک میں مبتلا دیکھ سکیں، اب ان کو دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کرو اور نوحہ کو عام کر دو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۱۸)، الضیاء فی المختارۃ (۱۰/ ۱۰۵)

باب المعراج

واقعہ معراج کا بیان

١٠٧٩: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے اسرا کرایا گیا اور میں صبح کو مکہ پہنچ گیا، میں گھبرا گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے۔'' سو آپ

مُكَذِّبِي. فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيناً قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللهِ أَبُو جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ ـ كَالْمُسْتَهْزِئِ ـ هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: نَعَمْ قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: إِنْ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمْ يَرَأَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَبَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُ وا حَتَّى جَلَسُوا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنِّي أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ قَالُوا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالُوا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّباً لِكَذِبٍ، زَعَمَ! قَالُوا: وَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ. وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَازِلْتُ أَنْعَتُ حَتَّى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ. قَالَ: فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتَّى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ. أَوْ عَقِيلٍ. فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللهِ! لَقَدْ أَصَابَ)).

خلوت میں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اللہ کا دشمن ابوجہل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا' وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کیا کچھ ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا ہے۔'' اس نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: پھر صبح کو آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابوجہل نے سوچا کہ ابھی اس کو نہیں جھٹلاتا' کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوم کو بلاؤں اور یہ (محمد ﷺ) اپنی بات بیان کرنے سے انکار دے۔ اس لئے ابوجہل نے کہا: اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو تو ان کے سامنے یہی گفتگو بیان کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: بنوکعب بن لوی کی جماعت ادھر آؤ۔ ساری کی ساری مجلسیں اس کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ وہ سب کے سب آ گئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا: (اے محمد!) جو بات مجھے بیان کی تھی' ان کو بھی بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا۔'' انھوں نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' انھوں نے کہا: پھر صبح کو یہاں بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) کوئی تالی بجانے لگ گیا اور کوئی (بزعم خود) اس جھوٹ پر متعجب ہو کر اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے کہا: کیا مسجد اقصی کی علامات بیان کر سکتے ہو؟ ان میں سے بعض لوگوں نے اس علاقے کا سفر بھی کیا ہوا تھا اور مسجد اقصی دیکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کی علامتیں بیان کرنا شروع کر دیں' لیکن بعض نشانیوں کے بارے میں اشتباہ و التباس سا ہونے لگا۔'' آپ نے فرمایا: ''مسجدِ اقصی (کی تمثیل کو) کو لایا گیا اور عقال یا عقیل کے گھر سے بھی قریب رکھ دیا گیا' میں نے اسے دیکھ کر

نشانیاں بیان کر دیں، اس کے باوجود مجھے کچھ نشانیاں یاد نہ رہیں۔" لوگوں نے کہا: رہا مسئلہ علامات کا، تو وہ تو اللہ کی قسم! آپ نے درست بیان کر دیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۱۔ نسائی فی الکبری (۱۱۲۸۵)، احمد (۱/ ۳۰۹)، طبرانی فی (۱۲۷۸۲)، ابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۴۶۱۔ ۴۶۲)

لن یلج الدرجات العلی من تکهن

۱۰۸۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعاً: ((لَنْ يَّلِجَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطَيُّراً)). [الصحيحة:۲۱۶۱]

جس نے کہانت کی وہ درجات اعلیٰ تک نہیں جا سکتا

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کہانت کی، یا جس کے لئے کی گئی یا جو بدشگونی لیتے ہوئے سفر سے واپس آ گیا وہ اعلیٰ درجات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۱۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۴۴۴)، طبرانی فی الشامیین (۲۱۰۴)، والکبیر (المجمع: ۵/ ۱۱۸)

باب ایمان الیهود

۱۰۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ، مَابَقِيَ عَلٰى ظَهْرِهَا يَهُوْدِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ)).

یہود کے ایمان لانے کے بارے میں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آئیں تو روئے زمین پر بسنے والا ہر یہودی اسلام قبول کر لے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۲۔ بخاری (۳۹۴۱)، مسلم (۲۷۹۳)، ابن الفریس فی احادیث مسلم بن ابراہیم الازدی (۴/ ۲)، احمد (۲/ ۳۴۶)، ابویعلی (۶۰۳۷)

القصة من بركة الله

۱۰۸۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ رَجُلاً حَاجَةٌ فَخَرَجَ إِلَى الْبَرِيَّةِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَانَتَعَجَّنُ وَمَا نَخْتَبِزُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ وَالْجَفْنَةُ مَلْأَى عَجِيْناً، وَفِي التَّنُّوْرِ جُنُوْبُ الشِّوَاءِ، وَالرَّحٰى تُطْحَنُ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ، فَكَنَسَ مَاحَوْلَ الرَّحٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَهَا لَدَارَتْ أَوْ طَحَنَتْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:۲۹۳۷]

اللہ کی برکت کا قصہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا سکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں پسلیوں کا بھونا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آ گیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے اردگرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روزِ قیامت تک آٹا پیستی رہتی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۷۔ طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۴)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۱۰۵)' البزار (۳۶۸۷)

الایمان بین الخوف و الرجا

ایمان خوف اور امید کا نام ہے

۱۰۸۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((لَوْتَعْلَمُوْنَ قَدْرَ رَحْمَةِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. لَاتَّكَلْتُمْ وَمَاعَمِلْتُمْ مِنْ عَمَلٍ، وَلَوْعَلِمْتُمْ قَدْرَ غَضَبِهِ مَانَفَعَكُمْ شَيْءٌ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت (کی وسعت) کا اندازہ ہو جائے تو تم توکل (کر کے بیٹھ جاؤ اور) کوئی عمل نہ کرو اور اگر تمھیں اس کے غضب کا اندازہ ہو جائے تو (تم سمجھو کہ) تمھیں کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۷۔ ابن ابی الدنیا فی حسن الظن (۶۳)' البزار (الکشف: ۳۲۵۶)

فوائد: مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اس کے غضب سے ڈرتا ہے۔

باب فضل بسم الله

بسم اللہ کی فضیلت

۱۰۸٤: قال ﷺ: ((لَوْ قُلْتَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ. قَالَهُ لِطَلْحَةَ حِيْنَ قُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ: حَسِّ)) ورد من حديث جابر، وأنس، وابن شهاب مرسلا۔ [الصحيحة: ٢٦٩٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا' تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔'' آپ ﷺ نے یہ بات سیدنا طلحہؓ کو اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب انھوں نے (ایک تکلیف کی وجہ سے) ''ہائے'' کہا تھا۔ یہ حدیث سیدنا جابر' سیدنا انس رضی اللہ عنہما اور ابن شہاب سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۹۶۔ نسائی (۳۱۵۱)' بیھقی فی الدلائل (۳/ ۲۳۶۔ ۲۳۷)' ابونعیم فی المعرفۃ (۳۷۱)

القصة فی برکة الطعام

کھانے میں برکت کا قصہ

۱۰۸۵: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ يَسْتَطْعِمُهُ، فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَلَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، وَلَقَامَ لَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٦٢٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اسے جو کا آدھا وسق دیا۔ وہ آدمی' اس کی بیوی اور اس کا مہمان اس سے کھاتے رہے' (وہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا)' ایک دن اس نے اس کا وزن کر دیا' تو وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس کا وزن نہ کرتا تو تم کھاتے رہتے اور وہ تمھارے لئے باقی رہتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۵۔ مسلم (۲۲۸۱)' احمد (۳/ ۳۳۷' ۳۴۷)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۱۱۴)

فوائد: اگر ہو سکے تو گھر میں استعمال کی جانے والی نعمتوں کو تولا جائے نہ ماپا جائے' اس طرح برکت ہوتی ہے۔ ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے۔

ما من احد احب الیه المدح من الله

۱۰۸۶: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَلَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مَعَاذِيرَ مِنَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)).

اللہ سے بڑھ کر کسی کو بھی تعریف زیادہ پسند نہیں ہے

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہی ہے جسے سب سے زیادہ تعریف پسند ہے اور اللہ ہی ہے جو سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۶)، ابن سعد (۷/ ۴۲)، ابن قانع فی معجم الصحابة (۲۶)، احمد (۳/ ۴۳۵)، الادب المفرد (۸۵۹، ۸۶۱)، مختصراً

باب: صبر، تعالی علی اذی المشرکین

۱۰۸۷: عَنْ أَبِي مُوسَى مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَ مِنَ اللّٰهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَداً، [وَيَجْعَلُونَ لَهُ نِدًا] وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ [وَيَدْفَعُ عَنْهُمْ] وَيَرْزُقُهُمْ [وَيُعْطِيهِمْ])).

[الصحیحة:۲۲۴۹]

باب: ذات باری تعالیٰ کا مشرکین کی ایذاؤں پر صبر

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکلیف والی بات سن کر سب سے زیادہ صبر کرنے والا اللہ ہے، لوگ اس کا بیٹا ہونے کا دعوی کر دیتے ہیں اور کسی کو اس کا ہم سر بنا دیتے ہیں، لیکن وہ ان کو عافیت دیتا ہے، ان کی حفاظت کرتا ہے، انھیں رزق عطا کرتا ہے اور انھیں (کئی نعمتیں) عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۹۔ بخاری (۶۰۹۹، ۷۳۷۸)، مسلم (۲۸۰۴)، احمد (۴/ ۳۹۵، ۴۰۱)

باب من لبس الحلقة من المرض.

۱۰۸۸: عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً فِي عَضُدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ، فَقَالَ لَهُ: مَاهٰذِهِ؟ قَالَ: نُعِتَتْ لِي مِنَ الْوَاهِنَةِ قَالَ: أَمَا لَوْمُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ وُكِّلْتَ إِلَيْهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْتُطُيِّرَ لَهُ، أَوْتَكَهَّنَ أَوْتُكُهِّنَ لَهُ، أَوْسَحَرَ أَوْسُحِرَ لَهُ)).

[الصحیحة:۲۱۹۵]

جس نے بیماری سے بچنے کے لیے کڑا پہنا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل کا چھلہ دیکھا اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کمزوری کی وجہ سے ہے۔ انھوں نے کہا: اگر اس چھلہ کو پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے براشگون لیا یا اس کے لئے براشگون لیا گیا یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۵۔ البزار (الکشف : ۳۰۴۴)، و(البحر : ۳۵۷۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۶۲)

باب ذم السحور

۱۰۸۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ مِنَّا

جادو کی مذمت

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مَنْ سَحَرَ، (أَوْ سُحِرَ لَهُ، أوتكهَّنَ' أو تُكُهِّن له' أو تطيَّر' أو تطير له)). [الصحيحة: ٢٦٥٠]

فرمایا: ''جس نے خود جادو کیا' یا اس کے لئے جادو کیا گیا' یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے بدفال لی یا جس کے لئے بدفال لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٦٥٠- البزار (الكشف : ٣٠٤٣)' طبرانی فی الاوسط (٤٢٧٤)

فوائد: جو لوگ بھی مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے مستقبل کا فیصلہ پیش کرتے ہیں' مثلاً: کاہن (نجومی)' بدفال لینے والا' دست شناس وغیرہ وغیرہ۔ شریعتِ مطہرہ نے ان کے پاس جانے' ان کی باتوں کی طرف توجہ دھرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا۔

ليس هذا التخيلات من النفاق

یہ خیالات نفاق نہیں ہیں

١٠٩٠: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ نَكُوْنُ عِنْدَكَ عَلٰى حَالٍ، فَإِذَا فَرَقْنَاكَ كُنَّا عَلٰى غَيْرِهِ! فقالَ:((كَيْفَ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ؟)) وَقَالَ أَبُو يَعْلَى ((وَنَبِيُّكُمْ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ رَبُّنَا وَفِي أَبِي يَعْلَى أَنْتَ نَبِيُّنَا- فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ- قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكُمُ النِّفَاقُ)). [الصحيحة: ٣٠٢٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس ہمارے (ایمان و اسلام) کی کیفیت اور ہوتی ہے اور دوسروں کے پاس اور (یہ تو پھر نفاق ہی ہوسکتا ہے)؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اپنے ربّ اور اپنے نبی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم جلوتوں اور خلوتوں میں (یہ اقرار تو کرتے ہیں کہ) اللہ ہمارا ربّ ہے اور آپ ہمارے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو نفاق نہیں ہے۔'' راویٔ حدیث ابویعلی کی روایت میں ''اپنے نبی'' کے الفاظ ہیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٠٢٠- البزار (٥٢)' ابویعلی (٣٣٦٩)' ابونعیم فی الحلية (٢/ ٣٣٢)

كل شئ من الله

ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے

١٠٩١: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قُحِطَ الْمَطَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُسْتَقٰى لَنَا [فَاسْتَقٰى] فَغَدَا النَّبِيُّ فَإِذَا هُوَ بِقَوْمٍ يَتَحَدَّثُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: سُقِيْنَا بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى قَوْمٍ نِعْمَةً إِلَّا أَصْبَحُوْا بِهَا كَافِرِيْنَ)). [الصحيحة: ٣٠٢٩]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے قحط پڑ گیا۔ ہم نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے بارش کے نزول کی دعا کی (اور بارش نازل بھی ہوئی)۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ اس کی وجہ سے کافر بنے ہوتے ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ٣٠٢٩- طبرانی فی الشاميين (١١٠٢)' البزار (الكشف : ٦٥٨)' و(البحر : ٣١٠٢)

دعاء العصبية جهالة

عصبیت کی طرف بلانا جہالت ہے

۱۰۹۲: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((**مَابَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟!**)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((**دَعُوْهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ**)) [قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ] فَسَمِعَهَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنِ أُبَيِّ، فَقَالَ قَدْ فَعَلُوْهَا؟ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّمِنْهَا الْأَذَلُّ! قَالَ عُمَرُ: دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((**دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ**))

[الصحيحة:۳۱۵۵]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا۔ انصاری نے (خاندانی غیرت وحمیت کا مسئلہ سمجھ کر) انصار کو یوں پکارا: او انصاریو! اور مقابلے میں مہاجر نے کہا: او مہاجرو! رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا: ''یہ جاہلیت کی پکاریں کیسی؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا، (اس کی وجہ سے یہ للکاریں شروع ہو گئیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان (نسبتوں) کو ترک کر دو، یہ گندی ہیں۔'' سیدنا جابر کہتے ہیں: جب نبیٔ کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی تعداد زیادہ تھی، بعد میں مہاجرین کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ جب عبداللہ بن ابی منافق نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: کیا یہ لوگ اس حد تک پہنچ گئے ہیں؟ جب ہم مدینہ کی طرف واپس جائیں گے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کا سر قلم کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو، کہیں لوگ یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کو بھی قتل کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۵۔ بخاری (۴۹۰۵، ۴۹۰۷)، مسلم (۲۵۸۴)، ترمذی (۳۳۱۲)، احمد (۳/ ۳۹۲۔ ۳۹۳)

كل نسمة تولد على الفطرة

ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

۱۰۹۳: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرَيْعٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَغَزَوْتُ مَعَهُ، فَأَصَبْتُ ظَهْرَ أَفْضَلِ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ، حَتّٰى قَتَلُوْا الْوِلْدَانَ۔ وَقَالَ مَرَّةً: الذُّرِّيَّةَ۔ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: ((**مَابَالُ قَوْمٍ جَاوَزَهُمُ الْقَتْلُ الْيَوْمَ حَتّٰى قَتَلُوْا الذُّرِّيَّةَ؟!** فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هُمْ أَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ! فَقَالَ: **أَلَا إِنَّ خِيَارَكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ.** ثُمَّ قَالَ: **أَلَا لَا تَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً، أَلَا**

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا حتی کہ انھوں بچوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا کہ قتل اپنی حد سے تجاوز کر گیا ہے اور بچوں کو بھی تہ تیغ کر دیا گیا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مشرکوں کے بچے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں مختار و منتخب لوگ بھی مشرکوں کے بچے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا، ہر انسان (اسلام کی) فطرت پر پیدا

لَاتَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً. قَالَ: كُلُّ نَسَمَةٍ تُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا، فَأَبَوَاهَا يُهَوِّدَانِهَا وَيُنَصِّرَانِهَا)). [الصحيحة:٤٠٢]

ہوتا ہے اور اس کی زبان بھی اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۲۔ احمد (۳/ ۴۳۵)، دارمی (۲۴۶۶)، حاکم (۲/ ۱۲۳)، بیہقی (۹/ ۷۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مشرکوں کے بچے، جب تک وہ نابالغ ہوں، فطرتِ اسلام سے متصف ہوتے ہیں۔

من سمع بعثة النبیؐ ثم لا یؤمن دخل النار

جس نے نبیؐ کی بعثت کے متعلق سنا پھر وہ ایمان نہ لایا تو وہ آگ میں داخل ہوگا

١٠٩٤: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ أَحَدٍ يَسْمَعُ بِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ فَلَايُؤْمِنُ بِي إِلَّا دَخَلَ النَّارَ)) هُوَ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ) رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِي إِسْنَادِهِ عَلَى وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب اس امت کا جو فرد وہ یہودی ہو یا نصرانی (یا کوئی اور) میرے (ظہور) کے بارے میں سن کر مجھ پر ایمان نہیں لائے گا، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“ یہ حدیث سعید بن جبیر سے روایت کی گئی ہے اور ان پر تین صورتوں میں سند کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۳۔ طبری فی التفسیر (۱۲/ ۱۳)، عن سعید بن جبیر مرسلاً، حاکم (۲/ ۳۴۲)، من طریق سعید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما طیالسی (۵۰۹)، واحمد (۴/ ۳۹۶)، من طریق سعید عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ، مسلم (۱۵۳)، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بمعناہ

باب: کفر دون کفر

باب:

١٠٩٥: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعاً: ((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَهِيَ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلٰى قَلْبٍ مُوْقِنٍ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا)). [الصحيحة:٢٢٧٨]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو انسان اس حال میں مرتا ہے کہ وہ دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۸۔ احمد (۱/ ۱۷۶)، طبرانی (۳۲۴)، نسائی (۳۱۰۹)، ابویعلی (۲۰/ ۷)، الروایات مطولۃ ومختصرۃ

مثل المؤمن خیر

مؤمن کی مثال اچھی ہے

١٠٩٦: عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّحْلَةِ، لَاتَأْكُلُ إِلَّا طَيِّباً وَلَا تَضَعُ إِلَّا طَيِّباً)).

سیدنا ابورزین اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو (زمین سے بطورِ خوراک) پاکیزہ چیزیں استعمال میں لاتی ہے اور پاکیزہ پھل دیتی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۔ ابن حبان (۲۴۷)، ابن عساکر (۵/ ۲۳۱)، بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۴۸)، رضی اللہ عنہما نسائی فی الکبری (۱۱۲۷۸)

باب: دعوة الحق والخلاف حولها

۱۰۹۷: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَلَسْنَا إِلَى الْمِقْدَادِ ابْنِ الْأَسْوَدِ يَوْمًا، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ: طُوبٰى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ رَأَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَاللّٰهِ إِنَّا لَوَدِدْنَا أَنْ رَأَيْنَا مَارَأَيْتَ، وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتَّ فَاسْتُغْضِبَ، فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: (مَايَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلَيَّ أَنْ يَتَمَنّٰى مُحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ لَايَدْرِيْ لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ كَانَ يَكُوْنُ فِيهِ؟! وَاللّٰهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْوَامٌ أَكَبَّهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِي جَهَنَّمَ، لَمْ يُجِيبُوْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوْهُ، أَوَلَا تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لَاتَعْرِفُوْنَ إِلَّا رَبَّكُمْ، مُصَدِّقِيْنَ لِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّكُمْ، وَقَدْ كُفِيْتُمُ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ عَلٰى أَشَدِّ حَالٍ بَعَثَ عَلَيْهَا فِيهِ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي فَتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ، مَايَرَوْنَ أَنَّ دِيْنًا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ، حَتّٰى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُرٰى وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ أَوْ أَخَاهُ كَافِرًا وَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ قُفْلَ قَلْبِهِ لِلْإِيْمَانِ، يَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ، فَلَاتَقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيْبَهُ فِي النَّارِ، وَإِنَّهَا لَلَّتِي قَالَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾)). (الفرقان: ۷۴)

باب:

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ اس نے سیدنا مقداد کو دیکھ کر کہا: ان دو آنکھوں کے لئے خوشخبری ہے، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے دیکھا، ہم بھی دیکھتے اور جہاں جہاں آپ حاضر ہوئے، ہم بھی وہاں پہنچتے سیدنا مقداد غصے میں آ گئے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس آدمی نے خیر و بھلائی والی بات ہی کی ہے، (یہ غصے کیوں ہو رہے ہیں)؟ اتنے میں وہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کون سی چیز بندے کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ ایسے مشہد کی تمنا کرے، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے غائب رکھا ہو، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ اس وقت ہوتا تو کس حالت میں ہوتا؟ ایسے لوگ بھی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے نتھنوں کے بل جہنم میں گرا دیا۔ انھوں نے آپ کی دعوت قبول کی نہ آپ کی تصدیق کی۔ کیا تم اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ جب اس نے تمھیں پیدا کیا تو تم اپنے ربّ کو پہچانتے تھے، نبی کی تعلیمات کی تصدیق کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کی تکالیف تمھیں کفایت کر گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا، تو اہل حق کے لئے حالات اتنے سنگین تھے، کہ ماضی کے ادوار اور جاہلیتوں میں تشریف لانے والے انبیائے کرام میں ان کی مثال نہیں ملتی، مخالف لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی عبادت افضل دین ہے۔ آپ ﷺ فرقان مجید لے کر آئے، جس نے حق و باطل میں امتیاز کیا اور والد اور اولاد میں ایسی تفریق ڈال دی، کہ آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے یا اپنے بھائی کو کافر سمجھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تالے کھول دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ

اگر وہ ایسے ہی ہلاک ہو گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور اسے اس طرح سکون کیسے ملے گا کہ اس کا محبوب جہنم میں ہو اور یہی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما﴾

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۳۔ احمد (۶/ ۲۔۳)' الادب المفرد (۸۷)' ابن حبان (۲۵۵۲)

فوائد: (یعنی تم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور تم سے پہلے والے لوگوں نے ابتلاء و آزمائش میں پڑ کر تمھارے لئے دین کو محفوظ اور غالب کر دیا۔)

باب ذم السؤال لوجه الله ومن منعه

اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنے کی مذمت نیز اس کی مذمت کہ جس نے اس کو منع کیا

۱۰۹۸: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ لَمَّا وَلِّيَ خِرَاسَانَ، قَالَ: دُلُّوْنِي عَلَى رَجُلٍ كُلٍّ لِخِصَالِ الْخَيْرِ، فَدُلَّ عَلَى أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَلَمَّا جَاءَهُ رَآهُ رَجُلًا فَائِقًا فَلَمَّا كَلَّمَهُ رَأَى مَخْبَرَتَهُ أَفْضَلَ مِنْ مَرْآتِهِ قَالَ: إِنِّي وَلَّيْتُكَ كَذَا وَكَذَا مِنْ عَمَلِي، فَاسْتَعْفَاهُ فَأَبَى أَنْ يُعْفِيَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ حَدَّثَنِيْهِ أَبِي أَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِهِ، قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((**مَنْ تَوَلّٰى عَمَلًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ لِذٰلِكَ الْعَمَلِ أَهْلٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ**)) قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! إِنِّي لَسْتُ بِأَهْلٍ لِمَا دَعَوْتَنِي إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَزِيْدُ: مَازِدْتُ إِلَّا أَنْ حَرَّضْتَنِي عَلَى نَفْسِكَ وَرَغَّبْتَنَا فِيْكَ فَاخْرُجْ إِلَى عَهْدِكَ فَإِنِّي غَيْرُ مُعْفِيْكَ ثُمَّ فَخَرَجَ۔ كَذَا الْأَصْلُ وَلَعَلَّ الصَّوَابَ: فَخَرَجَ ثُمَّ أَقَامَ فِيْهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُقِيْمَ،

یزید بن مہلب کہتے ہیں: مجھے خراسان کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ میں نے کہا: مجھے ایسے آدمی کے پاس لے جاؤ جو خصائلِ خیر سے بدرجۂ اکمل متصف ہو۔ سو مجھے ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری کے پاس لایا گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو انھیں فائق پایا اور جب ان سے کلام کیا تو ان کے باطن کو ظاہر سے افضل پایا۔ میں نے کہا: میں آپ کو اپنے فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپتا ہوں۔ انھوں نے معذرت کرنا چاہی' لیکن میں نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایک حدیث بیان نہ کروں جو میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی؟ میں نے کہا: بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا: میرے باپ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس آدمی نے ایسے کام کی ذمہ داری قبول کی' جس کا وہ اہل نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔'' امیر صاحب! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کا اہل نہیں ہوں' جو آپ مجھے سونپنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں کہا: آپ کی اس ساری گفتگو نے مجھے مزید آمادہ کیا ہے اور رغبت دلائی کہ یہ عہدہ آپ کو ہی سونپا جائے' لہٰذا جائیں اور یہ

وَاسْتَأْذَنَهُ بِالْقُدُوْمِ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! أَلَا أُحَدِّثُكَ بِشَيْءٍ حَدَّثَنِيْهِ أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِهِ، قَالَ: ((**مَلْعُوْنٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ [اللّٰهِ] وَمَلْعُوْنٌ مَنْ يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ، ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَالَمْ يَسْأَلْهُ هَجْرًا**)) قَالَ: وَأَنَا أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ أَلَا مَا أَعْفَيْتَنِي أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! مِنْ عَمَلِكَ فَأَعْفَاهُ۔ [الصحيحة: ٢٢٩٠]

ذمہ داری سنبھال لیں، اب میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ چلے گئے، کچھ وقت وہاں ٹھہرے رہے (اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے)۔ ایک دن امیر یزید کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت ملی تو انھوں نے آ کر کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایسی حدیث بیان نہ کروں جو مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کی؟ انھوں نے کہا: بیان کیجئے۔ ابو بردہ نے کہا: وہ حدیث یہ ہے کہ: ''وہ آدمی ملعون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر سوال کیا اور وہ بھی ملعون ہے جس سے اللہ کی ذات کے واسطے سے سوال کیا گیا اور اس نے سائل کو کچھ نہ دیا۔'' اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اے امیر! اس عہدے کے سلسلے میں میری معذرت قبول کرو۔ انھوں نے ان کی معذرت قبول کر لی۔

تخریج: الصحيحة ٢٢٩٠۔ ابن عساکر (۲۸/ ۴۰)، طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۳/ ۱۰۳)، وجامع المسانید لابن کثیر (۱۴۴۳۱)

اتي الكاهن من الكفر

کاہن کے پاس آنا بھی کفریات میں سے ہے

١٠٩٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((**مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ**)).

تخریج: الصحيحة ٣٣٨٧۔ البزار (الكشف: ٣٠٤٥)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''

متي يوخذ الرجل في امور الجاهلية

جاہلیت والے کاموں میں انسان کا مؤاخذہ کب ہوگا

١١٠٠: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((**مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ**)).

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے دورِ جاہلیت میں جن برائیوں کا ارتکاب کیا، کیا ان کی وجہ سے ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے اسلام میں حسن پیدا کر لیتا ہے، اس سے دورِ جاہلیت میں کی گئی برائیوں کی باز پرس نہیں ہوگی اور جو (اسلام قبول کرنے کے بعد بھی) برائیاں کرتا رہتا ہے، اس سے پہلے اور پچھلے (سب

گناہوں کی پوچھ گچھ ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۰۔ بخاری (۶۹۲۱)' مسلم (۱۲)' ابوعوانة (۱/ ۷۱)' ابن ماجه (۴۲۴۲)' احمد (۱/ ۴۰۹)

۱۱۰۱: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِيْمَا بَقِيَ، غُفِرَلَهُ مَامَضٰى، وَمَنْ أَسَاءَ فِيْمَا بَقِيَ، أُخِذَ بِمَا مَضٰى وَمَا بَقِيَ)).

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بقیہ زندگی میں (اپنے اسلام میں) حسن پیدا کئے رکھا' اس کے گزشتہ (گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے اور جو بقیہ زندگی میں بھی برائیاں کرتا رہا' اس سے گزشتہ اور آئندہ (دونوں زندگیوں میں ہونے والے گناہوں کی) باز پرس ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۸۰۲)' ابن عساکر (۶۹/ ۱۶۱)

اذا اسلم الرجل وله مثل المسلم

جب کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کے لیے وہی ہے جو ایک مسلمان کے لیے ہے

۱۱۰۲: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: ((كُنْتُ تَحْتَ رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا، فَقَالَ فِيْمَا قَالَ: ((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ اهلَ الْكِتَابِ ' فَلَهُ أجره مرتين' وله مثل الذى لناء وعليه مثل الذى علينا' وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَلَهُ، أَجْرُهُ، وَلَهُ مِثْلَ الَّذِى لَنَا، وَعَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِى عَلَيْنَا)).

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا' آپ نے بہت اچھی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی: ''جو اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) مسلمان ہوگا' اسے دو اجر ملیں گے' نیز اسے وہی حقوق دیئے جائیں گے جو ہمارے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی' جو ہم پر ہوتی ہیں اور جو مشرک مسلمان ہوگا' اسے ایک اجر ملے گا اور اسے بھی وہی حقوق نصیب ہوں گے جو ہمیں ہوتے ہیں اور اسے وہی ذمہ داریاں چکانا ہوں گی' جو ہم چکاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۔ رویانی فی مسنده (۱۲۲۶)' طحاوی فی المشکل (۲۵۷۱)' طبرانی (۷۷۸۶)' احمد (۵/ ۲۵۹)

ذم الاقتباس من علم النجوم

علم نجوم کے حاصل کرنے کی مذمت

۱۱۰۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ)). [الصحیحة: ۷۹۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم نجوم حاصل کیا' اس نے جادو کے ایک جزء کی تعلیم حاصل کر لی۔''

تخریج: الصحیحة ۷۹۳۔ ابوداود (۳۹۰۵)' ابن ماجه (۳۷۲۶)' احمد (۱/ ۲۷۷' ۲۲۷' ۳۱۱)

باب من دل علی خیر و شر

اس شخص کے بارے میں کہ جس نے اچھائی یا برائی کی طرف رہنمائی کی

۱۱۰۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ آثَامُ مَنْ تَبِعَهُ، لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)). [الصحيحة: ٨٦٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اسے اس کی پیروی کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا، اس سے ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے ضلالت و گمراہی کی طرف بلایا تو اسے اس کے پیچھے چلنے والوں کے گناہ جتنا گناہ بھی ملے گا، اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۸۶۵۔ مسلم (۲۶۷۴)، ابوداود (۴۶۰۹)، ترمذی (۲۶۷۴)، ابن ماجه (۲۰۶)، احمد (۲/ ۳۹۷)

ما یقال اذا رای مبتلًی

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہا جائے

۱۱۰۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا)). لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ)). [الصحيحة: ٣٧٣٧]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی آزمائش زدہ آدمی دیکھا اور یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس (مصیبت) سے عافیت بخشی جس میں تجھے مبتلا کر رکھا ہے اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی، تو وہ مصیبت اسے لاحق نہیں ہو سکے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۳۷۔ ابن ماجه (۳۸۹۲)، طبرانی فی الاوسط (۵۳۲۰)، والخرائطی فی فضیلة الشکر (۴) من طریق آخر

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی قسم کے مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔ مگر افسوس کہ معذور کو دیکھ کر مذاق شروع کر دیا جاتا ہے اور اس کی بے بسی پر اس کو خوب ستایا جاتا ہے۔ یاد رہے! ایسی حرکتیں کرنے والوں کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

فضل الحب فی اللہ

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت

۱۱۰۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ایمان کا ذائقہ چکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۰۔ طیالسی (۲۴۹۵)، احمد (۲/ ۲۹۸، ۵۲۰)، البزار (الکشف: ۶۳)

ذم الريا

ریا کاری کی مذمت

١١٠٧: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ مَسَامِعَ خَلْقِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ)). [الصحيحة:٢٠٦٦]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے عمل کے ذریعے لوگوں میں مشہور ہونا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنی مخلوقات کو اس کی بابت سنا دے گا اور اسے حقیر و ذلیل کر دے گا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٦٦- ابن المبارك فى الزهد (١٤١)' احمد (٢/ ١٦٢)' طبرانى فى الاوسط (٤٩٨١)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے۔

فضل التهليل

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

١١٠٨: عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة:٢٣٤٤]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٣٤٤- البزار (الكشف:٩) و(البحر: ١٧٤)' ابن خزيمة فى التوحيد (ص: ٢٣٢)' ابويعلى (المقصد العلى: ٣)

باب علامات المسلم

مسلمان کی علامات

١١٠٩: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا، فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِى لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰهَ ذِمَّتَهٗ)). [الصحيحة: ٣٥٦٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف متوجہ ہوا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو یہ وہ مسلمان ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے، سو تم اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ نہ دینا۔''

تخريج: الصحيحة ٣٥٦٥- بخارى (٣٩١)' نسائى (٣٥٠٠) و فى الكبرى (١١٧٢٨)

١١١٠: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ [مُخْلِصاً] دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ٢٣٥٥]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خلوص دل سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٣٥٥- ابن حبان (٧)' ابن خزيمة فى التوحيد (ص: ٣٣١' ٣٣٢)' احمد (٥/ ٢٣٦)' والحميدى (٣٦٩)' من طريق آخر عنه- مطولاً

باب من وقى من القتل والشرك

جو شرک اور ناحق قتل سے بچا

دخل الجنة

جنت میں داخل ہوگا

۱۱۱۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ دَخَلَهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:۲۹۲۳]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اس نے اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہرایا ہو اور نہ کسی کو ناحق قتل کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۳۔ احمد (۴/ ۱۵۲)' ابن ابی شیبة (۹/ ۳۵۸)' ابن ماجه (۲۶۱۸)' حاکم (۴/ ۳۵۱)

۱۱۱۲: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ، غُفِرَلَهُ، قُلْتُ: اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا)). [الصحيحة: ۱۳۱۵]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو پانچ نمازیں پڑھی ہوں اور رمضان کے روزے رکھے ہوں تو وہ اسے بخش دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں (یہ حدیث بیان کر کے) لوگوں کو خوش نہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو تاکہ وہ عمل کرتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۵۔ احمد (۵/ ۲۳۲)

فوائد: مومن وہ ہے جس میں اس قسم کی احادیث عمل کی مزید رغبت پیدا کرتی ہیں۔

الدعاء من الله رحمة

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا رحمت ہے

۱۱۱۳: عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:۲۶۵٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا' وہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۴۔ الادب المفرد (۶۵۸)' ترمذی (۳۳۷۳)' ابن ماجه (۳۸۲۷)' احمد (۲/ ۴۴)

فوائد: اس قدر مہربان اور رحیم و کریم پروردگار کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارنا جو خود قدم قدم پر اس کی مدد کے محتاج ہیں' یقیناً ظلم عظیم ہے۔ ہر حال میں اسی کو پکارنا چاہیے۔ وہی ہر فرمان سمجھتا ہے اور ہر ایک کی پکار کو قبول کرتا ہے۔ یاد رہے! بیک وقت ہر ایک کی پکار سننا صرف اسی کا خاصہ ہے۔

باب ذم الشرك

شرک کی مذمت

۱۱۱٤: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)). [الصحيحة: ۳۵۶۶]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو' وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۶- بخاری (۱۲۳۸، ۴۴۹۷)، مسلم (۹۲)، نسائی فی الکبری (۱۱۰۱۱)، احمد (۱/ ۴۶۲)

فوائد: شرک کی حالت میں کیے ہوئے نیک اعمال بھی کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ شرک کی وجہ سے تمام اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں۔ عقیدہ کی درستی پر ہمیشہ توجہ رکھیں۔

من وحد الله فهو مامون

جس نے اللہ کی توحید کی گواہی دی وہ مامون (امن میں) ہے

۱۱۱۵: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ [طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ] مَرْفُوعاً: ((مَنْ وَحَّدَاللّٰهَ تَعَالٰى. وَكَفَرَ بِمَايُعْبَدُ مِنْ دُوْنِهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:٤٢٨]

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کو یکتا و یگانہ قرار دیا اور اس کے علاوہ (سب معبودانِ باطلہ) کا انکار کر دیا، تو اس کا مال اور خون حرمت والا قرار پائے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۸- مسلم (۲۳)، احمد (۳/ ۴۷۲)، طبرانی فی الکبیر (۸۱۹۴)

المؤمن ينصح للمؤمن

مومن مومن کی خیر خواہی کرتا ہے

۱۱۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوْطُهُ مِنْ وَّرَائِهِ)). [الصحيحة: ٩٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے سامان کی حفاظت کرتا ہے، اور اس کا دفاع کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۲۶- ابن وهب فی الجامع (۲۳۷)، ابو داود (۴۹۱۸)، الادب المفرد (۲۳۹)

منزلة المؤمن للمؤمنين

مومنوں کے لیے مؤمن کا مقام

۱۱۱۷: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ يَأْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِمَا يُصِيْبُ أَهْلَ الْإِيْمَانِ، كَمَا يَأْلَمُ الرَّأْسُ لِمَا يُصِيْبُ الْجَسَدُ)). [الصحيحة:١١٣٧]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل ایمان کے لئے مومن کی اہمیت اس طرح ہے، جس طرح جسم کے لئے سر کی ہوتی ہے۔ اہل ایمان کے مصائب سے مومن تکلیف محسوس کرتا ہے، جیسا کہ جسم کی بیماری سے سر کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۷- احمد (۵/ ۳۴۰)، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۱۹۰)، قضاعی فی مسند الشهاب (۱۳۶)

فضل تفريج كربة عن المسلم

مسلمان سے تکلیف کو دور کرنے کی فضیلت

۱۱۱۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ، لَایَظْلِمُهُ، وَلَایُسْلِمُهُ، وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ أَخِیْهِ، کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)). [الصحیحة:٥٠٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی کے حوالے کرتا ہے۔ جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں' جو مسلمان اپنے بھائی کی کوئی پریشانی دور کر دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی کوئی پریشانی دور کریں گے اور جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۰۴۔ بخاری (۲۴۴۲)' مسلم (۲۵۸)' ابو داود (۴۸۹۳)' ترمذی (۱۴۲۶)

مثال المسلمون فی الاجتماعیة

اجتماعیت میں مسلمانوں کی مثال

۱۱۱۹: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنِ اشْتَکٰی عَیْنُهُ اِشْتَکٰی کُلُّهُ، وَإِنِ اشْتَکٰی رَأْسُهُ اِشْتَکٰی کُلُّهُ)). [الصحیحة:٢٥٢٦]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمان ایک فرد کی مانند ہیں۔ اگر ایک شخص کی ایک آنکھ بیمار ہو تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے' اسی طرح اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۶۔ مسلم ([۲۵۸۹]/ ۲۵۸۶)' احمد (۴/ ۲۷۱۔ ۲۷۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے دکھ سکھ کا شریک نہیں' اس کا اسلام مکمل نہیں۔ بلکہ وہ اسلام کی حلاوت سے محروم ہے۔ درد دل رکھنے والے مسلمان ہی سچے مسلمان ہیں۔ کاش! اللہ پاک ہمارے مزاج میں بھی ایسی روح ڈال دیں۔

أوثق عری الایمان الحب فی اللّٰہ و البغض فی اللّٰہ

ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے ہی نفرت کرنا ہے

۱۱۲۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِیْ ذَرٍّ: ((أَیُّ عُرَی الْإِیْمَانِ. أَظُنُّهُ قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((اَلْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ، وَالْمُعَادَاةُ فِی اللّٰهِ، وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''ایمان کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے دوستی کرنا' اللہ کے لئے دشمنی کرنا' اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۳۷)' قاضی ابوالحسین الفراء فی طبقات الحنابلة (۱/ ۵۲۔ ۵۷)' بغوی فی شرح السنة (۳۴۶۸)' بیہقی فی الشعب (۹۵۱۳)

فوائد: عصرِ حاضر میں اس حدیث مبارکہ پر عمل کرنے والے انتہائی شاذ و نادر ہیں۔ سیاست' برادری' پیشہ وری ہم آہنگی اور نسلی

تعلق جیسے امور دوستیوں اور دشمنیوں کا معیار بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر تعلق مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

۱۱۲۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ: ((أَيُّ عُرَى الْإِيْمَانِ. أَظُنُّهُ قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)).

[الصحيحة: ۹۹۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسلام کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے دوستی کرنا' اللہ کے لئے دشمنی کرنا' اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۸- انظر الحدیث السابق

باب: ما نزل في نفاة القدر

باب: منکرین قدر کے بارے میں نازل شدہ آیات

۱۱۲۲: عَنِ ابْنِ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَتْ فِي أُنَاسٍ مِّنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ يُكَذِّبُوْنَ بِقَدَرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. يَعْنِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ. ﴿ذُوقُوْا مَسَّ سَقَرَ. إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾)) [الصحيحة: ۱۵۳۹]

ابن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت میری امت کے آخری زمانے کے تقدیر کو جھٹلانے والے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿دوزخ کے آگے لگنے کے مزے چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ انداز ے پر پیدا کیا ہے﴾ (سورۂ قمر: ۴۸، ۴۹)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۹- طبرانی فی الکبیر (۵۳۱۲)

باب فضل حفظ الحديث و تبليغه

حدیث کی تبلیغ اور اس کو یاد کرنے کی فضیلت

۱۱۲۳: عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نَحْواً مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقُلْنَا: مَابَعَثَ إِلَيْهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: أَجَلْ: سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثاً فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَإِنَّهُ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثُ خِصَالٍ لَايَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ أَبَداً: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ،

ابان بن عثمان کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تقریباً نصف النہار کو مروان کے پاس سے نکلے۔ ہم نے کہا: اس وقت مروان نے ان سے کوئی سوال کرنے کے لئے ان کو بلایا ہوگا۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور یہی بات پوچھی۔ انھوں نے کہا: ہاں' اس نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوشنما اور تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنتا ہے' اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے دوسروں تک پہنچا دیتا۔ کئی حاملینِ حدیث فقیہ نہیں ہوتے اور کئی حاملینِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک (میری احادیث) پہنچا دیتے ہیں۔ تین خصائل پر مومن کا دل کبھی

وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ، وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَقَالَ: مَنْ كَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ، جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ)). [الصحيحة: ٤٠٤]

بھی خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا، اربابِ حل وعقد کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو فکر آخرت ہو' اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے' اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آ جاتی ہے اور جس آدمی کا ہدف دنیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے منافعوں کا شیرازہ منتشر کر دیتا ہے' اس کی فقیری کو اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے اور اس کے پاس دنیا بھی اس کے مقدر کے مطابق پہنچتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۴۔ احمد (۵/ ۱۸۳)' واللفظ لہ۔ دارمی (۲۲۹)' ابن حبان (۶۷)' ابوداود (۳۶۶۰)' وابن ماجہ (۲۳۰، ۴۱۰۵)' ترمذی (۲۶۵۶)' مختصراً

العين حق

نظر بد لگنا حق ہے

۱۱۲۴: عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رُفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تَسْرَعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْكَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)). [الصحيحة: ١٢٥٢]

عبید بن رفاعہ زرقی کہتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر بد لگ جاتی ہے' کیا میں ان کو دم کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے سکتی ہوتی تو وہ نظر ہوتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۲۔ ترمذی (۲۰۵۹)' ابن ماجہ (۳۵۱۰)' احمد (۶/ ۴۳۸)

اقسام الناس أربعة والاعمال ستة

لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ قسمیں ہیں

۱۱۲۵: عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ أَرْبَعَةٌ، وَالْأَعْمَالُ سِتَّةٌ فَالنَّاسُ:(۱) مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، (۲)وَمُوَسَّعٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا مَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرِ. (۳)وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ،(۴) وَشَقِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْأَعْمَالُ ۱و۲: مُوْجِبَتَانِ، ۳و۴: وَمِثْلٌ بِمِثْلٍ،

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ اقسام ہیں: لوگوں (کی چار اقسام یہ ہیں:) (۱) دنیا و آخرت میں خوشحال' (۲) دنیا میں خوشحال اور آخرت میں بدحال' (۳) دنیا میں تنگ حال اور آخرت میں خوشحال' (۴) دنیا و آخرت میں بد بخت۔ اعمال (کی اقسام یہ ہیں:) (۱،۲) واجب کرنے والے دو اعمال' (۳،۴) برابر سرابر' (۵) دس گنا' (۶) سات سو گنا۔ واجب کرنے والے دو

۵.وَعَشَرَةٌ أَضْعَافٍ، ٦.وَسَبْعُ مِئَةِ ضِعْفٍ.
او۲. فَالْمُوْجِبَتَانِ: مَنْ مَاتَ مُسْلِماً مُؤْمِناً لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ مَاتَ كَافِراً وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ. ۳و۴: وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، فَعَلِمَ اللّٰهُ أَنَّهُ قَدْ أَشْعَرَهَا قَلْبُهُ وَحَرَصَ عَلَيْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ. وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَّمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ، وَمَنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ وَاحِدَةٌ، وَلَمْ تُضَاعَفْ عَلَيْهِ.۵: وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً كَانَتْ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. ٦.وَمَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ)). [الصحيحة:٢٦٠٤]

اعمال سے مراد یہ ہے: جو مسلمان و مومن اس حال میں فوت ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا' اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو کافر کفر کی حالت میں مرتا ہے' اس کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ (۳،۴) جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور عملاً نہ کر سکا' لیکن اس کے دل نے اس نیکی کو محسوس کیا اور اس کی طرف راغب ہوا تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو اسے اس وقت نہیں لکھا جاتا جب تک وہ عملاً کر نہیں لیتا اور اگر کر بھی لیتا ہے تو ایک برائی لکھی جاتی ہے' بڑھا چڑھا کر نہیں لکھی جاتی۔ (۵) جس نے عملاً نیکی کی' اسے دس گنا ثواب ملے گا اور (٦) جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اسے سات سو گنا تک اجر ملے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۴۔ احمد (۴/ ۳۴۵)' ابن حبان (۶۱۷۱)' ابن ابی شیبة فی مسنده (۷۴۳)' ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۳۴)

باب: حديث القبضتين حق

١١٢٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْقَبْضَتَيْنِ: ((هٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ وَهٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ)). [الصحيحة:٤٦]

باب: دو مٹھیوں والی حدیث

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے دو مٹھیوں کے بارے میں فرمایا: "اس مٹھی والے (بندے) اس (جنت) کے لئے اور اس مٹھی والے (بندے) اس (جہنم) کے لئے۔"

تخریج: الصحیحة ۴۶۔ المخلص فی الفوائد المنتقاة (ج ۱/ ۳۴/ ۲)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۳۰)' ابو نعیم فی الحلیة (۷/ ۱۱۰)

باب: من معجزاته ﷺ

١١٢٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يُدَاوِي وَيُعَالِجُ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ تَقُولُ أَشْيَاءَ فَهَلْ لَّكَ أَنْ أُدَاوِيَكَ؟ قَالَ: فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ لَّكَ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً وَعِنْدَهُ نَخْلٌ وَشَجَرَةٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِذْقًا مِنْهَا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ، وَهُوَ يَسْجُدُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِ، فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

باب: معجزۂ نبوی ﷺ کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو عامر قبیلے کا ایک معالج آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں' تو کیا میں آپ کا علاج کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور فرمایا: "کیا میں تجھے کوئی (خاص) نشانی دکھاؤں؟ آپ کے قریب ہی کھجوروں کے اور دوسرے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے گچھے کو بلایا' وہ آپ کی طرف متوجہ ہوا' سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے اٹھاتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کے

اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلٰى مَكَانِكَ)) فَرَجَعَ إِلٰى مَكَانِهِ)) قَالَ الْعَامِرِيُّ: وَاللّٰهِ! لَا أُكَذِّبُ بِقَوْلِ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ: يَا آلَ بَنِي صَعْصَعَةَ! وَاللّٰهِ! لَا أُكَذِّبُهُ بِشَيْءٍ يَقُولُهُ أَبَدًا۔ [الصحيحة:٣٣١٥]

سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہ کی طرف لوٹ جا۔'' وہ لوٹ گیا۔ یہ علامت دیکھ کر عامری نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو کبھی بھی نہیں جھٹلاؤں گا۔ پھر فرمایا: اے آلِ بنی صعصہ! آپ (ﷺ) جو کہتے رہیں' میں آپ کبھی نہیں جھٹلاؤں گا۔

تخریج: الصحيحة ٣٣١٥۔ ابواسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۸۴/ ۱)' ابویعلی (۲۳۵۰)' ابن حبان (۶۵۲۳)' طبرانی (۱۲۵۹۵)

الرويا الصالحة بشارة من الله للعبد

اچھے خواب بندے کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبری ہیں

١١٢٨: عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَسُئِلَ عَنْ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ: مَاسَأَلَنِي أَحَدٌ قَبْلَكَ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺفَقَالَ: ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرٰى لَهُ)). [الصحيحة:١٧٨٦]

ابو صالح کہتے ہیں: میں سن رہا تھا' سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انھوں نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا' مجھ سے کسی نے دریافت نہیں کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ''اس کے بارے میں تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا' اس سے مراد نیک خواب ہے' جو بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٧٨٦۔ ابن جرير الطبری فی تفسیره (۱۱/ ۹۵)' احمد (۶/ ۴۴۵)' طحاوی فی المشكل (۳/ ۴۷)

باب: عاقبة من لم يؤمن به ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کا انجام

١١٢٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي رَجُلٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُوْدِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ لَمْ يُؤْمِنْ بِي إِلَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). [الصحيحة:١٥٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو فرد' وہ یہودی ہو یا نصرانی' میرے بارے میں سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے' وہ جہنمی ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ١٥٧۔ ابن منده فی التوحید (۱۵۱)' احمد (۲/ ۳۱۷)' ابو عوانة (۱/ ۱۰۴)' مسلم (۱۵۳)' من طريق آخر عنه

فضل التوحيد

توحید کی فضیلت

١١٣٠: عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ

یوسف بن عبد اللہ بن سلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' آپ نے ایک

اللهﷺسمع رجلاً في الوادي يقول: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله فقال رسول اللهﷺ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ وَأَشْهَدُ أَن لَّا يَشْهَدُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَرِئٌ مِنَ الشِّرْكِ)) يعني: الشهادتين۔ واللفظ للنسائي وزاد الطبراني في أوله: ((..... إِذَا سَمِعَ الْقَوْمُ وَهُمْ يَقُولُونَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِيْمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ، ثُمَّ سَمِعَ.....)) الحديث۔ [الصحيحة:۲۸۹۷]

وادی سے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور میں بھی گواہی دیتا ہوں، مزید میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ جو آدمی ایسی گواہی دے گا وہ شرک سے بری ہو جائے گا۔“ آپ ﷺ کی مراد دو شہادتیں (توحید و رسالت) ہیں۔ یہ امام نسائی کے الفاظ ہیں اور روایت کے شروع میں امام طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے: (......انھوں نے سنا کہ لوگ پوچھ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! کون سے اعمال افضل ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور رسول پر ایمان لانا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور حج مبرور کرنا، پھر سنا...... آخر حدیث تک

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۹۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۹)، طبرانی فی الاوسط (۸۸۹۱)، احمد (۵/ ۴۵۱)، ابن حبان (۴۵۹۵)

فوائد: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

باب: لا ينجي العمل الصالح مع الكفر ولو في الجاهلية

باب: کفر کے ساتھ عمل صالح باعث نجات نہیں اگر چہ دور جاہلیت میں کیا ہو

۱۱۳۱: عن أم سلمة، قالت: قلت للنبي: هشام بن المغيرة كان يصل الرحم ويقري الضيف، ويفك العناة، ويطعم الطعام، لو أدرك أسلم، هل ذلك نافعه؟ قال: ((لَا إِنَّهُ كَانَ يُعْطِي لِلدُّنْيَا وَذِكْرِهَا وَحَمْدِهَا وَلَمْ يَقُلْ يَوْماً قَطُّ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ)). [الصحيحة:۲۹۲۷]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ سے کہا: ہشام بن مغیرہ صلہ رحمی کرتا تھا، مہمانوں کی میزبانی کرتا تھا، غلاموں کو آزاد کرتا تھا، کھانا کھلاتا تھا اور اگر اسلام کا دور پاتا تو مسلمان بھی ہو جاتا، آیا یہ اعمال اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، وہ تو دنیوی غرض و غایت، شہرت اور تعریف کے لئے دیتا تھا، اس نے ایک دن بھی نہیں کہا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو معاف فرما دینا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۷۔ ابویعلی (۶۹۶۵)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۷۹،۲۹۱)

افضل الاعمال ومن اهونها

افضل اعمال اور ان میں سے ہلکے ترین اعمال

۱۱۳۲: عن عبادة بن الصامت، قال: إن رجلا أتى النبي ﷺ فقال: يا نبي الله! أي العمل أفضل؟ قال: ((الْإِيْمَانُ، وَتَصْدِيقٌ بِهِ، وَجِهَادٌ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا اور اس

فِي سَبِيلِهٖ)) قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((السَّمَاحَةُ وَالصَّبْرُ)). قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا تَتَّهِمِ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي شَيْءٍ قَضٰى لَكَ بِهٖ)) [الصحيحة:٣٣٣٤]

کے راستے میں جہاد کرنا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے آسان عمل چاہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''عفو و درگزر کرنا اور صبر کرنا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے بھی آسان عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کر دے اس پر ناخوش نہ ہونا (بلکہ راضی ہو جانا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۴۔ احمد (۵/ ۳۱۸۔ ۳۱۹)، ابن ابی شیبۃ وابویعلی فی مسند کما فی اتحاف الخیرۃ (۳۱)، ابن ابی الدنیا فی الرضا عن اللہ (ص: ۸۲، ۸۳)

باب منع سب الدهر

زمانہ کو گالی دینے کی مخالفت

١١٣٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَنَا الدَّهْرُ، الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي لِي أُجَدِّدُهَا وَأُبْلِيهَا وَآتِي بِمُلُوْكٍ بَعْدَ مُلُوْكٍ)). [الصحيحة:٥٣٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانے کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں زمانہ ہوں، میں دنوں اور راتوں کی تجدید کرتا ہوں اور پھر بوسیدہ کر دیتا ہوں اور بادشاہوں کو بھی یکے بعد دیگر بدلا بدلا کر لاتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۲۔ احمد (۲/ ۴۹۶)، ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۲۵۸)، مختصراً

باب لا يموت العبد حتى يبلغ آخر رزقه

اپنے مقدر کا رزق جب تک کوئی کھا نہ لے وہ فوت نہیں ہوگا

١١٣٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَبْدٌ لِيَمُوْتَ حَتّٰى يَبْلُغَ آخِرَ رِزْقٍ هُوَ لَهُ، فَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ: أَخْذِ الْحَلَالِ، وَتَرْكِ الْحَرَامِ)). [الصحيحة: ٢٦٠٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رزق کو موخر نہ سمجھو، کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنے (مقدر میں لکھے ہوئے) رزق کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اعتدال کے ساتھ طلب کرو یعنی حلال چیز استعمال کرو اور حرام کو ترک کر دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۷۔ ابوعبد اللہ الرازی فی مشیختہ (ق ۱۴۹/ ۱)، ابن حبان (۳۲۳۹)، حاکم (۲/ ۴)، بیہقی (۵/ ۲۶۴)، ابن ماجہ (۲۱۴۴)، من طریق آخر بمعناہ

فوائد: یعنی مؤمن کو چاہئے کہ وہ حصولِ رزق کے لئے جائز و مباح وسائل استعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کے اوقات میں ان کی ادائیگی کرے، اپنی تجارت و صنعت میں نہ پڑا رہے۔

العاقبة بآخر العمل

انجام آخری عمل کے ساتھ ہے

١١٣٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللہ ﷺ: ((لَاتَعْجَبُوْا بِعَمَلِ أَحَدٍ حَتّٰى تَنْظُرُوْا بِمَا يُخْتَمُ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَاناً مِنْ دَهْرِهٖ، أَوْ بُرْهَةً مِنْ دَهْرِهٖ بِعَمَلٍ صَالِحٍ لَوْمَاتَ [عَلَيْهِ]دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلاً سَيِّئًا، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ زَمَاناً مِنْ دَهْرِهٖ بِعَمَلٍ سَيِّئٍ لَوْمَاتَ [عَلَيْهِ]دَخَلَ النَّارَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلاً صَالِحاً وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً اسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهٖ فَوَفَّقَهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ، [ثُمَّ يُقْبَضُ عَلَيْهِ])). [الصحيحة:١٣٣٤]

فرمایا: ''کسی کے عمل کو دیکھ اس کے (نیک یا بد) ہونے کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو، دیکھو کہ کس عمل پر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو رہا ہے، کیونکہ (یہ حقیقت ہے کہ) عامل کچھ زمانہ نیک اعمال کرتا رہتا ہے، اگر انہی اعمال پر اس کو موت آ جائے تو وہ جنتی ہو گا، لیکن اس کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ برے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے (اور انہی پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ اسی طرح ایک انسان کچھ عرصہ تک برے عمل کرتا رہتا ہے، اگر انہی پر اس کو موت آ جائے تو وہ آگ میں داخل ہو گا، لیکن ہوتا یوں ہے کہ اس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ نیک عمل شروع کر دیتا ہے (اور ان پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے موت سے قبل نیک اعمال کی توفیق دے دیتے ہیں، پھر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۴۔ احمد (۳/ ۱۲۰، ۱۲۳)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۴۷۔ ۳۵۳)، ابویعلی (۳۸۴۰)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، استقامت اختیار کرے اور خاتمہ بالایمان کی دعائیں کرے۔

باب لا طيرة

نحوست نہیں ہے

١١٣٦: عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ)). [الصحيحة: ٧٨٥]

سیدنا سائب بن یزید بن اخت نمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، اور نہ ہی صفر کچھ ہے نہ فالِ بد کوئی چیز ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۸۵۔ مسلم (۱۰۳/ ۲۲۲۰)، احمد (۳/ ۴۴۹۔ ۴۵۰)، طحاوی (۲/ ۳۷۸)

١١٣٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، فَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ)). [الصحيحة:٧٨٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ فالِ بد کوئی چیز ہے، البتہ مجھے نیک فال پسند ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۸۷۔ مسلم (۱۱۳/ ۲۲۲۳)، احمد (۲/ ۵۰۷)، ابن حبان (۵۸۲۶)

الشوم فی ثلاثة

تین چیزوں میں نحوست ہے

١١٣٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ، وَإِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ الْمَرْأَةُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، نہ فالِ بد کوئی چیز ہے اور تین

وَالْفَرَسُ وَالدَّارُ)). [الصحيحة:٧٨٨]

چیزوں میں بدشگونی (یا نحوست) ہوتی ہے: بیوی، گھوڑا اور گھر۔"

تخريج: الصحيحة ٧٨٨- بخاری (٥٧٥٣)، مسلم (١١٦/ ٢٢٢٥)، احمد (٣/ ١٥٣)

فوائد: دوسری حدیث میں آپ نے صراحت سے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی! نحوست وشؤم کا مطلب یہ ہے کہ تین چیزیں کبھی کبھار انسان کے موافق نہیں رہتیں۔ مثلاً بیوی یا سواری سرکش ہوتی ہے یا مکان خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔ حقیقت میں خیر و شر کا مالک اللہ ہی ہے۔

العين حق

نظر بد لگنا حق ہے

١١٣٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)). [الصحيحة:٧٨١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ برے شگون کی کوئی حقیقت ہے اور نظر لگنا حق ہے۔"

تخريج: الصحيحة ٧٨١- احمد (٢/ ٤٢٠)، طبری فی تهذيب الآثار (مسند علی: ١٣،١٢)، طحاوی (٤/ ٣٠٩)، مختصراً طبرانی فی الاوسط (٦٥٣٢)

١١٤٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ، وَلَاصَفَرَ، وَلَاهَامَةَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيُخَالِطُهَا بَعِيرٌ أَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟!)). [الصحيحة: ٧٨٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'بیماری متعدی نہیں۔ اور نہ ہی بدشگونی ہے۔ اور صفر کا مہینہ منحوس ہے نہ ہی الو کی آواز۔" ایک بدو نے کہا: تو پھر ایک اونٹ جب ریت میں چل رہا ہوتا ہے تو وہ بیماریوں سے پاک ہوتا ہے، جب خارشی اونٹ اس سے خلط ملط ہوتا ہے تو اسے بھی خارش لگ جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اچھا یہ بتلاؤ کہ) پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟"

تخريج: الصحيحة ٧٨٢- بخاری (٥٧١٧)، مسلم (٢٢٢٠)، ابوداود (٣٩١١)، احمد (٢/ ٢٦٧)

١١٤١: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَلَاغُوْلَ)). [الصحيحة:٧٨٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ فال بد کی کوئی حقیقت ہے اور نہ کوئی غول ہے۔"

تخريج: الصحيحة ٧٨٤- مسلم (٢٢٢٢)، احمد (٣/ ٢٩٣، ٣١٢)، بغوی فی الجعديات (٣٢٥١)

فوائد: غول: عربوں کے نظریہ کے مطابق شیاطین کی ایک قسم جو بیابان میں مختلف شکلوں میں آ کر لوگوں کو بھٹکا دیتی یا ہلاک کر دیتی ہے۔

١١٤٢: عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ؟ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ

سعید بن مسیب کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے مجھے جھڑک دیا اور کہا: تجھے یہ کس نے بیان کیا؟ میں نے ناپسند کیا کہ بیان کرنے

حدثني قال: قال رسول الله ﷺ: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَلَاهَامَ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلَا تَهْبِطُوْا، وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوْا مِنْهُ)).

[الصحيحة:۷۸۹]

والے کا نام بتاؤں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ کوئی بد فال ہے اور نہ الو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے' اگر بدشگونی ہوتی تو گھوڑے' بیوی اور گھر میں ہوتی۔ جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم اسی علاقہ میں ہو تو وہاں سے مت نکلو۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۹- احمد (۱/ ۱۸۰)' الشاشی فی مسنده (۱۵۳)' الدورقی فی مسند سعد (۹۵)' ابو داود (۳۹۲۱)' طحاوی (۲/ ۳۷۷)

باب فر من المجذوم

کوڑی سے بھاگنا

۱۱۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ)).

[الصحيحة:۷۸۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ کوئی فالِ بد ہے' نہ الو کے بولنے کا اثر ہے اور نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے اس طرح بھاگ جس طرح شیر (سے بچنے کے لئے) بھاگتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۳- بخاری (۵۷۰۷)' تعلیقاً' ابن خزیمة فی التوکل کما فی اتحاف المهرة (۱۸۷۵۹)' بیهقی (۷/ ۱۳۵)

باب ما الفال

فال کیا ہے؟

۱۱۴٤: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الصَّالِحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [الصحيحة:۷۸٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ کوئی بد فال کی حقیقت ہے' البتہ مجھے نیک فال یعنی (حوصلہ دلانے والی) اچھی بات پسند ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸٦- بخاری (۵۷۷٦)' مسلم (۲۲۲۴)' ابو داود (۳۹۱۵)' ترمذی (۱٦۱۵)' ابن ماجه (۳۵۳۷)

۱۱٤٥: عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِي رِجَالٌ أَهْلُ رِضًى وَقَنَاعَةٍ مِنْ أَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ وَأَوَّلِيَةِ النَّاسِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاعَدْوَى، وَلَاهَامَةَ، وَلَاصَفَرَ، وَاتَّقُوْا الْمَجْذُوْمَ كَمَا يُتَّقَى الْأَسَدُ)). [الصحيحة: ۷۸۰]

ابو زناد کہتے ہیں: مجھے صحابہ کرام کے پسندیدہ' قناعت پسند بیٹوں' جو اعلیٰ و اولی لوگ تھے' نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ الو کے بولنے کا کوئی اثر ہے' نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے ایسے بچو جیسے شیر سے بچا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۰- ابن وهب فی الجامع (۱۳۴)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۵۰)' والخطیب فی التاریخ (۲/ ۳۰۷)' من طریق آخر

المؤمن خير من خلقه

اللہ کی مخلوق میں مؤمن سب سے بہتر ہے

١١٤٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نَعْلَمُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مِئَةٍ مِثْلِهِ إِلَّا الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ)). [الصحيحة:٥٤٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز سو گنا بھی ہو' وہ مومن سے بہتر نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحة ۵۴۶۔ احمد (۲/ ۱۰۹)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۴۷)' طحاوی المشکل (۱۴۷۱)' ابن عدی (۶/ ۲۲۲۴)

احب لإخيه ما يحب لنفسه من الايمان

ایمانیات میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے

١١٤٧: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ [مِنَ الْخَيْرِ])). [الصحيحة:٧٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت (مکمل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی خیر و بھلائی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۳۔ بخاری (۱۳)' مسلم (۴۵)' ابو عوانة (۱/ ۳۳)' نسائی (۵۰۱۹' ۵۰۲۰)' ترمذی (۲۵۱۵)' ابن ماجه (۶۶)

فوائد: اپنے ایمان کی کمی و زیادتی کو پرکھنے کے لیے یہ حدیث معیار ہے' سچا مومن ہمیشہ اپنی پسند ہی دوسرے کے لیے پسند کرتا ہے۔ ہر موقعہ پر اس حدیث کو سامنے رکھا جائے تو تمام معاشرتی خرابیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ جب آپ ہمیشہ وہی معاملہ کریں جو آپ کو پسند ہو تو یقیناً خیر و برکت' بھلائی اور بہتری ہی اضافہ ہوگا۔ مگر افسوس! کہ معاشرہ میں ایسے افراد نہ ہونے کے برابر ہیں۔

وجوب الايمان بالقدر خيره وشره

تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا واجب ہے

١١٤٨: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ)) [الصحيحة:٢٤٣٩]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاتا' وہ اچھی ہو یا بری اور جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہیں ہو جاتا کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ ٹل نہیں سکتی اور جو ٹل گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۹۔ ترمذی (۲۱۴۴)' ابن عدی (۴/ ۱۵۰۴)

لا يفيد الاعمال الصالحة مع الكفر

کفر کے ہوتے ہوئے اعمال صالحہ فائدہ نہیں دیں گے

۱۱٤۹/ أ: عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْ لَ اللّٰهِ! ابْنُ جَدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِيْنَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا يَاعَائِشَةُ! إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْماً: رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ)). [الصحيحة:۲٤۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، آیا یہ نیکیاں اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اے عائشہ! اس نے ایک دن بھی یہ نہ کہا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو بخش دینا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۔ مسلم (۲۱۴)، ابوعوانة (۱/ ۱۰۰)، احمد (۶/ ۹۳)

من الایمان أن یعتقد الرجل ما کان لی فهو کائن

یہ عقیدہ کہ جو میرے لیے ہے وہ ضرور ہوگا ایمان میں سے ہے

۱۱۵۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَبْلُغُ عَبْدٌ حَقِيْقَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَاأَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ)). [الصحيحة:۳۰۱۹]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ تجاوز نہیں کر سکتی اور جو چیز تجاوز کر گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۹۔ البزار (الکشف: ۳۳) و (البحر: ۴۱۰۷)، احمد (۶/ ۴۴۱)، وقد تقدم برقم (۱۰۷۶)

فوائد: بعض لوگ پریشانی لاحق ہونے پر اسباب پر بحث شروع کر دیتے ہیں کہ اگر میں اس طرح کر لیتا تو ایسے نہ ہوتا، یوں کر لیتا تو مصائب سے بچا رہتا۔ حالانکہ آزمائش اور آنے والی مصیبت کا فیصلہ ازل سے ہو چکا ہے ہمیں اس کو حکم الٰہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ یہی کمال ایمان ہے۔

باب عدم الاجتماع الخیر و الشر فی قلب واحد

ایک ہی دل میں خیر اور شر کا جمع ہونا ناممکن ہے

۱۱۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَجْتَمِعُ الْإِيْمَانُ وَالْكُفْرُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ، وَلَايَجْتَمِعُ الْكَذِبُ وَالصِّدْقُ جَمِيْعًا، وَلَا تَجْتَمِعُ الْخِيَانَةُ وَالْأَمَانَةُ جَمِيْعًا)). [الصحيحة:۱۰۵۰]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کے دل میں ایمان اور کفر دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور اسی طرح سچ اور جھوٹ بھی جمع نہیں ہو سکتے اور خیانت اور امانت کا اکٹھ بھی نہیں ہو سکتا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۰۔ ابن وهب فی الجامع (۴۶۴، ۵۳۷)، احمد (۲/ ۳۴۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ مومن کو کفر سے، صادق کو جھوٹ سے اور امین کو خیانت سے کلیۃً پرہیز کرنا چاہیے۔

فضل الخوف و الرجا

۱۱۵۲: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: ((أَرْجُوا اللّٰهَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَخَافُ ذُنُوْبِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ. يَعْنِي الْخَوْفَ وَالرَّجَاءَ. فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمُوْطِنِ يَعْنِي: الْإِحْتِضَارَ. إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ الَّذِي يَرْجُوْ، وَأَمَنَهُ مِنَ الَّذِي يَخَافُ)). [الصحيحة:١٠٥١]

اللہ سے امید اور خوف کی فضیلت

سیدنا انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اپنے (اخروی اجر وثواب اور عذاب وعقاب کے) بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں پرامید ہوں' لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے دل میں اس قسم کے (جان کنی کے) وقت میں یہ دو چیزیں (یعنی خوف وامید) جمع ہو جاتی ہیں' تو جس چیز کی اسے امید ہوتی' اللہ تعالیٰ وہ عطا کر دیتا ہے اور جس چیز کا ڈر ہوتا ہے' وہ اس سے امن دلا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۱۔ ترمذی (۹۸۳)' ابن ماجہ (۴۲۶۱)' ابن ابی الدنیا فی حسن الظن (۳۱)

فوائد: یہی مومن کی اصل تعریف ہے کہ جہاں اسے اپنی نیکیوں پر اعتماد ہوتا ہے' وہاں اپنی برائیوں کا ڈر بھی ہوتا ہے۔

باب: حقيقة الكبر

۱۱۵۳: عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَا يَدْخُلُ شَيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَتَجَمَّلَ: بِجِلَازِ سَوْطِي وَشِسْعِ نَعْلِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِنَ الْكِبْرِ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ إِنَّ الْكِبْرَ سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمْصُ النَّاسِ)).

[الصحيحة:١٦٢٦]

باب: غرور وتکبر کی حقیقت

سیدنا ابو ریحانہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑائی اور تکبر (والے لوگ) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔'' ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اپنے کوڑے پر غلاف چڑھا کر اور اپنے جوتے کے تسمے کو (اچھا بنا کر) خوبصورتی حاصل کرتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے' تکبر یہ ہے کہ انسان حق شناس نہ ہو اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۶۔ احمد (۴/ ۱۳۳' ۱۳۴)' طبرانی فی الشامیین (۱۰۷۱)' ابن سعد (۷/ ۴۲۵)

الاجتناب التشبهات من الخير

۱۱۵۴: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُوَاتِياً أَوْ مُقَارِباً

متشابہ امور سے بچنا ہی خیر ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اس امت کا معاملہ۔''

مَالَمْ يَتَكَلَّمُوْا فِي الْوِلْدَانِ وَالْقَدَرِ)).

[الصحيحة: ١٥١٥]

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۵۔ ابن حبان (۶۷۲۴)، حاکم (۱/ ۳۳)، طبرانی (۱۲۷۶۴)

فوائد: دین میں اکثر احکام ومسائل ایسے ہیں جن کی وضاحت وصراحت روز روشن کی طرح عیاں ہیں ایسی تعلیمات کو محکمات کہتے ہیں چند امور متشابہات میں سے ہیں جن پر مکمل ایمان رکھنا ہے اور ان میں زیادہ بحث وتکرار درست نہیں انہیں مسائل میں سے مسئلہ تقدیر بھی ہے نیز چھوٹے بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ اللہ ہی خوب جانتا ہے اس وقت تک بہت بہتر اور عمدہ رہے گا جب تک وہ نومولود بچوں کے انجام اور مسئلہ تقدیر میں نہیں الجھے گیں۔

باب اثنی عشر خلیفه من قریش

بارہ خلیفہ قریش میں سے ہوں

١١٥٥: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزَالُ الدِّيْنُ قَائِماً حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، أَوْ يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)).

[الصحيحة: ٩٦٤]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دین قیامت کے برپا ہونے تک یا اس وقت تک قائم دائم رہے گا جب تک بارہ خلفاء خلافت کی مسندوں پر فائز نہیں ہو جاتے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۴۔ مسلم (۱۸۲۲)، احمد (۵/ ۸۶، ۸۷)، ابویعلی (۷۴۶۳۔ ۷۴۶۷)، ابوعوانة (۴/ ۴۰۰)

باب من السوال کفر

بعض سوال کفر ہیں

١١٥٦: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ يَقُوْلُوْنَ :مَاكَذَا مَاكَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: اللّٰهُ خَالِقُ النَّاسِ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَضِلُّوْنَ)). [الصحيحة:٩٦٦]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ لوگ اس قسم کے سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ سوال بھی کر دیں گے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے، بھلا اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس وقت وہ گمراہ ہو جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۶۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۶۴۷)، مسلم (۱۳۶)، احمد (۳/ ۱۰۲)

١١٥٧: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((لَايَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِماً يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)). [الصحيحة:٩٦٣]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دین قائم دائم رہے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت اس سے متصف ہو کر جہاد کرتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۳۔ احمد (۵/ ۹۲، ۹۴)، طیالسی (۷۵۶)، مسلم (۱۹۲۲)

مرتكب الكبائر لا يؤمن حين يرتكب

کبیرہ گناہ کرنیوالا گناہ کی حالت میں مومن نہیں رہتا

١١٥٨:عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَايَشْرَبُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، جب شرابی شراب

الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَايَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[الصحيحة:٣٠٠٠]

پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا' جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب (ڈاکو) زبردستی لوٹ مار کرتا ہے اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ٣٠٠٠۔ بخاری (٢٤٧٥، ٦٨١٠)' مسلم (٥٧)' نسائی (٤٨٧٤)' ابن ماجہ (٣٩٣٦)

المؤمن ذو البصيرة

مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے

١١٥٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَايُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ))

[الصحيحة:١١٧٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مومن کو ایک بل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جا سکتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ١١٧٥۔ بخاری (٦١٣٣)' والادب المفرد (١٢٧٨)' مسلم (٢٩٩٨)' ابوداود (٤٨٦٢)' ابن ماجہ (٣٩٨٢)

فوائد: یعنی مومن سمجھ دار ہوتا ہے' ایک دفعہ نقصان ہو جانے کے بعد چوکنا ہو جاتا ہے۔ بار بار سانپ کی بل پر پاؤں نہیں رکھتا۔

الاستعاذ من سوال المكروهة و جوابه

بیکار سوالوں اور ان کے جواب سے اللہ کی پناہ پکڑنی چاہیے

١١٦٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((يَأْتِي شَيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)). [الصحيحة:١١٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ کہتے کہتے بات کو یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ: تیرے ربّ کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور باز آ جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ١١٧۔ بخاری (٣٢٧٦)' مسلم (٢١٤/ ١٣٤)' ابوعوانۃ (١/ ٨٢)

باب قبض السمٰوٰت السبع والارضين بيدالله

ساتوں آسمان اور زمینوں کو اللہ کے ہاتھوں میں پکڑنے کے بارے میں

١١٦١: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مُقْسِمٍ: أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَأْخُذُاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ

عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل اتار رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لے

بِيَدَيْهِ، فَيَقُوْلُ: أَنَا اللّٰهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا. أَنَا الْمَلِكُ [وَتَمَايَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ] حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتّٰى إِنِّي لَأَقُوْلُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟))

[الصحيحة: ۳۱۹۶]

گا اور کہے گا: میں اللہ ہوں۔ پھر حکایۃً انگلیوں کو کھولا اور بند کیا۔ میں بادشاہ ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں جھومنے لگ گئے، حتی کہ میں نے دیکھا کہ منبر بھی ہچکولے کھانے لگ گیا اور مجھے یہ وہم ہونے لگا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا ہی نہ دے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۶۔ مسلم (۲۵/ ۲۷۸۸)، ابن خزیمة فی التوحید (ص: ۴۹۔۵۰)، بیهقی فی الاسماء (۳۳۹)، ابن ماجه (۱۹۸، ۴۲۷۵)

باب: في حبه ﷺ

باب: نبی ﷺ کی محبت کا بیان

۱۱۶۲: عَنْ أَبِي رَاشِدِ الْحُبْرَانِيِّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِيَّ أَبُوْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ يَلِيْنُ لِي قَلْبُهُ)).

[الصحيحة: ۱۰۹۵]

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں: سیدنا ابوامامہ باہلی ؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: "اے ابوامامہ! بعض مومن ایسے بھی ہیں کہ ان کے دل میرے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۵۔ احمد (۵/ ۲۶۷)، طبرانی فی الکبیر (۷۶۵۵)، و الشامیین (۸۵۰)

اراد الله غالب كل شئ

اللہ کا ارادہ ہر چیز پر غالب ہے

۱۱۶۳: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ لَا يُعْصٰى مَا خَلَقَ إِبْلِيْسَ)). [الصحيحة: ۱۶٤۲]

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر ؓ سے فرمایا: "اے ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی نہ ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۲۔ للالکائی فی السنة (۱۱۰۱)، بیهقی فی الاسماء (۱۵۷)

اكرام الرجل بالتقوىٰ لا بالتخليق

کسی بھی شخص کی عزت تقویٰ کی وجہ سے ہے نہ کہ تخلیقی اعتبار سے

۱۱٦٤: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ خُطْبَةَ الْوِدَاعِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ

سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایام تشریق کے درمیانے دن کو خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: "لوگو! تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی

وَاحِدٌ، أَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَالِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ أَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). [الصحيحة:۲۷۰۰]

کو کسی عجمی پر' کسی عجمی کو کسی عربی پر' کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں' مگر تقوی کے ساتھ' جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے﴾ خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ''حاضر لوگ یہ باتیں غیر حاضروں تک پہنچا دیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۰۔ ابونعیم فی الحلیة (۳/ ۱۰۰)' بیهقی فی الشعب (۵۱۳۷)

باب انذار المقربين

قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کے بارے میں

۱۱۶۵: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوْا، فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: ((يَابَنِيْ كَعْبِ ابْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَابَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَافَاطِمَةُ [بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ] أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَاأَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)) [الصحيحة:۳۱۷۷]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿(اے محمد!) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا' وہ جمع ہو گئے' پھر آپ نے عام نداء بھی دی اور خاص بھی اور فرمایا: ''اے بنو کعب بن لوی! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو مرہ بن کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد شمس! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو اور اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو' کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمھارے لئے کسی اختیار کا مالک نہیں ہوں۔ ہاں تم سے جو رشتہ و قرابت ہے' میں اسے قائم رکھوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۷۔ الادب المفرد (۸۲)' مسلم (۲۰۴)' ابوعوانه (۱/ ۹۳۔۹۴)' ترمذی (۳۱۸۴)' نسائی (۳۶۷۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ محض قرابت داری باعث عزت و نجات نہیں' بلکہ باعمل' صالح مزاج اور نیک بننا از حد ضروری ہے۔ کئی پیر اپنے مریدوں کو بیعت لینے کے بعد اس خوش فہمی میں رکھتے ہیں کہ اب پابندی صلاۃ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کا بیعت کر لینا ہی نجات کے لیے کافی ہے یہ کھلا دھوکہ اور واضح گمراہی ہے۔ جب امام الانبیاء ﷺ کی لخت جگر کے لیے شریعت کی پابندی ضروری ہے تو پھر بعد والوں کے لیے آزادی کیسے ہو سکتی ہے۔

باب: القصد فى العبادة وحكمة ذلك

١١٦٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو: إِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَهَكَتْ وَفِي رِوَايَةٍ: وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ. لَاصَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى)). [الصحيحة: ٢٨٥٥]

باب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا اور اس کی حکمت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! تو سارا زمانہ روزے رکھتا ہے اور پوری رات قیام کرتا ہے، اگر تو نے ان اعمال کو جاری رکھا تو تیری آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو لاغر و کمزور ہو جائے گا۔ (یاد رکھ کہ) اس آدمی نے کوئی روزہ نہیں رکھا جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اس طرح کرو کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، یہ پورے مہینے کے روزے ہیں۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو داؤد (علیہ السلام) والے روزے رکھ لو، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب (دشمن سے آمنا سامنا ہو جاتا) تو فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۵۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۵۰۴)، معلقاً بخاری (۱۹۷۹)، مسلم (۱۱۵۹)، نسائی (۲۰۴۱)، مطولاً

ينزع الحسنات من الظالم الصالح

١١٦٧: عَنْ سُلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَجِيءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ، مَايَظُنُّ أَنَّهُ يَنْجُوْ بِهَا، فَلَايَزَالُ يَقُوْمُ رَجُلٌ قَدْ ظَلَمَهُ مُظْلَمَةً فَيُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ، شَيْءٌ، فَيُؤْخَذُ مِنْ سَيِّئَاتِ الْمَظْلُوْمِ فَتُوْضَعُ عَلٰى سَيِّئَاتِهِ)). [الصحيحة: ٣٣٧٣]

نیک ظالم سے نیکیاں چھین لی جائیں گی

سیدنا سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ایسا آدمی آئے گا، جسے یہ امید ہوگی کہ وہ اپنی نیکیوں کے بل بوتے پر نجات پا جائے گا۔ اس نے جن پر ظلم کیا ہوگا، وہ آ کر اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے، حتی کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی، لیکن پھر ایک مظلوم آ جائے گا، اب اس کی اپنی حسنات تو ختم ہو چکی ہیں، لہذا مظلوم کی برائیاں اس کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۳۔ البزار (البحر: ۲۵۲۴)، طبرانی فی الکبیر (۶۱۵۳)، حاکم (۴/ ۵۷۴)

فوائد: مومن و مسلمان کو چاہئے کہ حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہونے دے۔ وگرنہ یہی کمی و بیشی شدید عذاب کا باعث ہوگی۔

باب: ماصح فى ليلة النصف

باب: نصف شعبان سے متعلقہ ثابت شدہ امور

١١٦٨: قَالَ ﷺ: ((يَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ إِلَىٰ خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ، إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ)) رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ: وَهُمْ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبُو مُوسَىٰ الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُوهُرَيْرَةَ، وَأَبُوبَكْرِ الصِّدِّيقُ وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ وَعَائِشَةُ. [الصحيحة:١١٤٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنے مخلوق کی طرف جھانکتے ہیں اور تمام مخلوقات کو بخش دیتے ہیں، ماسوائے شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے۔'' یہ حدیث سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابو ثعلبہ خشنی، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو موسیٰ اشعری، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عوف بن مالک اور سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ١١٤٤۔ السنة لابن ابى عاصم (٥١٢)، ابن حبان (٥٦٦٥)، بيهقى فى الشعب (٦٦٢٨)

فوائد: اس فضیلت کے باوجود ''شب برأت'' کو جاگنا، اور اس میں مخصوص عبادات کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ ہمارے ہاں اس رات میں کیے جانے والے تمام تکلفات، بدعات کے زمرہ میں آتے ہیں۔

تعذيب فى النار من اهل التوحيد

کچھ اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا

١١٦٩: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ، حَتَّىٰ يَكُونُوا فِيهَا حِمَمًا، ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ، فَيَخْرُجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، قَالَ: فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حَمَالَةِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ)).

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، حتی کہ وہ جل جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر اللہ کی رحمت ان کو پالے گی، انھیں نکالا جائے گا، جنت کے دروازوں پر لایا جائے گا، جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے اور ان کا جسم یوں اگے گا جیسے سیلاب کے بہاؤ سے جمع ہونے والے کوڑا کرکٹ (میں بیج سے پودا) اگتا ہے۔ پھر انھیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٤٥١۔ احمد (٣/ ٣٩١)، ترمذى (٢٦٠٠)، هناد فى الزهد (٢٠٦)

الاجتناب من بيان الرؤيا المكروهة

ناپسندیدہ خواب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

١١٧٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ، فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَعْمِدُ الشَّيْطَانُ إِلَىٰ أَحَدِكُمْ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ، ثُمَّ يَغْدُوا يُخْبِرُ النَّاسَ!)) [الصحيحة:٢٤٥٣]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کر دیا گیا اور پھر وہ لڑھک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آ کر خوفناک شکلیں پیش کرتا ہے اور صبح کو لوگوں کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٤٥٣۔ نسائى فى العمل (٩١٣)، ابن ماجه (٣٩١١)، احمد (٢/ ٣٤٤)

فوائد: اس لیے مسنون اور بہتر یہی ہے کہ سوتے وقت تلاوت و اذکار کا اہتمام کیا جائے تا کہ اللہ کی رحمت اور فرشتوں کی نگرانی موجود رہے۔ نیز اگر خواب میں کوئی عبث ولایعنی معاملہ پیش آئے تو اس کو لوگوں میں بیان نہ کرے۔

تحريم سب الدهر

زمانہ کو گالی دینا حرام ہے

۱۱۷۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. اِسْتَقْرَضْتُ عَبْدِي فَلَمْ يُقْرِضْنِي وَشَتَمَنِي عَبْدِي وَهُوَ لَايَدْرِي. وَفِي رِوَايَةٍ وَلَايَنْبَغِي لَهُ شَتْمِي. يَقُوْلُ: وَا دَهْرَاهُ! [ثَلَاثًا] وَأَنَا الدَّهْرُ)).

[الصحيحة:٣٤٧٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے سے قرضے کا سوال کیا، لیکن اس نے مجھے قرضہ نہیں دیا اور میرا بندہ مجھے لاشعوری کیفیت میں گالی دے رہا ہوتا ہے اور اسے یہ زیب نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے: ہائے! افسوس زمانے پر، ہائے! افسوس زمانے پر، (تین دفعہ فرمایا) اور میں زمانہ ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۳۳۴)، حاکم (۱/ ۴۱۸)، احمد (۲/ ۳۰۰، ۵۰۶)، ابویعلی (۶۴۲۶)

بيان فضل اللّٰه و رحمته

اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا بیان

۱۱۷۲: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيْدُ، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَجَزَاؤُهَا مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ، وَمَنْ عَمِلَ قِرَابَ الْأَرْضِ خَطِيْئَةً، ثُمَّ لَقِيَنِي لَايُشْرِكُ بِي شَيْئًا، جَعَلْتُ لَهُ مِثْلَهَا مَغْفِرَةً، وَمَنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اِقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اِقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)). [الصحيحة:٥٨١]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جس نے ایک نیکی کی، اسے دس گنا یا اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا کروں گا اور جس نے ایک برائی کی تو ایک برائی کا ہی بدلہ دوں گا یا وہ بھی معاف کر دوں گا۔ جو زمین کے لگ بھگ گناہ کرنے کے بعد مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا رکھا ہو تو میں اسے اتنی ہی مغفرت عطا کر دوں گا۔ جو ایک بالشت میرے قریب ہوگا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوگا میں دو ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر اس کے قریب ہوں گا اور جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف لپک کر جاؤں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۱۔ مسلم (۲۶۸۷)، ابن ماجہ (۳۸۲۱)، احمد (۵/ ۱۵۳)

فوائد: اس حدیث میں اللہ کی کمال رحمت و بخشش کا ذکر ہے کہ وہ بندے کی حسنات میں تو اجر و ثواب کی شکل میں اضافہ کرتے ہیں لیکن گناہ کی سزا اس کے مطابق ہی رہتی ہے اس میں اضافہ نہیں ہوتا۔

انفاق الليل و النهار لا ينقص شيئًا

رات اور دن میں خوب خرچ کرنا بھی اللہ کے خزانوں

من خزائن الله

میں کوئی کمی نہیں کرتا

۱۱۷۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِينُ اللّٰهِ مَلْأَى، لَا يُغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، أَرَأَيْتُمْ مَاأَنْفَقَ مُذْخَلَقَ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَافِي يَمِينِهِ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضَ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)). [الصحيحة: ۳۵۵۰]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے' ہمہ وقت خرچ کرتے رہنے سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم اس کا اندازہ لگا سکتے ہو' جو کچھ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق (سے لے کر اب تک) خرچ کیا؟ اس سے بھی اس کے دائیں ہاتھ (میں موجود خزانوں میں) کوئی کمی نہ آسکی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے' جسے وہ (کسی کے حق میں) اٹھاتا ہے اور (کسی کے حق میں) جھکاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۰۔ مسلم (۷/ ۹۹۳)' احمد (۲/ ۳۱۳)' بخاری (۴۶۸۴' ۷۴۱۱)' ترمذی (۳۰۴۵)' ابن ماجہ (۱۹۷)

ما يقال من سأل من خلق الله

جس نے سوال کیا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا اس کو کیا کہا جائے

۱۱۷٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُوشِكُ النَّاسُ يَتَسَاءَ لُونَ بَيْنَهُمْ، حَتَّى يَقُولَ قَائِلُهُمْ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ؟ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا: ﴿اللّٰهُ أَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ)). [الصحيحة: ۱۷۸]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قریب ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرنا شروع کر دیں' (وہ سوال کرتے رہیں)' حتی کہ کہنے والا کہے: مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے' مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک پہنچے تو کہنا: ﴿اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں﴾ پھر بائیں طرف تین دفعہ تھوکے اور شیطان سے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) طلب کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۔ ابوداود (۴۷۲۲)' ابن السنی (۶۲۷)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۶۵۳)

(٦) الأَيْمَانُ وَالنُّذُوْرُ وَالْكَفَّارَاتُ

قسموں، نذروں اور کفّارات کا بیان

باب تحريم القول ماشاء الله وما شاء فلان

''جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے'' کہنے کی حرمت

١١٧٥ـ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا تَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)). [الصحيحة:١٣٧]

حضرت حذیفہ ﷺ سے مرفوع روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا، بلکہ کہو جو اللہ نے چاہا پھر جو فلاں نے چاہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۔ ابوداود (۴۹۸۰)، احمد (۵/ ۳۸۴)، بیہقی (۳/ ۲۱۶)، طحاوی فی المشکل (۱/ ۹۰)

باب تحريم الحلف بالآباء

آبا و اجداد کی قسم اٹھانا حرام ہے

١١٧٦ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ رَسُوْلِي إِلٰى مَكَّةَ فَأَقْرِئْهُمْ مِنِّي لَهُمُ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا يَأْمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ: بِغَيْرِ اللّٰهِ وَإِذَا خَلَوْتُمْ، فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلَا تَسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِبَعْرٍ)).

[الصحيحة:٣٩٥٣]

سھل بن حنیف ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: تو اہل مکہ کی طرف میرا قاصد ہے۔ اُن کو میری طرف سے سلام کہہ اور کہنا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں تین چیزوں کا حکم دیتے ہیں، (۱) اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ، اور ایک روایت میں ہے غیر اللہ کی (۲) اور جب تم قضائے حاجت کے لیے علیحدہ ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ پیٹھ (۳) اور ہڈی اور مینگنی کے ساتھ استنجا نہ کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۳۔ حاکم (۳/ ۴۱۲)، احمد (۳/ ۴۸۷)، عبد الرزاق (۱۵۹۲۰)

فوائد: دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم اٹھانا جائز نہیں، شریعت مطہرہ نے غیر اللہ کی قسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ ﷺ کی روایت میں صراحت سے آپ کا ارشاد ہے کہ: (لَاتَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ[ابوداود، نسائی وغیرہ]) اپنے باپوں، ماؤں اور شریکوں کی قسم نہ اٹھاؤ، اگر تم سچے ہو

تو بوقت ضرورت اللہ ہی کی قسم اٹھاؤ۔ قسم اٹھاتے وقت آدمی جس کی قسم اٹھاتا ہے اُس کے متعلق ذہن میں دو طرح کے نظریات ہوتے ہیں۔ (1) قسمِ محبت: یعنی جس کی قسم اٹھاتا ہے، اُس سے پیار محبت بہت زیادہ ہوتا ہے، تو محبت میں قسم اٹھاتے ہوئے کہتا ہے، مجھے تیری قسم، یا مجھے اپنی والدہ کی قسم۔ جیسا کہ اکثر لوگ اپنے پیاروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں، ایسا کرنا بھی درست نہیں۔ (2) قسمِ شرک، آدمی اللہ کے علاوہ کسی غیر کی قسم یہ عقیدہ رکھ کر اٹھائے یہ مجھے نفع ونقصان دے سکتا ہے، تو یہ شرک ہے، اور ایسی قسم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا واضح اور صحیح فرمان ہے (مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ)۔ جس طرح کہ آج کل مریدین اپنے پیروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے احوال پر مطلع ہیں اور ہمیں نفع یا نقصان دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ مزید قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) قسمِ لغو: وہ قسم جو بے مقصد اٹھائی جاتی ہے، بعض لوگوں کا تو تکیہ کلام ہی یہی ہوتا ہے خدا کی قسم، اللہ کی قسم وغیرہ۔ اس قسم پر کفارہ اور گناہ تو نہیں البتہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۲) قسمِ منعقدہ: مستقبل میں کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے مزید تاکید کے لیے اُس پر قسم اٹھانا، اب اگر قسم کے مطابق عمل نہ کیا تو کفارہ واجب ہوگا اور قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ (۳) قسمِ غموس: خرید وفروخت یا کسی دوسرے معاملے میں جان بوجھ کر خلافِ حقیقت قسم اٹھانا، اس پر کفارہ تو نہیں لیکن یہ کبیرہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اہانت کرنے کے برابر ہے۔ جس دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو وہ ایسی حرکت نہیں کرسکتا۔

باب: كراهية الحلف بالامانة

باب: امانت کی قسم کھانے کی ممانعت

١١٧٧ـ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ ﷺ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة: ٩٤]

ابن بریدہ ﷺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحیحة ٩٤- ابوداود (٣٢٥٣)، حاکم (٤/ ٢٩٨)، مطولاً

فوائد: اس کا مفہوم یوں ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مجھے امانت کی قسم ہے یہ غلط ہے کیونکہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات کی اٹھانی چاہیے، جبکہ امانت یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرض ہے جس طرح نماز، روزہ، حج وغیرہ ہیں ان کی قسمیں اٹھانا شریعت میں سخت ممنوع ہیں۔ اسی طرح بتوں کی یا ناجائز چیزوں کی قسم اٹھانا بالاولی حرام ہے۔

نوٹ: قرآن کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے کیونکہ یہ مخلوق نہیں۔ اللہ کی صفت ہے اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اللہ کے ذاتی نام کو چھوڑ صفات کی قسم بھی اٹھا لیا کرتے تھے۔ جس طرح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ﴿كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ ﷺ لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ﴾ نبی کریم ﷺ کی قسم یہ ہوتی نہیں اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ نصوص شرعیہ سے واضح ہوا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ ساتھ اُس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے اور اس کے علاوہ کسی نبی، ولی یا مقدس جگہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔

١١٧٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ أَوْ

عبداللہ بن بریدہ ﷺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی آدمی کے خلاف اُس کی بیوی یا غلام

مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة:٣٢٥] کو بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٢٥۔

فوائد: بیوی کو شوہر کے خلاف برانگیختہ کرنا یہ حد درجہ گناہ ہے اور جو شخص بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکاتا ہے، رسول اللہ نے اُس سے براءت کا اعلان کیا ہے۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان اگر غلط فہمی ہو بھی جائے تو فتنہ پردازی کی بجائے خیر خواہی اور نیک نیتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نیز احادیث میں "فَلَيْسَ مِنَّا" کے الفاظ کئی مرتبہ آئے ہیں، اس موقع پر اس کی مکمل وضاحت ذہن نشین فرمائیں۔"فَلَيْسَ مِنَّا" کا معنی ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ جملہ کسی شخص سے نفرت، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس جملہ کے مفہوم میں چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں کہ "وہ ہم میں سے نہیں" سے کیا مراد ہے؟ کیا ہماری امت میں سے نہیں، سچے کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں، ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا جو لوگ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے ان میں سے نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے حضرات محدثین کرام اور شارحین عظام کی توجیہات و تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔(1)......امام ابن حجر اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہما اللہ سمیت کئی اہل علم فرماتے ہیں کہ "لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ أَهْلِ سُنَّتِنَا وَطَرِيقَتِنَا" "وہ ہم میں سے نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں "وَلَيْسَ المرادُ بِهِ إخراجَهُ عَنِ الدِّيْنِ، اور اس سے مراد کسی آدمی کا دین سے نکلنا نہیں "وَلٰكِنْ فائدةُ إِيْرَادِهِ بِهٰذا اللفظِ المبالغة في الردع عن الوقوع في مثلِ ذلك" اور ان الفاظ کے بولنے کا فائدہ ڈانٹ اور ممانعت میں زیادتی و مبالغہ ہے تاکہ اس طرح کے کاموں میں کوئی نہ پڑے۔ (2)......اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ "فَلَيْسَ مِنَّا أَيْ لَيْسَ عَلٰى دِيْنِنَا الكامِلِ" "وہ ہم میں نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں۔ یعنی اس کا دین غیر مکمل اور ناقص ہے۔(3)......کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ "لَيْسَ مِنَّا اى لَيس من ادبنا اوليس مِثْلَنَا" "وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے ادب پر نہیں یا وہ ہماری طرح نہیں۔ محدث کبیر حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ "كَانَ يَكْرَهُ الخوضَ في تاويله ويقول: "يَنبغِي أَنْ يُمْسَكَ عَنْ ذلك لِيَكُونَ أَوْقَعَ فِي النُّفُوْسِ وَأَبْلَغَ فِي الزَّجْرِ" [1] اس طرح کی تفسیر (جو اوپر لکھی گئی ہیں) کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی تاویل سے رک جانا بہتر ہے تاکہ وہ دلوں میں زیادہ اثر کر اور زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ میں زیادہ مبالغہ آمیز ثابت ہو۔ قارئین کرام! یہ موقف اگرچہ درست ہے کہ اس جملہ کے بولنے سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دائرہ اسلام میں ہی رہتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ مکمل مسلمان نہیں، اس کا اسلام ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ سخت گنہگار، نافرمان اور باغی ہے۔ آپ اس جملے کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی باپ کہے اگر میرے بیٹے نے فلاں کام کیا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یعنی اپنے کئے کا وہ خود ذمہ دار ہے اور میری شفقت، توجہ اور تعاون سے مکمل محروم ہے۔ یہ جملہ اگر باپ بیٹے کے متعلق کہے تو یہ اس بیٹے کے لئے مرجانے کا مقام ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی کہ باپ اُس سے حد درجہ بیزار اور تنگ ہے اور اس کا بیٹا نافرمان، سرکش اور باغی ہے۔

یاد رکھیں! یہی جملہ اگر رحمۃ للعلمین کہیں اور اس کا مصداق کوئی شخص ٹھہر جائے تو ایسے شخص کا ایمان بھی خطرے میں ہے اور روزِ حشر اس کی شفاعت بھی مشکل ہوگی۔ لہٰذا جن کاموں سے نفرت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کرنے والوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کیا ہے ان کو فوراً چھوڑ دیں اور اپنے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کے مکمل مطیع اور فرماں بردار بن جائیں۔

اليمين المكذوبة تمحق البركة — جھوٹی قسم برکت کو ختم کر دیتی ہے

١١٧٩۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ — ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم سودا بیچنے

اللّٰہِ ﷺ : ((اَلْيَمِينُ الْكَاذِبَةُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ. وَفِي لَفْظٍ: لِلْبَرَكَةِ.))

والی ہے، کمائی مٹا دینے والی ہے۔ اور ایک روایت کے لفظ ہیں: "برکت مٹا دینے والی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ٣٣٦٣۔ احمد (٢/ ٢٣٥، ٢٤٢، ٢٤٢)، ابونعیم فی الحلیة (٩/ ٢٣٣)، ابن حبان (٤٩٠٦)، بخاری (٢٠٨٧)، ومسلم (١٦٠٦)، من طریق آخر عنه

فوائد: آج کل بڑے تاجر سے لے کر چھوٹے دکاندار تک اکثر لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ اگر جھوٹ نہ بولیں، جھوٹی قسم نہ اٹھائیں تو کچھ بکتا نہیں، بچتا نہیں۔ یہ سوچ لیے کاروباری حضرات نہ جانے کتنی جھوٹی قسموں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا کر گھر پہنچتے ہیں اور اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح سامان فروخت بھی کر لیا تو برکت سے محروی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف نحوست ہی نحوست ہے۔ باوجود بچت کے پوری نہیں پڑتی۔ یاد رہے! ایسی بچت اور منافع میں کبھی خیر و برکت نہیں ہو سکتی، جس کی بنیاد جھوٹی قسموں پر ہو۔

اثم یمین المکذوبة

جھوٹی قسم کا گناہ

١١٨٠۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٣٣٦٤]

ابوامامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کے مال پر قبضہ کیا اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا جس کو قیامت تک کوئی چیز نہیں مٹا سکے گی۔

تخریج: الصحیحة ٣٣٦٤۔ حاکم (٤/ ٢٩٤)، طبرانی فی الکبیر (٨٠١)، الحارث فی مسنده کما فی اتحاف الخیرة (٦٦٣٠)

کفارة النذر کفارة الیمین

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے

١١٨١۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ يَمِينٌ، كَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِينٍ)). [الصحيحة:٢٨٦٠]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، نذر قسم ہی ہے، اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢٨٦٠۔ احمد (٤/ ١٤٩، ١٥٦)، طبرانی فی الکبیر (١٧/ ٣١٣)، رویانی فی مسنده (٢٥٤)

فوائد: قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔

باب انما النذر ما ابتغی به وجه اللّٰه

نذر تو بس وہی ہے کہ جس سے اللہ کی رضا تلاش کی جائے

١١٨٢۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)).

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر وہی ہے جس سے اللہ کی رضا کو تلاش کیا گیا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۹۔ بیھقی (۱۰/ ۶۷)، احمد (۲/ ۱۸۳)، طبرانی فی الاوسط (۱۴۳۲)

فوائد: نذر یہ ہے انسان اپنے اوپر کوئی ایسی بات لازم کرلے جس کو شریعت نے لازم قرار نہیں دیا، اس کو مَنّت ماننا بھی کہتے ہیں، دین میں نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، جس طرح کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ) ضرور وہ اپنی نذروں کو پورا کریں۔ نذر دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) نذرِ تَبرّر: جس میں نیک عمل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔ مثلاً آدمی کہے۔ اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں عمرہ کے لیے جاؤں گا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ شفا دے دے اور آدمی کے پاس استطاعت بھی ہو تو اُس کو اپنی نذر پوری کرتے ہوئے عمرہ کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ (۲) نذرِ معصیت: کسی فضول یا ناجائز کام کی نذر مان لینا مثلاً کوئی آدمی کہے اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں بھنگڑا ڈالوں گا یا پیدل چل کر فلاں قبر پر جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی نذروں کو پورا کرنے کی شریعت میں قطعاً کوئی اجازت نہیں۔ انسان کو بحیثیت مسلمان ایسے بے سود اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لا نذر فيما لا يملك ولا في معصية

نافرمانی اور جس چیز کا مالک نہیں ہے اس میں نذر نہیں

۱۱۸۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: أَنَّ امْرَأَةَ أَبِي ذَرٍّ جَاءَتْ عَلَى (الْقَصْوَاءِ) رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى أَنَاخَتْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نَذَرْتُ لَئِنْ نَجَّانِيَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لَآكُلَنَّ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا! قَالَ: ((بِئْسَمَا جَزَيْتِيهَا! لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا، إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ۳۳۰۹]

عبداللہ بن عمر بن والعاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی سواری قصواء پر بیٹھ کر آئی یہاں تک کہ اُسے مسجد کے پاس بٹھا دیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے نذر مانی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر مجھے نجات دے دی تو میں اس کے جگر اور کوہان سے ضرور کھاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت برا بدلہ تو نے اس کو دیا۔ یہ نذر نہیں ہے۔ نذر صرف وہی ہے جس سے اللہ کی خوشنودی کو تلاش کیا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۹۔ بیھقی (۱۰/ ۷۵)، وانظر الحدیث المتقدم

فوائد: اس حدیث میں بھی جذبات میں آ کر فضول نذر ماننے کی تردید ہے۔

۱۱۸۴۔عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ (بِبُوَانَةَ) فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ (بِبُوَانَةَ) فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟)) قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ)).

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ ''بوانہ'' مقام پر اونٹ نحر کرے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے ''بوانہ'' مقام پر اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا دورِ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت وہاں تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو......؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں، اُن کی عیدوں میں سے کوئی عید منائی جاتی تھی......؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرنا اور نہ ہی قطع رحمی میں اور نہ ہی

[الصحيحة: ٢٨٧٢] ایسے کام میں کہ جس کی ابن آدم طاقت نہیں رکھتا۔

تخریج: الصحیحة ٢٨٧٢۔ ابو داود (٣٣١٣)' طبرانی (١٣٤١)

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے واضح ہوا کہ خانقاہوں، درباروں، مزاروں اور بت خانوں پر جا کر جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا بالکل ناجائز ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے بڑی صراحت سے پوچھا کہ کیا بوانہ جگہ پر کوئی بت خانہ تو نہیں یا میلوں میں سے کوئی میلہ تو وہاں نہیں منعقد ہوتا۔ جب آپ ﷺ کو نفی میں جواب ملا تو آپ ﷺ نے پھر نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ اب جو لوگ عرس والے دن کا انتظار کرتے ہیں اور پھر مزاروں پر غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں' یہ سب باتیں شرک کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اللہ ہمیں دینِ حنیف کے مطابق عقیدہ کی درستی نصیب فرمائے۔

باب اقسام النذر

نذر کی قسمیں

١١٨٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ، فَلَا وَفَاءَ فِيْهِ، وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ)). [الصحيحة: ٤٧٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: نذر دو قسم کی ہوتی ہے۔(١) جو نذر اللہ کے لیے ہو تو اس کا کفارہ اس کو پورا کرنا ہے۔(٢) اور جو شیطان کیلئے ہو تو اس میں وفا نہیں ہے اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔

تخریج: الصحیحة ٤٧٩۔ ابن الجارود فی المنتقی (٩٣٥)' بیهقی (١٠/ ٧٢)

ان النذر لا يعني في القدر شيئاً

بلاشبہ نذر تقدیر میں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی

١١٨٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَايَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ بِشَيْءٍ لَمْ أُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ، وَلٰكِنَّهٗ شَيْءٌ أَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ يُؤْتِيْنِي عَلَيْهِ مَالَايُؤْتِيْنِي عَلَى الْبُخْلِ وَفِي رِوَايَةٍ: مَالَمْ يَكُنْ آتَانِي مِنْ قَبْلُ)). [الصحيحة: ٤٧٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: نذر آدم کے بیٹے کو کوئی چیز نہیں دلاتی، جو میں نے اس کیلئے مقدر نہیں کی۔ نذر ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے میں بخیل سے مال نکالتا ہوں۔ وہ اس کے ذریعے مجھے (مال) دیتا ہے جو وہ بخل کی وجہ سے نہیں دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے جو اس نے اس سے پہلے نہیں دیا۔

تخریج: الصحیحة ٤٧٨۔ احمد (٢/ ٢٤٢)' حمیدی (١١١٢)' نسائی (٣٨٣٥)' بخاری (٦٦٩٤)' مسلم (٧/ ١٦٤٠)' ابو داود (٣٢٨٨)' ابن ماجه (٢١٢٣)

فوائد: بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ (لَاتَنْذِرُوْا فَإِنَّ النَّذْرَ لَايُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا) نذر نہ مانو کیوں کہ نذر تقدیر کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اس حدیث کی بنا پر بعض اہل علم نے نذر ماننے کو مکروہ قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: نذر اگرچہ عبادت ہی کی کیوں نہ ہو مکروہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے نذر کے متعلق فرمایا کہ (اِنَّهٗ لَمْ يَأْتِ بِخَيْرٍ) وہ کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ بہر حال دیگر نصوص کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یہی بات صحیح ہے کہ حسبِ طاقت نیک عمل کی نذر ماننا جائز ہے۔

لا وفاء لنذر فی المشقة

۱۱۸۷۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِي قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِيَ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً، فَأَتَى عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هٰذِهِ؟)) قَالُوا: نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً! فَقَالَ: ((مُرُوْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ [وَلْتَحُجَّ]، [وَلْتُهْدِ هَدْياً])).

[الصحيحة: ۲۹۳۰]

مشقت والے امور میں نذر پوری نہیں کی جائے گی

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے......؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۰۔ طحاوی (۲/ ۷۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۲۰)

فوائد: آج کل بھی "عاشقانِ اولیاء" میلوں کا سفر ننگے پاؤں درباروں تک کرنے کی نذریں مانتے ہیں۔ کئی سائیکلوں پر سوار ہو کر حاضری کی منت مانتے ہیں جبکہ اس طرح کی نذریں ماننا قطعاً جائز نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت اور جان بوجھ کر ایسی سختی میں ڈالنے کی بات ہے، جس کا کوئی حاصل نہیں اور یہ عیسائیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے، وہ بھی اپنے میلوں پر ننگے پاؤں حتیٰ کہ گھسٹ کر جانے کی منتیں مانتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف اس طرح جانے کی اجازت نہیں دی تو کسی دوسری جگہ اس طرح جانے کی منت ماننا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

لا يقسم لاحدٍ بتاويل الرؤيا

۱۱۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ بِالسَّمْنِ وَالْعَسَلِ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ فَانْقَطَعَ، ثُمَّ وُصِلَ۔ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعُنِّي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ((أُعْبُرْهَا)) قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ: فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ، فَالْقُرْآنُ

خواب کی تعبیر کے لیے کسی کو قسم نہ دی جائے گی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اُس نے کہا میں نے رات کو خواب میں ایک سائبان دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اُس سے چلو بھر کر لے رہے تھے، کچھ زیادہ کچھ تھوڑا اور جبکہ ایک رسہ زمین سے آسمان تک پہنچ رہا تھا میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر اس کو دوسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ گیا، پھر اس کو تیسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ اوپر چڑھ گیا، پھر اس کو ایک آدمی نے پکڑا پس وہ رسا ٹوٹ گیا، پھر جڑ گیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ مجھے اجازت دیں، میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا

حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، فَالْحَقُّ الَّذِى أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهُ فَيَعْلُوْ بِهِ، فَأَخْبِرْنِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِى أَنْتَ! أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((**أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا**)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّىْ بِالَّذِى أَخْطَأْتُ، قَالَ: ((**لَاتُقْسِمْ**)). [الصحيحة:۱۲۱]

تو اس کی تعبیر بیان کر۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سائبان اسلام ہے اور جو اس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن اور اس کی مٹھاس ٹپک رہی تھی۔ پس قرآن سے کچھ زیادہ حصہ لینے والے تھے اور کچھ کم اور جو آسمان سے زمین تک پہنچنے والا رسہ ہے پس وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے ذریعے سربلند فرمائے گا۔ پھر اس کو ایک آدمی پکڑے گا وہ بھی اس کے ساتھ بلندی پر فائز ہوگا، پھر اس کو ایک دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر اس کو تیسرا آدمی پکڑے گا، پس وہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس کو جوڑا جائے گا، پس وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ مجھے بتلایئے میں نے صحیح تعبیر کی ہے یا غلط؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ صحیح اور کچھ غلط۔ ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم! آپ مجھے میری غلطی ضرور بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر قسم نہ دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۔ بخاری (۷۰۴۶)، مسلم (۲۲۶۹)، ابوداود (۳۲۶۸، ۴۶۳۲)، ترمذی (۲۲۹۳)، ابن ماجہ (۳۹۱۸)

فوائد: غالباً رسے سے مراد خلافت تھی اور تیسرے آدمی پر آکر رسہ ٹوٹنا یہ سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد پھر اختلاف وانتشار کا آغاز ہوا، اور دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے درمیان فسادات کرانے کا بھرپور موقع ملا۔